يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا

الحمد للہ والمنہ کہ یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ ایسے نئے طرز پر ہے جس میں اولو العزم انبیاء علیہم السلام خلفاء اربعہ صحابہ کرام وائمہ اربعہ دیگر بزرگان صوفیاء عظام وسلاطین عام مشاہیر کے سلاسل مع صحیح حالات تاریخی اس طریقے سے درج ہیں کہ موجودہ تاریخ تک نسل کا منتہی دکھا دیا گیا ہے۔ سادات حسنی حسینی زینبی علوی عباسی شیوخ و انصاری اسرائیل مغل افغانان مرزایان وغیرہ جسقدر مشہور اقوام ہیں سبکی آباواجداد کی مکمل سوانح اور سلسلے عبارت سے موجودہ آئندہ نسلوں کا

ماہ رجب ۱۳۳۵ھ

مرآۃ الانساب

ماہ [illegible] اپریل ۱۹۱۷ء [illegible]

ہونیکی وجہ سے سب کا مکمل نسب نامہ ہے اور ہو سکتا ہے

جسکو حسب فرمایش سرکار والا تبار عالیجناب محمد عبد الواجد علیخاں صاحب بہادر رئیس ہانسی ضلع حصار شہر جاگیردار مجسٹریٹ ممبر کونسل راجپوتو جناب مولانا مولوی ضیاء الدین احمد صاحب علوی نقشبندی مجددی وکیل امروہی نے مرتب و تالیف کیا

اور باہتمام حافظ عبد الکریم

مطبع رحیمی منشی محمد عبد الرحیم واقع برلب بازار جیتپور میں طبع ہو کر شائع ہوا

ناشر
ڈاکٹر محمد عبد الرحمن غضنفر
مؤسس ومدیر

الرحیم اکیڈمی

اے ۷/۱۷ اکرام آباد، لیاقت آباد، کراچی۔
موبائل: ۰۳۲۲_۲۸۶۷۴۸۰

باسمہ الاعلیٰ

وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ

اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمان و زمین میں گزرتے ہیں ان پر اور وہ ان سے منہ پھیرتے ہیں

مراۃ الانساب

للمحمد ضیاء الدین احمد العلوی

امروہی

مع اضافہ تذکرہ رحیمی

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ

سو جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہیں وہ ... باغ میں

ناشر
ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غضنفر
مؤسس و مدیر

الرحیم اکیڈمی

اے ۷/۱۷ اکرام آباد، لیاقت آباد، کراچی۔
موبائل: ۰۳۲۲-۲۸۶۷۴۸۰

نام کتاب:............ مرأۃ الانساب

تالیف:...... مولانا ضیاء الدین علوی امروھویؒ۔

مع اضافہ...... (تذکرۂ رحیمی) از مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی۔

ناشر:.......... ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر 0322-2867480

مؤسس ومدیر:...... الرحیم اکیڈمی A 7/7 اکرم آباد لیاقت آباد کراچی، پاکستان۔

مطبع:...... قریشی آرٹ پریس ناظم آباد کراچی۔

سنہ طباعت:...... ۵ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ ۲۵ دسمبر ۲۰۰۹ء

تعداد:...... ۱۰۰۰

قیمت:...... ۳۰۰ روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ سلطان عالمگیر ۵ لوئر مال اردو بازار لاہور	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔
میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔	مکتبہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی۔
دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔	مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی۔
علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی۔	اقبال بک سینٹر صدر کراچی۔
عباسی کتب خانہ جونا مارکیٹ کراچی۔	مکتبہ اصلاح وتبلیغ، حیدرآباد۔
ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی۔	حاجی امداد اللہ اکیڈمی حیدرآباد۔
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی۔	حقانی کتب خانہ، لاڑکانہ۔
مکتبہ قاسمیہ بنوری ٹاؤن کراچی۔	مکتبہ امدادیہ سکھر۔
مکتبۃ القرآن بنوری ٹاؤن کراچی۔	مکی دارالکتب اردو بازار لاہور۔
مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔	دارالکتاب عزیز مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور۔
مکتبہ بیت القلم، اسلام آباد۔	بخاری اکیڈمی، فیصل آباد۔

المیزان۔ ناشران وتاجران، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

''مرأۃ الانساب اردو'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء علیہم السلام، خلفاء راشدین اور اولیاء کرام کے شجرۂ نسب کی جامع کتاب ہے، جو ''۱۳۳۵ھ۔1917ء'' کی تالیف ہے۔ یہ کتاب ۹۰ برس پہلے ''رحیمی پریس'' سے شائع کی گئی تھی اور ابا میاں کی خوش نصیبی تھی کہ اس کتاب کی کتابت کا قرعۂ فال ان کے نام نکلا، اور ابا میاں کو انبیاء و خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل و اولاد کا نسب نامہ لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

دوسری خوش نصیبی یہ ہے کہ اسے رحیمی پریس سے چھاپنے کا سہرا بھی انھی کے سر بندھا۔

تیسری بات خوشی کی یہ ہے کہ ''مرأۃ الانساب'' جیسی علمی کتاب جے پور جیسے غیر علمی شہر میں بزبان اردو شائع کی گئی۔

چوتھی یہ کہ ''مرأۃ الانساب'' اپنے موضوع کی سب سے پہلی اور اب تک غالباً آخری کتاب ہے جیسے راجپوتانہ جے پور میں اشاعت پذیر ہونے کا موقع ملا۔

رحیمی پریس غالباً (اس زمانے میں) کسی مسلمان کا قائم کردہ پہلا پریس تھا، جہاں سے اردو و فارسی کی متعدد کتابیں شائع ہوئیں، منجملہ ''مرأۃ الانساب'' اردو بھی ہے۔ جو حنائی اور سفید دو رنگوں میں پندرہ ۱۵ ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی، جس کے بیشتر نسخے نواب صاحب نے خرید کر اہل علم کو تحفے میں دیئے۔ اس طرح کتاب ہاتھوں ہاتھ نکل گئی اور ۱۹۴۷ سے ہی اس کے نسخے نایاب ہو گئے اور جب سے اب تک اس کی دوبارہ اشاعت نہ ہو سکی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ ابا میاں کے سب سے چھوٹے بیٹے ''برادر عزیز ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر مدیر ''الرحیم اکیڈمی کراچی'' سے اسے دوبارہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ الرحیم اکیڈمی کو حسن قبول کی نعمت سے سرفراز فرمائے، میرے والد کے اس قلمی شاہکار کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آمین۔

ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ۔ ۲۰۱۰ء

ہو الکبیر المتعال

ای ہمہ کاری تو قضیت قل ہو اللہ احد

وی ہمہ سبحان تن و جان تو اللہ الصمد

لم یلد یار و لم یولد ہا ہست جاوید گم

لم یکن با صحبت تو حافظا کفوا احد

بکلک سیہ کار عبدالرحیم
۵ محرم ۱۳۵۹ھ

مرشدی و مولائی والدِ محترم محمد عبدالرحیم خاطر جیپوری رحمہ اللہ المتوفی ۱۸ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ بمطابق ۲۴ جنوری ۱۹۵۴ء کراچی

مراۃ الانساب کا ایک نادر قلمی نسخہ

از

کنور محمد اعظم علی خان خسرویؒ نبیرہ نواب محمد عبدالواجد خانؒ

محمد عبدالواجد علی خان، خلیفہ مجاز حضرت ضیاء معصوم نقشبندی مجدّدی رئیس بڈھانسی (ضلع بلندشہر۔ یوپی) جاگیردار ٹھکانہ جگر (نظامت پنڈون، ریاست جے پور) جب بار بار کے مسلسل اصرار کے بعد آخر کار ریاست جے پور کی سپریم جوڈیشنل کونسل کی ممبری سے سبکدوشی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے تو تیسری بار حج کے سفر کی [illegible] کرلی۔ کیونکہ کچھ عرصہ قبل ہی یکم ستمبر ۱۹۰۸ء کو حجاز ریلوے کا افتتاح ہو چکا تھا اس لئے ارادہ یہ ہوگیا کہ اس بار مدینہ منورہ میں حاضری اور سعادت حج حاصل کرنے سے پہلے عراق وشام وغیرہ میں مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوجائے چنانچہ ایام حج سے گیارہ ماہ قبل ہی ۷ر محرم ۱۳۲۷ھ (۳۰ر جنوری ۱۹۰۹ء) کو اپنے بہت سے متعلقین ومتوسلین واحباب کو (اپنے خرچ پر) ساتھ لے کر جے پور سے نکل کھڑے ہوئے اور بمبئی سے جرمن جہاز "بلڈ ونیا" پر سوار ہوکر عدن، پورٹ سعید اور یافا ہوتے ہوئے ۲ر اپریل ۱۹۰۹ء (۱۱ر ربیع الاوّل ۱۳۲۷ھ) کو بیت المقدس پہنچ گئے۔ جہاں ان دنوں باوجود شدید سردی کے بڑا اجتماع تھا، کیونکہ وہی زمانہ عیسائیوں کے مذہبی اجتماع کا بھی تھا اور یہودی بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جشنِ ولادت منانے کے لئے ہر طرف سے آئے ہوئے تھے۔

۳۰ر اپریل ۱۹۰۹ء تک اس علاقہ میں رہ کر انبیائے کرام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیز علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت مریمؑ (حضرت راحلہؓ (والدہ حضرت یوسف علیہ السلام) اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوعبداللہؓ، حضرت عکاشہؓ، حضرت سلمان

فارسیؓ اور اولیائے کبار حضرت ابراہیم بن ادھمؒ وحضرت شبلیؒ کے مزارات مقدسہ اور کوہِ طور سینا اور قید خانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی۔ اس کے بعد خلیل الرحمٰن سے تقریباً دو کوس پر حضرت لوط علیہ السلام کے مزار اور پھر دیگر زیارتوں کا ارادہ تھا کہ رات دس بجے سلطان عبدالحمید کی معزولی اور سلطان محمد رشاد خامس کی سربراہی کا اعلان ہوا۔ لہٰذا اس اندیشہ کی بناء پر کہ نہ جانے اس انقلاب سے کیا بدامنی پیدا ہو جس کے نتیجے میں راستے مخدوش ہو جائیں یا حجاز ریلوے بند ہو جائے، مزید زیارتوں کا ارادہ ملتوی کر دیا اور یکم مئی ۱۹۰۹ء کو نابلس بیسان کے اسٹیشن سے ریل میں سوار ہو کر دمشق پہنچ گئے۔ جہاں دیگر انبیاء کرام حضرت ذوالکفل علیہ السلام ویحییٰ علیہ السلام اور صحابہ عظام حضرت بلال رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ، جعفر طیار رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، معاویہ رضی اللہ عنہ، مساعد رضی اللہ عنہ اور ہریمع رضی اللہ عنہ اور امہات المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا وام سلمہ رضی اللہ عنہا اور افراد ذریات رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہا حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا، اور عبداللہ بن زین العابدین رضی اللہ عنہ اور اولیائے کبار، حضرت بہلولؒ دانا، شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ، خالد کردی، عبدالغنی نابلسی، واسماعیل کردی اور سر مبارک حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دمشق سے روانہ ہو کر، ۷ ارمئی ۱۹۰۹ء کو مدینہ منورہ پہنچے، جہاں ۲۳ رشوال المکرم ۱۳۲۷ھ تک قیام کر کے مکہ مکرمہ تک آئے جہاں تیسری بار حج کی سعادت حاصل کر کے ہندوستان کے سفر پر روانہ ہو گئے۔

۷ ار اپریل ۱۹۱۰ء کو ساڑھے چودہ مہینے بعد، جے پور واپس پہنچ گئے۔

مدینہ منورہ کے دوران قیام میں ان کی ملاقات حسن اتفاق سے حاجی محمد اسماعیل بخاری خوش نویس سے ہوئی جو وہاں کتب خانہ سلطانی میں شعبہ مخطوطات کے انچارج تھے، کتب خانہ میں ایک مستند و مکمل شجرہ حضرت آدم علیہ السلام سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کا موجود تھا، جس کی نقل بخاری صاحب نے اپنے لئے کر رکھی تھی اس کا ذکر انہوں نے واجد علی خان سے کیا تو مؤخر الذکر نے کمال اشتیاق ظاہر کر کے اس کی ایک نقل جلد از جلد عطا کرنے کی بہ اصرار درخواست کی، کیونکہ روانگی میں تھوڑے ہی دن رہ گئے تھے۔ بخاری صاحب نے شب و روز محنت کر کے صرف تین دن میں اس کی ایک انتہائی خوشخط نقل بہتر (۷۲) فٹ طویل کاغذ پر کر کے اور اس کا مقابلہ کتب خانہ کے اصل شجرہ سے کر کے واجد علی خان کے حوالہ کر دی۔ جو اسے جے پور لے آئے، جہاں آکر انہیں خیال ہوا کہ اس شجرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیگر انبیائے کرام واصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم واولیائے کبار وعلمائے عظام اور ہندوستان و دیگر قریبی ممالک کے مقتدر

مسلمانوں کے سلاسل انساب بھی اس میں شامل کئے جائیں اور آخر میں بطور ضمیمہ خود اپنے (لال خانی راجپوت) خاندان کا شجرہ بھی لکھ دیا جائے۔ چنانچہ اس مہم پر مولوی سید عبدالقادر ٹونکی اور مولوی حاجی ضیاء الدین احمد امروہی کو مستقل مہمان رکھ کر مامور کر دیا۔

حسن اتفاق سے اسی زمانہ میں بخاری صاحب مذکور بھی مدینہ منورہ سے ہندوستان کی طرف تشریف لائے۔ اور جے پور میں کافی طویل عرصہ واجد علی خان کے مہمان رہے۔ جس سے اس سلسلہ میں کافی مدد ملی کیونکہ ان کی یادداشت بہت قوی تھی اور ان کے ذہن میں بہت سے مشہور سلاسل جو مدینہ منورہ کے شاہی کتب خانہ میں تھے تقریبا محفوظ تھے۔ مولوی سید عبدالقادر ٹونکی تو کچھ عرصہ کے بعد ملازم ہو کر بنگال روانہ ہو گئے اور بخاری صاحب بھی واپس مدینہ منورہ چلے گئے، لہٰذا تنہا مولوی حاجی ضیاء الدین احمد امروہی نے رات دن کی جانفشانی اور دقت نظر سے مطلوبہ تمام سلاسل کو تاریخ واحادیث وسیر کی مذکورہ ذیل بہتر (۷۲) کتابوں سے تحقیق وتدقیق کر کے ۳۰ر اپریل ۱۹۱۷ء کو (تقریبا سات سال کی محنت شاقہ کے بعد) مکمل کر لیا اور اس مجموعہ سلاسل کا نام "...الانساب" رکھا گیا۔ اس میں مجموعی طور پر چار ہزار پچپن (۴۰۵۵) سلاسل ہیں، جن میں سے اٹھاون (۵۸) انبیاء کرام کے، چھیانوے (۹۶) خلفائے راشدین وصحابہ کرام کے، ستاون (۵۷) امہات المومنین وصحابیات کے، ایک سو ستر (۱۷۰) مشاہیر بزرگان دین اولیا، وعلماء کے اور باقی تین ہزار چھ سو چوہتر (۳۶۷۴) ہندوستان وایران اور افغانستان وترکی اور بلاد عرب کے دیگر معروف ومشہور دنیاوی یا دینی وجاہت رکھنے والے خاندانوں خال زادوں کے ہیں۔ اس کی تدوین وتصدیق کے لئے جن بہتر (۷۲) ماخذ سے استفادہ کیا گیا ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) صحیح بخاری (۲) تفسیر کبیر (۳) تفسیر ابن السعود (۴) مواہب لدنیہ (۵) تفسیر قادری (۶) سیرۃ الحلبی (۷) تاریخ الخلفاء (۸) اصابہ فی تمیز الصحابہ (۹) مکتوبات امام ربانی (۱۰) تاریخ کامل ابن کثیر (۱۱) تاریخ ابن خلدون (۱۲) مروج الذہب (۱۳) معادن الجواہر (۱۴) سبائک الذہب (۱۵) روضۃ الاحباب (۱۶) روضۃ الاصفیا (۱۷) خصائل کبریٰ (۱۸) نشر الطیب (۱۹) سیر الحبیب (۲۰) سرور المحزون (۲۱) انوار الاذکیا (۲۲) تاریخ عالم (۲۳) نفحات الانس (۲۴) آداب المریدین (۲۵) جواہر فریدی (۲۶) فلاح (۲۷) ابن خلکان (۲۸) مقدمہ ابن خلدون (۲۹) تاریخ اسلام (۳۰) قرۃ العیون شرح سرور المحزون (۳۱) ناسخ التواریخ (۳۲) نخبۃ التواریخ (۳۳)

تاریخ افغانستان (۳۴) امیر نامہ (۳۵) تاریخ بھوپال (۳۶) صولت افغانی (۳۷) اکبر نامہ (۳۸) آئینِ اکبری
(۳۹) حدائق الحنفیہ (۴۰) نسب نامہ انصاریان (۴۱) تاریخ روم (۴۲) احوال علمائے فرنگی محل (۴۳) عمدۃ الطالب
(۴۴) طبقات ناصری (۴۵) سیرۃ النبی ﷺ (۴۶) شجر العالم۔ (۴۷) عرائس القصص (۴۸) سرّ الشہادتین (۴۹)
جوامع الحکایات (۵۰) بحر الانساب (۵۲) کنز الانساب (۵۳) خلاصۃ التواریخ قلمی (۵۴) شجرہ قلمی، مدینہ منورہ
اس کتاب کی وجہ تالیف ہے (۵۵) فصول مسعودیہ (۵۶) مقامات سعدیہ (۵۷) ترغیب الترہیب (۵۸) مشکوۃ
المسانیخ (۵۹) سید الاقطاب (۶۰) تیسیر شرح جامع صغیر (۶۱) مخارج الولایت (۶۲) منتخب التواریخ (۶۳) مراۃ
المداری (۶۴) سید المشائخ (۶۵) تاریخ دکن (۶۶) اسراریہ (۶۷) مقاصد العارفین فیض (۶۸) اشرف نامہ (۶۹)
تاریخ بلندشہر (۷۰) مرقع فیض (۷۱) تاریخ راجستھان از ٹاڈ (۷۲) تاریخ برن۔

اس کتاب کی تدوین وتحریر کے لئے واجد علی خان نے ۷/اپریل ۱۹۱۰ء سے ۳۰/اپریل ۱۹۱۷ء تک مولوی ضیاء الدین احمد امروہوی کو وقتاً فوقتاً مہینوں اپنا مہمان رکھ کران کے جملہ مصارف بھی برداشت کئے اور انہیں تحقیق وتدقیق کے سلسلہ میں ہندوستان بھر کے مختلف کتب خانوں میں جہاں جہاں جانا پڑا اس کے اخراجات بھی۔ جو ماہانہ رقم سات سال تک بطور حق المحنت دیتے رہے وہ الگ ہے۔ تکمیل تحریر کے بعد اس کی کتابت کے لیے بے پور کے بہترین وگراں ترین خوش نویس خطاط محمد عبدالرحیم (سابق پروفیسر اسلامی یونیورسٹی بہاول پور وحال مجلس دعوت تحقیق اسلامی، کراچی سے منسلک مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کے والد گرامی مرحوم) کی خدمات حاصل کی گئیں اور ان ہی کے ''مطبع رحیمی'' واقع ترپولیہ بازار، جے پور میں ایک سو اٹھاسی (۱۸۸) صفحات میں جہازی سائز ودبیز حنائی اور گلابی کاغذ پر طبع کرائی۔ مولوی معین الدین اجمیری نے اپنی کتاب ''حیوۃ طیبہ'' (جو واجد علی خان کا تذکرہ ہے) میں تحریر کیا ہے کہ ''مراۃ الانساب'' کی طباعت پر تقریباً دو ہزار روپے صرف ہوئے۔ طباعت کے بعد اس کے تمام نسخے واجد علی خان نے مولوی ضیاء الدین احمد کو اس شرط پر فروخت کے لئے دے دیئے کہ جو نفع ہو خود رکھیں اور اصل لاگت واپس کردیں۔ احباب واعزا وہندوستان کے مختلف شہروں کے کتب خانوں کو تحفۃً دینے کے لئے جو نسخے درکار تھے وہ مولوی صاحب نے اسی قیمت پر خرید لئے جس پر وہ دوسروں کو فروخت کرتے تھے، اس مجموعۂ سلاسل میں ہر نام ایک علیحدہ قسم کے دائرے میں تحریر ہے، جو بہ اعتبار موسوم کی حیثیت ووجاہت دینی یا دنیاوی تیرہ (۱۳) مختلف اقلیدسی اشکال کے ہیں، جو اللہ بخش نقاش کے فنکارانہ حسن کے مظاہر ہیں۔ اس کی طباعت بہ اہتمام حافظ محمد عبدالکریم مہتمم

شمس الدین مذکورۂ بالا مطبع رحیمی میں ہوئی۔

اب اس کتاب کے اس گمشدہ نادر قلمی نسخہ کا ذکر کرنا مقصود ہے جو اس تحریر کا محرّک ہے اور جسے واجد علی خان نے خود اپنے لئے تیار کرایا تھا، اس کا ہر ورق انتہائی دبیز وسفید براق، دونوں رخ سے مصفیٰ (گلیزڈ) امپورٹڈ آرٹ پیپر کی ۳۰×۲۰ سائز کی پوری شیٹ کا تھا۔ مولوی عبدالرحیم خطاط اور اللہ بخش نقاش نے اس پر اپنا اپنا پورا فن صرف کردیا تھا۔ پورے سرورق کے علاوہ ہر ورق کے چاروں طرف ایک ایک انچ عریض حاشیہ میں مختلف موٹے اور باریک قلموں سے حسین طلائی ونقرئی ولاجوردی گلکاری کی گئی تھی۔ اس نسخہ کے لئے محمد معین الدین مرادآبادی (انجینئر) کے ذریعہ سے بلاد اسلامیہ کے تمام ممالک میں واقع مقدس زیارت گاہوں اور تاریخی عمارات ومقامات کے فوٹو اور نقشہ جات بھی حاصل کر کے شامل کر لئے تھے۔ جن پر ہر تاریخی مقام کا نام اور وجہ شہرت واہمیت بہت ہی خوشخط لکھوائی گئی تھی۔ تیار ہونے پر اس کا وزن معہ صندوق تقریباً ۲۰ سیر تھا۔ اس کی جلد اعلیٰ ترین ولایتی چمڑے کی بنوائی گئی جس پر کتاب کا نام وغیرہ اور نظر فریب گلکاری طلائی ونقرئی پختہ روشنائی سے کرائی گئی اور اس کے لئے خالص صندل سرخ کا ایک چوبی صندوق تیار کرایا گیا جس کے پینیدے کی موٹائی دو انچ، ڈھکنے کی ڈیڑھ انچ اور چاروں دیواروں کی ایک انچ تھی، ڈھکن اور چاروں دیواروں کے بیرونی رخ پر انتہائی باریک کھدائی سے بیل بوٹے بنوا کر خالص ہاتھی دانت کی پچی کاری کرائی گئی۔ اوپر نیچے آٹھوں کونوں پر جوڑوں کی مضبوطی کے لئے پیتل کی موٹی چادر کی تکونی ''کہنیاں'' لگائی گئیں اور ان پر بھی باریک کھدائی سے گلکاری کی گئی۔ (جے پور ہمیشہ سے پیتل، تانبہ اور چاندی پر کھدائی کے لئے مشہور ہے اور اس کے کاریگر پہلے تو سب کے سب ہی لیکن اب بھی اکثریت مسلمان ہیں) نیچے ڈیڑھ ڈیڑھ انچ اونچے مضبوط اور منقش خم دار پیتل کے پائے لگائے گئے۔ بند کرنے کے لئے پیتل کے دو چوڑے چوڑے منقش ''پھپکے'' لگائے گئے، جب کہ پیچھے چار چوڑے چوڑے موٹی آہنی چادر کے قبضے لگائے گئے۔

اس سستے زمانے میں اس صندوق کی تیاری پر تقریباً پانچ سو روپے صندل کی لکڑی، ہاتھی دانت اور پیتل کے سامان کی قیمتوں اور لکڑی وپیتل کی کھدائی اور ہاتھی دانت کی پچی کاری کی اجرت پر لاگت آئی۔ پھر اس کے پیندے میں خالص کافور کی آدھی انچ موٹی تہہ کپڑے کی تھیلی میں بھر کر بچھائی گئی تاکہ کتاب کیڑوں سے محفوظ رہے۔ ہر دوسرے تیسرے مہینے نکال کر اسے دھوپ اور ہوا لگائی جاتی۔ جب کوئی نیا ملاقاتی آتا تو اسے بڑے فخر ومسرت سے دکھاتے تھے اور بہت عزیز رکھتے تھے۔

وہ نادر قلمی نسخہ ۱۱ر جون ۲۲ء (۱۴ر شوال ۴۰ھ) کو ان کی بعمر بہتر (۷۲) سال (ولادت ۳۱ر مئی ۱۸۴۸ء ۲۶ر جمادی الاخریٰ ۱۲۶۴ھ) انتقال کر جانے کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے خورشید علی خان (کمانڈر انچیف ریاست جے پور، جاگیر دار ٹھکانہ جگر، جے پور و رئیس مڈراک، ضلع علی گڑھ) کی تحویل میں رہا۔ پھر ان کے فرزند اکبر و وارث جاگیر جے پور و ریاست مڈراک، کنور عبدالوہاب خان صاحب (یوپی کے مشہور خلافتی قائد) کے قبضہ اور پھر ان کے صاحبزادے کنور عبدالباقی خاں کے پاس رہا۔ جسے ۱۹۵۶ھ میں جب میں آخری بار ہندوستان گیا تھا تو میں نے خود دیکھا تھا۔ ان کے کوئی اولاد نرینہ نہیں ہوئی۔ صرف پانچ لڑکیاں چھوڑ کر ۲۹ر مئی ۱۹۷۵ء کو انتقال کر گئے اور یوں خورشید علی خان کا اولاد ذکور کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

گذشتہ سال جب میں نے ''تاریخ لال خانیاں'' کی تدوین و تحریر کیلئے ان کی لڑکی مہ جبین سے کچھ کتابیں طلب کیں تو اس نادر قلمی نسخہ کے متعلق بھی دریافت کیا تھا جس کے جواب میں اس نے بعد تلاش بسیار مطلع کیا کہ اس قسم کا کوئی نسخہ ہی موجود ہے اور نہ کوئی ایسا خالی صندوق ہی کہیں ملا۔ سمجھ نہیں آتا کہ وہ علمی و تاریخی نادر روز گار فنی شہ پارہ کہاں گیا۔ عبدالوہاب خاں کے زمانے میں ایک شخص نے اس کیلئے بڑھاتے بڑھاتے دس ہزار روپے پیش کر دیئے تھے۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ یورپ یا انگلینڈ کا کوئی نہ کوئی کتب خانہ اس کی دوگنی سے زیادہ قیمت دے دے گا۔ لیکن وہ کسی قیمت پر اس خاندانی یادگار کو الگ کرنے پر تیار نہ ہوئے۔ اگر عبدالباقی خان نے اس کو فروخت کیا ہوتا یا آخری زمانہ علالت میں جب زندگی سے مایوسی ہو گئی تھی کسی کتب خانہ میں رکھوایا ہوتا تو یقیناً مجھے لکھتے یا دوستوں میں سے کسی سے یا اپنی بیوی اور بچیوں میں کسی سے ذکر کرتے۔ گمان غالب یہ ہے کہ ان کی طویل علالت کے دوران اور موت کے وقت اور بعد میں ان کے گھر میں کسی مرد کے نہ ہونے سے جو افراتفری پھیلی اور پھر ان کی موت کے ایک ہفتہ بعد ہی ان کی بیوی کے دماغی کینسر کی وجہ سے بیہوش ہو کر ہسپتال پہنچا دیئے جانے اور وہاں باوجود پانچ دفعہ دماغ کا نیچر آپریشن ہونے کے دس ماہ تک بے ہوش ہی رہ کر انتقال کر جانے کے بعد مزید ابتری پھیلی، اس زمانے میں کسی ایک ملازم یا آنے جانے والے کو جو اس نسخہ کی قدر و قیمت جانتا تھا۔ اسے غائب کرنے کا موقع مل گیا۔ اب نہ جانے وہ نادرۂ روزگار کہاں، کس ملک میں، کس کے پاس اور کس حالت میں ہے فی الحال تو وہ بھی ان علمی و تاریخی اور فنی نوادرات میں شامل ہو گیا ہے جو مسلمانوں کا گمشدہ خزانہ ہیں۔

اسی سلسلہ میں ایک اور علمی خزانے کے اتلاف کا ذکر بھی بے محل نہ ہوگا۔

واجد علی خان نے اپنی یوپی کی ریاست بڈھانی میں ایک اقامتی دینی درس گاہ، اپنے والد احمد علی خان نقشبندی، مجددی مظہری (خلیفہ، مجاز مولانا رحیم بخش اجمیری) متوفی یکم رمضان ۱۲۹۷ھ کی یادگار میں بنام مدرسہ احمدیہ حنفیہ'' قائم کی تھی۔ درسگاہ اوراس سے متصل اساتذہ وطلباء کی اقامت گاہ وکتب خانہ اور مسجد کے لئے بڑی عالی شان عمارات تعمیر کرائی تھیں۔ مقامی اور بیرونی طلباء سے کوئی فیس نہیں لی جاتی تھی بلکہ نوشت وخواند کا جملہ سامان بھی مفت فراہم کیا جاتا تھا۔ بیرونی طلباء کو جنہیں ان کے سرپرست کچھ نہیں بھیج سکتے تھے۔ ضروریات زندگی کے لئے وظیفہ بھی دیا جاتا تھا۔ اساتذہ اور مقیم طلباء کی خوراک ورہائش بھی بلامعاوضہ تھی۔ ان تمام مصارف کی کفالت کے لئے کئی مواضعات وقف علی اللہ کردیئے گئے تھے۔ مدرسہ میں ''درس نظامی'' کے علاوہ فارسی اردو اور حساب کی بھی تعلیم ہوتی تھی۔ اس سے ملحقہ کتب خانے میں ہر زبان اور ہر موضوع کی ہر ایک درسی کتاب کے کم ازکم دس نسخے لازمی ہوتے تھے اوران میں سے ہر ایک کے حواشی وشرح کے مختلف علماء کے لکھے ہوئے کئی کئی نسخے مزید برآں۔ غیر درسی کتب کی تعداد ان کے انتقال کے بعد (حسب تحریر مولوی معین الدین اجمیری مذکورۂ صدر) سات ہزار تھی۔ جن میں اس وقت کی تمام مصری مطبوعات، نیز عربی، فارسی اوراردو کی مختلف موضوعات پر تصانیف وتالیفات کے ہندوستانی مطبوعہ وقلمی نسخے شامل تھے۔ جوبیس ۲۰ تصانیف وتالیفات کے ہندوستانی مطبوعہ وقلمی نسخے شامل تھے۔ جوبیس ۲۰ تصانیف وتالیفات انہوں نے حق المحنت اداکر کے مختلف علماء سے لکھوائیں اوراپنے خرچ پر طبع کرائیں ان میں سے ہر ایک کے متعدد نسخے بھی موجود تھے۔ مراۃ الانساب'' کے مطبوعہ نسخے تو کئی درجن تھے جن میں سے وقتاً فوقتاً آنے والے صاحب ذوق احباب واعزا کو تحفۃً دیئے جاتے تھے۔ ہندوستان کے طول وعرض میں شاید ہی کوئی ایسا علمی وادبی پرائیویٹ کتب خانہ یا پبلک لائبریری ایسی ہوگی جہاں اس کے نسخے نہ بھیجے گئے ہوں۔ واجد علی خان کے انتقال کے بعد ریاست بڈھانی کے وارث اور مواضعات موقوفہ کے متولّی ان کے چھوٹے صاحب زادے کنور منظور علی خان ہوئے۔ جن کی زیرنگرانی اگرچہ مدرسہ اور کتب خانہ میں کوئی توسیع وترقی نہیں ہوئی لیکن بہر حال قائم رہا۔ ان کے بعد جب ان کے بڑے صاحب زادے کنور طفیل احمد خان صاحب جائداد کے وارث، وقف کے متولی اور مدرسہ وکتب خانہ کے مہتمم ونگران ہوئے تو اگرچہ کتب خانہ تو برسوں تک بدستور رہا لیکن مدرسہ بتدریج تنزّلی کرتے کرتے مقامی بچوں کا مکتب رہ گیا۔ جب وہ تقسیم ہند کے کئی سال بعد مستقلاً پاکستان آنے کو ہوئے تو مولانا عبدالشاہد خان شروانی (سابق اسٹنٹ لائبریرین وانچارج شعبہ مخطوطات، مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کے خط بنام

۳ر جولائی ۷۷ ۱۹ء کی تحریر کے مطابق ''بہت سی کتابیں کنور طفیل احمد خان مرحوم نے مختلف لوگوں کو فروخت کیں۔ان کے بعد ان کے ملازم عبدالحمید نے جو اسی مکان میں ان کے ساتھ رہتا تھا، بعد میں بیچیں''۔

اسی طرح وہ نادر ذخیرہ کتب جو احمد علی خان اور پھر ان کے صاحب زادے واجد علی خان نے تقریباً ایک صدی میں نہ جانے کہاں کہاں سے کون کون سے قلمی و مطبوعہ علمی و تاریخی جواہر پارے فراہم کر کے جمع کیا تھا وہ اخلاف کی ناقدری سے غارت ہوا۔

مولوی معین الدین اجمیری نے ''حیوٰۃ طیبہ'' میں اس کتب خانہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس میں کیفیت و کمیت دونوں اعتبار سے کتابوں کا ذخیرہ ایسا ہے کہ ایک مستعد شخص ان کو دیکھ کر متبحر عالم بن سکتا ہے اور معمولی عالم مصنفین کی صف میں آ سکتا ہے۔نہایت جامع کتب خانہ ہے۔کتابوں کی تعداد سات ہزار (۷۰۰۰) ہے۔ہر فن کی فہرست جداگانہ ہے۔اس طرح چالیس ۴۰ فہرستیں ہیں۔جن کا معائنہ فقیر نے کیا ہے۔اس سے کتب خانہ کی جامعیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔بڑے بڑے شہر ایسے عظیم الشان کتب خانے سے خالی ہیں''

یہ تھا وہ مجموعہ نوادرات علم جسکے جواہرات کوڑیوں کے مول قدر ناشناساؤں نے بیچ دیئے۔ناقدری اور ناخلفی کی حد تو یہ ہے کہ آج واجد علی خان کے تین سگے پوتوں (مقیم لاہور و شیخوپورہ) اور پڑپوتوں (مقیم حیدرآباد و کراچی) کے پاس خود واجد علی خان کی موسومہ بالا سوانح حیات (حیوٰۃ طیبہ) تک نہیں ہے، چہ جائیکہ اس ذخیرہ کا کوئی اور علمی و فنی شہ پارہ۔میں نے بھی بصد دشواری مولوی معین الدین اجمیری کی یہ تالیف جے پور سے منگوائی ہے ورنہ تو خود مؤلف کے صاحبزادے باقی میاں کے پاس بھی نہیں ہے۔

آج جو نئی نسل پر اپنے اسلاف اور ان کے کارناموں سے غفلت کا الزام لگایا جا رہا ہے وہ نیا نہیں ہے، پچاس ساٹھ برس پہلے پیدا ہونے والی نسل بھی اسی ناقدر شناسی اور اسلاف فراموشی میں مبتلا ہے۔ایک اور مثال اس کی سامنے آئی کہ نواب احمد سعید خان صاحب آف چھتاری کے دادا نواب محمود علی خان کی ایک سوانح عمری ۱۵ ھ میں چھپی تھی جو مجھے اپنی زیر فکر ''تاریخ لال خانیاں'' کے سلسلہ میں درکار تھی۔میں نے ہندوستان میں احمد سعید خان صاحب سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ انہیں تو اپنے سگے دادا کے اس تذکرے کے معرض وجود میں آنے تک کا علم نہیں۔نہ جانے یہ نسلی خلیج (جنریشن گیپ) جس کے لئے آج کی پود مطعون ہے کب سے چل رہی ہے۔اور کب تک چلے گی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک، جلد ۱۳- شمارہ ۱۰، رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ اگست ۱۹۷۸ء

پاسِ خاطر

خطِ نستعلیق آٹھویں صدی ہجری میں ایجاد ہوا۔ میر علی تبریزی اس کے موجد بیان کیے جاتے ہیں۔ سلطان علی مشہدیؒ (م ۹۱۹ھ) میر علی ہروی (م ۹۶۶ھ) اور میر عماد الحسنی قزوینی (م ۱۰۲۴ھ) رحمہم اللہ نے اسے اوجِ کمال تک پہنچایا۔

خطِ نستعلیق بابر بادشاہ کے ساتھ برصغیر پاک و ہند میں آیا۔ اپنی گوناگوں خوبیوں کی بنا پر مقبول عام ہوا۔ دور اکبری میں محمد حسین کشمیریؒ اور عہد جہانگیری میں عبدالرحیم عنبریں قلمؒ نے نام پایا۔ ایران میں میر عماد الحسنیؒ کی شہادت کے بعد ان کے ہمشیر زادہ اور تلمیذ خاص آقا عبدالرشید دیلمیؒ نے ہندوستان کا رخ کیا۔ پہلے لاہور اور پھر آگرہ کو رونق بخشی۔ شاہجہان کے دربار تک شہرت پہنچی۔ رسائی اور پذیرائی ہوئی۔ شہزادہ دارا شکوہ ان کے حلقہ تلمذ میں آئے۔ آقا صاحب نے ۱۰۸۱ھ میں آگرہ میں وفات پائی۔ کبیر السن تھے آقائے دیلمی کی روش خط اپنے محاسن فنی کی وجہ سے بہت جلد برصغیر میں پھیل گئی۔ یہاں کے خوشنویسوں نے بڑی تعداد میں اسے اختیار کیا۔ ان سے تین مکتب قائم ہوئے:۔

(۱) لاہور (۲) لکھنو اور (۳) دہلی۔

لاہوری مکتب کے نمائندہ محمد افضل لاہوری تھے۔ ''تذکرہ'' ''خوشنویسان'' کے مؤلف غلام محمد ہفت قلمی کا بیان ہے کہ محمد شاہ رنگیلا کے عہد میں منشی عبدالمجید پرویں رقم لاہوری نے خطِ نستعلیق میں قلمی اجتہاد کی داغ بیل ڈالی۔

لکھنوی مکتب میں حافظ نور اللہ اور قاضی نعمت اللہ لاہوری نے شہرت پائی۔ عبدالحلیم شرر نے اپنی تالیف ''گذشتہ لکھنو'' میں ان کا بلند الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ ان کے سلسلہ تلمذ میں منشی شمس الدین اعجاز رقم جیسے باکمال خطاط پیدا ہوئے۔

انیسویں صدی عیسوی میں سرآمد خوشنویسان دہلی سید محمد امیر المعروف بہ ''میر پنجہ کش'' نے بڑی شہرت پائی۔ انہوں نے آقا عبدالرشید دیلمی کی تحریروں سے استفادہ کیا۔ ان سے خوشنویسوں کی ایک بڑی تعداد نے کسب فیض

کیا، جن میں بعض غیر مسلم بھی شامل ہیں۔ ان کے ایک شاگرد منشی بہاری لال دہلوی (م۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء) تھے، جن سے منشی ھیرالال جے پوری (م۱۹۲۱، غالباً) نے کتابت سیکھی۔ منشی ھیرالال سے جناب منشی محمد عبدالرحیم خاطر جے پوری (۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء) نے یہ فن سیکھا۔ زیرنظر کتاب ''کریما خوشخط'' انہی کے دست مبارک کی لکھی ہوئی ہے۔

شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ کی ''کریما'' اصلاحی ادب میں بڑا مقام رکھتی ہے۔ ہر زمانہ کے خوشنویسوں نے اسے مشق خط کے لئے انتخاب کیا ہے۔ طبقہ متاخرین میں منشی شمس الدین اعجاز رقم اور منشی عبدالغنی شیریں قلم (المعروف نھو) کی ''کریما جلی قلم'' خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ منشی محمد عبدالرحیم صاحب بھی آقا دیلمی کی روش خط کے مقلد تھے۔ ان کے انداز تحریر اپنے اساتذہ فن کی جھلک لئے ہوئے ہے۔ جناب منشی محمد عبالرحیم خاطر خدایاد شب زندہ دار بزرگ تھے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں شرف بیعت واجازت رکھتے تھے۔ خطاطی کو رزق حلال کا ذریعہ بنایا۔ عمر بھر اس فن شریف سے وابستہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رزق حلال کی برکت سے انہیں نیک وصالح اور عالم وفاضل اولاد عطا فرمائی۔

جن میں سب سے بڑے ہمارے مخدوم ومکرم عالم ربانی محقق عصر محدث وفقیہ حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانی دامت برکاتہم (رحمہ اللہ) جن کی تصنیفات ''لغات القرآن'' اور ''ابن ماجہ اور علم حدیث'' سے علماء کرام استفادہ کر رہے ہیں۔

(۲) جناب مولانا عبدالعلیم ندوی صاحبؒ۔ (۳) جناب مولانا عبدالحلیم چشتی صاحب۔

(۴) جناب مظفر لطیف صاحبؒ۔ (۵) جناب عبدالرحمٰن غضنفر صاحب۔

اللہ تعالیٰ خاطر مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

''کریما'' کا خطی نسخہ ان کے خدمت گزار وسعادت مند فرزند جناب مظفر لطیف صاحب کے پاس موجود ہے۔ جناب مظفر لطیف صاحب لائق تحسین ہیں کہ وہ اپنے والد ماجد کی اس حسین یادگار کو منظرِ عام پر لے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

نفیس الحسینی ۳ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ

نادر مخطوطات

محقق العصر مولانا محمد عبد الرشید نعمانی (رحمہ اللہ)

پرانے زمانے میں شرفاء کا دستور تھا کہ وہ عام طور پر اپنے بچوں کو تین چیزوں کی تعلیم دلایا کرتے تھے۔

(۱) خوشنویسی (۲) طب (۳) شاعری۔

بات یہ تھی کہ اس زمانہ میں شخصی سلطنت کا دور دورہ تھا اور یہ تینوں چیزیں حکام وقت کے تقرّب میں بڑی ممدو معاون تھیں اس لئے عام طور پر شرفا ان ہی تین پیشوں کو اختیار کیا کرتے تھے، سرکار دربار میں خوشنویس، طبیب اور شاعر کی بڑی قدر تھی، طبیب کی ضرورت سے تو کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ دفع مرض کے لئے سب کو معالج کی ضرورت پڑتی ہے اور امراء کو تو اپنی عیاشی کے لئے بھی ان کی خدمات درکار تھیں، شاعری اصل میں تو اپنے جذبات کے اظہار کا ایک مؤثر ذریعہ ہے جس سے سامع اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن شخصی اقتدار کے زمانے میں شاعری نے نشر واشاعت کا محکمہ سنبھال رکھا تھا۔ یہ اپنے ممدوح کی عزّت واجلال اور اس کے رعب ودبدبہ کے اظہار کا ایک اہم ذریعہ تھی۔ اس لئے ہر دربار میں شاعروں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ پھر اس زمانہ میں طباعت کا سلسلہ نہ تھا اور بعد کو جب طباعت کا فن ایجاد ہوا تو اس کو رواج پانے میں ایک مدت لگ گئی اس لئے ہر ملک میں کاتبوں کی بڑی تعداد پائی جاتی تھی کہ تعلیم وتعلم کا دار ومدار تمام تر کتابت ہی پر تھا پھر مسلمانوں میں فن کتابت کو اس لئے بھی ترقی ہوئی کہ ہماری شریعت نے تصویر کشی کی ممانعت کردی ہے، لہٰذا مسلمانوں نے اپنے ذوق لطیف کی پذیرائی کے لئے اپنی تمام مساعی کو خط حسین وجمیل بنانے کے لئے وقف کردیا اس سلسلہ میں مسلمانوں کی کاوشوں کا جائزہ لینا ہو تو تذکرہ خوشنویساں اور تاریخ خط وخطاطان پر جو کچھ عربی فارسی اور اردو میں لکھا گیا ہے اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

ہندوستان میں مسلمانوں میں عام طور پر تین خطوں کا رواج تھا۔

(۱) خط نسخ جس میں قرآن مجید کی کتابت ہوتی ہے۔

(۲) خط شفیعہ یا خط شکست جس کو خط دیوانی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ سرکاری دفاتر کا عام خط یہی تھا۔

(۳) خط نستعلیق جس میں تمام اردو اور فارسی کی کتابیں لکھی جاتی تھیں اور اسی خط کو سب سے زیادہ قبولیت

حاصل تھی۔ اور آج بھی ہند و پاک میں اسی خط کو رواج عام کی سند حاصل ہے۔

غرض طب، شاعری اور خوشنویسی یہ تین پیشے ایسے تھے کہ جن کو عام طور پر ہندوستان میں شرفاء اختیار کیا کرتے تھے، کیونکہ سرکاری ملازمت کے حصول میں ان تینوں شعبوں کا بڑا دخل تھا۔ جب کوئی امیر یا وزیر بیمار پڑتا اور کسی طبیب کے علاج سے اچھا ہو جاتا تو پھر اس طبیب کو وابستہ دولت ہونے میں ذرا دیر نہ لگتی اور فوراً ہی سرکاری طبیبوں میں ملازمت مل جاتی تھی۔ اسی طرح جب کسی شاعر نے قصیدہ مدحیہ سے اپنے ممدوح کا دل لبھایا تو سرکاری شعرا میں اس کا شمار ہوا خلعت اور صلہ سے نوازا گیا یہی خوشنویسوں کا تھا کہ جب بھی کسی جشن مسرّت یا عید وغیرہ کے موقعہ پر کوئی عمدہ وصلی لکھ کر حاکم وقت کو پیش کی اس نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پھر وابستگان دولت میں اس کو شامل کرلیا۔ سلطنت مغلیہ کے زوال تک یہ تینوں فن عروج پر تھے، بعد کو انگریز کے تسلط واقتدار کے زمانے میں جہاں مسلمانوں کا اقتدار ختم ہوا یہ چیزیں بھی ختم ہوگئیں۔ اب نہ خوشنویس باقی رہے نہ طبیب! مگر اس کا رنگ دگر گوں ہے۔ خط کے بارے میں بعض دماغ یہاں تک سوچ رہے ہیں کہ اگر نسخ و نستعلیق کی بجائے رومن رسم خط اختیار کرلیا جائے تو کیا مضائقہ ہے۔ اور انڈونیشیا نے تو رومن رسم خط سرکاری طور پر رائج کر ہی دیا ہے۔ مگر.........!

میں جے پور کا رہنے والا ہوں اور یہ اگرچہ ایک ہندو ریاست تھی لیکن مجھے خوب یاد ہے کہ میرے بچپن میں وہاں جمعہ کی تعطیل ہوتی تھی۔ سرکاری دفاتر میں عام طور پر مسلمان ساٹھ فی صد اور فوج پولیس میں نوے فیصد تک ہوتے تھے۔ دفاتر کی زبان اردو تھی۔ لیکن اب یہ قصہء ماضی ہے۔ انگریز نے اپنی سیاست وتدبیر سے ہندو مسلمانوں کے درمیان وہ خلیج حائل کی کہ دونوں قومیں ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہوگئیں ملک تقسیم ہوگیا اور اب ہر جگہ انگریزی کا دور دورہ ہے۔

میرے والد مرحوم منشی محمد عبدالرحیم صاحب خاطر (رحمۃ اللہ تعالیٰ) اور عم بزرگوار حافظ محمد عبدالکریم صاحب حافظ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۵ھ جو والد مرحوم کے برادر کلاں تھے، جے پور کے نامی گرامی خوشنویسوں میں تھے، چنانچہ ''صحیفہ خوشنویسان'' کے مصنف نے ان دونوں کا تذکرہ اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ یہ کتاب ''انجمن ترقی اردو ہند'' نے علی گڑھ سے ۱۹۶۳ء میں شائع کی ہے۔

والد مرحوم(۱) خوشنویس ہونے کے ساتھ صاحب نظر بھی تھے ان کی نقد و بصیرت کا یہ عالم تھا کہ وصلی دیکھتے ہی یہ بتا دیتے تھے کہ یہ کس دور کے خطاط کا قلم ہے۔ قدماء متوسطین ومتاخرین غرض ہر دور کے خطاطوں کی روش قلم اور شیوہ خط کو پہچانتے تھے اور ان کی خصوصیات کو اچھی طرح واضح کرتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ گھر میں وصلیاں خلط ملط ہو گئیں اور وصلی پر کاتب کا نام درج نہ تھا مگر انہوں نے اپنے ذوق فن اور بصیرت خط کی بنا پر سب کو علیحدہ علیحدہ کیا اور ان کے باہمی ذوق پر روشنی ڈالی۔ والد مرحوم کی وصلیوں کے جمع کرنے کا بھی بڑا شوق تھا۔ قدیم و جدید بہت سے خطاطوں کے نمونہ ہائے خط کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کر رکھا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں جب تقسیم ملک ہوئی اور سراسیمگی کے عالم میں وطن کو خیر باد کہنا پڑا تو ایک پورا ٹرنک گھر میں وصلیوں سے بھرا ہوا چھوڑا تھا۔ گذشتہ سال جب میرا جے پور جانا ہوا تو باوجود تلاش بسیار اس ٹرنک کا کچھ سراغ نہ مل سکا اُس ٹرنک میں خفی وجلی ہر قسم کے نمونہ ہائے خط کا انبار تھا۔ والد مرحوم کی مفردات سے لیکر فارغ الاصلاح ہونے تک کی تمام مشقیں استاد کی اصلاحیں بعینہ محفوظ تھیں اور ان کے علاوہ بہت سے خوشنویسوں کے کتبات تھے۔ پاکستان میں جو وصلیاں آسکیں ان میں متعدد وصلیاں اور منشی ہیرالال جی کا مرقع کراچی میوزیم میں داخل کیا جاچکا ہے۔ بروقت جو وصلیاں محفوظ رہ گئیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) وصلی عبید اللہ، یہ متوسط قلم سے دیباچہ، بوستان کے چھ اشعار ہیں جو نہایت ہی اعلیٰ کتابت کا نمونہ ہے۔ شیوہ خط سے استادی کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن عبید اللہ کا تذکرہ کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گذرا۔

(۲) مشق آغا مرزا۔ یہ اس مشہور مشکل قطعہ کی مشق ہے جو خوشنویسوں کے یہاں زور قلم کے اظہار کے لئے لکھا جاتا ہے۔

زیب خستنی زینت تحت چینی

بے چین چین تخت چین بنیشینی

بنشین بنیشین بہ بخشش فیض بخش

از بخشش فیض بخشش بنی

---

(۱) یہاں یہ بتانا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ والد مرحوم کا انتقال ۱۸/ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۴/ جنوری ۱۹۵۴ء میں کراچی میں ہوا تھا، مولوی احترام الدین شاغل نے صحیفہ خوشنویسان ص ۱۲۵ میں جو یہ لکھا ہے کہ یہیں (جے پور، راجستھان میں) انتقال ہوا صحیح نہیں ہے۔

یہ قطعہ ہم جنس الفاظ کی مشق کی بنا پر بہت ہی مشکل سمجھا جاتا ہے پھر اس میں یکساں کششیں اور دوائر ہیں جس میں یکسانی پیدا کرنا کمال فن کی دلیل ہے۔ آغا مرزا میر پنجہ کش کے تلمیذ رشید اور خطاطان ہند میں بڑے نامی ونامور ہیں، تذکرہ خوشنویساں مولانا غلام محمد ہفت قلم آثار الصنادید سر سید اور ارژنگ چین دیبی پرشاد میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔ وصلی پر اگرچہ موصوف کے دستخط نہیں لیکن والد مرحوم نے فرمایا تھا کہ یہ آغا مرزا کی مشق ہے اور جو صاحب نظر خوشنویس ہوگا اور آغا مرزا کے شیوہ سے واقف ہوگا وہ ان کے خط کو پہچان لے گا۔

(۳) وصلی ابوالمکارم قریشی، یہ ناد علیاً مظہر العجائب کے قطعہ پر مشتمل ہے ابوالمکارم قدیم خوشنویس ہیں شیوہ خط ایرانی ہے میر عماد کی روش پر لکھتے ہیں۔ اہل نظر ان کے کمال فن کی قدر کریں گے۔ یہ مخطوطہ ۱۱۷۷ھ کا ہے۔

(۴) خط غبار مرزا عباد اللہ بیگ، یہ قطعہ، یا من بک حاجتی وروحی بیدیک الخ پر مشتمل ہے، مرزا عباد اللہ بیگ میر پنجہ کش دہلوی کے مشہور شاگرد ہیں۔ ان کا تذکرہ، تذکرہ خوشنویساں غلام محمد اور آثار الصنادید میں موجود ہے ان کے خط غبار کا نمونہ نایاب ہے لیکن سر کتابت کسی اور شخص نے درج کر دیا ہے جو غلط ہے۔

(۵) خط طغرا بمشکل است۔ یہ گلستان سعدی کی عبارت سے مزین ہے۔

(۶) وصلی مرزا عباد اللہ بیگ بخط جلی یہ موصوف کی ۱۲۷۲ھ شب جمعہ کی تحریر کردہ ہے، مرزا صاحب کا خط بھی بالکل نایاب ہے اور اتنے موٹے قلم کا لکھا ہوا تو کہیں نہیں ملتا۔ مرزا صاحب کا تذکرہ جیسا کہ ہم نے سابق میں تصریح کی تذکرہ خوشنویسان وغیرہ میں موجود ہے۔

(۷) وصلی رحیم اللہ صاحب۔ یہ ان کے خط جلی کا نمونہ ہے جو اس بیت پر مشتمل ہے۔

الٰہی تاجہاں باشی باقبال

جواں بخت وجواں دولت جواں سال

یہ وصلی ۱۲۹۲ھ کا لکھا ہوا ہے۔ رحیم اللہ صاحب آغا مرزا کے شاگرد رشید ہیں اور استاذ کے خط میں ایسا خط ملایا ہے کہ اگر اپنا نام نہ لکھیں تو پھر استاد اور شاگرد کے خط کو شناخت کرنا ہی مشکل ہو جائے۔ ان کا تذکرہ ''صحیفہ خوشنویسان'' شائع کردہ انجمن ترقی اردو ہند میں موجود ہے۔

(۸) وصلی رحیم اللہ صاحب مطلاء مذہب، یہ، اے آنکہ مملکت خویش پائندہ توئی والے قطعہ پر مشتمل ہے وصلی قابل دید ہے اور دہلوی اسکول کے کمال فن کا نمونہ ہے۔ سن کتابت ۱۲۹۱ھ ہے۔

(۹) وصلی محمد باقر زریں رقم یہ آنکس تراشناخت جاں راچہ کند والے قطعہ پر مشتمل ہے۔ لکھنوی اسکول کے مشہور خوشنویس ہیں۔ رحیم اللہ صاحب کا جو درجہ میر پنجہ کش کے دہلوی اسکول کے خطاطوں میں ہے وہی درجہ ان کا حافظ نوراللہ صاحب لکھنوی کے لکھنوی روش خط کے اساتذہ میں ہے یہ غالباً دوواسطوں سے حافظ نور اللہ صاحب کے شاگرد ہیں ان کا تذکرہ صحیفہ خوشنویساں میں ہے۔

(۱۰) وصلی محمد یعقوب صاحب مطلاّ جو دنیا بہ نگاہ چشم بینا نفسے ، والے قطعہ پر مشتمل ہے۔ ان کا نام اگرچہ وصلی میں تحریر نہیں لیکن والد مرحوم نے یہی فرمایا تھا کہ یہ رحیم اللہ صاحب کے فرزند ہیں اور صاحب نظر جانتے ہیں کہ بیٹی کی روش باپ ہی کے طریقے پر ہوتی ہے اور وہ خوشنویسی میں ان ہی کے قدم بقدم ہیں ان کا تذکرہ بھی صحیفہ خوشنویساں میں موجود ہے۔ اگرچہ مؤلف صحیفہ نے انکو میر پنجہ کش صاحب کا شاگرد لکھا ہے اور ان کا وطن دہلی بتایا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ والد مرحوم کی تحقیق درست ہے ان کا وطن الور تھا ان کی بعض وصلیاں بہاولپور کے مرکزی کتب خانہ میں بھی موجود ہیں۔

(۱۱) وصلی میر پنجہ کش دہلوی مطلاّ جن کا اصل نام سید محمد امیر رضوی ہے۔ یہ ''قل ہواللہ'' پر مشتمل ہے۔ اور سال تحریر ۱۲۵۷ھ ہے میر صاحب کا نام نامی بزم خوشنویساں میں محتاج تعارف نہیں ، تذکرہ خوشنویساں غرض تمام کتابوں میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔

(۱۲) مشق میر پنجہ کش موصوف۔ یہ وصلی حسب ذیل مشقوں پر مشتمل ہے۔

(ا) تین تختیوں کی مشق ہے یعنی اب بابت حاجت کی۔

(ب) یاقنبر کنت الماس لی حضرت الیوم مثلی الخ

(ج) شب در بوستان با یکے از دوستاں اتفاق مبیت افتاد۔

(د) کئی جگہ پر میر صاحب کے دستخط ہیں۔ فقیر محمد امیر رضوی ''مشقہ العبد محمد امیر رضوی وغیرہ۔

(ہ) پشت پر روشنائی تیار کرنے کا نسخہ مرقوم ہے۔

اہل فن اساتذہ کی مشق کے دل وجان سے عاشق ہوتے ہیں کیونکہ بعض وقت مشق میں کوئی حرف ایسا نکل جاتا ہے کہ بالقصد لکھ دینا دشوار ہوتا ہے۔

(۱۳) وصلی محمد عبدالحق، جلی قلم یہ ۱۳۲۲ھ کی لکھی ہوئی کلمہ طیبہ کی تحریر ہے یہ والد مرحوم کے معاصر خوشنویس ہیں اور دہلی اسکول کی روش پر لکھتے ہیں اغلب یہ ہے کہ منشی رحیم اللہ صاحب یا ان کے صاحبزادے کے شاگرد ہیں اس وقت یاد نہیں کہ والد مرحوم نے ان کے بارے میں کیا کہا تھا۔

(۱۴) وصلی رستم خان یہ ۱۱۷۷ھ کی لکھی ہوئی ہے اس لحاظ سے کاتب حافظ نوراللہ اور میر پنجہ کش سے پہلے کا ہے۔ طرز خط ایرانی ہے، کتب تذکرہ مذکورہ بالا میں اس خطاط کا تذکرہ نہ ملا۔ اس وصلی میں حسب ذیل ایک قطعہ لکھا ہوا ہے۔ اب رخ درس ہوش و درزاں۔ اس قطعہ میں صفت یہ ہے کہ جملہ مفردات کی مشق ہو جاتی ہے الف سے لیکر یا تک تمام حروف الگ الگ اس میں آ گئے ہیں ایسے صرف دو قطعے استادان فن کے یہاں زیر مشق رہتے تھے ایک یہی قطعہ اور دوسرا۔ شراب موج زند در لباس ہر مدہوش کہ جس کو نظم پر دین میں نقل کیا گیا ہے۔

(۱۵) وصلی رام دہن یہ نادعلیا پر مشتمل ہے اور دہلوی اسکول کی نزاکت و رعنائی کی حامل ہے۔ سنہ کتابت ۱۲۶۳ھ ہے خط کی خوبی کا ندازہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ والد مرحوم فرماتے تھے کہ منشی رام دھن آغا مرزا کے شاگرد تھے۔ چنانچہ ان کے خط میں وہی استاذ کی شان نمایاں ہے ایرانی کاتب ابوالمکارم اور رام دھن دونوں کی نادعلی کو سامنے رکھ کر ہندوستانی اور ایرانی روش خط کا موازنہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱۶) وصلی ملا محبوب۔ یہ نسخ کی وصلی ہے اور بہت خوب ہے ان کا تذکرہ کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذرا۔

(۱۷) وصلی آقا عبدالرشید دیلمی۔ آقا رشید کا نام محتاج تعارف نہیں۔ افسوس ہے کہ اس وصلی پر ممدوح کے دستخط ثبت نہیں۔ مگر والد مرحوم نے جزم و یقین سے اس کو آقا کی وصلی ہی بتایا تھا۔ اور ان کے اس دعویٰ کی تصدیق آقا کی دوسری وصلیوں سے اس وصلی کو ملا کر اور خوب اچھی طرح ان کو دیکھ کر کی جا سکتی ہے صاحب نظر خوشنویس تو دیکھتے ہی پہچان لے گا کہ یہ آقا کا خط ہے۔

(۱۸) وصلی حافظ ابراہیم دہلوی۔ یہ مشہور و معروف خطاط ہیں ان کا تذکرہ مولانا غلام محمد نے تذکرہ خوشنویساں میں کیا ہے لیکن محشی سے ان کے عہد کے تعین میں خطا ہوئی ہے۔ مولانا غلام محمد لکھتے ہیں۔

"حافظ ابراہیم مرد خلیق و متقی و متورع، نستعلیق و نسخ بر وضع خوب می نوشت کہ کتابت شیریں و دلچسپ می نمود علاقہ کتابت بحضور داشت، و از استادان مرشد زادگان بودہ است" ص ۶۸۔

"مراد از لفظ حضور دریں کتاب ہر جا کہ ذکر شود ابوالنصر معین الدین اکبر شاہ ثانی است کہ از سنہ ہزار ودویست وبست ویک الی سنہ ہزار ودویست وپنجاہ وسہ در قلعہ دہلی ریاست داشت"

معین الدین در ہندوستان شاہزادہ رابلفظ مرشد زادہ خطاب می نمائند ودریں مورد اشارہ بہ پسران ابوالنصر اکبر شاہ ثانی است" ۶۸۔

لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حضور سے یہاں مراد شاہ عالم ثانی (جن کے بارے میں مشہور مقولہ ہے کہ حکومت شاہ عالم از دلّی تا پالم) ہیں اور مرشد زادگان سے ان کی اولاد۔

یہ وصلی تاریخی وصلی ہے جو حافظ ابراہیم نے شاہ عالم ثانی کے ورود دہلی پر ۱۱۸۵ھ میں لکھ کر پیش کی تھی۔ شاہ عالم ثانی شروع میں یورپ میں مارے مارے پھرتے رہے اور پھر ۱۱۸۵ھ میں دہلی کے تخت پر متمکن ہوئے یہ قطعہ ان کی آمد کے موقع پر حافظ موصوف نے بطور تہنیت لکھ کر پیش کیا تھا جس کا آغاز اس طرح ہے۔

زہے خرم ایام وخوشتر لیالی
کہ آمد خداوند ملک وموالی

اور آخیر میں یہ شعر ہے۔

چنیں سال تاریخ جستم کہ باوا
مبارک قدوم شہنشاہ عالی

مصرعہ اخیر "مبارک قدوم شہنشاہ عالی" سے ۱۱۸۵ھ نکلتا ہے جو شاہ عالم کے ورود دہلی کی تاریخ ہے اور وصلی پر بھی یہی سنہ تحریر ہے۔ آخر میں خود کاتب کے دستخط ان الفاظ میں ہیں قائلہ وکاتبہ حافظ ابراہیم۔ یہ دستخط نسخ میں ہیں اور اس طرح حافظ صاحب نے نسخ و نستعلیق دونوں میں خوشنویسی کا خوب خوب مظاہرہ کیا ہے۔

(۱۹) وصلی بخط نسخ۔ کاتب کا نام درج نہیں طرز خط یاقوت مستعصمی کی روش پر ہے۔ اس میں مؤ قلم سے جو کام کیا گیا ہے اور سونے کے حروف جس طرح بنائے گئے ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہیں۔

(۲۰) وصلی خدایار۔ یہ خوشنویس خط نستعلیق کا خدائے فن معلوم ہوتا ہے۔ ابا میاںؒ جب کبھی اس کی وصلی دیکھتے تھے تو دیر تک دیکھتے رہتے اور پھر اس کے نوک پلک کی تعریف میں رطب اللّسان ہو جاتے، حیدر آباد دکن کے مشہور خوشنویس میر قادر علی صاحب نے جو شہر یار دکن کے زمرہ خوشنویساں میں ملازم اور ممتاز عہدہ پر مامور تھے اس

وصلی میں بعض مٹے ہوئے حروف پر سیاہی بھرنے کی کوشش کی لیکن وہ جس طرح اس مقصد میں ناکام رہے وصلی پر غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ خدایار کا تذکرہ ''صحیفہ خوشنویساں'' میں موجود ہے۔

(۲۱) وصلی سراج رقم۔ پورا نام محمد ابراہیم علی سراج رقم ہے۔ کاتب کے بارے میں مزید تفصیل معلوم نہیں سنہ کتابت غالباً ۱۲۴۳ھ ہے یہ وصلی اللہ و محمد علی و حسنین پر مشتمل ہے۔

(۲۲) قطعہ...... بخوبی ہمچومہ تابندہ باشی۔ یہ منشی پنالال تلمیذ منشی بہاری لال تلمیذ میر پنجہ کش کا لکھا ہوا ہے۔ ان کا تذکرہ صحیفہ خوشنویساں میں ہے۔

(۲۳ تا ۲۵) وصلی شیریں رقم۔ اس میں شک نہیں ان کی تحریر تنوینی ہے۔ شیریں رقم کے باب میں [illegible] کوئی اطلاع نہیں۔ ان کا نام عابد علی تھا۔ ان کی تین وصلیاں ہیں۔

(۲۶، ۲۷) مفردات کی تختی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہست کلید در گنج حکیم کاتب کا نام معلوم نہیں مگر خط میں پختگی اور صفائی ہے۔

(۲۸) وصلی فضل الرحمٰن خان۔ یہ خط نسخ و طغرا دونوں پر مشتمل ہے۔ اس میں صلوٰۃ تنجینا مرقوم ہے۔ وصلی قابل دید ہے۔ مولوی فضل الرحمٰن خان کا تذکرہ، تذکرہ کاملان رام پور اور صحیفہ خوشنویساں میں موجود ہے۔

(۲۹) وصلی عماد الدین احمد...... یہ ''بابت'' کی تختی ہے اور خوشنویس کے کمال فن پر شاہد ہے۔ عماد الدین مذکور کے متعلق ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ کس عہد کے ہیں اور کون ہیں۔

اب یہ سب وصلیاں برادر عزیز مظفر لطیف کے قبضہ میں ہیں اور وہی ان کے مالک ہیں ان ہی کی فرمائش پر ان وصلیوں کا تعارف ایک نشست میں لکھ دیا گیا ورنہ اگر خصوصیات خط و خطاطاں پر تفصیل سے سیر حاصل بحث کی جاتی تو مضمون طویل ہو جاتا۔ پھر اب یہ فن تقریباً ختم ہو چکا ہے نہ لکھنے والے رہے نہ سمجھنے والے اس لئے تفصیل پر طبیعت آمادہ نہ ہو سکی۔

لا تقنطوا من رحمة الله

فقیر حافظ عبد الکریم بعمر ہشتاد سالگی تحریر نمود

وقت عصر ہفدہم رجب ۱۳۶۰ سنہ ھ

تاریخ وفات عم محترم جناب حافظ عبد الکریم حافظؔ مرحوم جے پوری

۱۱۔ شعبان المعظم ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء

اللہ اکبر

۷۸۶

بلغ العلی بکمالہ

کشف الدجی بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ

صلوا علیہ وآلہ

عز اسمہ

رقم کردہ کلک عبد الرحیم

ز عصیان پریشان خاطر نیم

۱۳ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ



الله اکبر عز اسمه و تعالی شانه
بنذر حضور وافر السرور عالی منزلت والا مرتبت ثریا جاه
نواب سلطان جہان بیگم
خلد الله ملکه و رفعته
جی سی آئی ای دام
اقباله
آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود که گوشه چشمی بما کنند
ہر چند نیم لایق درگاه سلاطین ـ نومید نیم
شاہان چه عجب گر بنوازند گدا را گاہے بنگاہے
از دعاگوی حضور پر نور
محمد عبد الرحیم جیپوری
غفر الله ذنوبه و ستر عیوبه در
سنه ۱۳۲۶ ہجری
سرور
مہر نور نیر
نه ابر ترم که گوہر ریزم نه
شمع جان گدازم که پروانه وار تصدق
بشوم مجبور کلک سیاه کنم و نام نامی در خط طغرای
تسعلیق بخط غبار نویسم ـ گر قبول افتد زہی عز و شرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ن والقلم وما یسطرون

۲ محرم سنہ ۱۳۵۹ھ

زکلک سیہ کار عبدالرحیم

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ

۲ محرم سنہ ۱۳۵۹

خطِ سیہ کار محمد عبدالرحیم غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ

مرشدی و مولائی والدِ محترم محمد عبدالرحیم خاطر جیپوری رحمہ اللہ المتوفی ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۵۴ء کراچی

مقدمۃ الکتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک

آنجاکہ کمال کبریائے تو بود — عالم نمے از بحر عطائے تو بود
مارا چہ حد حمد وثنائے تو بود — ہم حمد وثنائے تو سزائے تو بود

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیہم بعدد قطر الامطار الی یوم القرار

اے ختم رسل کعبۂ مقصود توئی — در صورت ہرچہ ہست موجود توئی
آیات کمال حق عیان است بتو — آں ذات کہ در پردہ نہاں بود توئی

منعم حقیقی کا شکر واحسان اُسی قدر جتنی کہ اُسکی نعماے لاتعد ولاتحصی ہیں کہ اُسنے ندیم توفیق کو اپنے حبیب پاک کی غلامی کے طفیل مجھ سے غریق عصیاں کا رفیق کیا تاکہ برادران اسلام جو اپنے گھر کے انمول موتیوں کے دفینہ کو بھولکر غیروں کے سامنے دست آرزو پھیلانے پر بھی کاسۂ تمنا خالی لئے پھرتے ہیں پستی وضلالت کے ہاتھوں سے مجبور ہیں اُنہیں بجائے اسکی خبر ہونیکے کہ ہمارے جلیل القدر آبا اس بُرے وقت میں کام آنیوالا خزانہ جمع کر گئے ہیں یہ بھی یاد نہیں کہ وہ کون تھے اُنکی کیا حیثیت تھی ہماری فلاح کے لئے اُنہوں نے کیا کیا تدبیریں کیں۔ ان حضرات کی خدمت میں انکے گھر کی خانہ تلاشی اور یاد رفتگان کا سبق آموز ورق پیش کروں۔ گو ہمارے اسلاف کی اُلوالعزمی تاریخ عالم کے صفحات پر آفتاب کی طرح چمک رہی ہے لیکن جب ہم اپنی حالات موجودہ پر خیال کرتے ہیں تو وہ خیالی قصص سے کچھ کم معلوم نہیں ہوتے۔ خدا مومنین اسلام کو اجر خیر عطا فرمائیے کہ اُنکے مدونہ واقعات کبھی کبھی سُن پاتے ہیں یا دیکھ لیتے ہیں تو اپنے آبا واجداد کی بزرگی وعظمت کی تصویر اپنے خیال میں مرتسم ہو جاتی ہے۔ گو نتیجہ اسکا یہ تھا کہ مقابلہ اُنکے ہمارے تمام واقعات تازیانۂ عبرت کا کام دیں مگر یہ دوا بھی اپنا اُلٹا اثر پیدا کرتی ہے بلکہ ہماری موجودہ حالت تو ایسی بے حسی میں ہے کہ اثر ہونے نہونے کا بھی احساس جاتا رہا۔ ہم

اپنے ظاہر و باطن کے باکمال ابا و اجداد پر نظر کریں تو۔ علوم عالم کا کوئی طبقہ ایسا نہیں جو ہمارے سیدھے سادھے مسلمانوں کی عالی ہمتی اور اُنکے جوہر شرافت کی تاباں قابلیت کا معترف نہو۔ اُنکے علوم و فنون سیاسی و تمدنی مراتب کے علاوہ صرف ایک تاریخ نویسی علم انساب کے محفوظ رکھنے میں اور نسبی جوہر کے کھرے اور کھوٹے کے امتیاز میں جسطرح اُنکا خیال تبحر علمی کو شامل تھا۔ دنیا میں آج کوئی قوم نہیں جو اُنکی ہمسری میں قدم آگے بڑھانے کو تیار ہو بالمقابل اُنکے ہماری جو دستنگری کی حالت ہے وہ بالکل اسکے مصداق ہے ہم ہیں کہ جیسے کوئی کسی کا غلام ہے۔

(اُنکے باطنی کمالات) گو بذات خود آج وہ صفحہ ہستی سے روپوش ہوکر ایسے ملک میں جا پہونچے ہیں کہ جہانسے واپسی کا قاعدہ نہیں بلکہ اپنے پس ماندگان کو بھی وہیں اپنے پاس آنیکا پتہ بتا گئے ہیں مثل روز روشن ابتک نمایاں ہیں جنکو اُنکی ذات کا قایم مقام سمجھا جاتا ہے۔ ایک وہ تھے جنکی ظاہری و باطنی مساعی جمیلہ نے ایک عالم کو اپنا شاکر و ممنون بنایا۔ افسوس ہے کہ انہیں بزرگوں کی اولاد ایک ہم ہیں کہ اپنی ذاتی اصلاح بھی نہیں ہوتی۔ اس سے بڑھکر اور یہ رونا ہے کہ اگر ہم اپنے آپ کو ورطۂ ہلاکت و قعر ذلت سے نکالنے میں ساعی نہیں ہوتے یا اپنی منزل عروج تک پہونچنے کا خیال نہیں کرتے۔ تو ہم اس لایق بھی نہیں ہے کہ گاہ بگاہ اپنے آبا و اجداد و رہروان دین کے واقعات ہی دوہرالیا کریں یا اُنکی نصائح و رموز حکمت پر ہی نظر کرلیا کریں۔ شاید کسی وقت رگ حمیت جوش میں آجائے اور وہ روح بدن میں پیدا ہو جائے جو انسان کو اشرف المخلوقات کا مستحق اور جائز دعوی دار بناتی ہے جسکا ادنی نتیجہ یہ ہے کہ اس کا نام غیر فانی۔ اور اُسکے اعمال تحسین تقلید کے خلعت سے قیامت تک آراستہ رہینگے۔ اور اسکے لئے دنیا میں ایسا نہونا عقل و بداہت کے خلاف ہے۔ کیونکہ غور کرلیا جاوے مخلوقات میں پسندیدہ اوصاف اور نیک خصلت اجناس و انواع قدر و قیمت داد و آفریں کے مستحق ہوتے ہیں مثلاً اشرف الحیوانات میں ہم تازی گھوڑے کی طرف خیال کریں تو وہ بلحاظ اپنے اصالت اور اُسپر خوبو کی توصیف سے بمقابلہ اپنے دیگر ہمجنسوں کے قدر و قیمت میں دس یا پچاس کے بجائے سیکڑوں ہزاروں کی نسبت رکھتا ہے۔ پس وہ خلیفہ اللہ جسکی نسبت آبائی اور وہ خود تہذیب خلافت سے مہذب ہو کیسے قابل قدر نہوگا۔ چنانچہ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت کیلئے صفحہ ہستی پر ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ گو رفتار زمانہ کسی موقعہ پر اُسے پست بھی کردے جیسے کہ ہماری موجودہ حالت ہے کہ

توت دانا ہمہ از خون جگر می بینم

لیکن اُسکے جوہر کے بلند شرارے ہر حالت میں سر بفلک رہتے ہیں اور چشم بینا میں حزنگاہ اس عالم کے کارخانہ خواب و خیال نقش بر آب کے مصداق ہیں۔ اسلئے جب ہم اپنے وطن اصلی دار آخرت کے معاملات کو ساتھ لئے ہوئے سوچتے ہیں تو بھی انقیاد اسلامی کے قربان جائیے بڑی خوشی اور ایک خاص طمانیت حاصل ہوتی ہے اور از روئے حقیقت ہونی بھی بجا ہے کیونکہ جب عالم فانی کے واقعات دل خوش کن ہوتے ہیں تو ملک جاودانی جسکی ہر حالت اعلیٰ و ارفع اُسکی حیثیت کے موافق ہونی لازمی ہے۔ تو وہاں کی امید فلاح پر کسی کا خوش ہونا اور مردہ دل کا زندہ ہو جانا کوئی استعجاب نہیں اور جب اُس مالک لازوال کا مٰلِکُ الْمُلُوک شہنشاہ حقیقی اپنے شفقت آمیز مژدہ سے ہمیں مسرور کردے۔ اور حال یہ کہ اُسکا ارشاد ہمارے ایمان غیبی میں مرتبہ عین الیقین و حق الیقین سے بسا زیادہ مصدق ہے۔ اسلام ہمکو بتا رہا ہے کہ جن اقوام کو اُنکی پاداش عمل میں ہلاک کیا حالانکہ وہ اُنکی سرکشی کا نتیجہ تھا تاہم باوجود اپنی بے نیازی کے اپنی رحمت سے اُنپر بھی اظہار شفقت کا حال اپنے خاص بندوں پر ظاہر فرمایا۔ وہ ہی رحیم ستار عیوب و غفار ذنوب ہے کہ اپنی بارگاہ عالی سے ہمیں مایوس ہونیکی تاکید اکید فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ

اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ط پس وہ افراد جنہوں نے اپنے نیزہ و شمشیر کی چمک سے اندھیری راتوں کو روشن کردیا۔ جنہوں نے اسلام کی خوبیوں کا ایک ایک موتی ہزار ہزار قطرہ خون سے خریدا۔ تیغ قضاو قدر کے نیچے جنکے گلو مبارک سے رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا کے نعرے بلند ہوتے تھے بارگاہ الٰہی میں جنکا سر تسلیم ہمیشہ خم رہتا تھا جو اپنے مٹنے سے پہلے فنا ہو چکے اور فناء قلبی سے حیات جاوید حاصل کی۔ شرافت عظمٰی کا لقب پایا رحمت حق کی اُنپر بارانی ہو کہ وہ اپنی اولاد میں بھی وہ اثر چھوڑ گئے جو قوت عمل و اطاعت خداوندی سے اپنا وہ جوہر دکھائیگا کہ ان پس ماندگان کو اُنکے مراتب پر پہونچادے اور رب العلمین محض اپنے فضل سے اُنکے اباء کرام کی اُنسے آنکھیں ٹھنڈی کرے نہ یہ کہ اُنکے فضل میں سے کمی کیجاکر انکو کچھہ حصہ دیا جاوے۔ بلکہ فضل و رحمت کا مینہہ موسل دھار انپر برسے اور یہ اپنے ذاتی عمل کی بنا پر

دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

کے مصداق تام ہوں۔ بناءً علیہ اس مسکن خیالی میں بھی فخروناز کی شاہراہوں پر تیز گام ہونا انکا حق بجانب ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ ہم اپنے ابتدائی حالات اور اجداد و اباء کرام کے معمولات پر توجہ سے غور کریں کہ اُنمیں وہ کونسی شئے تھی جسکی وجہ سے ہم اپنی نسبت اُنکی جانب مایۂ ناز سمجھتے ہیں اور اُنکے وہ کونسے مقبول اعمال تھے جنکا اتنا قوی اثر ہے کہ جو ہمارے نجات کے بھی باعث ہوگئے۔ اور اسکے ساتھ اپنی نسبت کا علم بھی ضروری ہے تاکہ اپنے اجداد کے عادات و اخلاق کا آئینہ بنیں اور ایکدوسرے کے تعلقات سے واقف ہو کر جن امور کے ہم مامور بہ ہیں بتمامہ اُنپر عمل پیرا ہوں۔ تاکہ دنیا میں ہم اُنکے خلف صدق اور یادگار مانے جاویں اور اسکی برعکس صورت میں اُنکے لئے ننگ و عار کا موجب ہوں جبتک کہ ہم متقدمین اور سلف صالحین کے طرز معاشرت سے وقوف حاصل نکرینگے نہ کوئی دنیوی بہبود ہماری طرف رخ کریگی اور نہ عاقبت میں ہم مونہہ دکھانیکے قابل ہونگے اور نہ دینی امورات جو اس فلاح میں ہمارے لئے کوئی وزنی شئے ہوسکتی ہے۔ تعلیم جدیدہ کے دیرینہ ہونے پر بھی روزانہ کے نئے تجربات نے ہمکو خوب سوجھا دیا ہے کہ ہمارے بزرگوں کی حیات کے قصے اُنکی ابعد ممات بھی ہماری زندگی کے سنگین کارناموں سے بسا بہتر ہیں لیکن ہماری تعلیم کی تیز روشنی نے دوربینی کا فائدہ دینے کے خلاف ایسا چندھیا دیا ہے کہ پہلی بینائی بھی رخصت ہوگئی اور اپنا آپا بھی دیکھنا دشوار ہوگیا۔ مگر شکر ہے اس حالت کو پہونچکر ہمنے اب سنبھلنا شروع کیا اور فکرو تلاش ہے کہ عصاء موسوی جبل متین ہماری ہاتھ لگ جائے تاکہ اُسکے سہارے سے کسی ید بیضا تک رسائی ہو اور ضیاء رفتہ کو حاصل کریں۔

قسمت جو التم بتجربات میکند ہ چندیا بچنین شدم و آنچناں شدم

غنیمت ہے کہ ابھی وقت اور گنجائش ہے کہ تلافی مافات ہوسکے اور فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ط کے غضبناک وعید کے نتیجہ سے خوفناک ہو کر مسلک و طریق سلف اتباع سنت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ اپنی گم شدہ دولت رفتہ بصیرت حاصل کریں جو دارین میں ہمیں عروج و راہ نجات پر لیجانے کے لئے آگے دوڑتی ہو۔ اگر ہمارا یہ ارادہ قوی اور سچے دل سے ہو تو رحمت خداوندی بہت وسیع اور قریب تر ہے بلکہ وہ خود قریب ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ط اور احادیث سے اسکی مزید تصریح

یار نزدیکتر از من بمن است ہ ویں عجب بیں کہ من از وے دورم

وہ رحیم و کریم رب الارباب سب کچھہ آسان کرسکتا ہے۔

قوم کے اس جادۂ عزت پر آنکوان اوراق پریشاں سے جو دفاتر پارینہ کے عکس یا بانیان دین کے نقش و نگار کا آئینہ ہیں اور موجودہ نسلیں جو رابطۂ خاص کی وجہ سے اپنے اجداد تک منتہی ہیں اُنسے عروج و نزول کا عبرت خیز فرق مراتب ظاہر

ہوگا جو اہل بصیرت کو نصیحت سے

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ　　آثار پدیداست صنادید عجم را

وَ

(فِیہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ)

ہبوط آدم علیہ السلام کے واقعات اُنکے خانہ بدر ہونیکے درد انگیز کیفیت زخم دل کی ٹیس بڑھاکر باطن کی مصلح ہوگی پھر عجب نہیں کہ حب الوطن من الایمان کی وجدانی طاقت ہمیں کھینچکر دار القرار میں پہونچادے - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اولو العزم انبیا علیہم السلام کی سبق آموز زندگی اُنکی رموز و حکمت روحانیت عظمیٰ کا فیضان ہمارا دستگیر ہو - امم سابقہ کے حالات ملوک وجبابرہ کی سطوت وجبروت سے سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ کے معنی روشن ہوں - آج ہزاروں تعلیمیافتہ مسلمان اپنے انبیا علیہم السلام صحابہ کرام مشاہیر واکابر وسلاطین اسلام بزرگان دین طبقات شرفا اور اُنکے حالات وخدمات اسلامی ذاتی اوصاف اصل ونسب سے کم واقف ہیں - مراۃ الانساب اُنکیلئے امید ہے کہ ایک جام جہاں نما ثابت ہوگی - مواخات صلہ رحمی کے اصل تعلقات باتباع حکم مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِکُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِہٖ اَرْحَامَکُمْ فَاِنَّ صِلَۃَ الرَّحِمِ مَحَبَّۃٌ فِی الْاَھْلِ مَثْرَاۃٌ فِی الْمَالِ الحدیث اس سے بخوبی ظاہر ہیں فرق واتصال باہمی امتیاز جملہ قبائل اسلام کا صاف دکھادیا ہے تاکہ عامہ مسلمین کے کارآمد ہو اور ہر فریق کے آبا واجداد کی یاد اُسکے ذہن میں تازہ ہوجاوے - ارباب کرم اگر اسکو نظر قبول سے دیکھیں اُنکا کرم - اور وہ اسکے اہل ہیں بصورت ناپسند عنایت سے پیش آئیں تو بحکم مَنْ صَنَّفَ فَقَدِ اسْتُھْدِفَ میں اُسکا مستوجب ہوں اور کچھ شکایت نہیں -

نقادانِ فن اور اہل بصیرت سے یہ التماس ہے کہ میری ہیچمدانی وکم علمی سے کوئی لغزش ہوئی ہو یا غلطی نظر سے گزرے اُسکی اصلاح سے اپنی کارآمد بنالیں اور مجھے معذور خیال فرماکر معاف فرماویں کیونکہ ہر فن کی دشواریاں اہل فن سے پوشیدہ نہیں اور محنت کی قدر اُسکے کرنیوالے ہی جانا کرتے ہیں - مجھے جائز وناجائز تحسین وآفرین کی آرزو نہیں اور نہ اس تالیف سے یہ منشاء ہے

گرچہ بدنامی است نزد عاقلان　　مانمیخواہیم ننگ و نام را

بلکہ ایک امتثال امر تھا جسکی تکمیل کیگئی یعنی سرکار محمد عبد الواحد علی خاں صاحب رئیس بڈھانسی وجاگیردار بلندشہر جگر سابق ممبر جوڈیشل محکمہ محتشمہ عالیہ کونسل راج سوائی جیپور کا شکر گذار ہوں جنکے ظل عاطفت میں اُنکے شوق علمی اور فرمائش کے مطابق اسکی تالیف ہوئی اور جناب ممدوح نے اپنی فیاضی وعالی ہمتی سے اسکو جمع کرا کے اپنی ایک بیش بہا یادگار قائم کی - باری تعالےٰ کا احسان ہے کہ آپکا وجود باجود رؤساء نامدار میں بلحاظ دینداری و مشاغل دینیہ بالخصوص موجودہ زمانے میں نہایت مغتنمات سے ہے - پروردگار عالم اُنکی حسنات کا دارین میں اجر دے اور اپنے شوق وصال ونور ایمان پر خاتمہ فرمائے　بحرمتہ النبی وآلہ الامجاد

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اپنے قابل رفیق مولوی سید عبد القادر صاحب ٹونکی کا بھی خصوصیت اور مشکوری کے ساتھ ذکر کرتا ہوں جو ایک عرصہ تک دوران تالیف میں میری شبانہ روز محنت کے دوش بدوش اور استخراج سلاسل میں شریک حال رہے - جزاہم اللہ خیر الجزا

اس تمام کام سے ایک آرزو ضرور ہے کہ قوم اس سے فائدہ اٹھائے اور اس ناچیز مؤلف کو دعاء خیر میں یاد رکھے کیا عجب ہے کہ کسی بندۂ خاص کی نظر میرے حق میں اکسیر کا کام دے جو ذریعہ نجات ہو جائے۔ اور یہ اوراق چند اس دار ناپائدار میں یادگار باقی رہیں۔

جناب باری میں عجز و نیاز سے التجا ہے کہ اس کتاب میں عمداً یا خطاءً غلطی ہوئی ہو۔ یا سہو و خلاف حق میرے قلم سے نکلا ہو اپنی کریمی سے بخشدے اور رسوائی آخرت سے اپنی پناہ دے۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوبُ إِلَيْهِ بجاہ حبیبک سید الشافعین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فان لی ذمة منه بتسمیتی ‌ ‌ ‌ محمدا هو اوفی الخلق فی الذمم

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه ‌ ‌ ‌ سواک عند حلول الحادث العمم

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

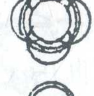
مآرب اخری

مراۃ الانساب میں جسقدر سلاسل درج کئے گئے ہیں اُسمیں حتی الامکان ایک شاخ کو ہر سلسلہ میں آدم علیہ السلام سے موجودہ وقت تک ظاہر کرنا اصل منشاء قرار دیا گیا ہے۔ باقی زیادہ سلسلے جن صاحبوں کے کتب معتبرہ سے دستیاب ہوئے یا جن حضرات نے اپنے سلاسل بھیجدیے مفید عام ہونیکی وجہ سے اُنکو بھی بعد تحقیق درج کر دیا گیا۔

بعض اجداد اعلیٰ کے طبقے میں اور دیگر موقعوں پر بھی ایسی اولادیں جنکا کوئی عقب یا سلسلہ باقی نہیں اور اُنکا ذکر چنداں مفید نہیں تھا ترک کر دیا گیا۔ اور ان میں جو مشاہیر ہیں یا کوئی خاص خصوصیت رکھتے ہیں اُنکو خاص طور پر بھی دکھا دیا گیا ہے اور ہر طبقے کیلئے دوائر میں بھی امتیاز کیا گیا ہے۔

۱ انبیاء علیہم السلام کے دوائر بڑے اور خوبصورت پھولدار ہیں 

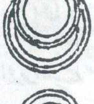
۲ خلفاء اربعہ رضہ کا دائرہ اس صورت کا ہوگا 

۳ صحابہ رضہ کے لئے یہ تجویز کیا گیا ہے 

۴ صحابیہ رضہ کا نام کتاب میں ہر موقعہ پر اس صورت میں ہوگا۔ 

۵ مشاہیر کا دائرہ معمولی دائروں سے بڑا ہوگا 

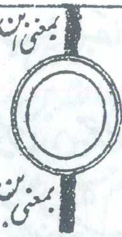
۶ بزرگان دین کے دوائر زیادہ بڑے ہیں 

۷ ازواج مطہرات رضہ کے دوائر بشکل ہلال ہونگے 

۸ عام اناث مدور مربع ہیں 

۹ عام اشخاص کا چھوٹا دائرہ ہے 

۱۰ اجداد اعلیٰ کے دائرے بڑے ہیں اور اُسمیں سیاہ موٹا خط ابن کے معنی کا فائدہ دیگا مثلاً اور یہ دوائر ہمیشہ کتاب کے بالائی حصہ میں آوینگے



۱۲ ایک مورث کی اولاد اور اولاد در اولاد کا سلسلہ بالکل ختم ہونے پر۔ دوسرے جد کا نام لکھا جاویگا اور اُسکی اولاد دکھائی جاویگی جیسے ابراہیمؑ کی اولاد اور بعض جگہہ شامل

۱۱ جس جد اعلیٰ کی اولاد زیادہ ہوگی جو ایک صفحہ پر ختم نہو سکی وہ دوسرے صفحہ پر دکھائی گئی ہے اور سیاہ خط کلاں خالی چلا جائیگا یا ایکطرف سے ہوگا۔ مثلاً عبد المطلب کی اولاد زیادہ ہے کئی صفحات پر آئی ہے۔ وقس علیٰ ہذا



۱۳ اولاد اولاد کے سلاسل سیاہ خط کلاں کے نیچے کے حصے میں رہینگے اور باہمی دوائر کا خط وصلی ابن کے معنی ہیں ہے۔



کسی صفحہ پر اجداد اعلیٰ میں سے اگر اولاد زیادہ نہیں ہے تو جد ماتقدم کا سلسلۂ اولاد اُس صفحہ پر دکھا دیا گیا۔

وَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَةُ

کتب معتبرہ کے بیشتر اقوال بجنسہ نقل کئے گئے ہیں اس تالیف میں جسقدر کتابوں سے امداد لیگئی حسب ذیل ہیں۔

1. صحیح البخاری
2. تفسیر کبیر
3. تفسیر ابی السعود
4. مواہب لدنیہ
5. تفسیر قادری
6. سیرۃ الحلبی
7. تاریخ الخلفا
8. اصابہ فی تمیز الصحابہ
9. مکتوبات امام ربانی
10. تاریخ کامل ابن اثیر
11. ابن خلدون
12. مروج الذہب
13. معادن الجوہر
14. سبائک الذہب
15. روضۃ الاحباب
16. روضۃ الاصفیا
17. خصائص الکبریٰ
18. نشر الطیب
19. سیر الحبیب
20. سرور المحزون
21. انوار الاذکیا
22. تاریخ عالم
23. نفحات الانس
24. آداب المریدین
25. جواہر فریدی
26. فلاح
27. ابن خلکان
28. ترجمہ ابن خلدون
29. تاریخ اسلام
30. قرۃ العیون شرح سرور المحزون
31. ناسخ التواریخ
32. نخبۃ التواریخ
33. تاریخ افغانستان
34. امیر نامہ
35. تاریخ بھوپال
36. صولت افغانی
37. اکبر نامہ
38. آئین اکبری
39. حدائق الحنفیہ
40. نسب نامۂ انصاریان

تاریخ روم[41] احوال علماء فرنگی محل[42] عمدۃ الطالب[43] طبقات ناصری[44] سیر النبی[45] شجر العالم[46]

عمدۃ الطالب[47] عرائس القصص[48] سر الشہادتین[49] جوامع الحکایات[50] بحر الانساب[51] کنز الانساب[52]

خلاصۃ التواریخ[53] وغیرہ قلمی شجرہ قلمی[54][71] مدینہ منورہ فصول مسعودیہ[55] مقامات سعیدیہ[56] ترغیب الترہیب[57]

مشکوٰۃ المصابیح[58] سیر الاقطاب[59] تیسیر شرح جامع صغیر[60] معارج الولایت[61] منتخب التواریخ[62]

مراۃ المداری[63] سیر المشایخ[64] تاریخ دکن[65] اسراریہ[66] مقاصد العارفین[67] اشرف نامہ[68]

تاریخ بلند شہر[69] مرقع فیض تاریخ ناڈر راجستان[71] تاریخ برن[72]

[71] شجرہ قلمی مدینہ منورہ یہ وہی شجرہ ہے جو اس تالیف کا اصل باعث ہوا۔ اسکے حصول کی تفصیلی کیفیت سے ناظرین کو اکثر مزارات انبیاء علیہم السلام وصحابۂ کبار و اولیاء کرام اور مقامات مقدسہ سے واقفیت اور دلچسپی ہوگی بالخصوص جن حضرات کو اس مبارک سفر کا اتفاق ہو اُنکے لئے انشا اللہ العزیز زیادہ مفید ثابت ہوگی۔

۴۔ شعبان ۱۳۲۶ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۰۸ء کو جبکہ افتتاح حجاز ریلوے کے مژدہ سے مسلمانان ہندوستان کو سفر حرمین میں آسائش و آسانی ہونے کی بنا پر خاص مسرت ہو رہی تھی۔ جناب محمد عبدالواجد علیخاں صاحب اسی دوران میں ۷۔ محرم ۱۳۲۷ھ مطابق ۳۰۔ جنوری ۱۹۰۹ء کو بارادۂ حج جیپور سے روانہ ہوئے اور بمبئی سے بلاتوقف جہاز (جرمنی میل) پر سوار ہو کر عدن سویز پورسعید ہوتے ہوئے ۱۱۔ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۔ اپریل ۱۹۰۹ء بیت المقدس پہونچے۔ یہ حج نصاریٰ کا زمانہ تھا اور ولادت موسیٰ علیہ السلام کا بھی چونکہ یہی زمانہ گذرا ہے اسلیئے اس موسم میں یہودیوں کی عید بھی تھی باوجود سردی کے بڑا مجمع تھا۔ جناب ممدوح ۳۰۔ اپریل ۱۹۰۹ء تک وہاں مقیم رہے اور حضرت داؤد و سلیمان و موسیٰ و عزیر و مریم علیہم السلام اور ابوعبداللہ حضرت عکاشہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اور حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ اور خلیل الرحمن کے راستے میں حضرت یونس اور راحلہ والدۂ یوسف علیہما السلام اور خلیل الرحمن میں حضرت ابراہیم اسحٰق یعقوب والدۂ یعقوب علیہم السلام اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ خلیل الرحمن سے دو کوس پر حضرت لوط علیہ السلام کا مزار ہے وہاں حاضر ہونیکی تیاری ہو چکی تھی کہ یکایک شب کے دس بجے سلطان عبدالحمید خاں کی معزولی کی منادی ہوئی اور سلطان محمد رشاد خامس کی سریر آرائی کی توپیں سر ہوئیں اور وہاں کا جانا ملتوی رہا۔ بعض مقامی احباب نے آپکو یہ رائے دی کہ مبادا تغیر سلطنت سے بدامنی واقع ہو اور راستے مخدوش ہو جائیں یا حجاز ریلوے بند ہو جاوے۔ اسلئے مدینہ منورہ جلد روانہ ہو جانا چاہیئے۔ آپ یکم مئی ۱۹۰۹ء کو روانہ ہو کر نابلس بیسان کے اسٹیشن سے حجاز ریلوے میں سوار ہو کر دمشق پہونچے۔ یہاں حضرت ذوالکفل یحییٰ علیہم السلام اور حضرت بلال عبداللہ ابن مکتوم

حضرت جعفر طیار ابوہریرہ معاویہ ہر لیح مساعد ام المومنین ام حبیبہ ام المومنین ام سلمہ سکینہ بنت امام حسین زینب عبداللہ بن زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور حضرت بہلول دانا محی الدین بن عربی خالد کردی عبدالغنی نابلسی اسمٰعیل کردی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے مزارات اور سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارات سے مشرف ہوئے۔ پھر دمشق سے روانہ ہوتے ہوئے ۱۷۔ مئی سنہ ۱۹۰۹ء کو مدینہ منورہ حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ۲۳۔ شوال المکرم سنہ ۱۳۲۷ھ تک اس جذبات نثار ارض مقدس میں آپکی حاضری رہی جسکا اظہار کچھ صرف سعدی کے ان لفظوں میں کیا جا سکتا ہے

دیدہ از دیدنش نگشتے سیر آنچناں کز فرات مستسقی

اس دوران میں آپکو اکثر بزرگان دین کے مزارات کی تلاش میں اور مقامات معلوم نہونے سے افسوس ہوا اور اکثر کتابوں کی تلاش کا خیال تھا کہ مدینہ منورہ میں بحسن اتفاق حاجی محمد اسمٰعیل صاحب بخاری سے آپکی ملاقات ہوئی۔ حاجی صاحب موصوف خوشنویس ہیں اور کتب خانہ سلطانی میں کتب قدیمہ اور کتب مطلا کا شعبہ انکو تفویض ہے۔ کتب خانہ میں ایک نہایت مستند شجرہ آدم علیہ السلام سے لیکر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک سلسلہ وار نہایت اہتمام وحفاظت سے رکھا ہوا ہے۔ اسکی نقل حاجی صاحب نے اپنے لئے کر لی تھی۔ ایک صحبت میں اُنھوں نے جناب ممدوح سے ذکر کیا۔ آپکے شوق اور دلچسپی کے لئے یہہ ایک بیش بہا نعمت تھی۔ گو جناب ممدوح انتظام سفر کر چکے تھے اور روانگی میں بہت تھوڑے دن باقی رہے تھے کہ حاجی صاحب سے اُسکی نقل کے لئے اصرار کیا اور حاجی صاحب نے بھی کمال کیا کہ تین دن میں اُسکی خوشخط نقل تیار کرائے جو ۲۷ فٹ طول میں بصورت مکتوب تھی۔ آپنے مزید اطمینان کے لئے اصل شجرہ سے اُسکا مقابلہ بھی کرالیا۔ مدینہ منورہ سے ہو کر ۷۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو بخیریت آپ جیسپور پہونچے۔ یہاں اس شجرہ کو کتابی صورت میں تدوین کرنیکے لئے احقر اور مولوی سید عبدالقادر صاحب کے سپرد کیا جو آپکے ہاں خدمات دینی پر مامور تھے اتفاقاً کچھ عرصہ بعد مولوی صاحب نواح بنگالے میں ملازم ہو کر چلے گئے اور احقر نے سنہ ۱۳۳۰ھ سے سنہ ۱۳۳۵ھ تک شبانہ روز محنت کر کے اسکو بصورت موجودہ ترتیب دیا۔ اور کتب مذکورہ بالا میں سے اکثر جناب ممدوح نے خاص اسکی تکمیل کیلئے بصرف کثیر خرید فرمائیں مگر ناکافی ہونے پر جیسپور مہاراجہ لائبریری سے کتب متعلقہ دیکھیں اور اکثر مستند خاندانوں کے شجرے حاصل کر کے اضافہ کیا اور جن بزرگوں کے اسماء گرامی آئے اُنکے مختصر اور جامع حالات درج کئے۔ اسی اثناء میں حُسن اتفاق سے حاجی اسمٰعیل صاحب بخاری بھی جیلپور آئے۔ اور اس ترتیب و اضافہ کو دیکھکر بہت محظوظ ہوئے حاجی صاحب کے ہندوستان آنے سے جناب ممدوح نے یہ فائدہ اور حاصل کیا کہ ایک جلد اس شجرہ کی جلی قلم سے نہایت خوشخط لکھوا کر اپنے کتب خانہ میں رکھوا دی۔ جسکی تقطیع ۲۴-۳۰ ہے

شائقین اور اکثر احباب اسکے طبع کے مصر ہوئے جسپر میں نے اجازت چاہی آپنے اپنی عالی ہمتی سے دو سو روپیہ کے عطیہ سے راقم الحروف کو مشکور فرما کر اجازت بخشی اور مصارف طبع میں بھی امداد فرمائی۔

بلبل از فیض گل آموخت سخن ورنہ نبود ایں ہمہ قول و غزل تعبیہ در منقارش
آں سفر کردہ کہ صد قافلہ دل ہمرہ اوست ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش

غرضکہ یہ شجرہ ایک تبرک ہے جو جناب ممدوح کو ارض مقدسہ حضرت روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا اور میں اُسکو اس زمانہ تک کی ایک جامع تاریخ مکمل و مرتب کر کے ابناء اسلام کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

من بسر منزل عنقا نہ بخود بردم راہ   قطع این مرحلہ با مرغ سلیماں کردم

دارم از لطف ازل منزل فردوس طمع
گرچہ دربانی میخانہ فراواں کردم

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ
خَیْرُ الرّٰحِمِیْن
بِحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَاحِبِ یٰسِیْن
صَلوٰۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

عبدہٗ
ضیاء الدین احمد علوی
امروہی

کاخ واجدی
سوائی جیپور ۳۰- اپریل ۱۹۱۶ء

جوار خواجہؒ

علم کتاب بالاجمال

تفصیل و تعداد دوائرِ مخصوصہ کتاب

انبیا علیہم السلام	خلفاء اربعہ و صحابہ کبار	امہات المومنین و صحابیات	مشاہیر و بزرگان دین
	۴	۱۳	
	۹۲	۴۴	
۵۸	۹۶	۵۷	۱۷۰

میزانکل دوائر کتاب

دیگر سلاسل

۴۰۵۵

عذر مؤلف

شائقین سے التماس ہے کہ کتاب ہذا کو عرصہ سے زیر تالیف تھی لیکن وقت طبع تک برابر بعض حضرات کے سلاسل درج کتاب ہونے کو پہونچتے رہے جس سے تالیف بھی ساتھ کے ساتھ جاری رہی اسکے علاوہ کاروبار طبع کی دشواریاں ایسی پیش آئیں کہ باوجود عجلت و محنت کارکنان مطبع اس عجالہ کی طبع میں تاخیر ہوگئی۔ جن حضرات نے پہلے ہی اپنی درخواستوں سے مشکور فرماکر انتظار کی اتفاقی تکلیف گوارا کی ہے اُنسے خصوصیت کے ساتھ امید کرتا ہوں کہ اپنی عنایت سے معاف فرماکر مجکو مزید شکرگذاری کا موقعہ دینگے۔

احقر ضیاء علوی

غفر اللہ ذنوبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُکَ عَلٰی سَوَابِغِ النِّعَمِ حَمْدَ مَنِ اسْتَقَامَ عَلَی الطَّرِیْقَۃِ وَاَشْکُرُکَ مُتَمَسِّکًا فِی اسْتِجْلَابِ الْمَزِیْدِ الْمَوْعُوْدِ بِعُرْوَۃِ وَعْدِکَ الْوَثِیْقَۃِ وَاَعْتَصِمُ بِمَتِیْنِ حَبْلِکَ عَنِ الْمَیْلِ اِلٰی تَمْوِیْہَاتِ الظُّنُوْنِ وَاَبْرَأُ اِلَیْکَ مِنْ کُلِّ صَنِیْعٍ یُغَایِرُ قَوَانِیْنَ شَرْعِکَ الْمَصُوْنِ وَاَبْسُطُ مُوْقِنًا بِالْاِجَابَۃِ اَکُفَّ الْاِبْتِہَالِ وَالضَّرَاعَۃِ اِلَیْکَ لِتُصَلِّیَ وَتُسَلِّمَ عَلٰی نُقْطَۃِ بِیْکَارِ الْکَمَالِ الدَّالِّ بِکَ عَلَیْکَ عَبْدِکَ وَحَبِیْبِکَ اِکْسِیْرِ کُنُوْزِ فُیُوْضَاتِکَ الْوَہْبِیَّۃِ وَتَفْسِیْرِ رُمُوْزِ فُتُوْحَاتِکَ الْغَیْبِیَّۃِ وَعَلٰی اٰلِہِ الَّذِیْنَ ازْدَحَمُوْا فِیْ مَوَارِدِ نَفَائِسِ الْاِحْسَانِ فَسَاغَ لَھُمْ شَرَابُھَا وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ سَبَقُوْا اِلٰی مَشَاھِدِ عَرَائِسِ الْاِیْمَانِ فَکُشِفَ لَھُمْ نِقَابُھَا وَعَلَی السَّالِکِیْنَ نَہْجَھُمْ فِیْ ذٰلِکَ السَّنَنِ الْقَوِیْمِ حَافِرًا مَرْکُوْبٍ عَلٰی حَافِرٍ وَالسَّالِکِیْنَ سَبِیْلَھُمْ قَدَمًا عَلٰی قَدَمٍ اِلٰی ھٰذَا الزَّمَانِ الْحَاضِرِ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا

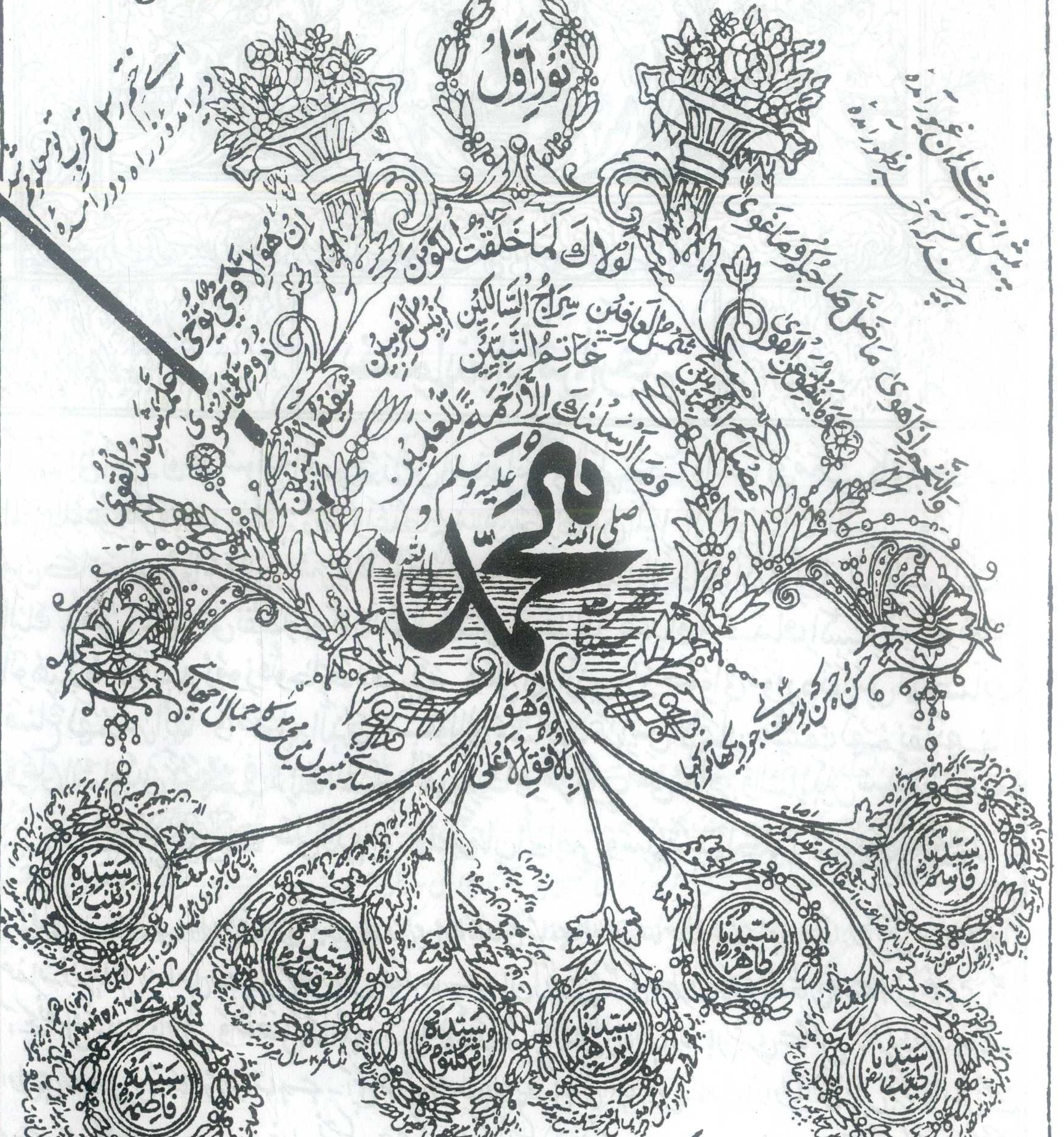
امابعد نامہ سیاہ محمد ضیاء الدین احمد علوی نقشبندی مجددی ابن مولانا الحاج شاہ بہاء الدین صاحب نقشبندی مجددی قادری چشتی سہروردی مہاجر مکہ غفر اللہ ذنوبہما اہل اسلام کی خدمت میں عرض رسال ہے کہ سارے جہان کی تکوین حضورؐ کی خاطر اور آپکے ہی شعشعان نور سے ہوئی۔ غیر قومیں بھی آپکے فضل و شرف کی قایل ہیں وَالْفَضْلُ مَا شَھِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ۔ آپکی شان عالی کا اظہار نہ زبان بشری سے ممکن۔ نہ قلم کو طاقت چنانچہ اول ہی روز ازل میں اسکا شوق ہوتا شاہد ہے۔ آپکی علو مرتبہ و وصف و توصیف کی کوئی انتہا نہیں۔ تمام انبیا و اولیا اس مقام میں عجز کو اپنا کمال سمجھتے رہے ہے۔ اور سچ ہے۔

خدانے جسکی مدحت کی بیاں کیا اسکی رفعت کا

اسی وجہ سے حضورؐ کے فضائل کا احصا ناممکن ہے۔ ہم بغرض واقفیت عام بعض حالات ضروری فخر موجودات روحی فداہ کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ گو کہ حضور خاتم النبیینؐ سب سے آخر میں ہیں لیکن درحقیقت آپکا وجود باجود سب سے اول اور سب کے وجود کا باعث ہے۔ لہذا ہم اسی اسم مقدس سے ابتدا کرتے ہیں جو سب کی مبتدا ہے۔

سلام بھیج ۱۲

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری الحدیث



آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ولادت شریف بتاریخ ۱۲۔ ماہ ربیع الاول سنہ عام الفیل کو دوشنبہ کے روز بوقت صبح صادق ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت

بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو کر دنیا میں تشریف لائے تو آپکے ساتھ ایک نور ظاہر ہوا اُس نور کی روشنی سے تمام مشرق و مغرب کی چیزیں روشن ہوگئیں جب آپ زمین پر آئے تو دونوں ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے بیٹھے آپنے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا۔ (مواہب)

آپ کی والدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت میں نے آسمان سے ایک ابر کے سفید ٹکڑے کو آتے دیکھا اُس ابر کے ٹکڑے نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آغوش میں لے لیا اور میری نظروں سے غائب ہوگیا۔ اُس میں سے مجھے یہ آواز سنائی دیتی تھی کہ اِن کو دریا جنگل مشرق و مغرب کی حدود میں پھرالاؤ کہ سب چیزیں پہچان لیں اور اُن کی صفات و صورت سے واقف ہو جائیں۔

ابر کے نزول کا قصہ قریب ولادت دو بار ہوا ہے چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو میں نے دوبارہ بھی ایک بڑے ابر کے ٹکڑے کو دیکھا جس میں سے گھوڑوں اور پرندوں اور آدمیوں کی باتوں کی آواز آتی تھی۔ اس دفعہ بھی اُس ابر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپا لیا۔ اول مرتبہ سے زیادہ دیر تک غائب رہے۔ اگر مجھے یہ سنائی دیتا تھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ آپ کو تمام روئے زمین اور تمام روحانیات انسان اور جن فرشتوں طیور و وحوش کے سامنے پیش کرو اور نبوت اور نصرت کی کنجیاں دیدو اور تمام انبیاء علیہم السلام کے اوصاف سے آپکو مزین کردو اور تمام رُسل اور نبیوں کے دریائے اخلاق میں غوطہ دیدو۔

الغرض ہمارے نبیٔ مکرم تمام محاسن میں لاثانی اور اخلاق کریمانہ میں تمام انبیاء مرسلین سے فائق تھے۔ **شعر**

اے کہ بر تخت سیادت زازل جا داری ۔۔۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کی ولادت شریف کے وقت کسریٰ نوشیرواں کے محل میں ایسا سخت زلزلہ آیا کہ اُس عالیشان شاہی ایوان کے چودہ کنگرے گر پڑے۔

وَبَاتَ اِیْوَانُ کِسْرٰی وَهُوَ مُنْصَدِعٌ ۔۔۔ کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْرٰی غَیْرَ مُلْتَئِمِ

یعنی نوشیرواں کا محل ولادت کے وقت ایسا شکستہ اور پاش پاش ہوگیا جیسا کہ کسریٰ کا لشکر جسکو اجتماع نصیب نہ ہوا۔ (بردہ)

چو صیتش در افواہ دنیا فتاد ۔۔۔ تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

فارس کا قدیمی آتشکدہ جو ہزار سال سے برابر روشن تھا ضیاء توحید کی نورانی شعاعوں سے بجھ گیا اور بحیرہ طبریہ اور دریائے ساوہ (جس میں نو زائیدہ بچوں کو آتش پرست غسل دیتے تھے) دفعتاً خشک ہوگئے۔ (مواہب و معارج النبوۃ)

اللہ جل جلالہ نے زوال سلطنت فارس و شام کی طرف ان امور سے اشارہ کیا ہے۔ (نشر الطیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعب بنی ہاشم کے زقاق المولد (پیدائشی کوچہ) محمد بن یوسف نزار کے گھر میں پیدا ہوئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بسند حسن یہ روایت ہے کہ ایک یہودی نے اُس رات جس میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے یہ کہا کہ اہل قریش کیا آج تمہاری قوم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے لاعلمی کی وجہ سے کہہ دیا کہ ہمکو خبر نہیں اسپر وہ کہنے لگا کہ اے اہل قریش آج کی شب میں اِس امت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ اُسکے دونوں شانوں کے درمیان (مہر نبوت) ایک نشانی ہے۔ قریش نے جب اس امر کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے

لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یہودی اور اہل قریش آپ کی والدہ بی بی آمنہؓ کے پاس آئے۔ یہودی نے جب وہ نشانی دیکھی تو بیہوش ہوکر گر پڑا اور سنبھل کر کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے تو اب نبوت و رسالت رخصت ہوگئی۔ اے اہل قریش یہ تمہارا ایسا غلبہ کرینگے کہ مشرق و مغرب تک انکی تشہیر ہوجائیگی۔ (فتح الباری)

آپ کی رحلت تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر میں دوشنبہ کے روز ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو مدینہ منورہ میں ہوئی

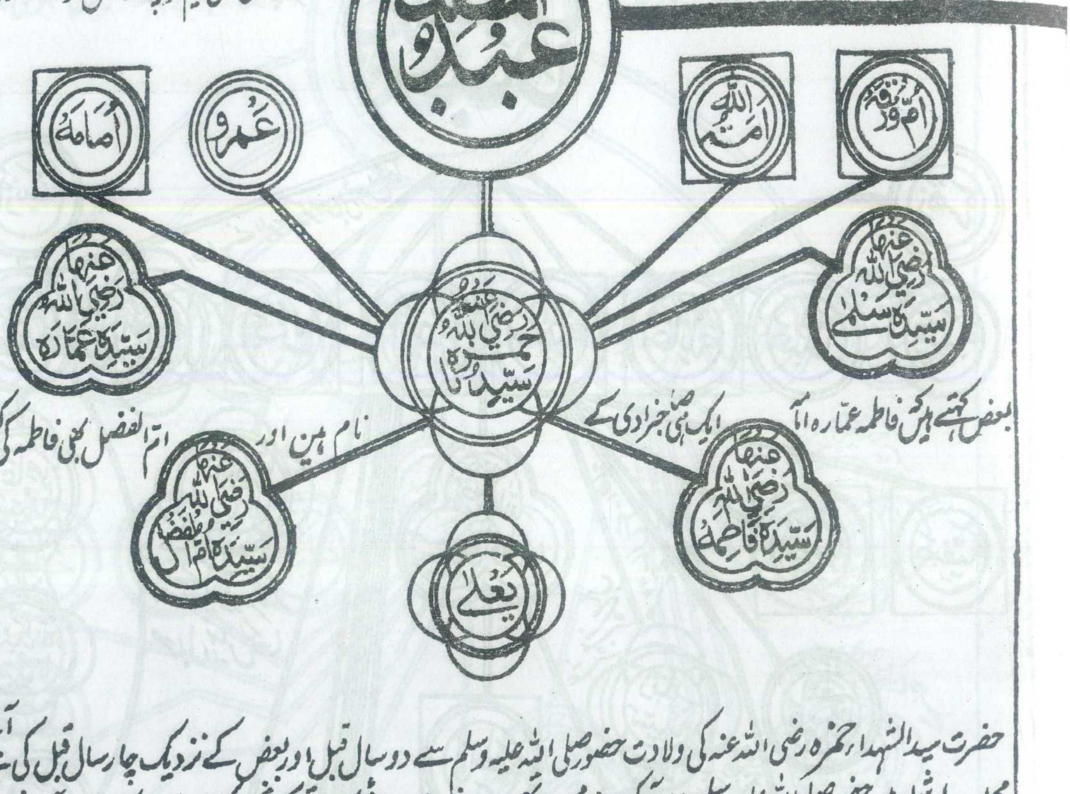
عبداللہ

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ جس رات حضرت عبداللہ پیدا ہوئے اہل کتاب نے جانا کہ پیغمبر آخر الزماں کی ولادت قریب ہے اور سبب اسکا یہ ہوا کہ جامۂ سفید صوف ملبوس حضرت یحییٰ علیہ السلام کہ انکو کافروں نے شہید کیا تھا خون آلودہ انکے پاس تھا اور مضمون کتب آسمانی سے وہ جانتے تھے کہ جب وہ جامہ بار دیگر بخون تازہ سرخ ہوجائیگا اور چند قطرۂ خون اس میں سے ٹپکیں تو یہ علامت قریب تولد پیغمبر آخر الزماں کے ہوگی اور اس رات میں اس جامہ میں یہ نشان ظاہر ہوا اور اسی سبب سے وہ حضرت عبداللہ سے عداوت رکھتے تھے۔ وہ ہر چند بارادہ قتل جمع ہوکر مکہ مکرمہ میں آئے لیکن بدنصیب اپنا سا منہ لیکر پھر جاتے آپ کا لقب ذبیح بھی ہے جسکی کیفیت ہم حضرت عبدالمطلب کے حالات میں درج کرینگے مختصراً یہ کہ آپ نے یعنی حضرت عبدالمطلب نے اپنی ایفاء منت میں منجملہ اپنے بیٹوں کے حضرت عبداللہ کی قربانی کرنی چاہی اور اور بھائیوں میں آپ کا تعین کرنے کی غرض سے قرعہ ڈالا تو وہ بھی آپ ہی کے نام پر نکلا حضرت عبدالمطلب آپ کا ہاتھ پکڑ کر قربانی کی جگہ لائے اور چاہا کہ قربان کریں آپ کے بھائی اور تمام اہل قریش بوجہ آپکی محبت کے مانع ہوئے۔ اور ایک کاہنہ کے پاس اس قصہ کو لے گئے اسنے کہا کہ قرعہ اسطرح ڈالو کہ اول دس اونٹ اور عبداللہ کا نام لکھو اگر آپ کا نام نکلے دس اونٹ اور بڑھا دو اور زیادہ کرتے جاؤ یہانتک کہ اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلے۔ عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا ہر بار میں قرعہ حضرت عبداللہ کے ہی نام نکلتا تھا یہانتک کہ سو اونٹوں کی نوبت پہونچی تب اونٹوں کا نام نکلا۔ حضرت عبدالمطلب اونٹوں کو قربان کرکے منت سے ادا ہوئے۔ حدیث شریف میں حضور نے جو ارشاد فرمایا ہے اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ (یعنی میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں) اسی طرف اشارہ ہے۔ ایک سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مراد ہیں اور دوسرے سے حضرت عبداللہ آپکے والد بزرگوار۔ حضرت عبداللہ کی عمر باختلاف روایات ۱۸-۲۵-۳۰- سال کے ہوئی۔ اور بقول اصح موافق روایات زرقانی ۲۵ سال ہوئی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف سے تین ماہ قبل جبکہ آپ ملک شام کی طرف کھجوروں کی خریداری کے واسطے تشریف لیجا رہے تھے راستے میں انتقال ہوا اور دار النابغہ میں مدفون ہوئے (بقول اصح) اور بقول بعض مدینہ منورہ میں متصل مزار سیدنا مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ بیرق بردار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہوئے۔

(مواہب و سیرت الحلبی)

جناب عبد المطلب بعد وفات اپنے والد حضرت ہاشم کے پیدا ہوئے۔ نام آپ کا دراصل شیبہ ہے۔ اسوجہ سے کہ آپکے سر میں سفید بال تھے یا ایک بال سفید تھا اور بعد بلوغ بکثرت محامد شیبۃ الحمد کہلا صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت ہاشم شیبہ کو مطلب بن عبد مناف نے پرورش کیا۔ اور اُس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ جو کوئی کسی یتیم کو پرورش کرتا تھا وہ یتیم

۳

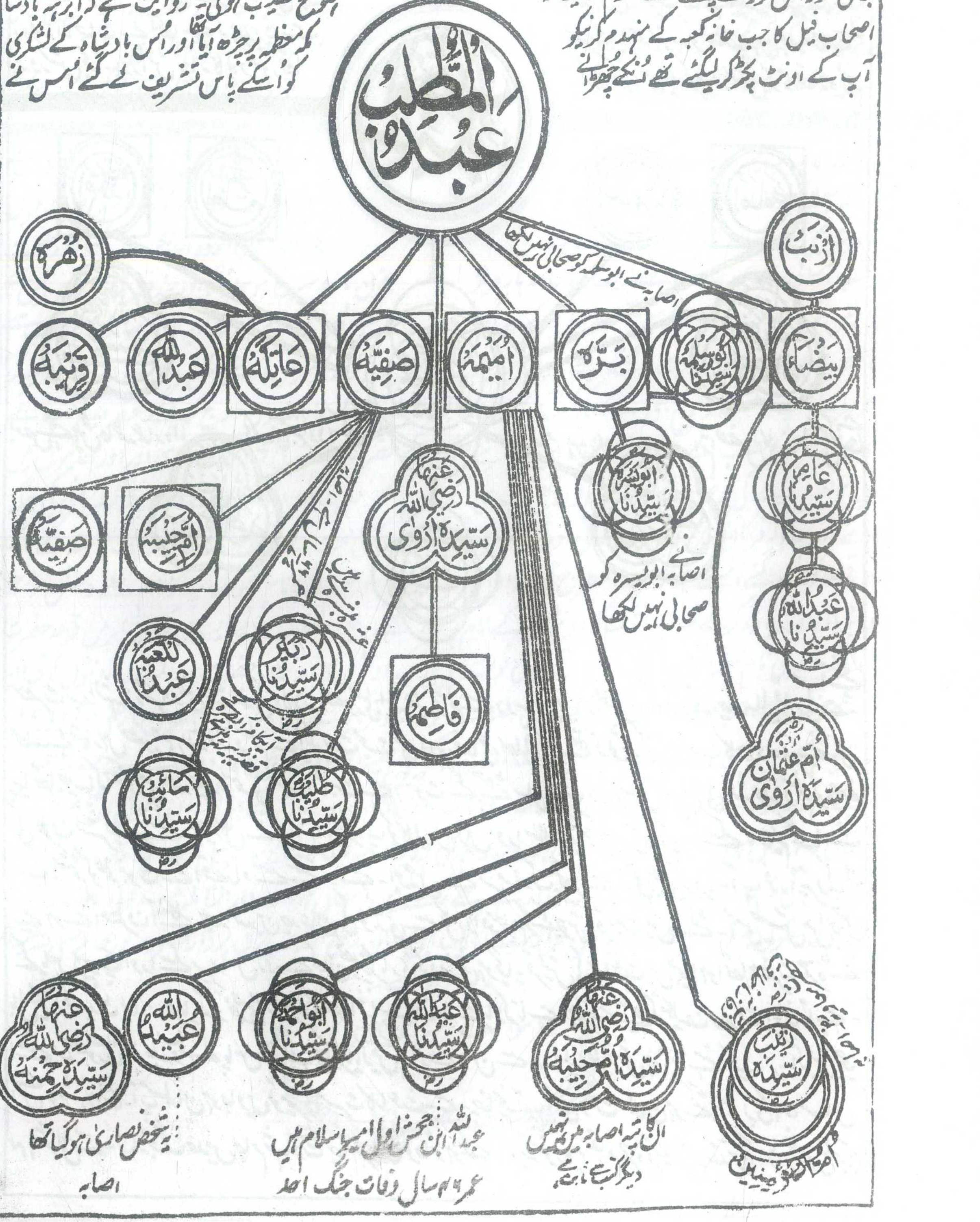


بعض کہتے ہیں کہ فاطمہ عمارہ اُم ایک ہی صاحبزادی کے نام ہیں اور اُم الفضل بھی فاطمہ کی کنیت ہے

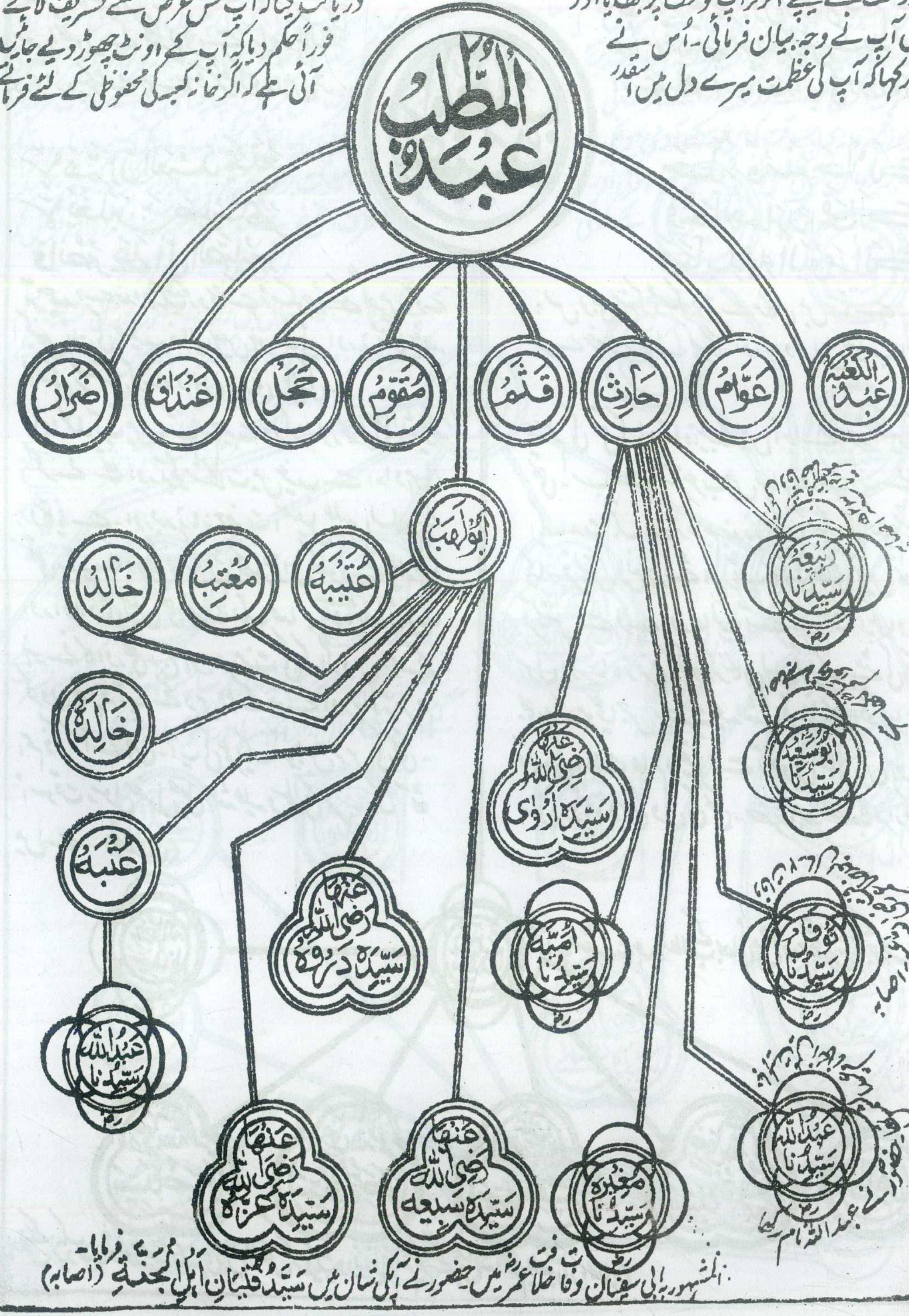
حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال قبل اور بعض کے نزدیک چار سال قبل کی ہے۔ آپکے محامد بے شمار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکو بہت محبت تھی اور رضاعی بھائی بھی تھے کہ ثوبیہ کنیز ابولہب کا دودھ آپنے بھی پیا تھا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انسبت ثابت ہے۔ نبوت کے چھٹے سال ایک روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا کی طرف تشریف لیگئے۔ ابوجہل نے وہاں پہونچکر آپ کو گالیاں دیں اور اسلام کی توہین کی۔ آپ اُسکے ناملایم کلمات سب وشتم کو حلم نبوت کے اقتضاء سے سنتے رہے۔ ابوجہل نے سر مبارک پتھر سے زخمی بھی کر دیا۔ آپ فوراً تیر و کمان لیے ہوئے اُسطرف آنکلے۔ عبد اللہ بن جدعان کی لونڈی سے کل واقعہ معلوم کرکے جوش قرابت میں آگئے۔ اُسی طیش میں ابوجہل کے پاس پہونچے اور اُسکے سر پر اس زور سے کمان کھینچکر ماری کہ وہ زخمی ہو گیا یہ قریش کی جماعت میں بیٹھا ہوا تھا حضرت حمزہؓ نے بال پکڑ کر گھسیٹ لیا اور فرمایا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ناشایستہ الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ میرے بھتیجے کو تکلیف و اذیت پہونچاتا ہے۔ اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاکر فرمایا کہ میں نے تمہارے دشمن سے بدلہ لیلیا تمکو خوش ہونا چاہیئے آپنے فرمایا کہ میں تو چچا اس سے خوش ہونگا۔ آپ مسلمان ہو جاویں تو میری مسرت کا باعث ہے۔ چنانچہ آپ اُسی وقت مسلمان ہو گئے۔ عمر آپکی ۵۹ سال ۱۵ شوال ۳ھ زمانہ جنگ احد میں جام شہادت سے سیراب ہوئے۔ مدینہ منورہ میں مقام حمزہ آپکا مزار مقدس ہے۔ (ابن خلدون و اصابہ)

اُسکا غلام کہلاتا تھا اسوجہ سے عبد المطلب مشہور ہوے جسوقت آپ کو کوئی مہم پیش آتی پیشانی آپ کی چاند کی طرح چمک جاتی اور اُس نور کے چمکنے سے معلوم کرلیتے کہ ہمکو فتح نصیب ہوگی۔ روایت ہے کہ ابرہہ بادشاہ اصحاب فیل کا جب خانہ کعبہ کے منہدم کرنیکو مکہ معظمہ پر چڑھ آیا تھا اور اُس بادشاہ کے لشکری آپ کے اونٹ پکڑ کرلیگئے تھے اُنکے چھڑانے کو اُسکے پاس تشریف لے گئے اُس نے

۳



آپکی صورت دیکھتے ہی باین سبب کہ عظمت اور مہابت آپکے چہرہ سے بہ برکت نور محمدی نمایاں تھی نہایت تعظیم اور تکریم کی اور تخت سے نیچے اُتر کر آپ کو تخت پر بٹھایا اور دریافت کیا کہ آپ کس غرض سے تشریف لائے ہیں آپ نے وجہ بیان فرمائی۔ اُس نے فوراً حکم دیا کہ آپکے اونٹ چھوڑ دیے جائیں اور کہا کہ آپ کی عظمت میرے دل میں اسقدر آئی ہے کہ اگر خانہ کعبہ کی محفوظی کے لئے فرماتے



المشہور بہ ابی سفیان وفات خلافت عمرؓ میں حضور نے آپکی شان میں سید فتیان اہل الجنۃ فرمایا۔ (اصابہ)

تو میں منہدم نہ کرتا آپ نے فرمایا کہ اس گھر کا خدا خود محافظ ہے میری سفارش کی ضرورت نہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب لشکر اصحاب فیل بیت اللہ کے مسمار کرنے کو چڑھا اللہ جل جلالہ نے طیر ابابیل کو بھیجا کہ تمام لشکر معہ ہاتھیوں کے کنکریوں سے تباہ و ہلاک ہو گیا اور اُسوقت آپ معہ چند قریش کے خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے گڑگڑا کر دعائیں کر رہے تھے اور یہ اشعار آپ کی ورد زبان تھے

۳

عبد المطلب

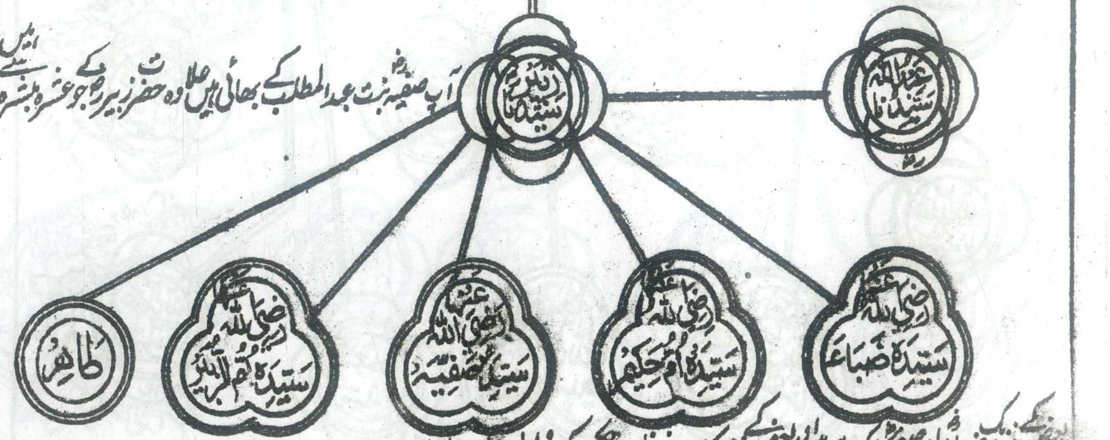
لَاهُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ يَمْنَعُ رَحْلَهٗ فَامْنَعْ حِلَالَكْ

لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيْبُهُمْ وَمِحَالُهُمْ اَبَدًا مِحَالَكْ

وَانْصُرْ عَلٰى اٰلِ الصَّلِيْبِ وَعَابِدِيْهِ الْيَوْمَ اٰلَكْ

ترجمہ اے خدا بیشک بندہ روکتا ہے اُسکو جو اُسکے گھر میں آوے بس تو بھی منع کر اُسکو جو تیرے مکان میں آتا ہے۔ کبھی اُن کی صلیب غالب نہیں ہونے کی اور نہ اُنکا غصہ تیرے غصہ پر غالب ہوگا اور مدد کر اہل صلیب اور اُسکی پرستش کرنے والوں پر اپنی اہل کی۔

فی الجملہ آپ میں یہ تمام ہیبت و برکت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی کہ بادشاہ ہیبت میں آجاتے اور تعظیم و تکریم کرتے تھے اور آپکو مشکلات میں غیب سے امداد ہوتی تھی۔ سب سے پیشتر عرب میں سیاہ خضاب آپ نے ہی لگایا ہے۔ اور بعد زمانہ حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کے ایک مدت تک چاہ زمزم بند رہا اور اُسکی جگہ معلوم نہیں تھی۔ آپ نے وہ جگہ خواب میں دیکھکر کنواں کھودنے کا ارادہ کیا۔ قریش مانع ہوئے اور آپ کا کوئی حامی نہیں تھا۔ اور اولاد بھی نہیں تھی صرف ایک صاحبزادہ تھے اور آپ قریش سے لڑے اور غالب آئے اُسوقت آپکو اولاد نہونے کا اور بھی رنج ہوا اور منت کی کہ اگر دس لڑکے ہوں اور چاہ زمزم کو کھود کر نکال لوں تو ایک بیٹے کی قربانی کروں چنانچہ آپ کے دس لڑکے ہوئے اور چاہ زمزم بھی برآمد ہو گیا جس پر حضرت عبداللہ کی قربانی کا واقعہ ہوا جسکا ہم ذکر کر آئے ہیں۔ آپ کی عمر ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی تھی۔ آپ کی وفات عام الفیل سے آٹھویں سال میں ہوئی۔ اُسوقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک آٹھ سال دو ماہ دس دن کی تھی۔ حضرت عبد المطلب کا مزار مکہ مکرمہ میں ہے۔ (خلدون)



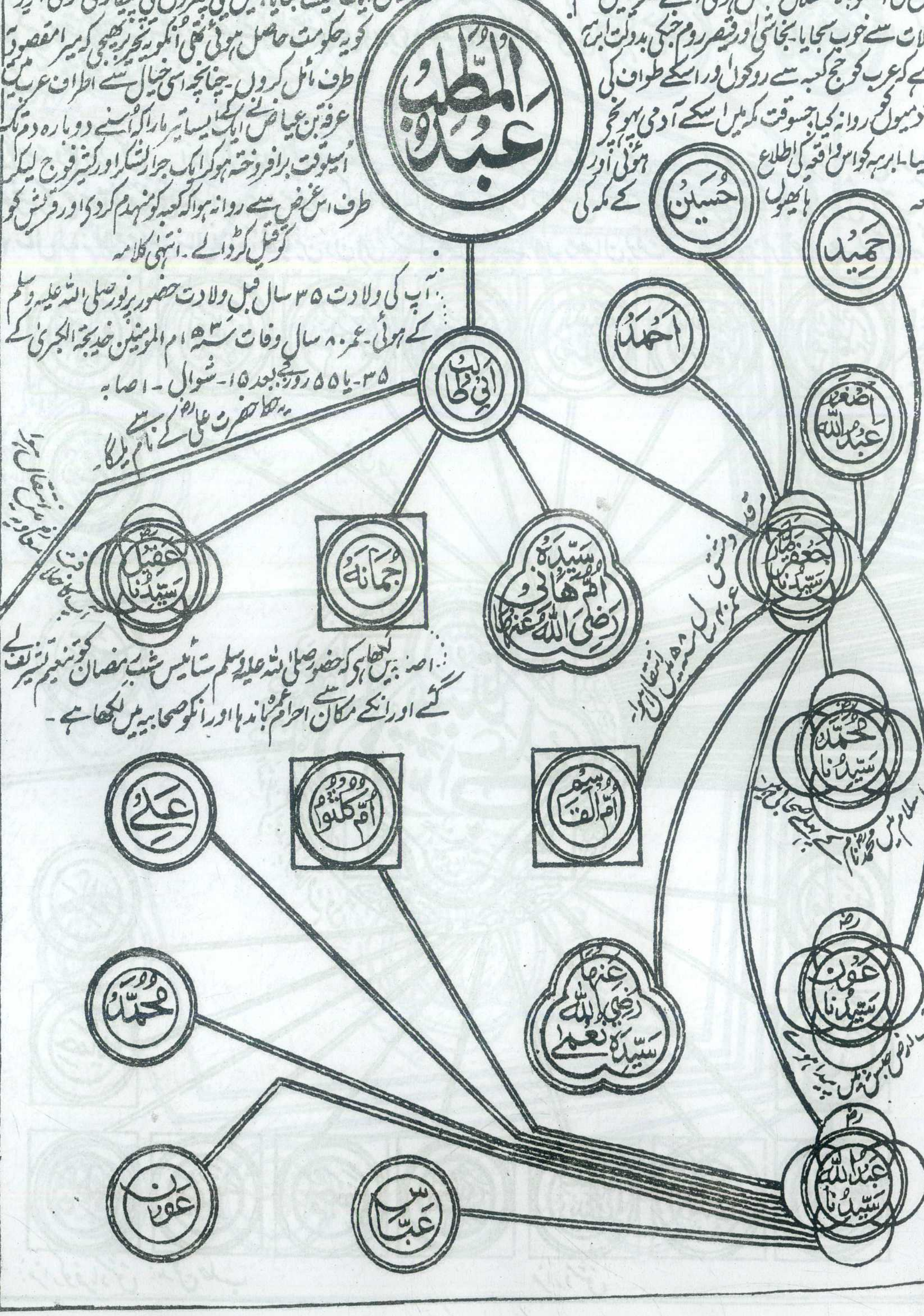
بعض کے نزدیک ضباعہ اور صفیہ ایک ہی ہیں اور بعض کے نزدیک دونوں نام ام حکیم کے ہیں واللہ اعلم بالصواب (اصابہ)

جس ابرہہ کا ذکر عبد المطلب کے حال میں گذرا اُسکی نسبت ہشام بن کلبی ۳ کی روایت سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ ابتداءً یمن کا امیر لشکر ہوا رفتہ رفتہ حکومت یمن کی اُسکو بالاستقلال حاصل ہو گئی اُسکے تسکرہ میں مقام صنعاء میں ایک کلیسا بنایا جسمیں قیمتی پتھروں کی پچیکاری کرائی اور زیور آلات سے خوب سجایا۔ نجاشی اور قیصر روم جنکی بدولت ابرہہ کو یہ حکومت حاصل ہوئی تھی انکو یہ تحریر بھیجی کہ میرا مقصود یہ ہے کہ عرب کو حج کعبہ سے روکوں اور اسکے طواف کی طرف مائل کروں۔ چنانچہ اسی خیال سے اطراف عرب میں آدمیوں کو روانہ کیا۔ جسوقت مکہ میں اسکے آدمی پہونچے عرفہ بن عیاض نے ایک کو ایسا تیر مارا کہ اُسنے دوبارہ دم تک نہ لیا۔ ابرہہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور اُسوقت برافروختہ ہو کر ایک جرار لشکر اور کثیر فوج لیکر معہ ہاتھیوں کے مکہ کی طرف اس غرض سے روانہ ہوا کہ کعبہ کو منہدم کر دے اور قریش کو قتل کر ڈالے۔ انتہی کلامہ

آپ کی ولادت ۳۵ سال قبل ولادت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئی۔ عمر ۸۰ سال وفات سنہ ۳ھ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے ۳۵ یا ۵۵ روز کے بعد ۱۵ شوال۔ اصابہ

یہ خط حضرت علی رضہ کے نام پر لگا۔

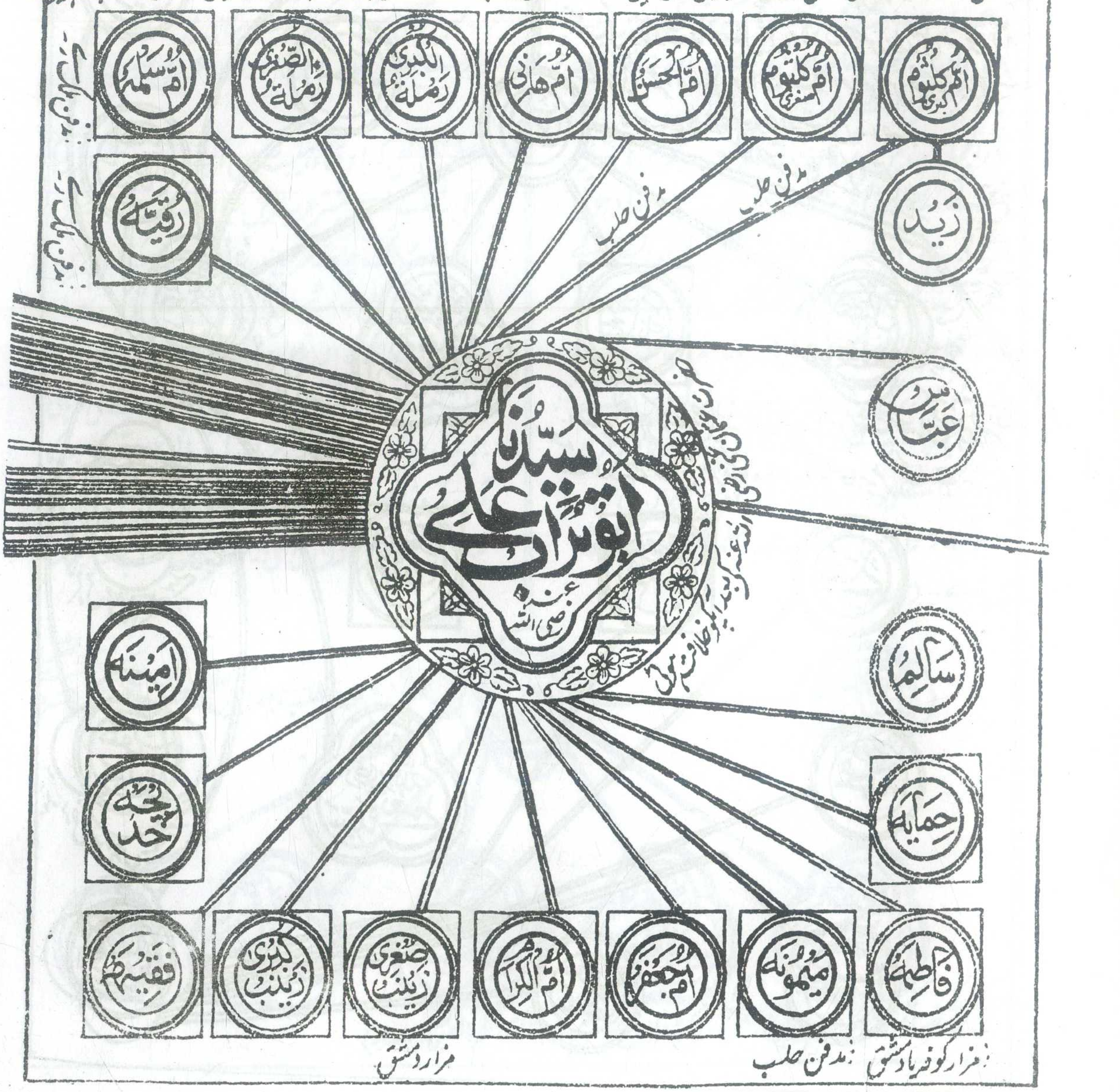
اصابہ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ستائیس شب رمضان کو تنعیم تشریف لے گئے اور انکے مکان سے احرام عمرہ باندھا اور انکو صحابیہ میں لکھا ہے۔

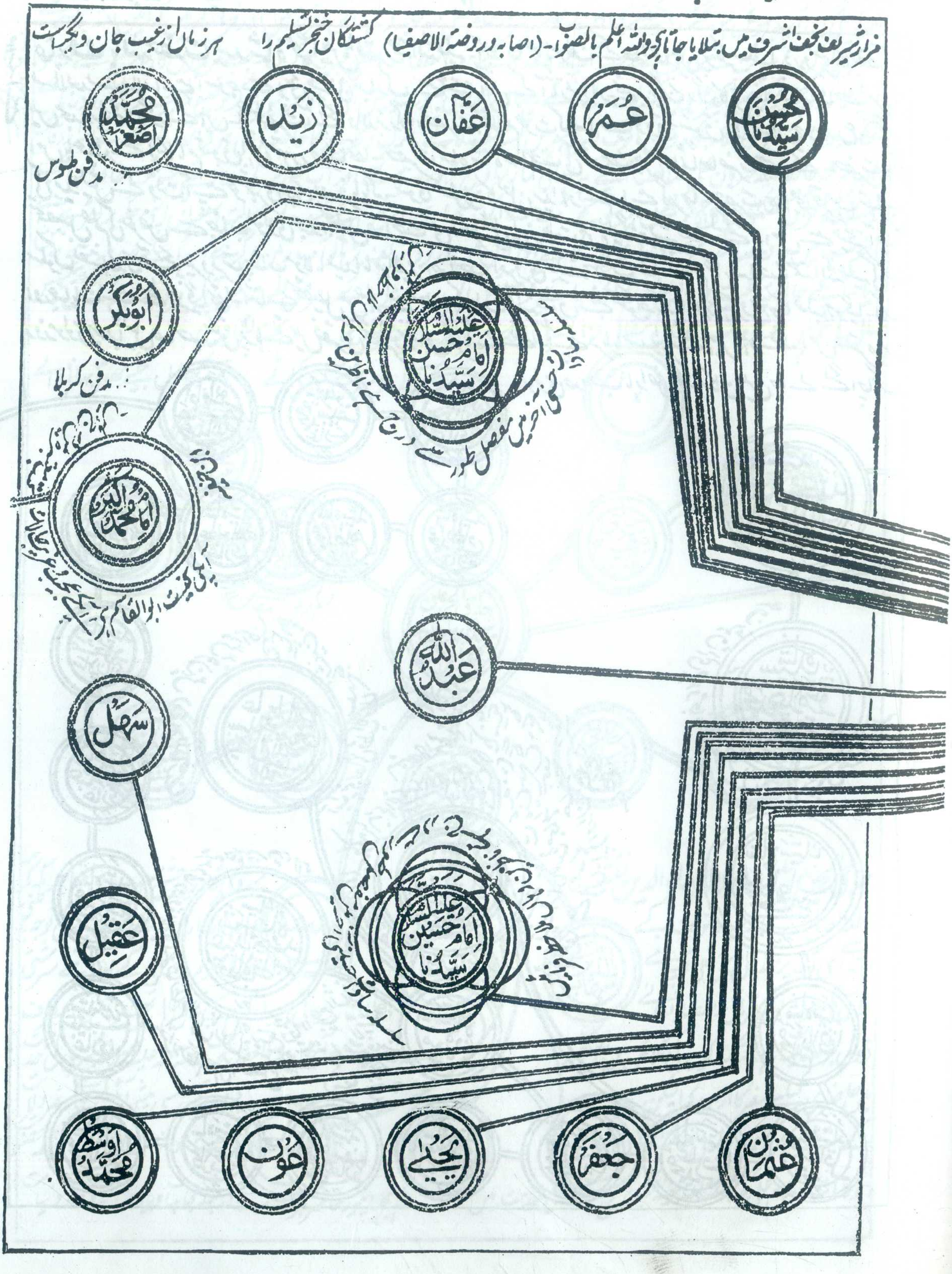


آپکا اسم مبارک علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ اور یعسوب المسلمین حیدر کرار اسد اللہ الغالب ابو تراب لقب ہیں لڑکوں میں سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے حضور نے آپکی شان میں فرمایا تو میرا بھائی اور رفیق ہے دنیا و آخرت میں۔ آپ تین باتیں فخریہ فرمایا کرتے تھے کسی کا خسر مجھ جیسا ہے کیا حضرت فاطمہ جیسی کسی کی بیوی ہے حسنین جیسے کسی کی اولاد ہے۔ سچ ہے کہ یہ مرتبہ کسی کو حاصل نہ تھا اور اس وجہ میں آپکی منزلت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

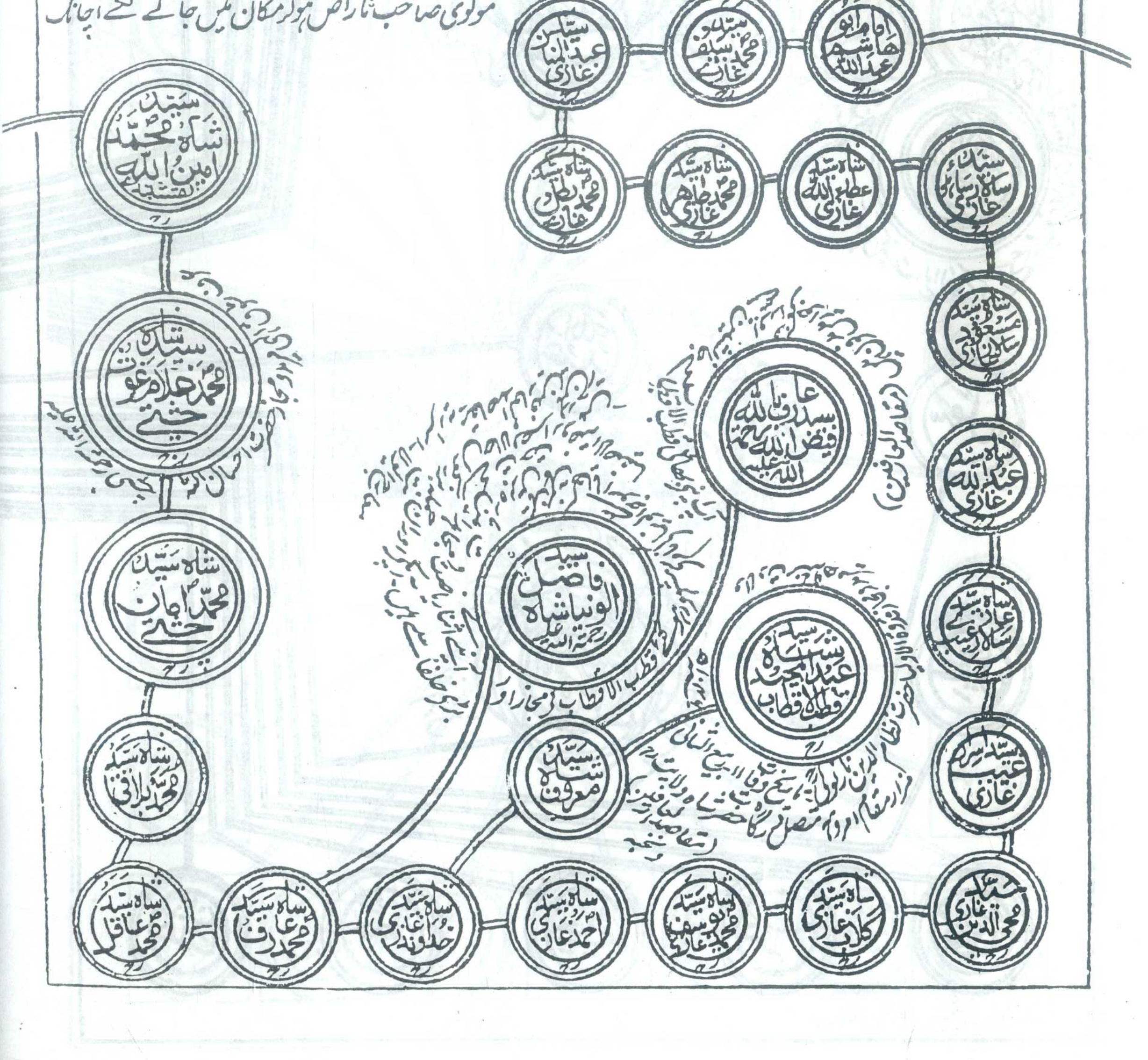
محمد گل است و علی برگ گل ازاں گل بود فاطمہ بوئے گل
چو عطرش برآمد حسین و حسن ازو شد معطر زمین و زمن

قلعہ خیبر کا فتح ہونا ناصر حقیقی نے آپ ہی پر موقوف رکھا تھا۔ آپکی ولادت عام الفیل سے تیئسویں برس ۱۳۔ رجب کو ہوئی عمر آپ کی ۶۳ سال زمانہ خلافت تین سال نو ماہ آٹھ یا تین دن ہیں۔ ۴۰ھ میں یکشنبہ ۱۹۔ رمضان بوقت شب مسجد کوفہ میں خوارج نے آپکو شہید کیا

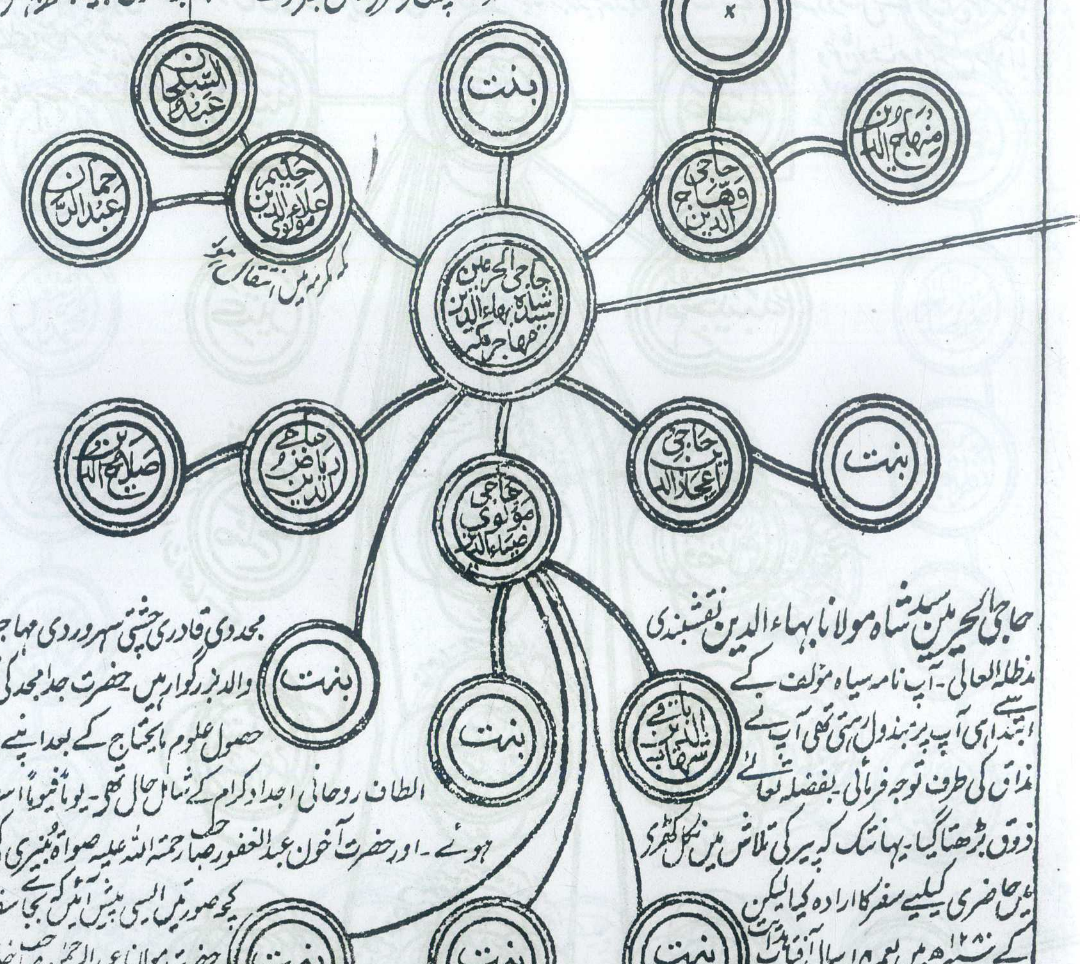



مزار شریف نجف اشرف میں بتلایا جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ (اصابہ و روضۃ الاصفیا)
کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جان دیگر است
سیدنا محسن
عمر
عفان
زید
محمد اصغر
مدفن طوس
ابوبکر
مدفن کربلا
سیدنا امام حسن علیہ السلام
عبداللہ
سہل
عقیل
سیدنا امام حسین علیہ السلام
عثمان
جعفر
یحییٰ
عون
محمد اوسط

عارف باللہ حضرت سید شاہ محمد امین اللہ رحمۃ اللہ علیہ - آپ عاصی مولف کے جد امجد ہیں چونکہ سلسلہ درویشی کا بفضلہ تعالی نسلاً بعد نسلاً چلا آتا ہے اسوجہ سے آپکی پیشانی مبارک سے عشق الہی کے آثار نمودار تھے - ایکن رگ کامل پناہ شاہ صاحب امرد آپ میں مجذوب وقت گزرے ہیں اعلیحضرت آپکے والد بزرگوار حضرت غلام غوث کہ صاحب ذوق و شوق اور صلاح و ورع تھے اس باعث سے آپکا نام شوق الہی مشہور ہو گیا تھا - حضرت پناہ شاہ صاحب کی خدمت میں دائماً حاضر رہتے تھے - حضرت جد امجد کی پیدائش کے وقت آپنے خوشخبری دی اور فرمایا کہ - شوقا کعلوں کا لعل پیدا ہوا ہے اپنے گھر جا - حضرت جد امجد قریب شباب تحصیل علم کی غرض سے جناب مولوی عبد الجلیل صاحب بنی اسرائیلی کی خدمت میں علیگڈھ تشریف لیگئے - اس سے پیشتر آپ کا سلوک نقشبندی آپکے پیر و مرشد جناب مولانا سید امام الدین صاحب امروہی خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اور عنایات سے طے ہو گیا تھا - اثنائے تحصیل میں علم سے معلوم کی طرف غلبۂ شوق نے متوجہ کر دیا اور سکر و سہو کا غلبہ ہو گیا - ایک روز مولوی عبد الجلیل صاحب سبق پڑہا تے میں فقرا کی تحقیر و تنقیص فرمانے لگے - آپنے فرمایا سب ایسے نہیں ہوتے - اس فقرہ پر مولوی صاحب ناراض ہوکر مکان میں جانے لگے اچانک



ٹھوکر لگی اور آپ بیہوش ہو گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور فرماتے ہیں کہ امین اللہ جیسے کہے اسکو تسلیم کرو۔ اسوقت سے مولوی صاحب آپکے معتقد ہو گئے اور استفادۂ باطنی شروع کر دیا۔ جب مریدوں کا ہجوم ہونے لگا تو آپ علیگڈھ کو چھوڑ کر قصبہ بچھرایوں تشریف لے آئے۔ یہاں بھی وہی صورت پیش آئی۔ بالآخر مجبور ہو کر موضع شریف پور کنارہ دریائے گنگ پر اقامت فرمائی۔ گاہ بگاہ وطن مالوف امروہہ میں تشریف لاتے۔ ترک و تجرید آپکا خاصہ ذاتی ہو گیا تھا۔ خواجہ خضر نے اسرار ذاتی
ایک مرتبہ حافظ سید مہربان علی صاحب آپکے پیر بھائی نماز تراویح پڑھا رہے تھے اور آپ بھی شریک نماز تھے جسوقت حافظ صاحب آیۃ اللہ نور السموات والارض پر پہونچے۔ آپ نے ایک چیخ ماری اور تین بجے شب تک بحالت استغراق اپنی جگہ پر کھڑے رہے آخر شب میں حافظ صاحب موصوف تشریف لائے اور کان میں درود شریف پڑھا تو آپ زمین پر گرے اور اسکے صدمہ سے ہوش میں آیا۔ آپکے حالات عجیب ہیں اگر تفصیلاً لکھا جاتے تو مستقل ایک رسالہ ہو جائے۔ مرض الموت میں آپکو امروہہ لایا گیا تیس یا پینتیس سال کی عمر میں ۴۔ محرم ۱۲۶۶ھ میں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (نخبۃ التواریخ)



حاجی الحرمین سید شاہ مولانا بہاء الدین نقشبندی مجددی قادری چشتی سہروردی مہاجر مکہ مدظلہ العالی۔ آپ نامہ سیاہ مؤلف کے والد بزرگوار ہیں۔ حضرت جد امجد کی توجہ باطنی ابتدا ہی سے آپ پر مبذول رہتی تھی آپ نے حصول علوم مایحتاج کے بعد اپنے سرشتی مذاق کی طرف توجہ فرمائی۔ بفضلہ تعالیٰ الطاف روحانی اجداد کرام کے شامل حال تھی۔ یوماً فیوماً اسطرف ذوق بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ پیر کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ اور حضرت آخون عبد الغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوات بنیری کی خدمت میں حاضری کیلیے سفر کا ارادہ کیا لیکن کچھ صورتیں ایسی پیش آئیں کہ بجائے سفر ولایت کے ۱۲۸۰ھ میں بعمر ۱۹ سال آفتاب ہدایت حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب خلیفہ حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی کی خدمت میں شاہجہانپور حاضر ہوئے۔ اور بعد مجاہدات و ریاضات خرقہ خلافت و بیعت عطا فرمایا

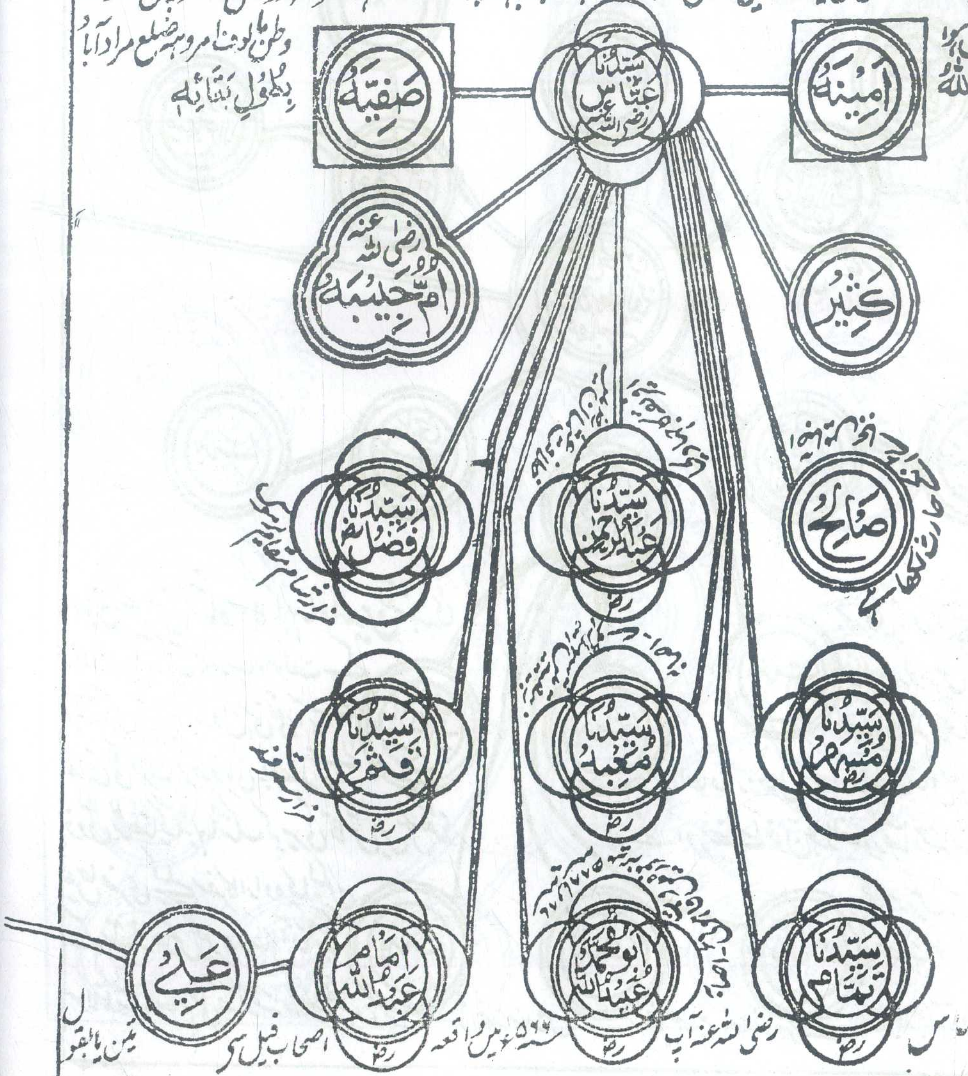
سے ممتاز ہوے۔ اسی اثنا میں حاضری حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا شوق ہوا جسکی وجہ سے اول مرتبہ مضطربانہ و بیتابانہ بڑے ذوق سے حاضر حرمین ہوے

زیر شمشیر غمش رقص کناں باید رفت
کانکہ شد کشتہ او نیک سرانجام افتاد

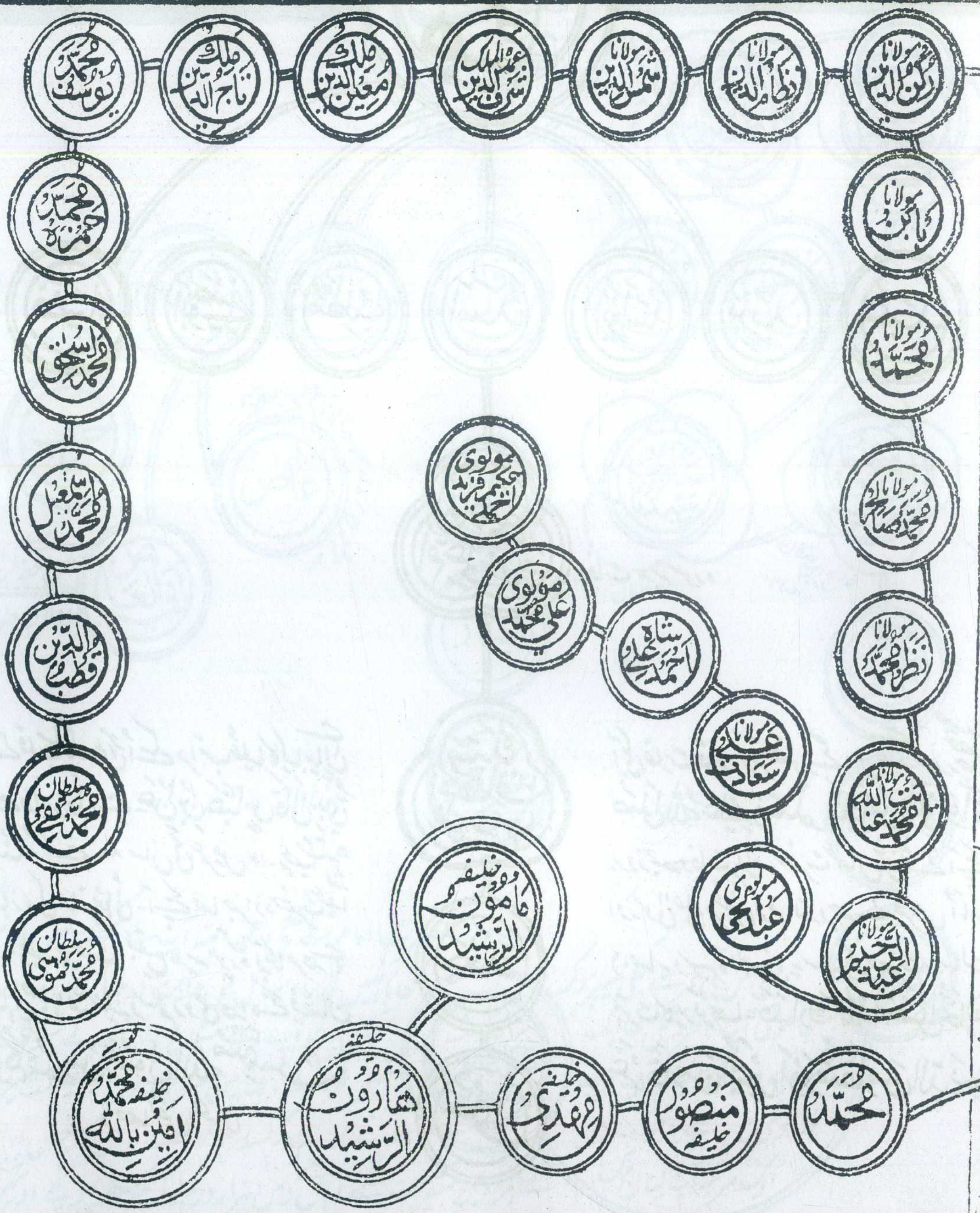
چنانچہ اسی سلسلہ میں آپنے ستائیس حج ادا کیے اور زیارات بیت المقدس وغیرہ سے مشرف ہوے۔ آپکی آرزو تھی کہ خداوند تعالیٰ مکہ مکرمہ میں مستقل قیام کا کوئی سامان کردے۔ خداوند عالم نے بطفیل نبی کریم صلعم آپکی اس امید کو پورا کیا کہ وہاں پر اپنا ذاتی مکان بھی ہوگیا ہمیشہ آپکا قیام مکہ مکرمہ میں رہتا ہے گاہ بگاہ ہندوستان آنیکا اتفاق ہوتا ہے تو ہمہ وقت مراجعت کا خیال اور دیار محبوب حقیقی کا دھیان غالب رہتا ہے اور اسی غلبۂ شوق میں جملہ احباب و اہل طریقہ کو زیارت حرمین کے بارہ میں ترغیب اور پند و نصائح فرماتے رہتے ہیں۔ غرضیکہ ہندوستان کا عارضی قیام بھی آپکے لئے پریشانی کا باعث رہتا ہے سبحان اللہ کیا شوق ہے۔

سر خود را بره دوست نثار کردی
حاصل عشق ہمیں بود کہ کاری کردی

آپ نہایت سادہ مزاج ماہر سلوک علوم باطن میں سلف صالحین کی یادگار ہیں۔ اس زمانہ میں آپکا وجود بہمہ وجوہ مغتنمات سے ہے۔ عرصہ دو سال سے واپس مکہ مکرمہ تشریف لیجانیکا موقعہ نہیں ہوا وطن مالوف امروہہ ضلع مرادآباد میں آپکا قیام ہے۔ متعنا اللہ بطول بقائہ

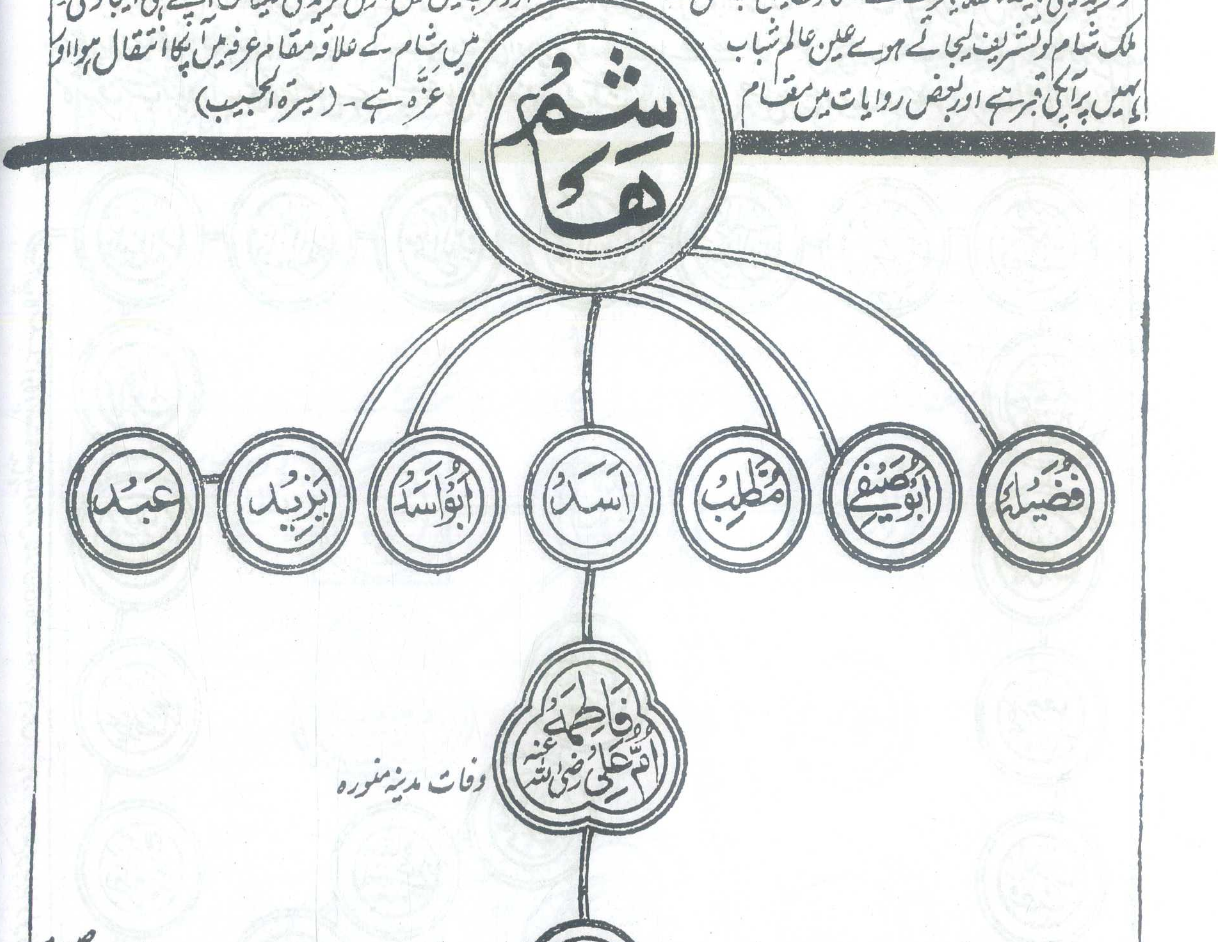


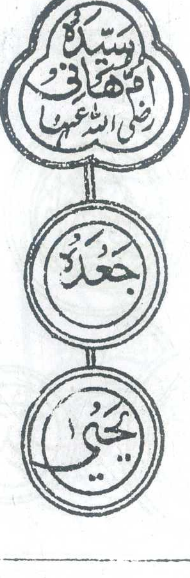
اصابہ دو سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ پانچ برس کی عمر میں گم ہو گئے تھے تو آپکی والدہ نے منت مانی تھی کہ بیت اللہ کیلئے حریر و دیبا کا غلاف چڑھائینگی نذر کی تھی بفضل ایزدی اس نذر کے بعد ہی آپ مل گئے اور انکی والدہ نے اپنی منت پوری کی۔ آپکی والدہ سب سے اول عورات اہل عرب سے ہیں جنہوں نے خانہ کعبہ پر حریر و دیبا کا غلاف چڑھایا۔ آپ اپنے زمانہ کے بڑے متقی اور پرہیزگار مانے جاتے تھے۔ ابوالفضل آپکی کنیت ہے۔ حضور کی تربیت اور معاونت کا شرف سب سے زیادہ آپ ہی کو حاصل ہے۔ آپکے فضل و اولوالعزمی کے بہت سے کارنامے ہیں جسکی عزت و حرمت خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم



صاحب بن مولانا صاحب علی صاحب کا سلسلہ مولانا رکن الدین صاحب عباسی کے دوسرے صاحبزادے مولانا سے شروع ہوتا ہے جنکا سلسلہ جس نام سے ملے دیکھا جا سکتا

ہاشم آپکا نام عمرو ہے اور لقب ہاشم تھا اور اسی لقب سے مشہور رہیں۔ ہاشم کے لغوی معنی روٹی چورنے کے ہیں آپ قحط سالی میں لوگوں کو ثرید یعنی مالیدہ کھلایا کرتے تھے سخاوت میں ضرب المثل تھے اور عرب میں اول اول ثرید کی ضیافت آپنے ہی ایجاد کی۔ ملک شام کو تشریف لیجاتے ہوے عین عالم شباب میں شام کے علاقہ مقام عزہ میں آپکا انتقال ہوا اور وہیں پر آپکی قبر ہے اور بعض روایات میں مقام عزّہ ہے۔ (سیرۃ الحبیب)



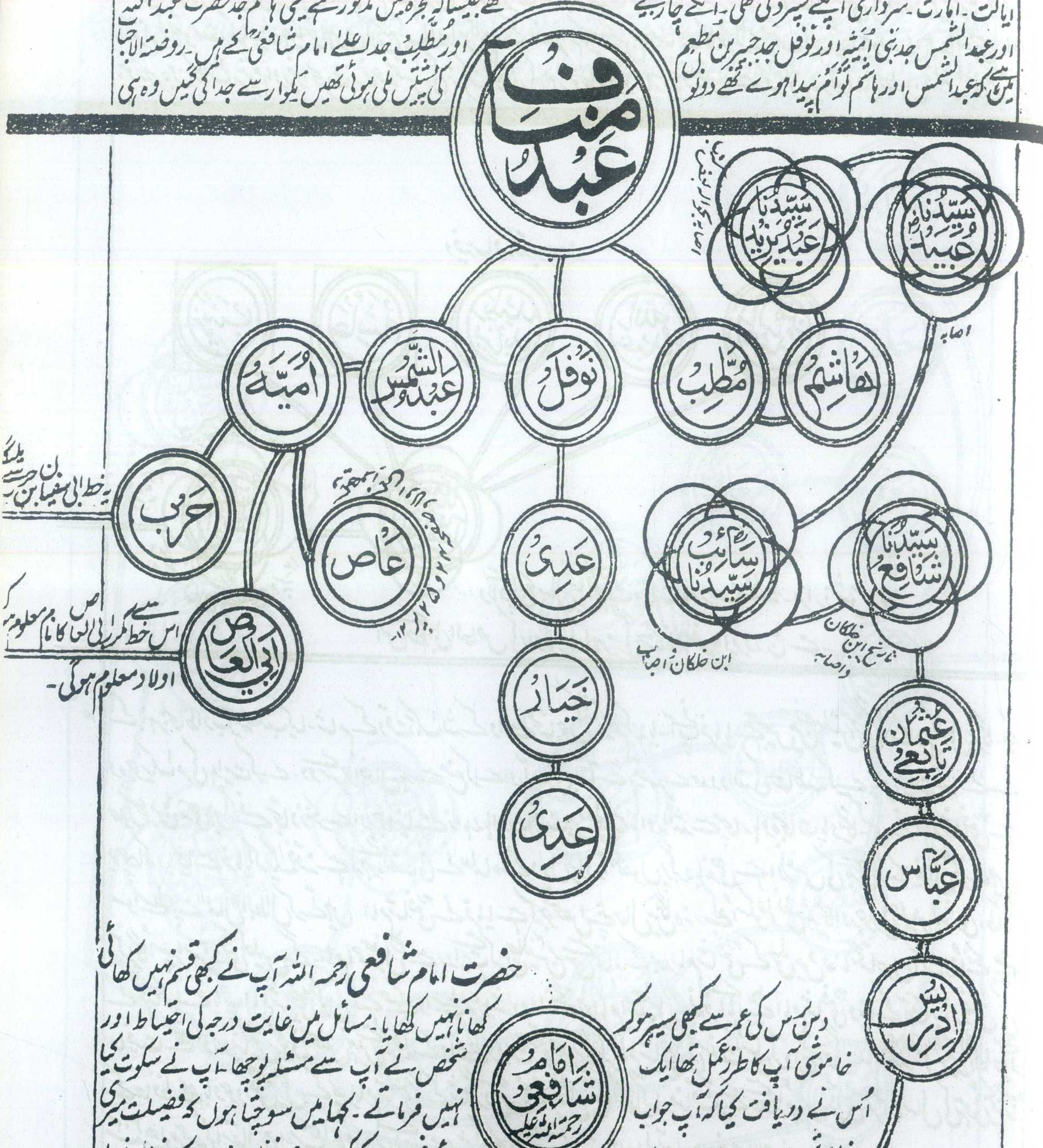


آپکی غایت قدر و توقیر حضور کے اس کلام سے بجسد رحمت خصوصیت کے قلب مبارک میں موجزن اسکے مراتب عُلیا کا کیا بیان ہے
سے ظاہر ہوتی ہے عن ابن عباس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العباس منی وانا منہ۔ آپنے ۸۸ سال کی عمر میں ۱۲۔ رجب ۳۲ھ بروز جمعہ وفات پائی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے آپکے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ آپکے صاحبزادہ حضرت عبداللہ اور مولا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے قبر میں اُتارا قبہ اہلبیت جنت البقیع مدینہ منورہ میں آپکا مرقد ہے (اصابہ وسیرۃ النبوۃ) یہ سب کچھ حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ کے فیضان نبوت کا پرتو تھا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

وکلھم من رسول اللہ ملتمس
غرفا من البحر او رشفا من الدیم

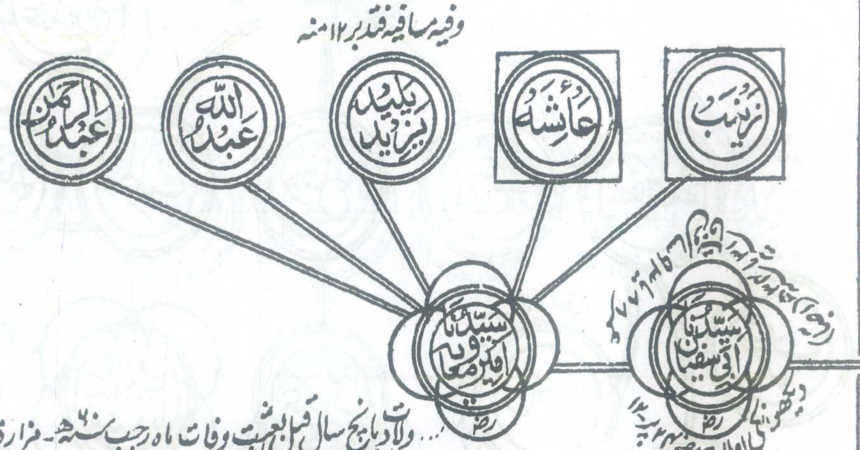
(خصائص الکبری)

عبد مناف ان کا اصلی نام مغیرہ ہے اور ابوعبدالشمس کنیت نہایت حسین وجمیل تھے۔ انکے والد قصی نے قبل انتقال نقابت۔ ایالت۔ امارت۔ سرداری آپکے سپرد کی تھی۔ انکے چار بیٹے تھے جیسا کہ شجرہ میں مذکور ہے یعنی ہاشم جد حضرت عبد اللہ اور عبدالشمس جد بنی امیہ اور نوفل جد جبیر بن مطعم اور مطلب جد علی امام شافعی رح کے ہیں۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ عبدالشمس اور ہاشم توأم پیدا ہوئے تھے دونو کی پشتیں ملی ہوئی تھیں تلوار سے جدا کی گئیں وہ ہی



حضرت امام شافعی رحمہ اللہ آپ نے کبھی قسم نہیں کھائی دس برس کی عمر سے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ مسائل میں غایت درجہ کی احتیاط اور خاموشی آپ کا طرز عمل تھا ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا آپ نے سکوت کیا اُس نے دریافت کیا کہ آپ جواب نہیں فرماتے۔ کہا میں سوچتا ہوں کہ فضیلت میری خاموشی میں ہے یا جواب میں جائے غور ہے کس درجہ محافظت زبان کا خیال تھا ایک مرتبہ آپ والیان ملک کے ہمراہ یمن تشریف لے گئے وہاں سے دس ہزار درہم لیکر مکہ معظمہ پہنچے اور شہر

تلوار دونوں گروہوں میں رہی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ابو سفیان میں اور علی مرتضیٰ اور معاویہ میں اور امام حسین اور یزید میں ظاہر ہوئی۔ اور بقول بعض عبد الشمس کی پیشانی سے ہاشم کے پاؤں کا پنجہ ملا ہوا تھا۔ اور بنو عبد مناف نے بنو عبدالدار سے جنکا ذکر قصیٰ کی اولاد میں آئیگا۔ بقصد انتزاع حکومت مکہ اپنے ہوا خواہوں کو جمع کیا اور اس کام کے انصرام کو عبد شمس بن عبد مناف کا بڑا لڑکا منتخب کیا گیا۔ بنو اسد بن عبد العزیٰ۔ اور بنو زہرہ بن کلاب اور بنو تیم اور بنو الحرث نے عبد شمس کی شرکت اختیار کی اور بنو عامر و بنو محارب نے فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھا باقی بطون قریش یعنی بنو سہم

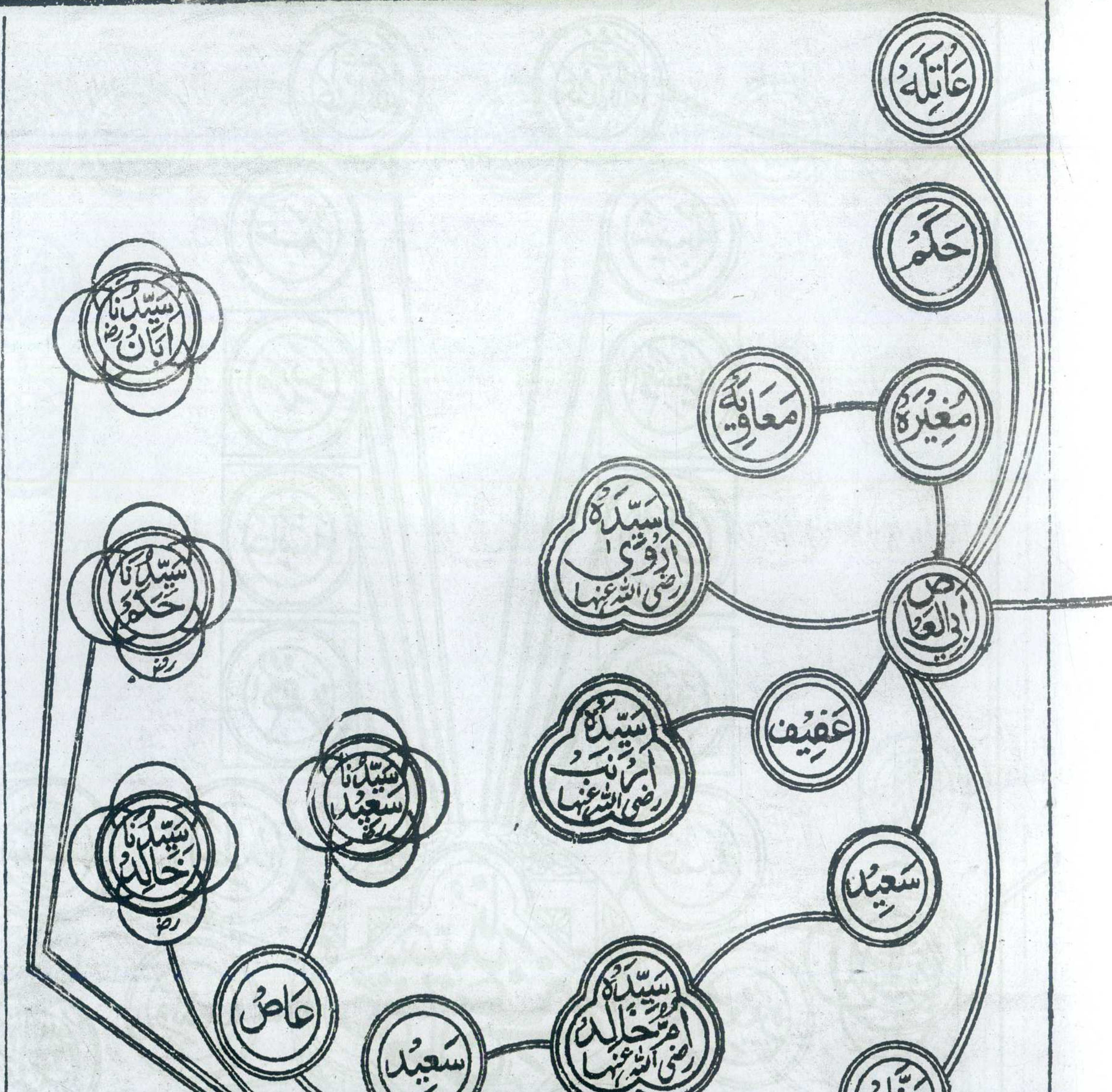


... ولادت پانچ سال قبل بعثت وفات ماہ رجب سنہ ۶۰ھ۔ مزار دمشق۔ ۱۲

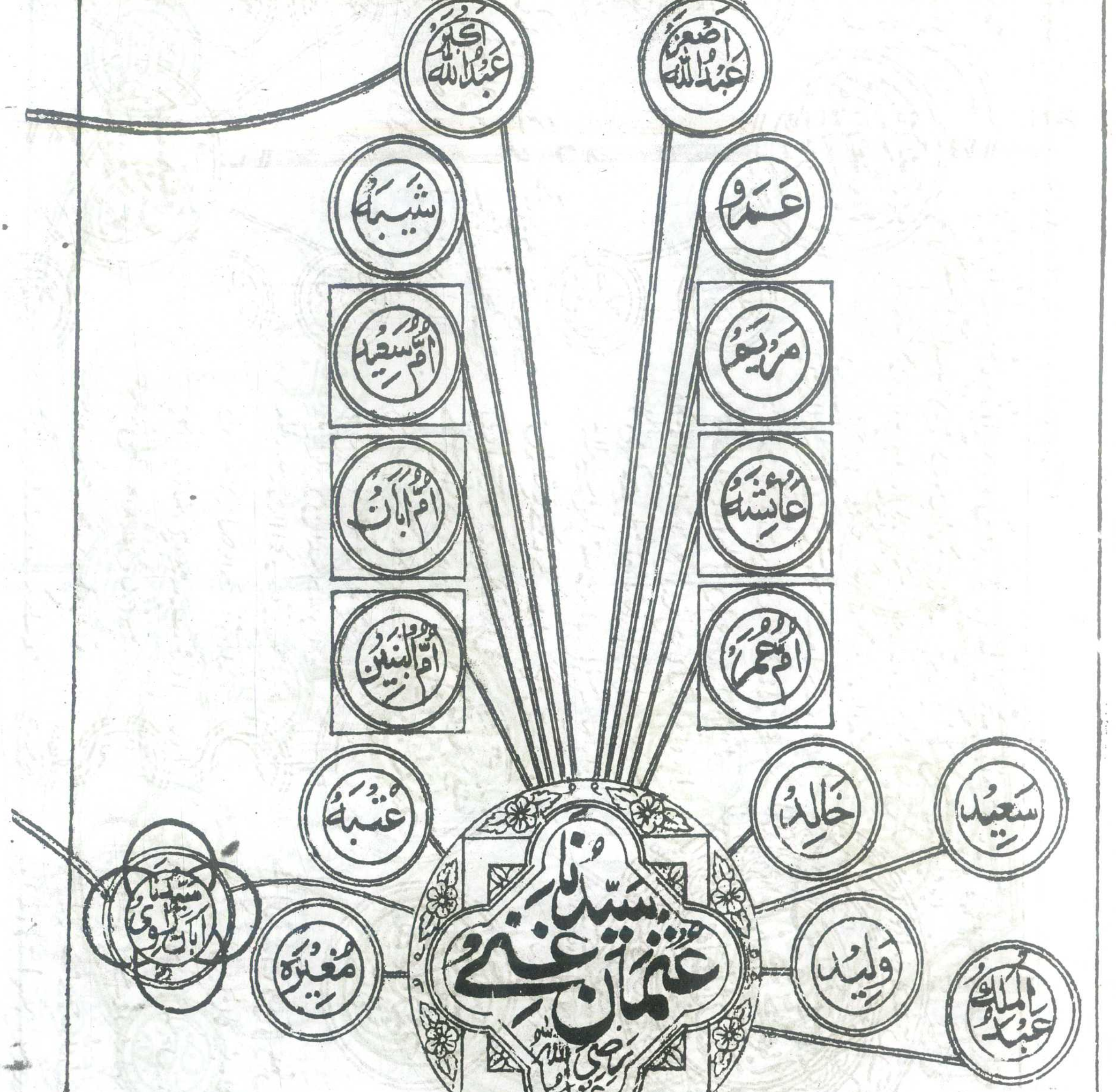
اس خط سے ابی العاص کی اولاد ظاہر ہوگی جنکا نام صفحہ ۷ اپر درج ہے۔

کے باہر بلحاظ ادب خیمہ نصب کیا۔ شام کے وقت تک اللہ کے واسطے محتاجوں کو تقسیم کردیا۔ آپ نے فرمایا ہے جسمیں تین خصلتیں ہونگی اُسکا دین کامل ہوگا۔ ایک وہ جو نیک امر کی ہدایت کرے۔ دوسرے جو افعال بد سے منع کرے اور آپ بھی باز آئے۔ تیسرے حدود اللہ کی حفاظت کرے یعنی جو اللہ تعالےٰ نے حد شرع میں باندھی ہیں اُنسے تجاوز نکرے اور جو دنیا سے زاہد رہا اور عاقبت میں راغب رہا اور اللہ سے سچا رہا وہ نجات پاویگا۔ کسی نے امام شافعیؒ سے پوچھا کہ ریا کیا ہے فرمایا کہ ایک فتنہ ہے کہ ہوائے نفسانی نے علماء کے دلوں پر اور آنکھوں پر گرہ باندھی ہے اور نفس کی بدی سے اُسکا خیال کرتے ہیں اسواسطے اپنے اعمال کا ابطال کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے حال پر نگاہ نہ رکھے اُسکو علم نفع نہ دیگا اور جو کوئی علم میں اللہ کی طاعت کریگا اُسپر اسرار الٰہی کھلیں گے۔ امام احمد حنبلؒ سے روایت ہے کہ میں چالیس برس سے نماز کے بعد امام شافعیؒ کے حق میں دعا مانگتا ہوں ایک روز اُنکے بیٹے نے کہا کہ اے باپ امام شافعیؒ کون ہے جسکے واسطے تم ہمیشہ دعا مانگتے ہو امام احمد حنبلؒ نے فرمایا اے بیٹے امام شافعیؒ دنیا کے آفتاب اور خلق کی عافیت تھے اور دنیا میں کوئی شخص نہیں ہے کہ علم کے واسطے دوات و قلم چھوئیگا مگر امام شافعیؒ کی سنت اُسکی گردن پر ہوگی۔ امام احمد حنبلؒ تین لاکھ احادیث کے حافظ تھے باوجود اس فضائل کے پھر امام شافعیؒ کے شاگرد ہوئے یہ مختصر حال آپکا لکھا گیا۔ مناقب آپکے حد سے زائد ہیں۔ آپکی عمر ۵۴ سال کی ہوئی یکم رجب سنہ ۲۰۴ھ یوم جمعہ کو انتقال ہوا۔ سنہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ مصر میں آپکا مزار ہے۔ آپکا مرتبہ بڑا عالی تھا۔ (روضۃ الاصفیا و فلاح)

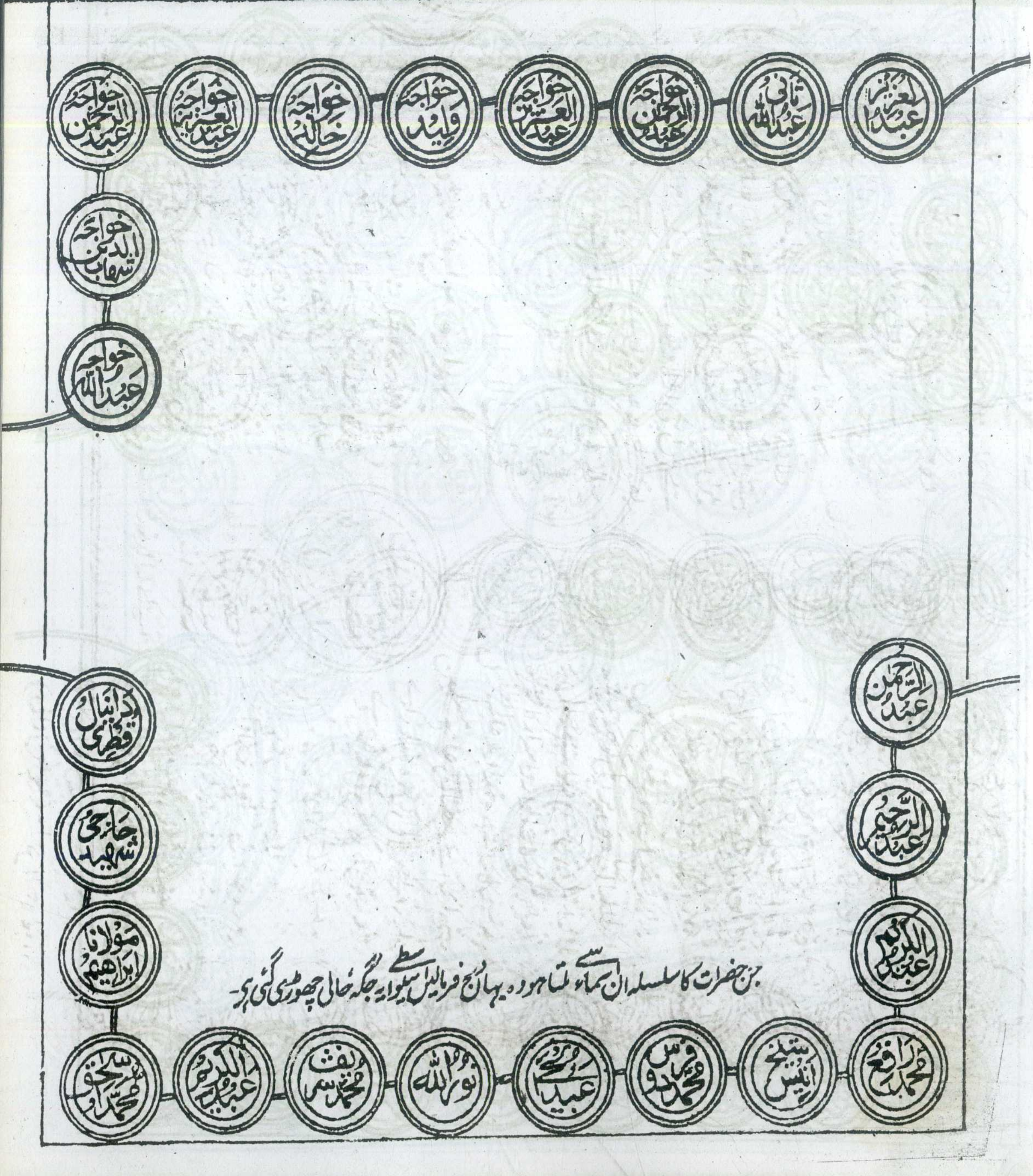
بنو جمح ۔ بنو عدی ۔ بنو مخزوم ۔ بنو عبد الدار کے ہمراہ ہوئے فریقین معہ اپنے ہمراہیوں اور احلاف کے میدان میں نکلے اور مرنے مارنے پر مستعد ہوگئے ہر ایک دوسرے پر وار کرنے لگے ۔ بنو عبد الدار بنو اسد کے مقابلے پر آئے اور بنو جمح بنو زہرہ سے مڈبھیڑ ہوئی اور بنو مخزوم نے بنو تیم سے صف آرائی کی اور بنو عدی بنو حرث کے مقابلے پر تلے پھر فریقین کچھ سوچ سمجھ کر مصالحت پر آمادہ ہوئے چنانچہ بعد رد و کد فریقین اس امر پر راضی ہوگئے کہ بنو عبد مناف سقایہ و رفادہ کے متولی رہیں اور بنو عبد الدار مجاورت اور لواء حرب کے مالک ہوں ۔ (ابن خلدون)



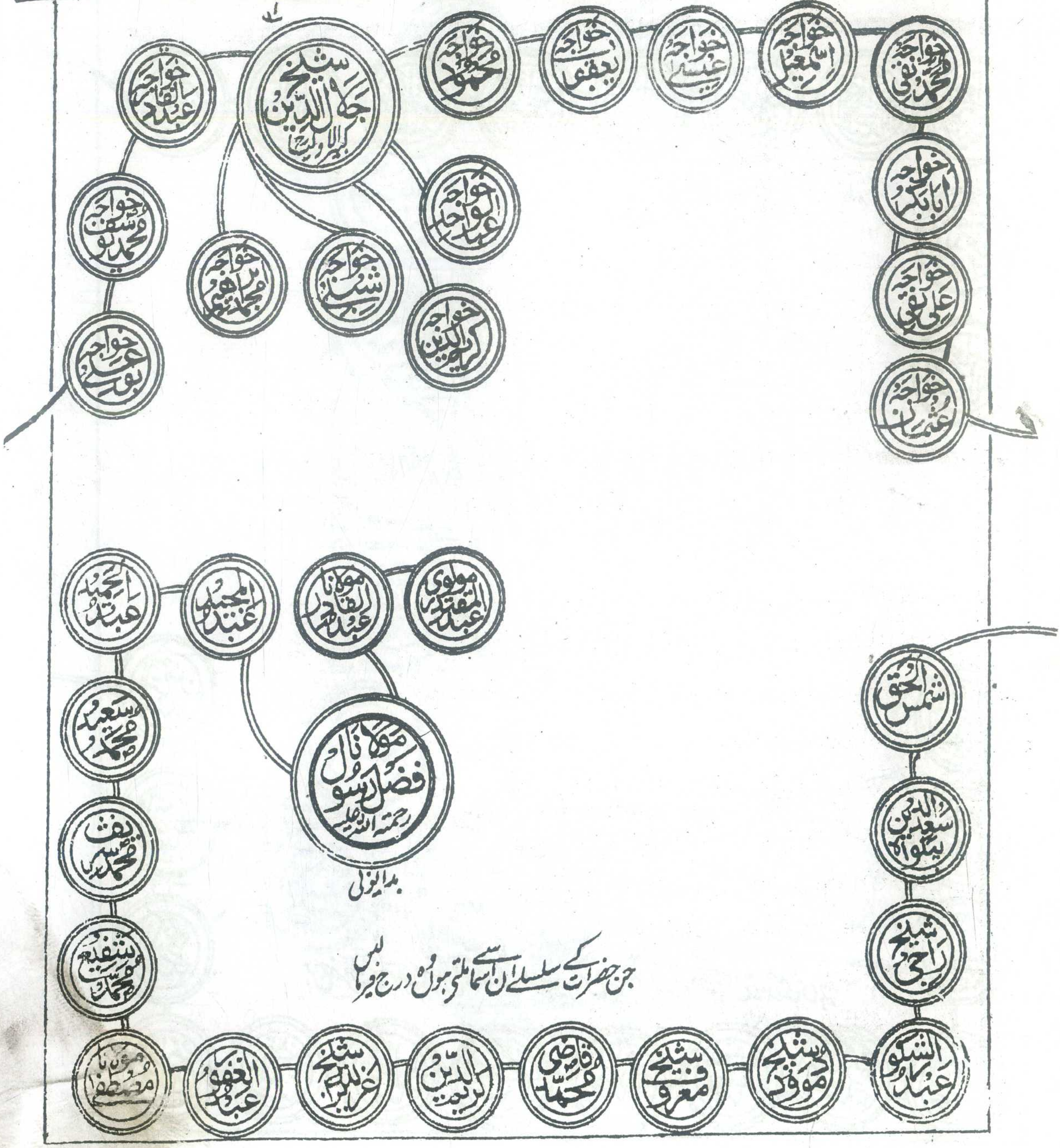
آپ کا اسم مبارک **حضرت عثمان غنی** رضی اللہ عنہ۔ ولادت عام الفیل سے چھ سال بعد ہوئی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں سے یکے بعد دیگرے آپکی شادی ہوئی۔ اسوجہ سے آپکا لقب **ذوالنورین** ہوا صحابہ سابق الاسلام میں آپ بھی شامل تھے۔ قرآن مجید آپکے زمانہ میں جمع کیا گیا اسد ابن ثابت اور سعد بن عاص عبدالرحمٰن بن عوف لغت قریش کے مطابق اس امر پر مامور کیئے گئے تھے۔ آپکی خلافت میں بہت سے شہر تصرف اسلام میں آئے مثل ہمدان آذربیجان افریقہ اسکندریہ گاذرون ماژندران نیشاپور طوس



ہرات۔ بلخ۔ قسطنطنیہ وغیرہ۔ اور روایت ہے کہ جب مہاجرین مدینہ میں آئے تو پانی شیریں بہت دور تھا اور شور پانی سے صحابہؓ کو بہت تکلیف ہوتی تھی اور ایک یہودی کا میٹھا کنواں جسکا نام بیر رومہ ہے مدینہ میں تھا۔ حضورؐ نے فرمایا جو کوئی بیر رومہ کو رضائے خدا کے واسطے سبیل کریگا تو میں ضامن ہوں کہ کل بہشت بریں میں چشمۂ آب معین اُسکے نصیب ہوگا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اُس کنوئیں کو یہودی سے گراں قیمت دیکر خریدا اور عسرت جیش مہاجرین کو آسان کیا۔ اسی طرح ایک شخص کے گھر کی عوض میں حضورؐ مضاعف قیمت دیتے تھے جب اُسنے قبول نہ کیا تو حضرت عثمان غنیؓ

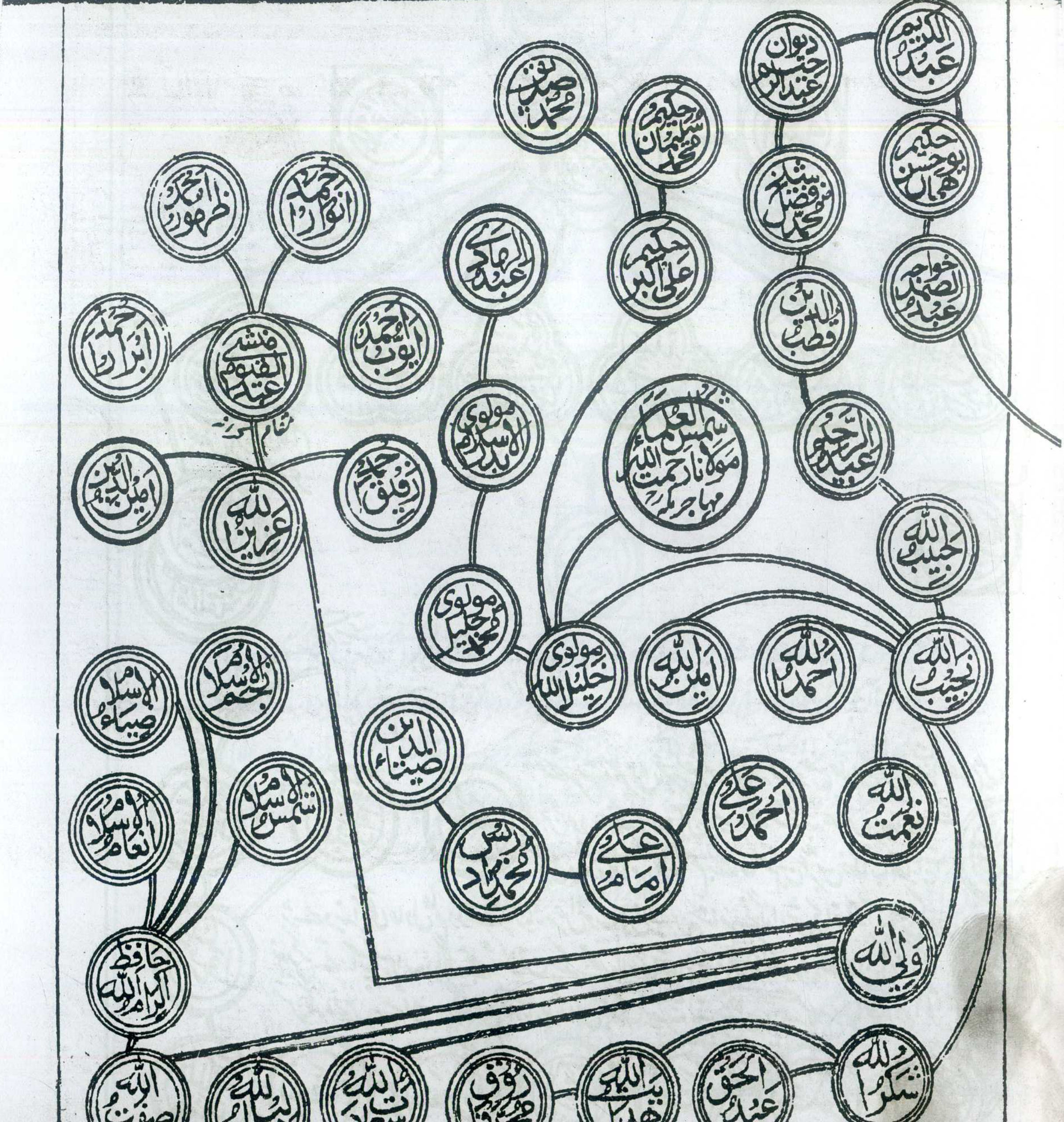


نے اُس گھر کو بہت زیادہ قیمت دیکر مسجد نبوی میں داخل کیا اور حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں جب لوگ تنگی مسجد سے تکلیف پانے لگے تو بہت حویلیاں
جوار مسجد کی اپنے مال سے خاطر خواہ مالکوں کو قیمت دیکر مسجد میں داخل کیں اور کمال تکلف سے مسجد تعمیر کی۔ ۸۲ وبقول بعض مورخین ۹۳ سال کی عمر
شریف ہوئی۔ آپکے زمانہ میں اہل مصر اور بعض اہل مدینہ نے بغاوت کی اُنمیں سے کچھ آدمی حضرت عثمان غنیؓ کے مکان میں بارادۂ قتل داخل ہوئے آپنے
اُنکا اژدحام دیکھکر قرآن شریف اپنی گود میں رکھ لیا اور قرأت میں مشغول ہو گئے۔ اہل بغی میں سے ایک کمبخت نے ضرب ماری کہ جسم اطہر سے خون کے قطرے

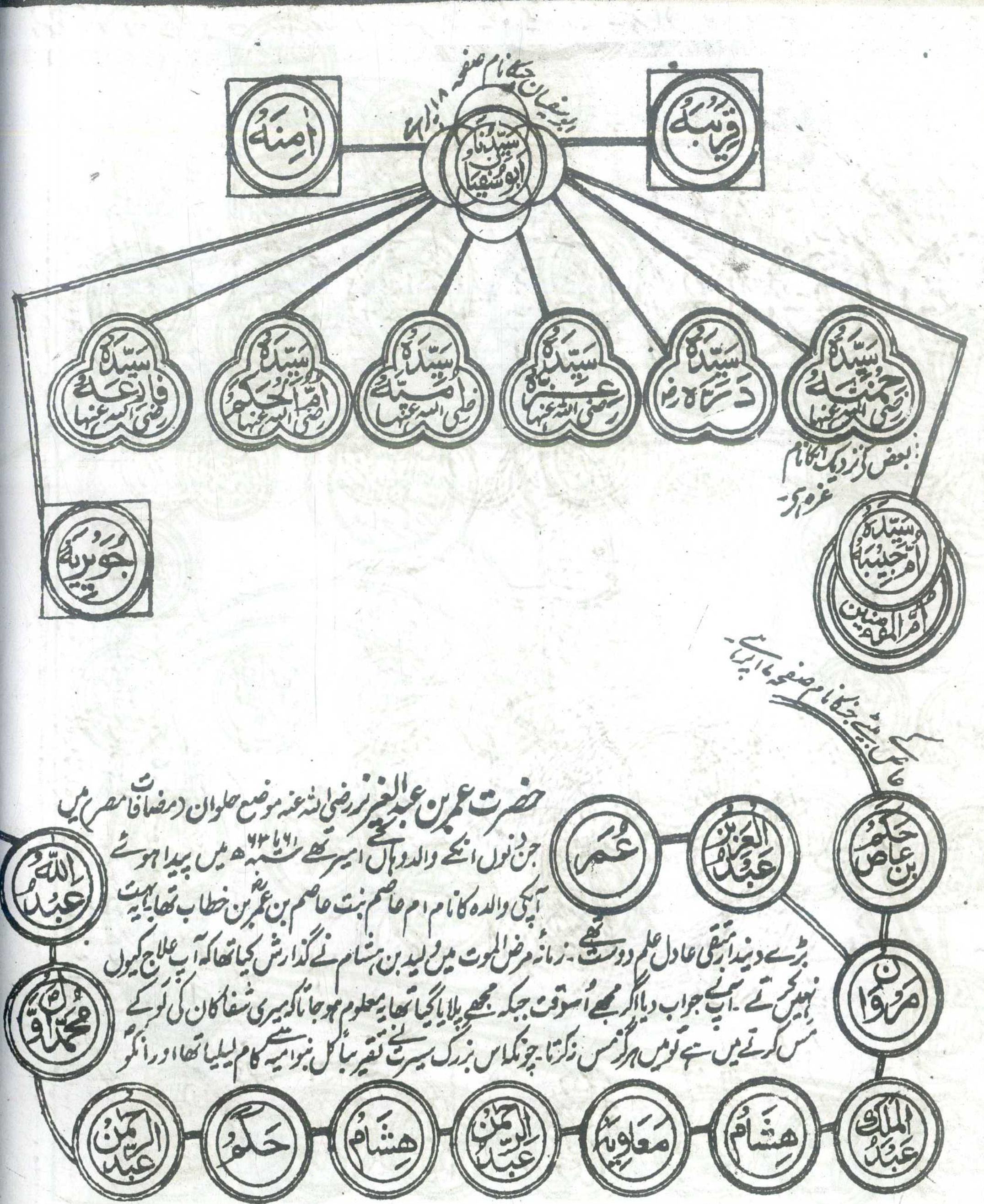


جن حضرات کے سلسلے ان اسماء سے ملتے ہوں وہ درج فرمائیں

نکلکر قرآن شریف کی آیہ فسیکفیکھم اللہ پر پڑے اور ایک دوسرے شقی ازلی نے آپکو شہید کیا۔ یوم جمعہ بعد عصر باختلاف روایات ۱۳ یا ۱۸، ۱۷ یا ۲۲ ماہ ذی الحجہ کو ۳۵ھ ہجری میں یہ واقعہ پیش آیا۔ ۳۳ سال کی عمر میں آپ ایمان لائے۔ ۱۱ سال ۱۱ ماہ آپنے خلافت کی۔ مرقد تحشن الکوکب مدینہ منورہ
قطب الاقطاب فخر الاولیا خواجہ محمد شیخ جلال الدین مخدوم کبیر الاولیا چشتی صابری پانی پتی قدس سرہ۔ ارادت سے پہلے آپنے چالیس سال تلاش محبوب حقیقی میں مسافرت کی اور حج بکرار ادا کئے۔ علم ظاہری باطنی میں کمال رکھتے تھے مناقب و فضائل اور تصرف و کرامات آپکی مشہور ہیں۔ کتاب



زاد الابرار تصوف میں انکی معروف تصنیف ہے۔ حضرت مخدوم پاک کو اکثر استغراق رہتا تھا ایک سو ستر سال سے زیادہ عمر شریف ہوئی۔ ۱۳۔ ربیع الاول ۶۹۵ھ میں واصل الی اللہ ہوئے آپکے چالیس خلفاء تھے جنمیں سے ہر ایک مقتداء عالم اور پیشوائے وقت ہوئے آپ سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے کملائے طریقت ہیں حضرت سید شمس الدین ترک شاہ ولایا نی پتی سے خرقۂ خلافت پہونچا اور حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ پانی پتی کے خاص مقبولان بارگاہ سے ہوئے ہیں آپکے جملہ صاحبزادے کملائے وقت اور مسند آرائے خلافت ہوئے۔ بڑے صاحبزادے خواجہ عبد القادر صاحب حضرت مخدوم پاک کی حیات میں انتقال ہوا باقی چار صاحبزادے

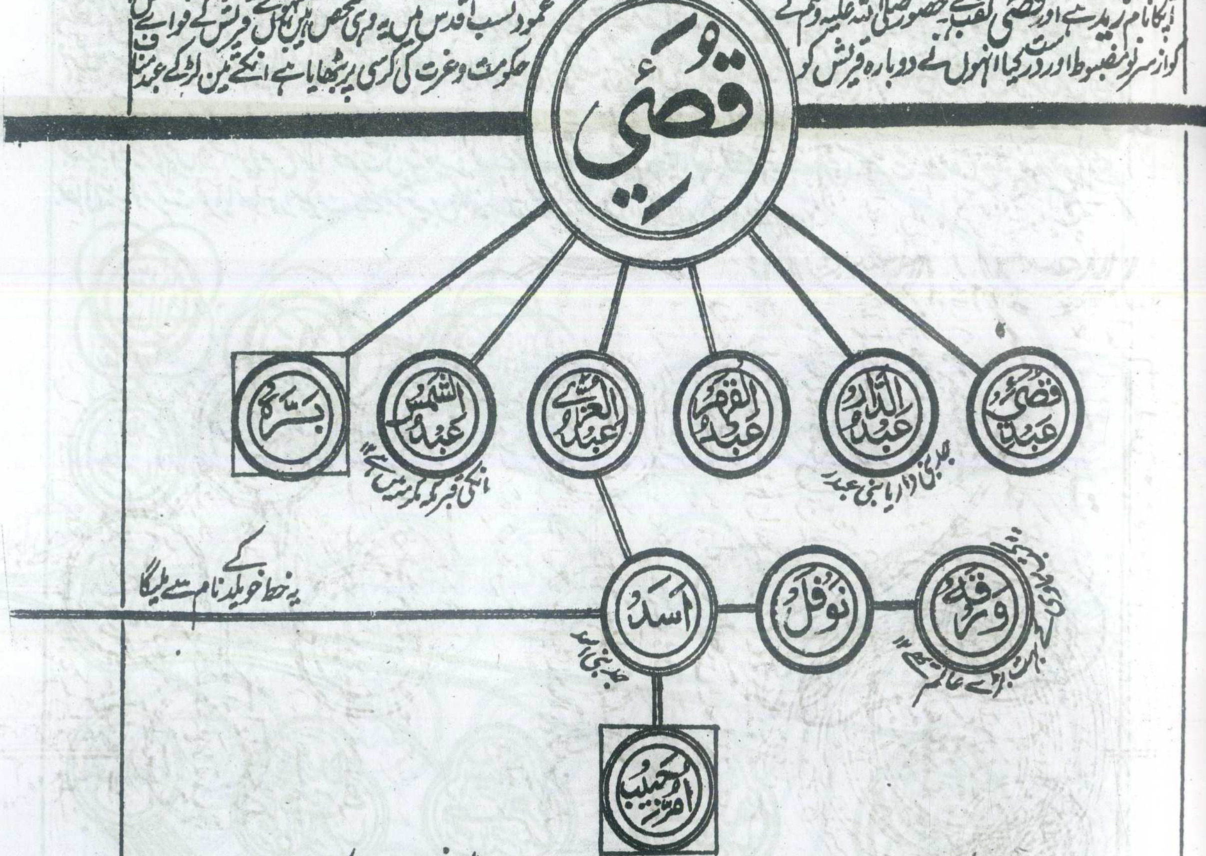


حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ موضع حلوان (مضافات مصر) میں جن دنوں انکے والد وہاں امیر تھے ۶۱ یا ۶۳ھ میں پیدا ہوئے آپکی والدہ کا نام ام عاصم بنت عاصم بن عمرؓ بن خطاب تھا۔ یہ بہت بڑے دیندار متقی عادل علم دوست تھے۔ زمانۂ مرض الموت میں ولید بن ہشام نے گذارش کیا تھا کہ آپ علاج کیوں نہیں کرتے۔ آپنے جواب دیا اگر مجھے اسوقت جبکہ مجھے پلایا گیا تھا یہ معلوم ہو جاتا کہ میری شفا کان کی لو کے مس کرنے میں ہے تو میں ہرگز مس نہ کرتا۔ چونکہ اس بزرگ نے سیرت تغیر بالکل بنو امیہ سے کام لیلیا تھا اور انکو

کے فیوض وبرکات ظاہری و باطنی سے خلق بہرہ اندوز ہوئی۔ پانی پت میں آپکا مزار مرجع خلائق ہے اور حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ آپکی ہی اولاد سے ہیں۔

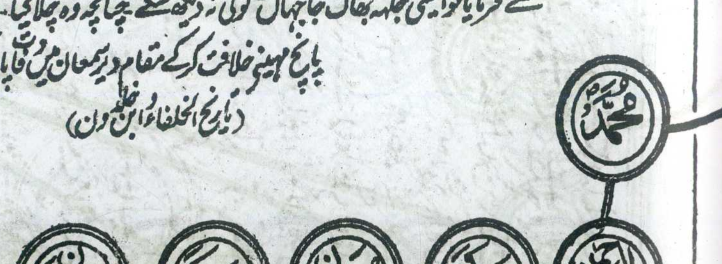
(سیر الاقطاب و اقتباس الانوار)

آپکا نام زید ہے اور قصیٰ لقب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمود نسب اقدس میں یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے قریش کے قوائے مضمحل کو از سر نو مضبوط اور درست کیا انہوں نے دوبارہ قریش کو حکومت و عزت کی کرسی پر بٹھایا ہے انکے تین لڑکے عبد مناف

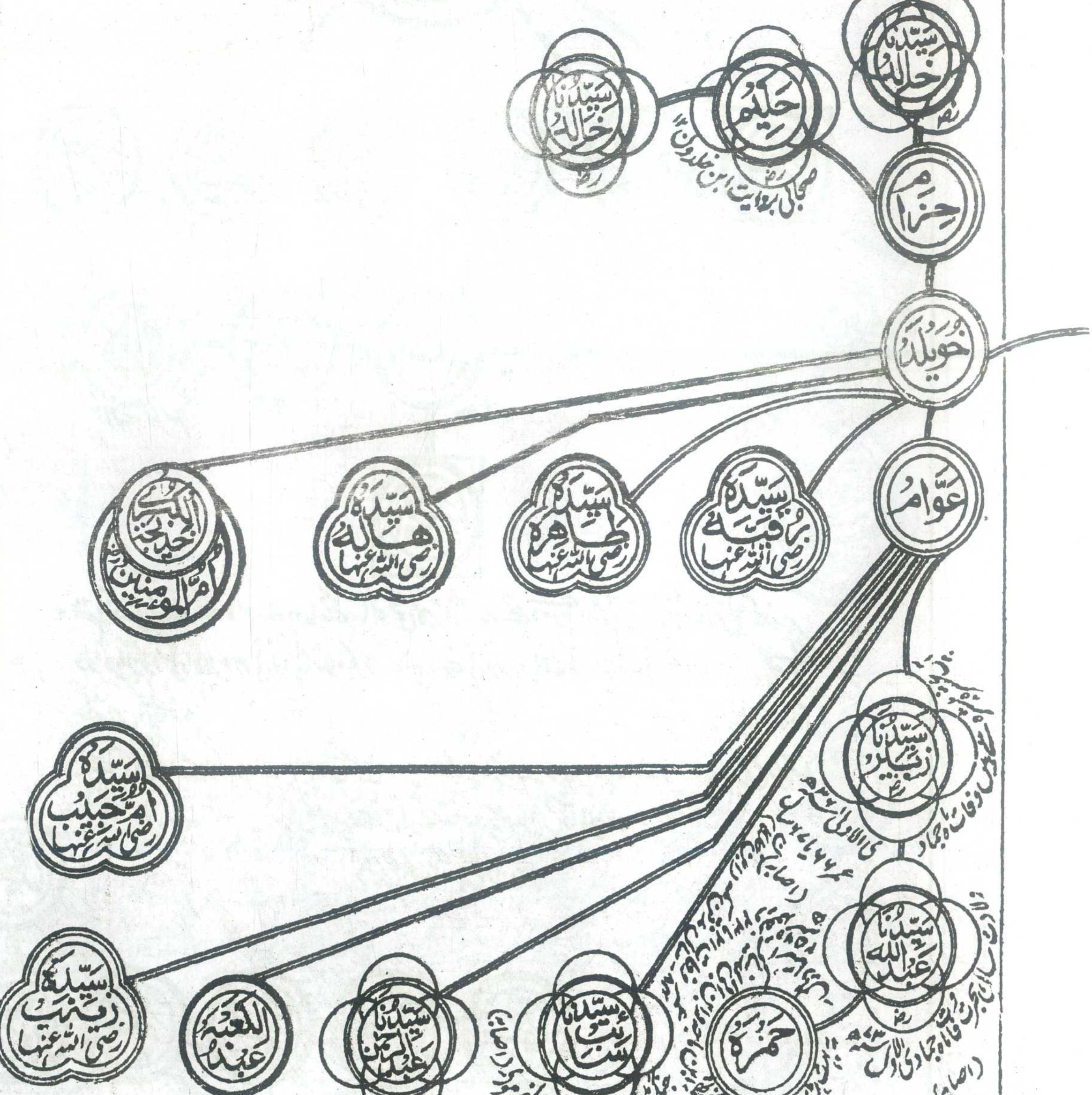


ظلم و تعدی کرنے سے مانع تھے اور انکے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے تھے اسوجہ سے ان لوگوں نے غلام سے سازش کر کے زہر دلوا دیا آپکو اسکی اطلاع ہوئی تو آپنے غلام کو بلا کے زہر دینے کی وجہ دریافت کی۔ غلام نے عرض کیا ہزار دینار مجھے دئیے گئے ہیں آپنے فرمایا اسکو میرے سامنے لا غلام نے ہزار دینار لا کر پیش کیے آپ نے بیت المال میں داخل کرا دیئے اور غلام سے فرمایا تو ایسی جگہ بھاگ جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھ سکے چنانچہ وہ چلا گیا۔ آپنے سنہ ھ ماہ رجب میں دو برس پانچ مہینے خلافت کر کے مقام دیر سمعان میں وفات پائی ۱۲

(تاریخ الخلفاء ابن خلدون)

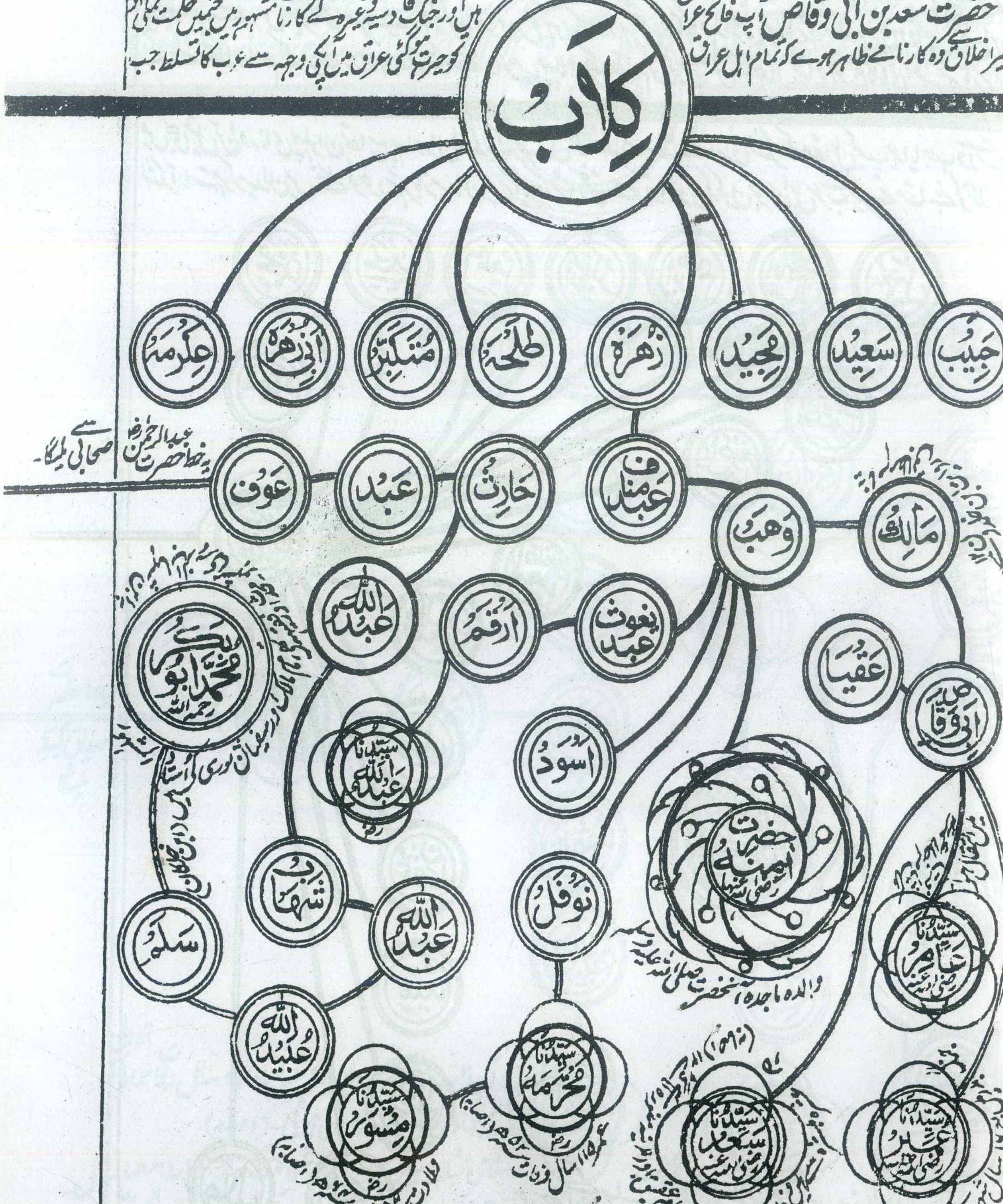


عبدالدار جد العزی تھے۔ بنو عبدالدار سے نضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار (یہ جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ قید ہو کر آیا تھا وقت مراجعت آنحضرت نے مقام صفراء میں اسکی گردن مار جانے کا حکم دیا تھا) اور مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار (یہ صحابی بدری ہیں جنگ احد میں شہید ہوئے اس وقت اسلامی پھریرہ انہیں کے ہاتھ میں تھا) اور انکے اعقاب سے عامر بن وہب (جو سرقسطہ مضافات اندلس میں ابو جعفر المنصور کی دعوت دیتا تھا اسکو یوسف بن عبد الرحمن فہری امیر اندلس نے قبل ورود عبدالرحمن اموی کے قتل کیا تھا) اور ابوالسائل بن بعلک بن السباق بن عبدالدار (مشہور صحابیؓ) اور عثمان ابن طلحہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبدالدار وغیرہم ہیں (جسکو یوم فتح مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مفتاح کعبہ عنایت فرمایا تھا بعضے یہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے مفتاح کعبہ یوم فتح مکہ انکے بھائی شیبہ کو مرحمت فرمایا تھا اور اسیوقت سے بنو شیبہ بن طلحہ بیت اللہ کے کلید بردار رہے) ۱۲ (ابن خلدون)

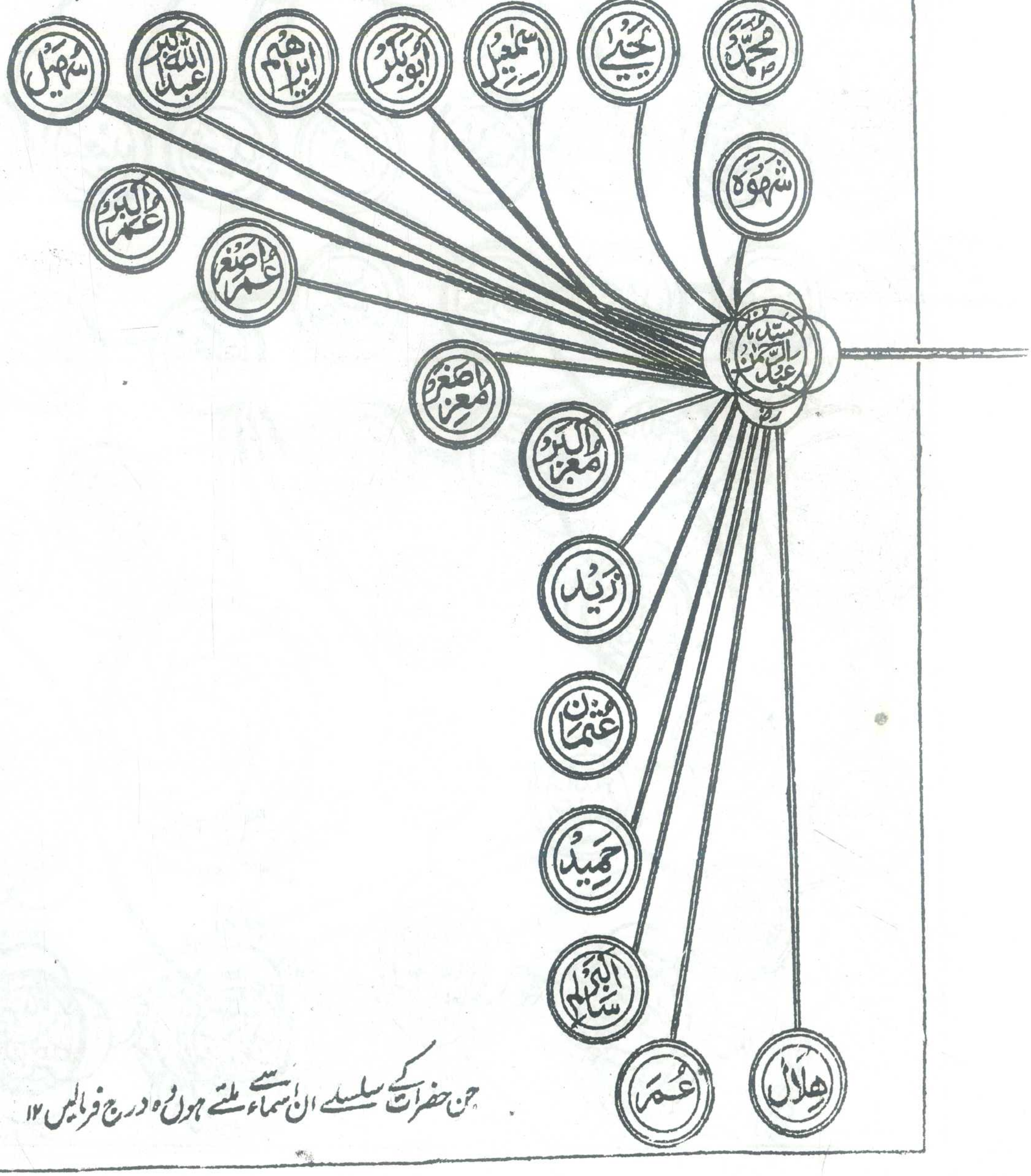


ان کا نام حکیم ہے اور لقب مشہور کلاب ہے یہ سرگروہ قریش تھے اور قبیلہ عدنان میں سب سے زیادہ شریف مانے جاتے تھے۔ کلاب کے معنی مخاصم دشمنان کے ہیں۔ (مواہب لدنیہ و سیرت حلبی)۔

۵ حضرت سعد بن ابی وقاص آپ فاتح عراق ہیں اور جنگ قادسیہ وغیرہ کے کارنامے مشہور ہیں جنمیں حکمت عملی اور تدابیر اخلاق سے وہ کارنامے ظاہر ہوئے کہ تمام اہل عراق کو حیرت ہو گئی عراق میں آپکی وجہ سے عرب کا تسلط جب

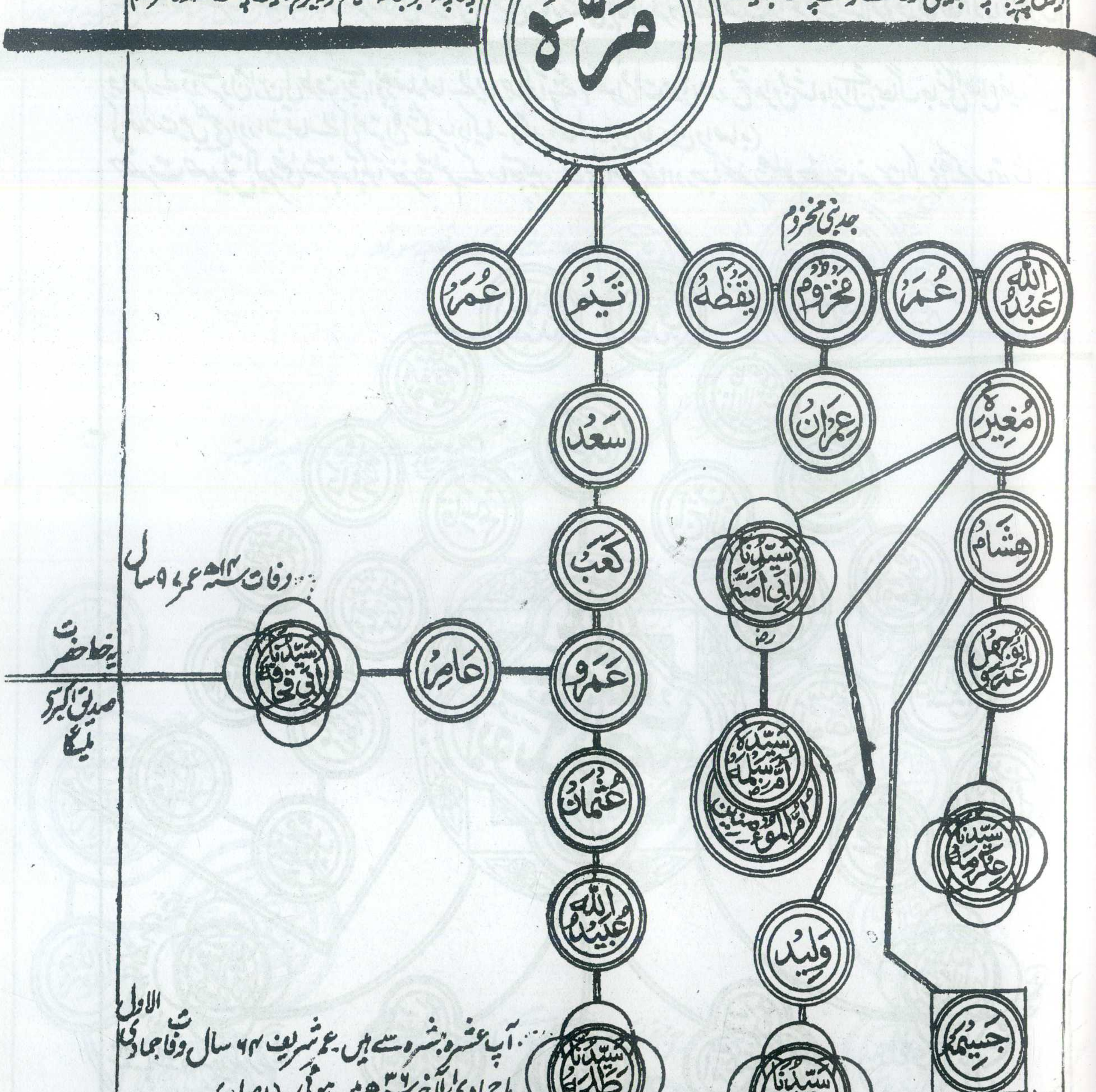


بخوبی ہوگیا اور کسی بغاوت کا اندیشہ نہ رہا تو حضرت سعدؓ نے اُس مضبوط شہر مداین پر چڑھائی کا ارادہ کیا جسکو رومی لشکر اور انکی جرار فوجیں فتح نہ کرسکی تھیں یعنی ۶۲۸ء عیسوی ۷ شہ ہجری کا واقعہ ہے کہ ہرقل روم ایرانیوں کو شکست پر شکست دیتا ہوا مداین تک پہونچا اور بڑے زور و شور سے اس شہر کا محاصرہ کیے رہا لیکن مداین فتح نہو سکا اور ہرقل کو ناکام واپس جانا پڑا سعد بن ابی وقاص فتح مداین کسریٰ کے لئے لشکر اسلام کے ساتھ روانہ ہوے اثنائے راہ میں پہلا معرکہ مقام کوثی میں پیش آیا جہاں شاہی فوج کا نامی افسر شہر باز جو تن و توش میں بھی فیل تن اور نامی پہلوان تھا مع بہادران لشکر کے خیمہ زن ملا حضرت سعدؓ نے ایرانی لشکر کے مقابل کیمپ جمایا جب دوسرے دن دونوں لشکر آراستہ ہوکر میدان میں نکلے تو خود شہر باز میدان میں آیا اور بڑی سختی سے آواز دی کہ کون جوان اہل عرب سے میرے مقابلے کو نکلتا ہے



جن حضرات کے سلسلے ان اسماء سے ملتے ہوں وہ درج فرمالیں ۱۲

گر ہمت ہو تو ایک جوان و رزم چار یا دس آئیں میں عرب کے پہلوانوں کے ساتھ مقابلے کو تیار ہوں جلدی کرو ورنہ میں تمام لشکر پر تنہا حملہ کردونگا ایرانی پہلوان کی لن ترانی سنکر سرداران عرب مسکرائے اور یہ تجویز کی کہ اسکے مقابلے پر ایک غلام بھیجا جائے اسلئے کہ شہر باز اگر غالب آئے تو اسکو کوئی فخر نہیں اور اگر غلام کے ہاتھ سے مارا گیا تو سرداران عرب کی ہمت و شجاعت کا اس سے اندازہ ہو کر تمام لشکر ایرانی پر ہیبت چھا جائیگی اور انکے حوصلے پست ہو جائینگے چنانچہ ابو نباتہ غلام کو کہ جو نہایت پست قد و لاغر اندام



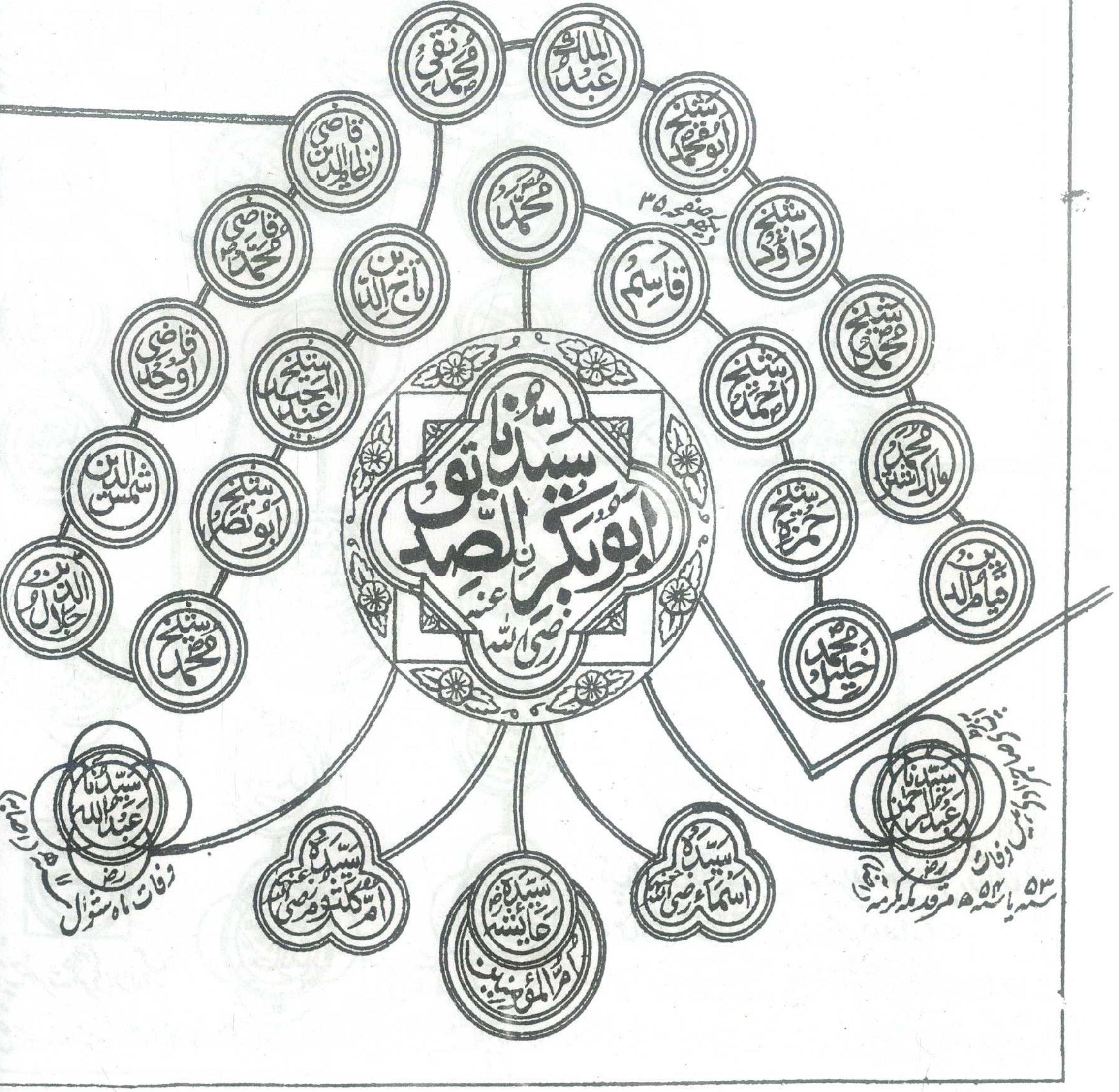
آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ عمر شریف ۶۴ سال وفات جمادی الاول یا جمادی الآخر سنہ ۳۶ھ میں ہوئی۔ (اصابہ)

آپ حضرت عمرؓ کی والدہ ہیں۔

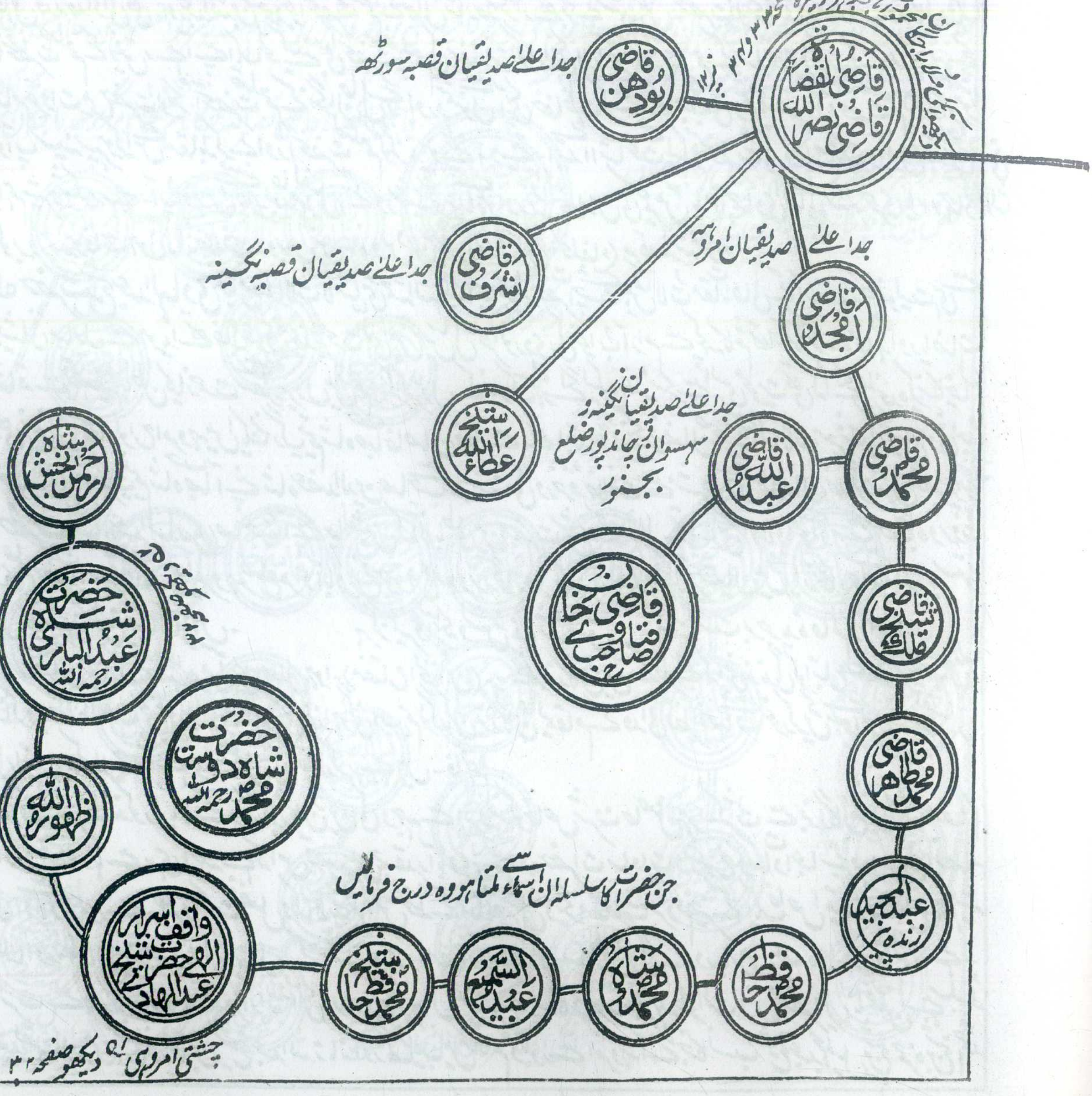
آپکی خدمات اسلامی محتاج بیان نہیں آپکی تیغ شجاعت سے بہت سے دیار و امصار فتح ہوے اسیواسطے آپکا سیف اللہ لقب ہے۔ آپکی کنیت ابو سلیمان ہے۔ وفات سنہ ۲۱ھ فرار حمص یا مدینہ منورہ (اصابہ) باقی دیکھو صفحہ ۵۰ حضرت ابو عبیدہؓ کا حال

تھے اُسکے مقابلے کو بھیجا گیا میدان میں دونوں جانب سے حملہ شروع ہوا اور پے در پے دونوں طرف سے وار پڑنے لگے مگر عرصے تک دونوں ضرر سے محفوظ رہے یہ حال دیکھکر دونوں لشکر دل سے تحسین اور مرحبا کے نعرے بلند ہو رہے تھے بالآخر ہیبت حق غالب ہوئی اور شہریار تیغ ابو نباتہ سے ہلاک ہوا اسکے بعد حضرت سعدؓ نے لشکر اسلام کو حملے کا حکم دیا ایرانی تاب مقابلہ نہ لا سکے اور آپکی حسن تدابیر سے میدان جنگ لشکر اسلام کے ہاتھ رہا حضرت سعدؓ نے نماز شکریہ ادا کی اور اُس مقام کی زیارت کی جہاں نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید کیا تھا اور رات وہیں قیام کر کے دوسرے دن مدائن کی طرف بڑھے اور بفضلہ تعالیٰ یزدجرد کو آپکے ہاتھوں ذلت ہوئی اور فتح مدائن و شاہ ایران کے بھاگ جانیکی اطلاع خلیفہ ثانی کی خدمت میں بھیجی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا۔ (تاریخ عالم و ابن خلدون و اصابہ)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپکو آنحضرت صلعم کے ساتھ بچپن سے ہی اُنس تھا اور جب آنحضرت صلعم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کے ساتھ شادی



کر کے انہی کے مکان میں آپ رہے تو حضرت ابوبکر رض کو جو اسی محلہ میں رہتے تھے آنحضرت صلعم کیساتھ نشست و برخاست کرنیکا بہت زیادہ موقعہ ملتا رہا کوئی دن شائد خالی جاتا جسدن آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر رض میں ملاقات نہ ہوتی یہ خالص محبت دن بدن ترقی کرتی گئی۔ جب آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر رض کو اپنے رسول اللہ ہونیکی بشارت سنائی تو آپنے بلا تردد و تعجب آنحضرت صلعم کی تصدیق کی۔ اور ایمان لائے بعض مورخ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی رسالت پر سب سے پہلے ایمان لانیوالے ابوبکر صدیق رض تھے اور بعض لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض ایمان لائیں پھر حضرت علی رض پھر زید بن حارث



جو آنحضرت صلعم کے آزاد غلام تھے۔ انکے بعد حضرت ابوبکرؓ ایمان لائے۔ بعض نے ان اقوال کی یوں تطبیق کی ہے کہ عورتوں میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ لڑکوں میں سے حضرت علیؓ اور مردوں میں سے حضرت ابوبکرؓ پہلے ایمان لائے لیکن ان اقوال کی عمدہ تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ حضرت خدیجہؓ۔ حضرت علیؓ اور زید بن حارث آنحضرت صلعم کے گھر کے لوگ تھے اسلئے گھر سے باہر جو شخص سب سے پہلے آنحضرتؐ پر ایمان لایا وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ آنحضرت صلعم نے آپکا نام بجائے عبد الکعبہ عبد اللہ رکھا اور عتیق اور صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ آپ نے صرف اپنے اسلام لانے پر قناعت نہیں کی بلکہ اشاعت اسلام میں جان و دل سے

کوشش کی اور اپنا تمام مال اسلام کی خدمت کیلئے وقف کر دیا تھا اور کئی ایک غلاموں کو جو مسلمان ہو جانیکی وجہہ سے اپنے مشرک مالکوں کے ہاتھ سے سخت ایذائیں اٹھاتے تھے خرید کر آزاد کر دیا جنمیں بلالؓ جو اسلامی جماعت کے مؤذن تھے اور عامرؓ بن فہیرہ جو حضرت ابوبکرؓ کا گلہ چرایا کرتے تھے اور جنھوں نے ہجرت نبوی کیوقت آنحضرت صلعم کی قابل قدر خدمت ادا کی تھی۔ اور عبد اللہ بن مسعودؓ جو آنحضرت صلعم کے جاں نثار خدمتگزار تھے بڑے مشہور ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ تمام مصائب اور تکالیف میں آنحضرت صلعم کے رفیق رہے آپنے ایک لمحہ کیلئے بھی آنحضرت صلعم کی مفارقت گوارا نکی اور آخر آنحضرت صلعم کے ساتھ ہی ہجرت کر کے مدینہ پہونچے تمام غزوات میں حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلعم کے نگران حال رہے۔ اور دشمنوں سے آپکی حفاظت کرتے تھے جب کوئی دشمن موقعہ پاکر آنحضرت صلعم پر حملہ آور ہوتا تو آپ سینہ سپر ہوکر اس سے مقابلہ کرتے اور آنحضرت صلعم کو گزند پہونچنے نہ دیتے۔ ابتدائے اشاعت سے لیکر آنحضرتؐ کی وفات تک یہ دونوں مقدس وجود باہم شیر و شکر رہے۔ آپ دو برس چار مہینے بعد عام الفیل کے دو شنبہ کو پیدا ہوئے اور ترسٹھ ۶۳ برس کی عمر میں ۳ یا ۱۳ جمادی الثانی ۱۳؁ھ ہجری یا ۲۲ جمادی الثانی کو بروز جمعہ وفات ہوئی زمانہ خلافت دو برس تین ماہ دس دن رہا۔ (اصابہ تاریخ الخلفاء) مرقد مدینہ منورہ

۵۔ حضرت شیخ عبد الہادی جامع کمالات لامتناہی رحمۃ اللہ علیہ آپ کبائر حضرات چشتیہ سے ہیں کمالات و مقامات عالی کے آثار زمانۂ طفولیت ہی سے پیشانی مبارک سے ہویدا تھے غلبۂ شوق جذبۂ محبت الہی میں تیس سال صحرا نوردی کی خواب و آرام سے کچھہ کام نہ تھا۔ بڑے بڑے مجاہدات اور ریاضات شاقہ سے تصفیۂ باطن کیا۔ کثرت سفر سے پیروں میں زخم ہو کر کیڑوں کے خوراک ہو گئے تھے لیکن غلبۂ سکر سے ایسی محویت تھی کہ انکے علیحدہ کرنیکا خیال بھی نہیں ہوتا تھا۔ نواح امروہہ میں ایک بزرگ تیم شاہ صاحب خاصان خدا سے تھے ابتدائے انکے فیضان صحبت سے کمالات معرفت کی تکمیل ہوئی بعدہ حسب ایماء حضرت تیم شاہ صاحب آپنے شاہ عضد الدین صاحب سے بیعت کی اور خرقۂ خلافت سے مشرف ہوئے طالبان خدا کو منزل مقصود پر پہونچایا۔ حضرت شاہ عبد الباری صاحبؒ آپکے جانشین کمالات باطنی میں حضرت شیخ کے مثال تھے۔ انکی اولاد امجاد سب صاحب جاہ و ثروت ذی علم حضرات اسوقت تک بھی امروہہ ضلع مراد آباد میں موجود ہیں ہر دو بزرگواروں کا مزار امروہہ محلہ قریشیان میں زیارتگاہ عام ہے اور بدستور اہل ظاہر و باطن فیضیاب ہوتے ہیں۔

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام ما

ربیع الثانی … ۲۔ رمضان المبارک ۹۱۱؁ھ میں آپکا وصال ہوا۔ (مفتاح الخزائن)۔ یہ تھے بزرگان دین کے طریقے کہ اپنی زندگی کو اتباع سنت و طلب حق میں فنا کر دیا تھا طاعت حق اور عبادت الہی آپکی غذا ہو گئی اب ہم لوگ ان بزرگان عالیمقام کے فدائی نظر انصاف سے غور کریں کہ سوائے خواہشات نفسانی کی اتباع کے ان حضرات کے کونسے عمل کی تقلید کر رہے ہیں۔ فافہم

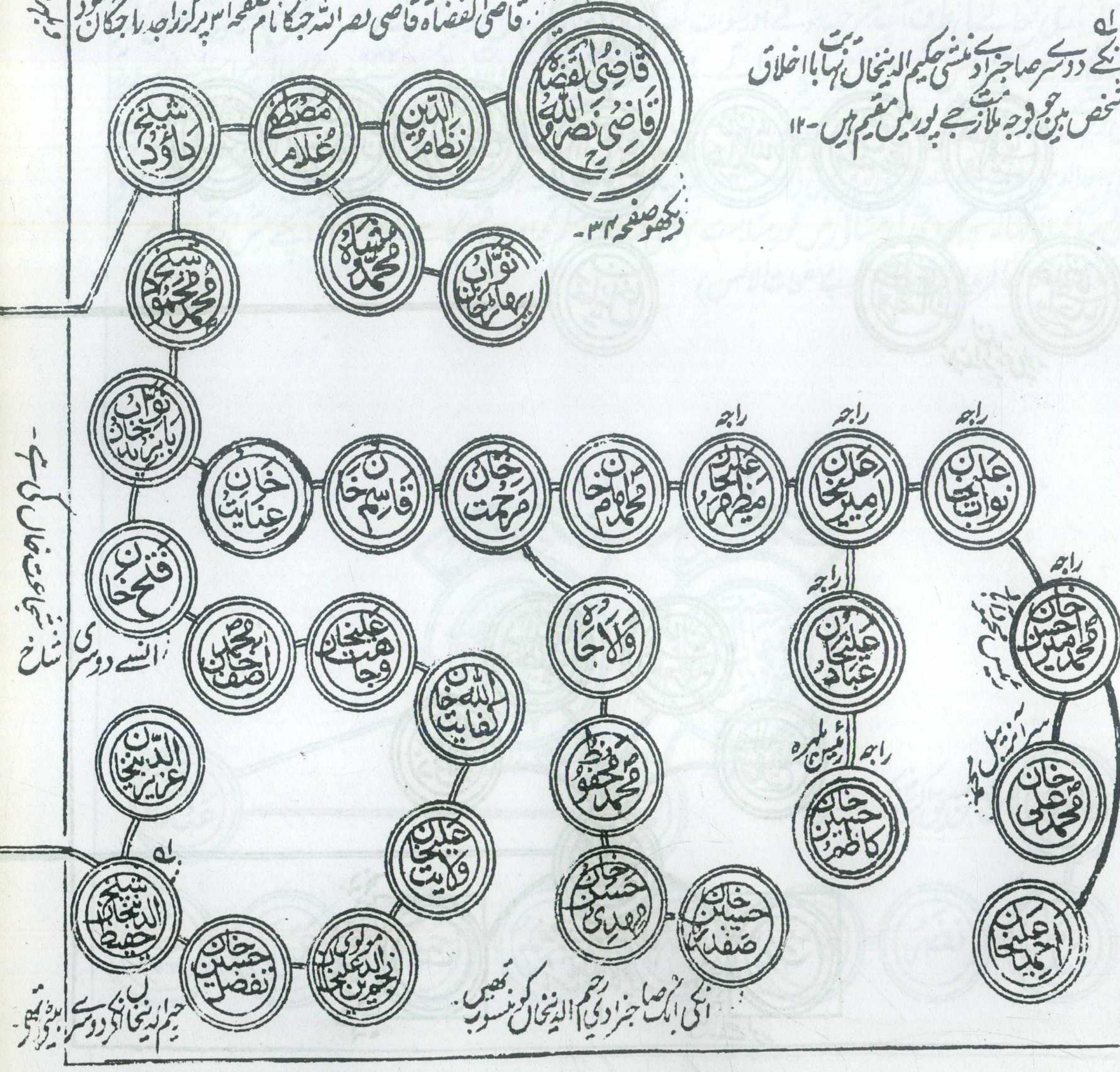
علاوہ حضرات مذکورۂ بالا کے دیگر بزرگان دین کی وجہہ سے امروہہ کو خاص شرف حاصل ہوا۔ کثرت سے بزرگان دین کا یہ مقام ماوا و ملجاء رہا ہے یہی وجہہ ہے کہ اس قصبہ میں جسقدر آبادی ہے وہ حضرات سادات و شیوخ و سادات عباسیہ و مہاجرین و انصار کی اولاد سے معمور ہے۔ علم و حکمت فضل و کمالات کو اس خطہ کے ساتھ مثل دیگر مقامات مردم خیز کے ایک خاص امتیاز حاصل ہے ہمیشہ علما اور فضلا اہل ظاہر و باطن یہاں کے مشہور دیار و امصار رہے اور سلاطین دہلی کے دربار میں عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے۔ کثرت سے بزرگان دین کے مزارات و انکی اولاد امجاد یہاں منتشر ہے جسکا احصاء بوجہہ طوالت اس مختصر میں ناممکن ہے سلسلۂ صدیقیان میں شیخ نور محمد بن شیخ عبد اللہ زمانہ اورنگزیب میں مقام ڈبکور سے امروہہ آئے جنکا نسب شیخ عبد الجلیل بن شیخ حمزہ بن شیخ احمد

بن حضرت قاسم بن محمد بن صدیق رضؓ سے ملتا ہے انکی اولاد سے صاحبزادگان شیخ کرامت علی۔ حاجی محمود حسین اور حافظ شاہ احمد حسن و محمد حسن بن احمد حسن مرحوم امروہی مقیم محلہ ملانان ہیں۔ وغیرہم۔ اور حضرت شیخ برہان الدین کہ شہدائے باکمال و صاحب جلال تھے جنکا مزار اقدس موضع نگلیہ جوالئے امروہہ میں ہے انکی اولاد سے میر ابو الفضل وغیرہ تھے جنکی اولاد اب مرزا کے لقب سے مشہور ہے کیونکہ سلطنت تیموریہ میں ابو الفضل کو میر کا خطاب ہوا

جسکی وجہ سے شدہ شدہ انکی اولاد اور انکے بھائی کی اولاد مرزا مشہور ہوگئی مروہہ مضافات امروہہ میں انکی اولاد تاحال موجود ہے جنکا سلسلۂ نسب ذیل میں درج ہے شیخ کفایت حسین و عنایت حسین و مظفر حسین ابنائے شیخ غلام حسین بن شیخ جلال الدین بن شیخ کمال الدین بن شیخ محمد فاضل بن محمد واصل بن کمال الدین بن عبد المجید بن حاجی محمد بن محمد کالے بن شیخ برہان الدین شہید۔ و ابراہیم علی بن مرزا بنیاد علی بن محمد فاضل بن غلام قلندر میر ابو الفضل بن غلام حسین بن محمد فاضل مذکور (از فرامین سلاطین تیموریہ) علی قول صاحب نخبہ

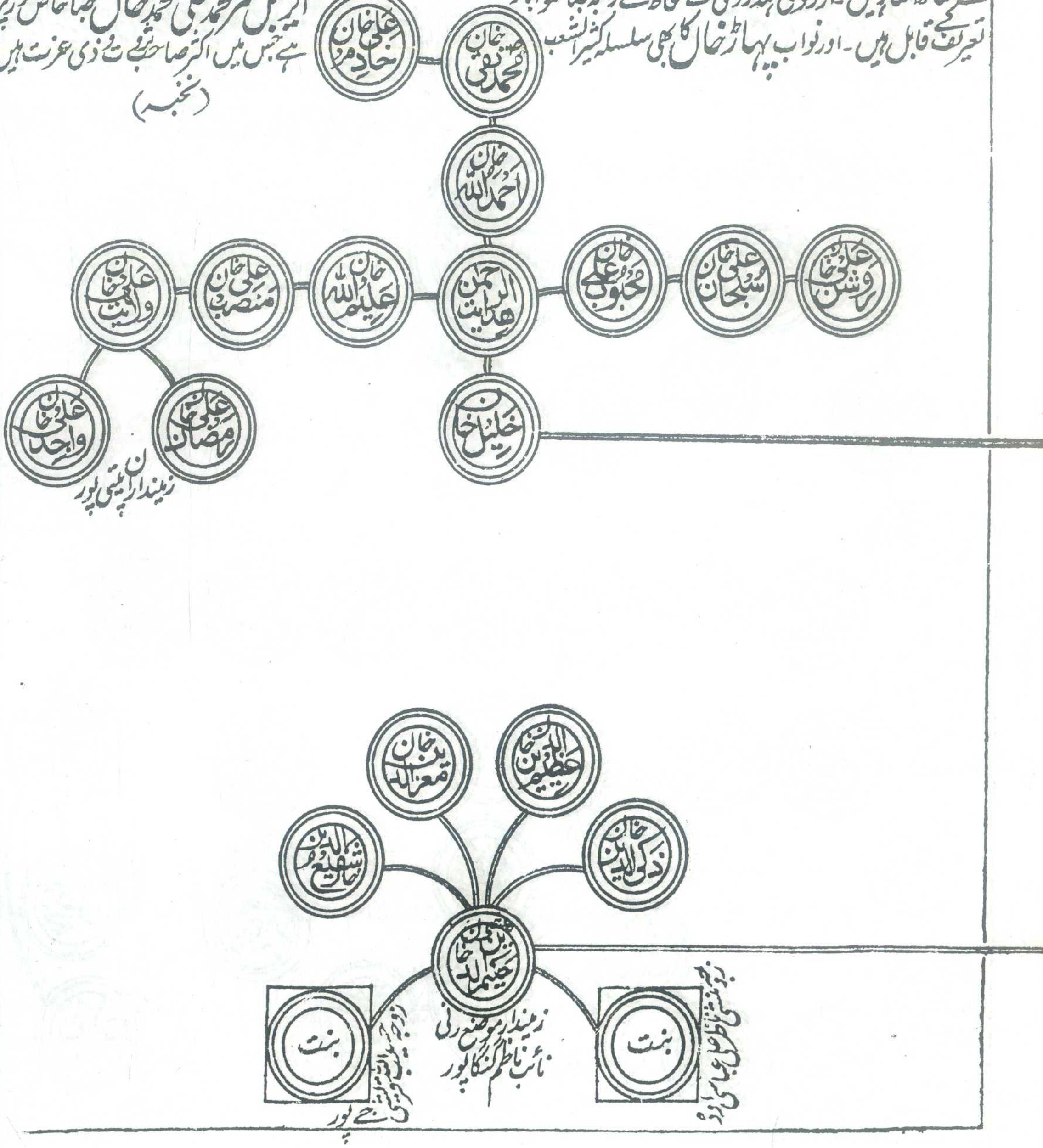
قاضی القضاۃ قاضی نصر اللہ جنکا نام صفحہ ۳۱ پر گزرا جد راجگان محمود آباد

انکے دوسرے صاحبزادے منشی حکیم الدینخاں بہت نہایت بااخلاق شخص ہیں جو بوجہ ملازمت جے پور میں مقیم ہیں۔ ۱۲



قاضی القضاۃ قاضی نصر اللہ آپکے والد بزرگوار مع بھائی قاضی امام الدین کے زمانہ سلطنت تغلقیہ میں بخارا سے دہلی تشریف لائے اور اپنے فضل و کمال کے باعث امامت جامع مسجد پر مامور ہوئے انکے دوسرے بھائی بعد سیر و سیاحت وطن مالوف کو چلے گئے۔ بعد ازاں مقام سرسی میں قاضی نظام الدین کی شادی ہوئی اور امروہہ میں قیام اختیار کیا قاضی نصر اللہ انکے صاحبزادے سلطنت لودھیان میں منصب قضاء امروہہ پر فائز ہوئے اعزاز و اکرام شاہی سے روز بروز انکی عزت و بالا تری گئی اور بڑی عروج کو پہونچی سلسلۂ اولاد انکا علاوہ امروہہ جا بجا کثرت سے منتشر ہے علاقہ اودھ میں جسقدر صدیقی ہیں اکثر و بیشتر انکی اولاد سے ہیں یا ستہای محمود آباد و بلہرہ کی اصل قاضی نصر اللہ صاحبؒ کے زمانے سے ہے۔ انکے اعقاب سے ہر زمانے میں کار نمایاں ہوتے رہے اور صلۂ خدمات میں انعامات شاہی کے مستحق ہوئے اسی سلسلہ میں اس خاندان کو خطاب خانی ہوا۔ موجودہ راجگان محمود آباد و بلہرہ اپنے اعزاز و وقار میں بفضلہ تعالی خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہیں۔ اور قومی ہمدردی کے لحاظ سے راجہ صاحب محمود آباد آنریبل سر محمد علی محمد خاں صاحب خاص طور پر تعریف کے قابل ہیں۔ اور نواب بہادر خاں کا بھی سلسلہ کثیر الشعب ہے جس میں اکثر صاحب علم و ذی عزت ہیں

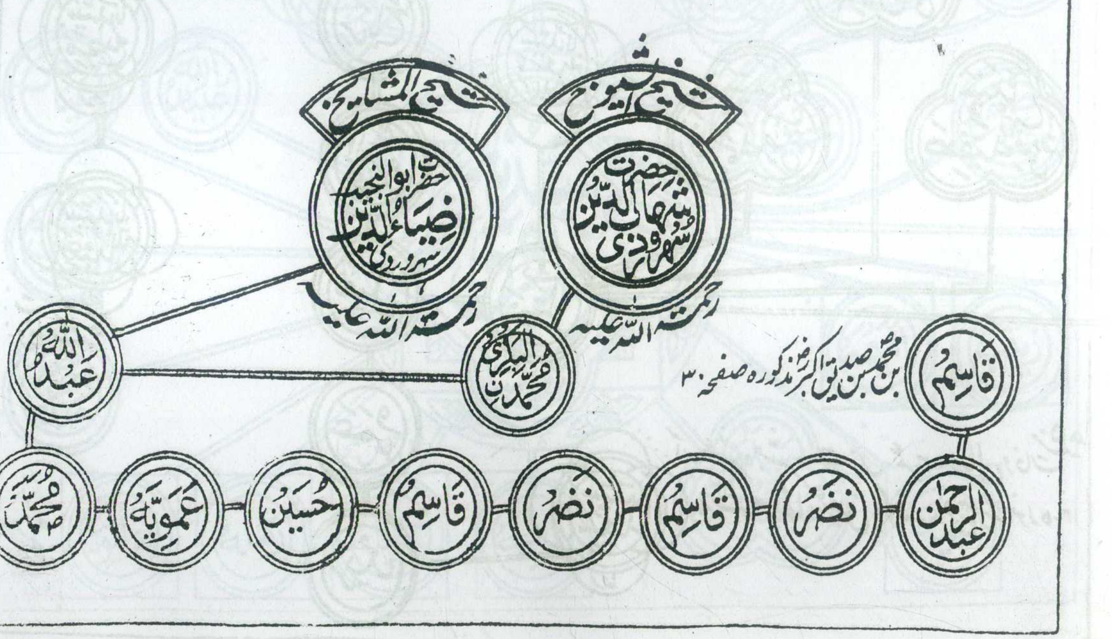
(نخبہ)



عالم ربانی قطب زمانی صاحب المقامات و الکرامات شیخ المشایخ ضیاء الدین ابونجیب عبدالقاہر رحمۃ اللہ علیہ آپ مشایخ کرام اور علمائے عظام دونوں فرقوں کے پیشوا ہیں سب انکا ادب و لحاظ کرتے تھے مدرسہ نظامیہ کے مدرس تھے علاقہ بغداد میں مقام سہرورد ۴۹۰ھ میں آپکی ولادت ہوئی اور بروز جمعہ ۱۷ جمادی الثانی ۵۶۳ھ میں بعد نماز عصر آپکا وصال ہوا اور ۱۸ کو دوسرے دن اپنی رباط جو دجلہ کے کنارے بنائی تھی مدفون ہوئے۔ امام احمد غزالی علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ انکے خلفاء مثل نجم الدین کبریٰ و عمار یاسر وغیرہ بڑے کاملین سے گزرے ہیں اور

حضرت شیخ الشیوخ مطلع الانوار منبع الاسرار دلیل الطریقہ ترجمان الحقیقہ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کو غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض ہوا اور بہت سے مشایخ وقت سے آپ ایک عرصہ تک (عبادان) جزیرہ میں ابدالوں کے ساتھ مشغول عبادت رہے۔ حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ملاقات کی۔ حضرت غوث پاکؓ آخر المشہورین بالعراق آپکی شان میں فرمایا کرتے تھے ظاہر و باطن میں آپکو کمال حاصل تھا۔ تصنیفات آپکی بکثرت ہیں عوارف و کشف النصائح و اعلام الہدیٰ وغیرہ۔ جب آپکو کوئی دشوار مسئلہ پیش آتا تو باری تعالٰی کی طرف آپ متوجہ ہوتے اور طواف کعبہ کرتے وہ اشکال رفع ہو جاتا۔ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ تھے اہل طریقت دور و نزدیک سے آپکے پاس آتے اور فتویٰ دریافت کرتے۔ ماہ رجب ۵۳۹ھ میں آپکی ولادت ہوئی اور ۶۳۲ھ میں وصال ہوا۔ سلسلہ سہروردیہ کو آپکی وجہ سے ایسی ترقی ہوئی کہ یہ سلسلہ بہمہ وجوہ آپکی طرف منسوب ہو گیا اور کثرت سے طالبان حق کو آپ سے فیض پہونچا۔ رسالہ اقبالیہ میں لکھا ہے کہ شیخ سعد الدین حمویؒ سے حضرت محی الدین عربیؒ کی نسبت دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ ایک موجزن سمندر ہے جسکی انتہا نہیں اور حضرت شیخ الشیوخ کی بارہ میں دریافت کیا گیا تو کہا کہ سہروردیؒ کی پیشانی میں نور متابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اور ہی قسم کا ہے۔ فضل و کرامات آپکے بیش از قیاس ہیں

(ابن خلکان آداب المریدین حضرت ابوالنجیب و نفحات الانس)

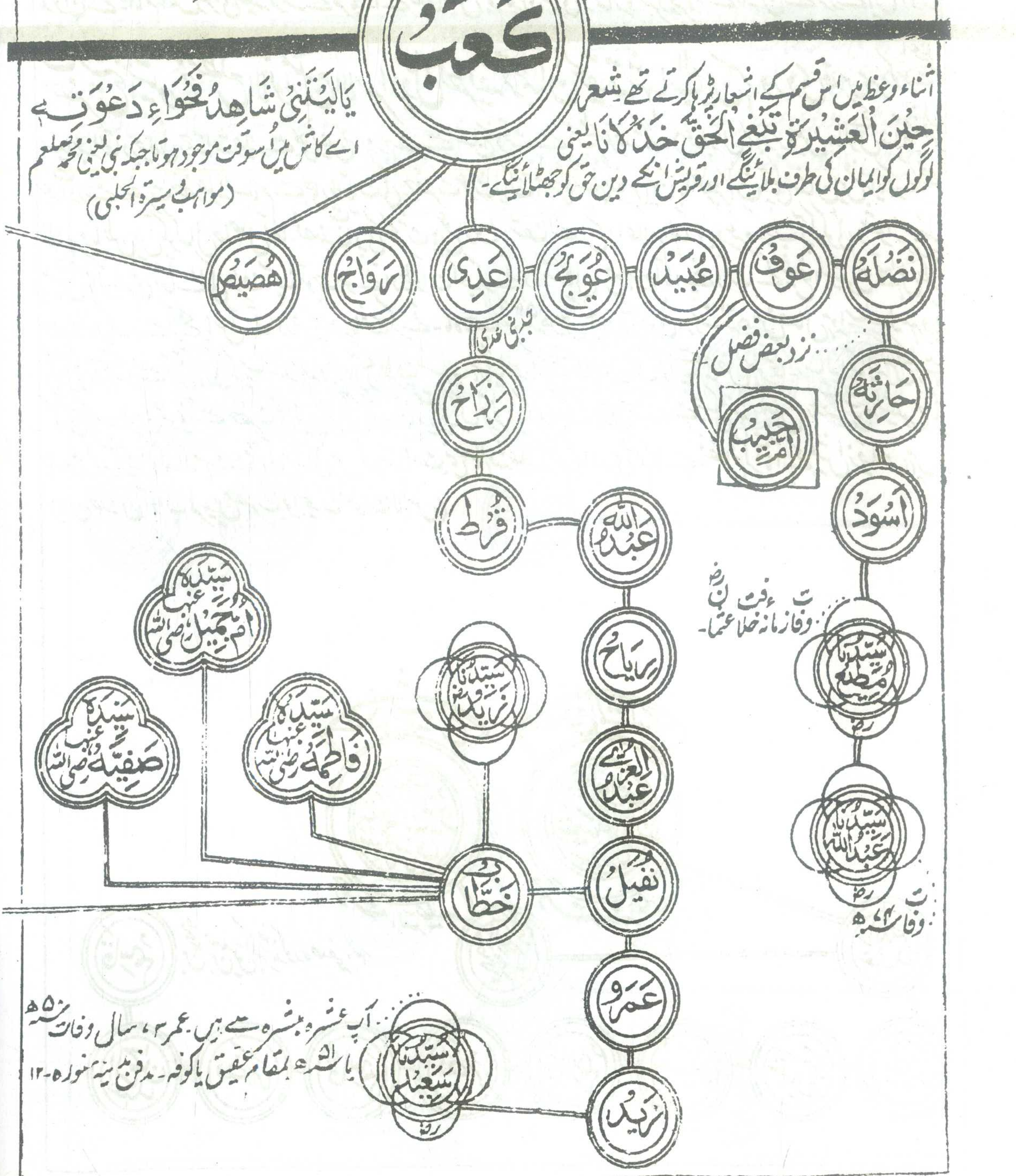


کعب یہ قریش کے سرداروں اور قریش کے اعلیٰ ترین شرفاء میں سے تھے اکثر امور میں لوگ انکی طرف رجوع کرتے تھے اور اپنی قوم میں نہایت سخی اور کریم النفس شخص تھے اور یہ اول شخص ہیں کہ ہر جمعہ کو اپنی قوم کو جمع کر کے خطبہ سنایا کرتے تھے اور وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے اور نبی آخر الزماں کی اتباع و پیروی کی وصیت کیا کرتے تھے اور کہا کرتے کہ وہ میری اولاد میں سے ہونگے۔ اور اکثر

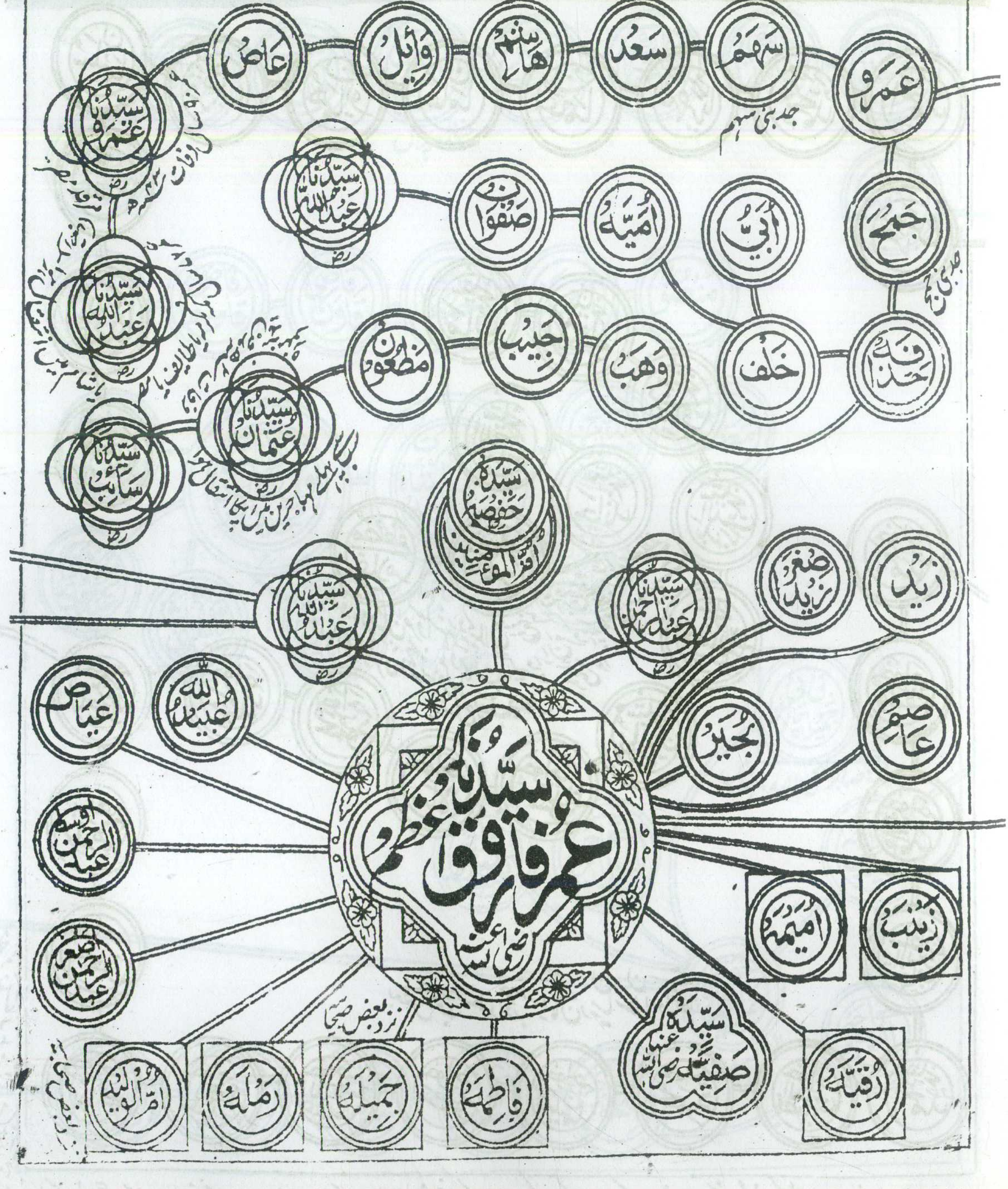
اثناء وعظ میں اس قسم کے اشعار پڑھا کرتے تھے شعر

حِینَ الْعَشِیْرَۃُ تَبْغِی الْحَقَّ خِذْلَانًا یعنی
لوگوں کو ایمان کی طرف بلائینگے اور قریش انکے دین حق کو جھٹلائینگے۔

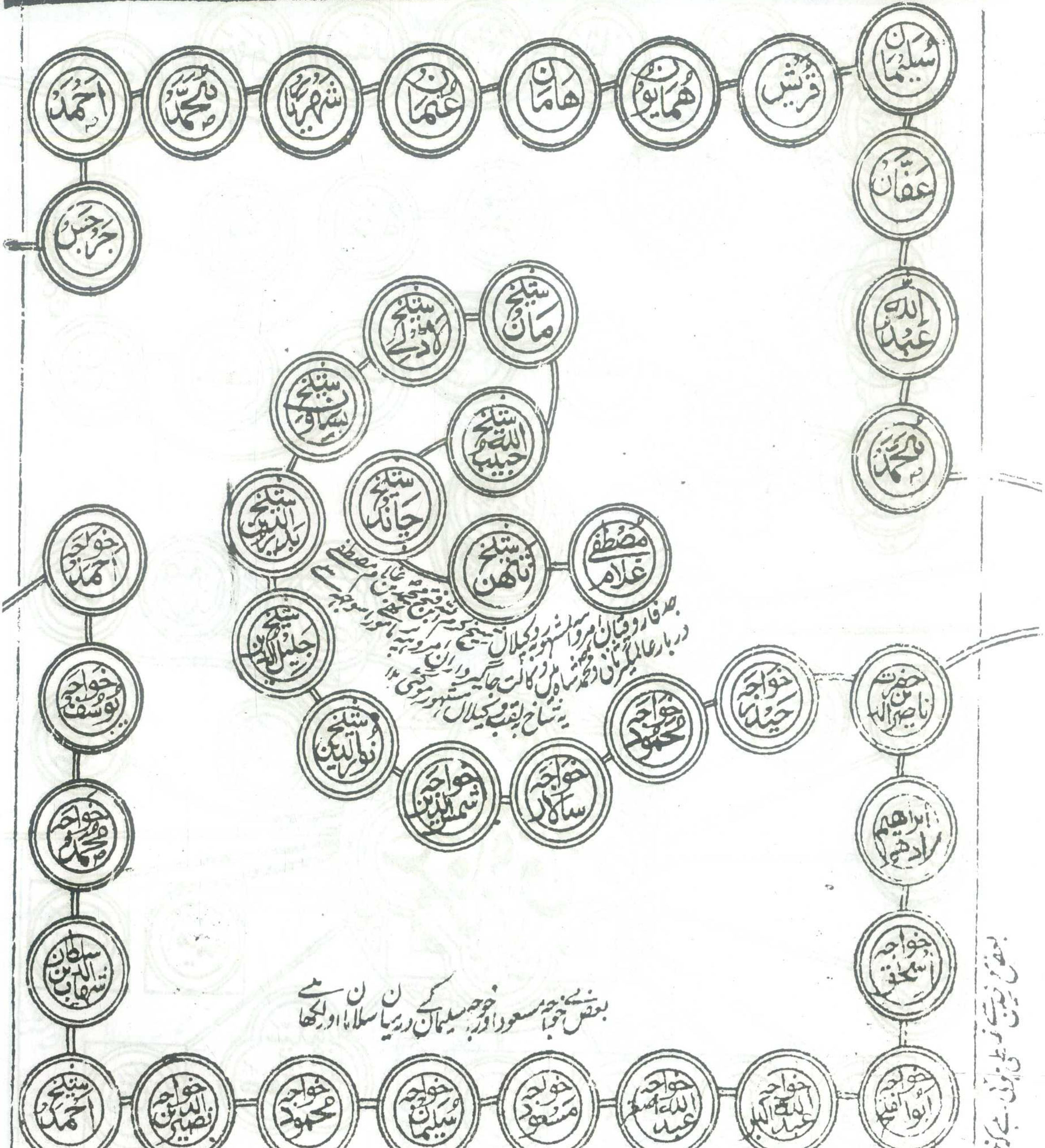
یَا لَیْتَنِیْ شَاهِدٌ فَحْوَاءَ دَعْوَتِہٖ
اے کاش میں اسوقت موجود ہوتا جبکہ نبی یعنی محمد صلعم
(مواہب و سیرۃ الحلبی)



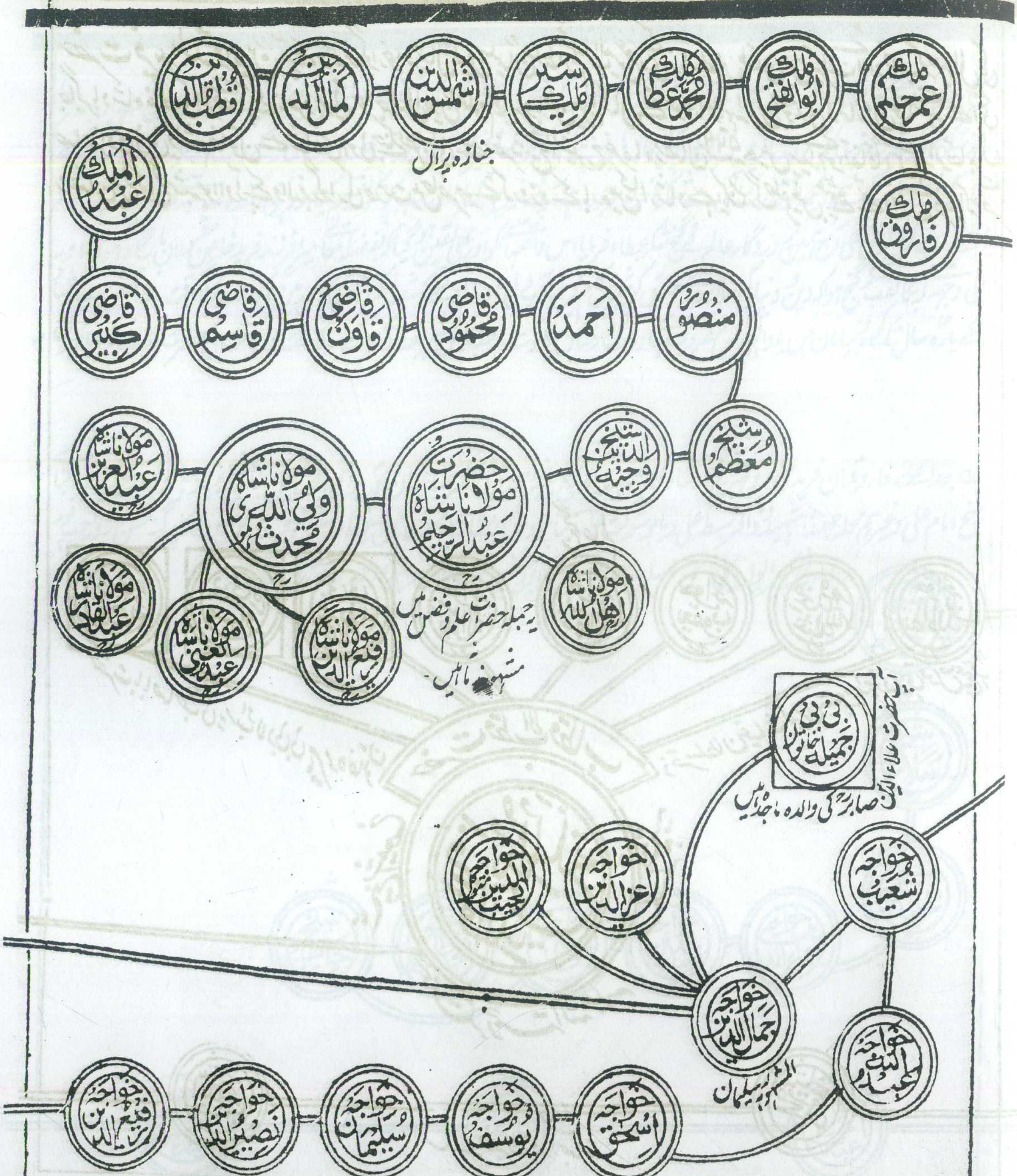
فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ عام الفیل سے ۱۳ سال بعد آپکی ولادت ہوئی اور صدیق اکبرؓ کے بعد مسند آرائے خلافت ہوئے۔ بڑی خصوصیت آپکی یہ تھی کہ آپ نے زمانۂ خلافت میں نبی کریم صلعم اور حضرت ابوبکرؓ کے نقش قدم پر برابر چلتے رہے۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَحَدِ الْعُمَرَیْن حضورؐ کی یہ دعا آپکے حق میں قبول ہوئی اور آپ نے ابتداء اسلام سے آخر عمر تک اتباع نبوی و حب رسول کا وہ ثبوت دیا کہ جسکی مثال بہت ہی کمیاب ہے۔ فتوحات اسلامی کی آپکے زمانہ



میں بہا یہ ترقی ہوئی بعض مورخین نے مبالغہ سے یہاں تک بیان کیا کہ آپکے زمانہ میں چھتیس ہزار شہر عربوں نے فتح کئے قطع نظر اسکے آپکی فتوحات کی اگر صحیح تعداد لکھی جائے تو دنیا کو حیرت استعجاب میں ڈالنے کے لیئے کافی ہے اسمیں کچھ شک نہیں کہ عرب فلسطین شام عراق عرب الجزیرہ مصر فارس عجم کی شہنشاہی کا تاج آپ اپنے انتقال کیوقت اپنے جانشینوں کو سپرد کر گئے باوجود اس سلطنت کے آپکا گزارہ صرف نمکین جو کی روٹی کھجور اور پانی پر تھا۔ در بعض وقت ترکیہ نفس کیلئے

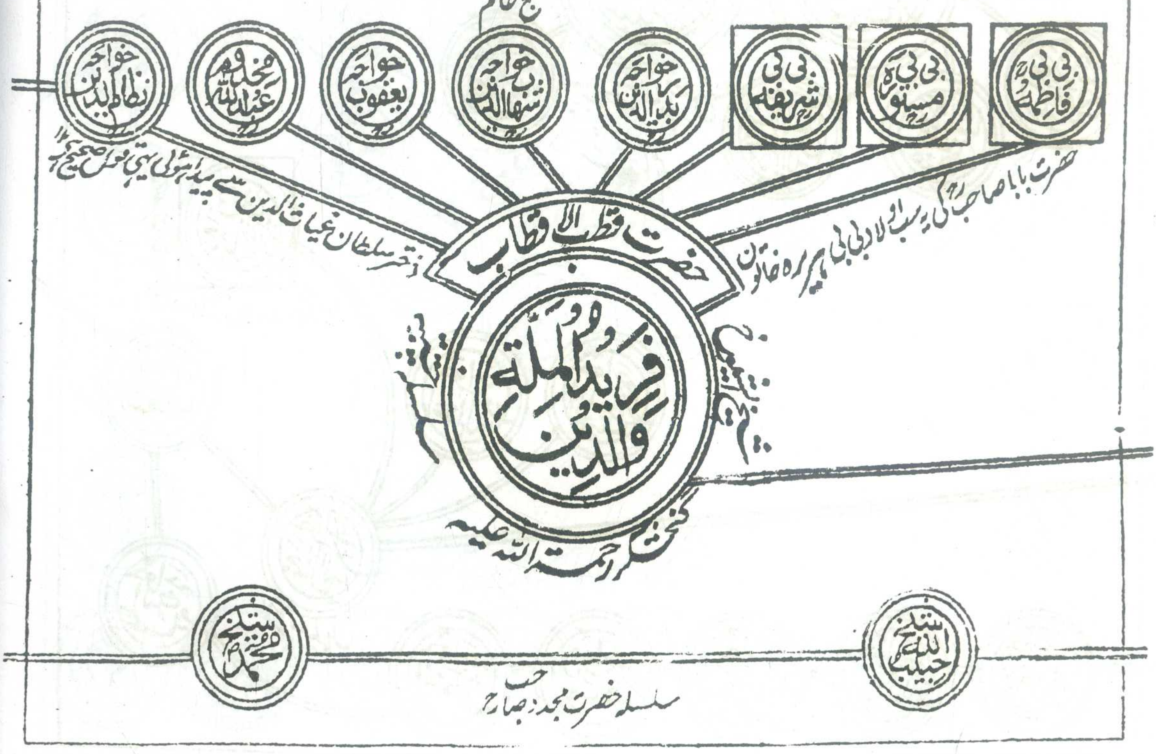


نمک بھی نہیں کھاتے تھے۔ لباس پھٹا پرانا جسمیں پیوند لگے ہوتے زیب تن رہتا تھا۔ مسجد کی سیڑھیوں یا کسی درخت کے سائے میں سوتے رہا کرتے۔ ہر چند مال غنیمت میں بیشمار زر و جواہر آیا مگر اپنے نفس کے لئے کچھ نہ رکھا اپنی اولاد کو بھی نہ دیتے بلکہ غربا و مساکین میں سب تقسیم کردیا کرتے ہمیشہ آپ شان و شوکت اور عیش و عشرت کے سامان کو ناپسند کرتے تھے اور اپنے عاملوں کو بھی سادہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت فرمایا کرتے۔ باوجود اس سادگی کے آپکی وہ ہیبت تھی کہ اسوقت کی بڑی



اور طاقتور سلطنتیں ہر وقت لرزاں رہتی تھیں۔ ایک روز مسجد میں آپ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ فیروز نامی ایک غلام مجوسی جو آپ سے دل میں عناد رکھتا تھا خنجر لیکر مسجد میں آیا اور آگے بڑھکر آپ پے در پے چھ وار کیے آپ زخمی ہوئے اور بلا اختلاف ۶۳ برس کی عمر پائی یا ساٹھ دن زندہ رہکر بعمر ترسٹھ سال ۲۸ ذی الحجہ ۲۳ھ کو وفات پائی۔ دس سال چھ ماہ آپ نے خلافت کی۔ مرقد مدینہ منورہ۔ (اصابہ و تاریخ الخلفاء و تاریخ عالم)

حضرت فرید الملۃ والدین آپکے والد بزرگوار خواجہ جمال الدین سلیمانؒ سلطان شہاب الدین غوری کے زمانے میں ملتان میں تشریف لائے اور قصبہ کوتھیوال کی جاگیر بادشاہ مذکور کی طرف سے آپکے نام مقرر ہوئی۔ خواجہ جمال الدینؒ علوم ظاہر و باطن میں باکمال تھے مولانا وجیہ الدین خجوندی کہ خاندان عباسیہ سے تھے انکی صاحبزادی بی بی قرسم خاتون سے شادی ہوئی جنکے بطن صافی سے حضرت شیخ الشیوخ غرہ ماہ رمضان ۵۶۹ھ میں پیدا ہوئے اتفاقاً اُس روز ابر تھا ہلال رمضان میں لوگوں کو شبہ ہوا اور آپکے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ روزہ کے بارہ میں کیا ارشاد ہے ایک بزرگ حلقہ میں بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا کہ حضر

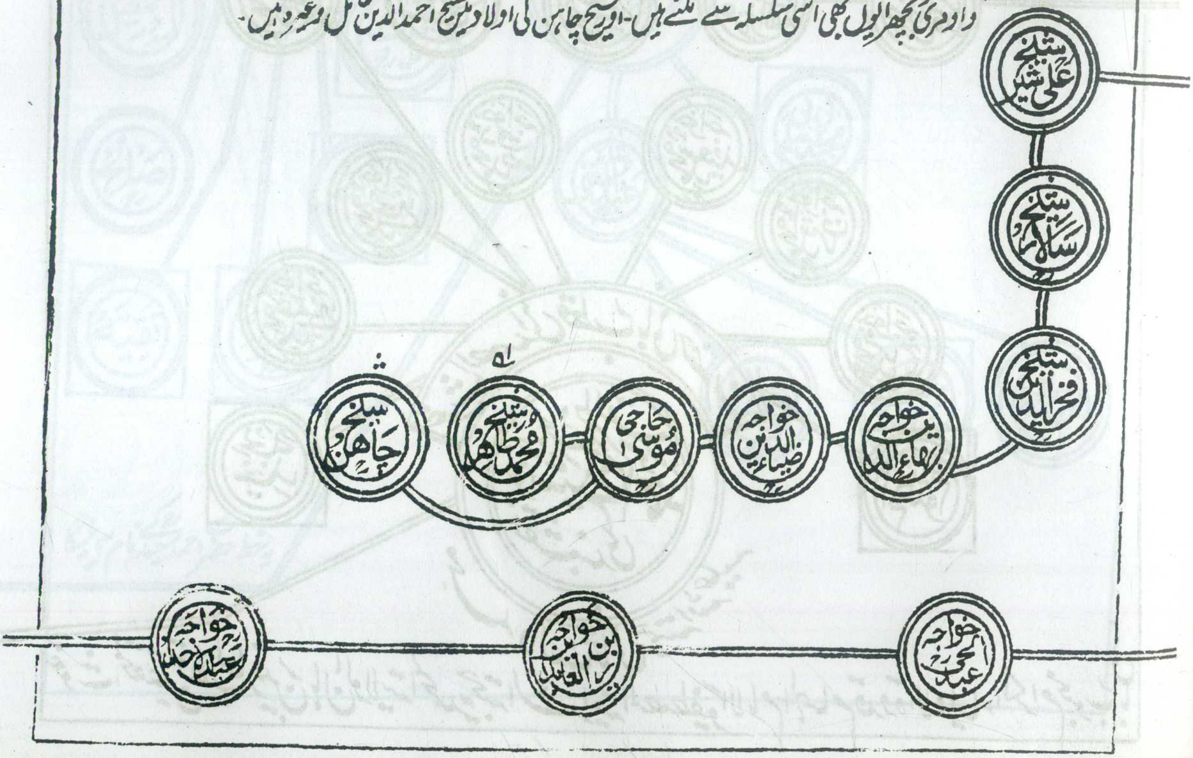


سلسلہ حضرت مجد صاحب

شیخ جو قطب الاقطاب ہونے والے ہیں اگر دودھ پی لیں تو رمضان نہیں ورنہ سب آج روزہ رکھنا ضرور ہے چنانچہ آپکی والدہ ماجدہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپنے دودھ نہیں پیا پھر سب نے روزے رکھے بعد کو قرب و جوار سے چاند ہو جانے کی خبریں معلوم ہوئیں۔ آپنے تمام ماہ رمضان میں دن کو دودھ نہیں پیا افطار کے وقت پیتے تھے اشکو دودھ ابتدا ہی سے آثار عرفان اور برکات معرفت آپکی جبین مبارک سے ہویدا تھے آپکی دو دائی عمر میں حضرت والدہ ماجدہ نے نماز پڑھانی شروع کی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ نماز پڑھنے سے کیا ملتا ہے،

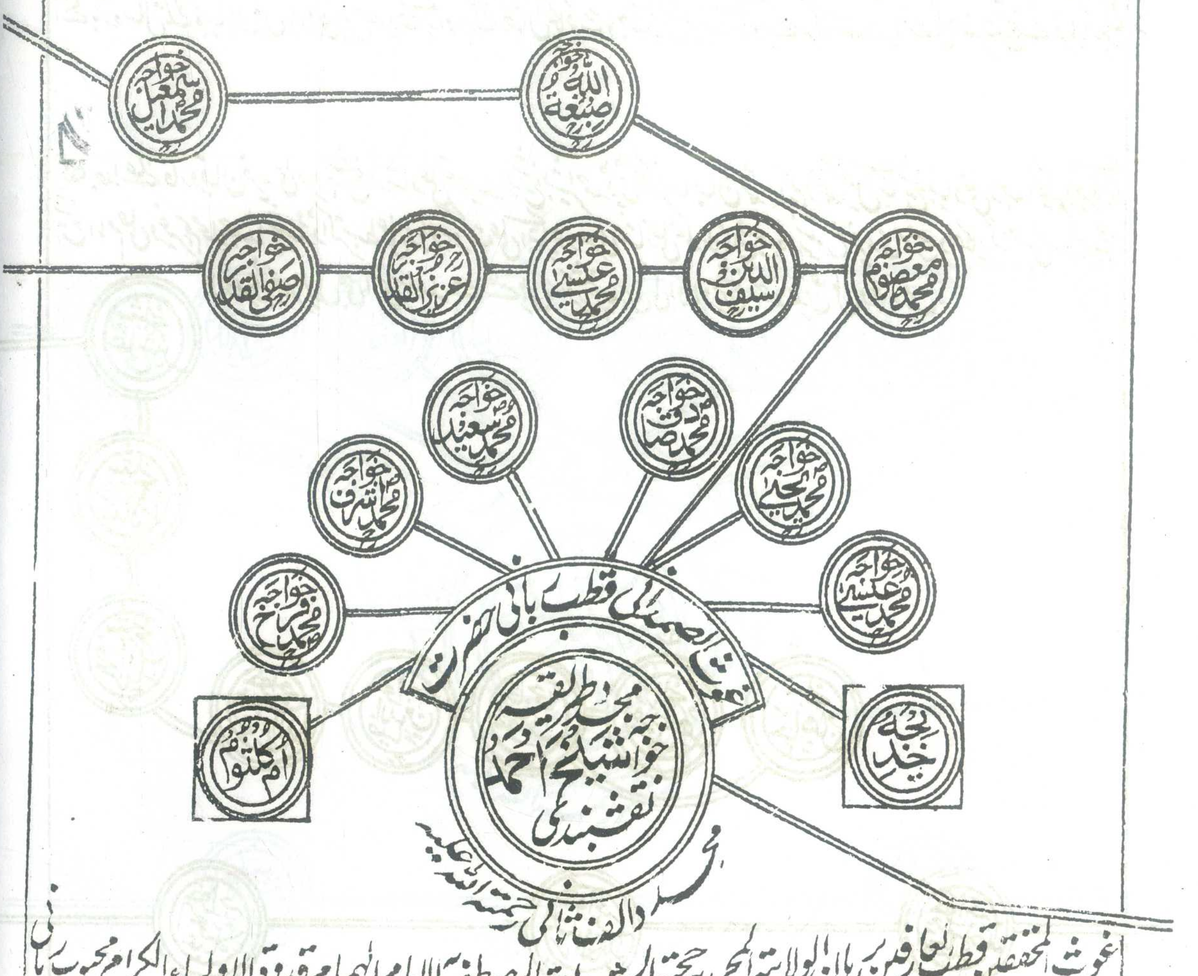
آپکی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ شکر ملتی ہے۔ اور آپکو نماز کیلئے جب کھڑا کرتیں تو مصلی کے نیچے آپ شکر رکھدیا کرتی تھیں اسلیئے کہ بچوں کو مٹھائی سے رغبت ہوتی ہے اور بعد فراغ نماز شکر نکالکر حضرت فرید الحق کو دیدیا کرتیں۔ ایک روز آپکی والدہ ماجدہ اپنے کسی عزیز کے تشریف لے گئیں اور آپ حسب عادت نماز کے وقت مصلے پر کھڑے ہو گئے اپنے دعا کے بعد مصلے کے نیچے دیکھا تو قدرت الٰہی سے شکر کا خزانہ موجود ہے آپنے خود بھی کھایا اور سب بچوں کو تقسیم کیا اور اپنی والدہ صاحبہ سے فرمایا کہ تمہارے پاس نماز پڑھنے سے کم شکر ملتی تھی آج ہمیں پروردگار عالم نے گنج شکر عطاء فرمایا اس واقعہ سے انکو اور بھی یقین ہو گیا کہ بفضلہ تعالیٰ میرا فرزند فرید خاص مقبولان بارگاہ سے ہوگا۔ اور اسی وجہہ سے آپکا لقب گنج شکر ہوا کہ دین و دنیا کی حلاوت سے مخلوق کو شیریں کام فرمایا آپ ولی مادر زاد تھے کشف و کرامات آپکے بیحد ہیں آپکی والدہ کملا وقت سے تھیں حسب ارشاد انکے بارہ ۱۲ سال تک کوہ و بیابان میں یاد الٰہی میں مصروف رہے اور برگ درختاں آپکا قوت رہا جب واپس تشریف لائے تو آپنے سرگذشت دریافت کی حضرت شیخ نے فرمایا کہ برگ

سلہ جدا علیٰ فاروقیان فریدی امروہہ شیخ ارشاد علی تحصیلدار و شیخ بشیر احمد ڈپٹی کلکٹر صاحبان و محمد ابراہیم و محمد اسمٰعیل ابنائے شیخ بنیاد علی و عبد الحکیم وغیرہ ابنائے شیخ امام علی وغیرہم محلہ جھنڈا شہید و ڈاکٹر سبط علی و بابو شوکت علی ابنائے چودھری ممتاز علی محلہ ملانان وغیرہ اور شیوخ فریدی موضع دھکا پرگنہ حسن پور و رجب پور و دادوری بچھرالیوں بھی اسی سلسلہ سے ملتے ہیں۔ اور شیخ جاہن کی اولاد میں شیخ احمد الدین عامل وغیرہ ہیں۔



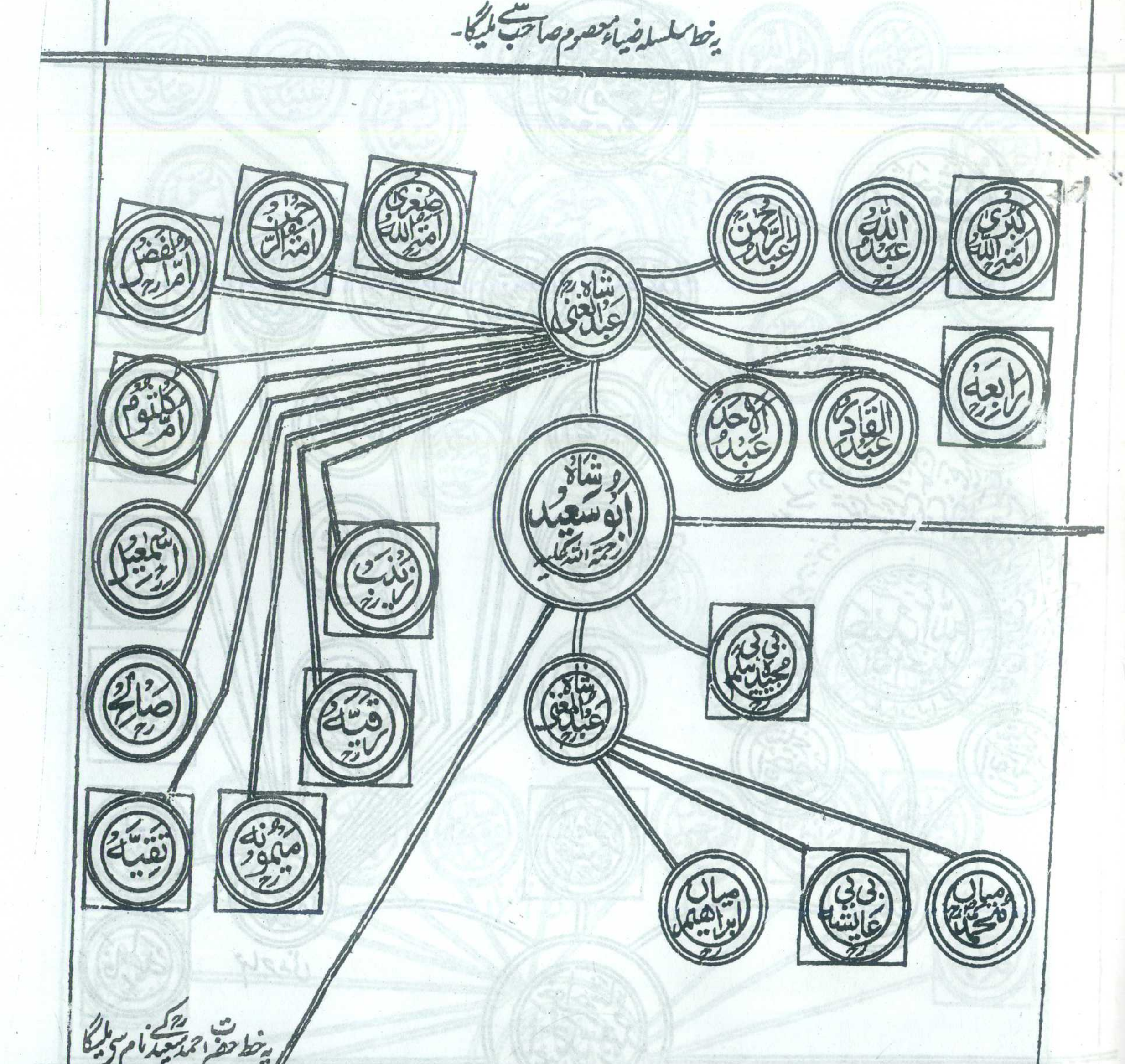
کا ہر قناعت کی اور عبادت میں مصروف رہا۔ آپکی والدہ ماجدہ نے شفقت سے آپکے موئے مبارک میں کنگھی شروع کی تو بالوں کے کھینچنے سے تکلیف ہوئی آپنے عرض کیا کہ سر دکھتا ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمنے جو بارہ برس درختوں کے پتے نوچے تھے تمہارے اس فعل سے انکو تکلیف کیا نہوئی ہوگی اس سے آپکو خیال ہوا کہ بیکار وقت صرف ہوا۔ پھر آپ رخصت ہوئے اور بارہ برس تک مجاہدہ و ریاضات میں مصروف رہے ایک قرص چوبیں اطمینان نفس کیلئے شکم سے بندھی ہوتی اور مصروف عبادت رہتے ذکر الٰہی آپکی غذا ہوگئی

جو کوئی کھانیکے واسطے دریافت کرتا آپ فرماتے کہ کھالیا اور بچا ہوا ابھی موجود ہے اور اُس قرص چوبیں کی طرف اشارہ کرتے۔ بعد انقضائے مدت والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بوقت استفسار حال بیان فرمایا تو جواب ملا کہ تمنے اس عرصہ میں خود کچھ کیا خلاف واقعہ ہے۔ اسپر آپکو خیال ہوا کہ اب بھی کچھ نہ کیا پھر رخصت ہوکر بارہ ۱۲ برس مشغول مجاہدہ رہے اور ایک کنوئیں میں آپ ویران ہوکر صلوۃ معکوس ادا کی۔ بارہ سال کے بعد ہاتف غیب سے آواز آئی کہ فرید جو کچھ چاہیگا وہ ہوگا۔ آپ والدہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپنے تحسین و تسکین فرمائی اور تکمیل کمال العرفاں کی بشارت دی۔ آپ اجل خلفائے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اور سرتاج مشائخ چشت ہیں آپکے بکثرت خلفا ہوئے عمر شریف ۹۵ سال ۵ محرم یوم شنبہ مزار اقدس پاک پٹن شریف۔ (جواہر فریدی)

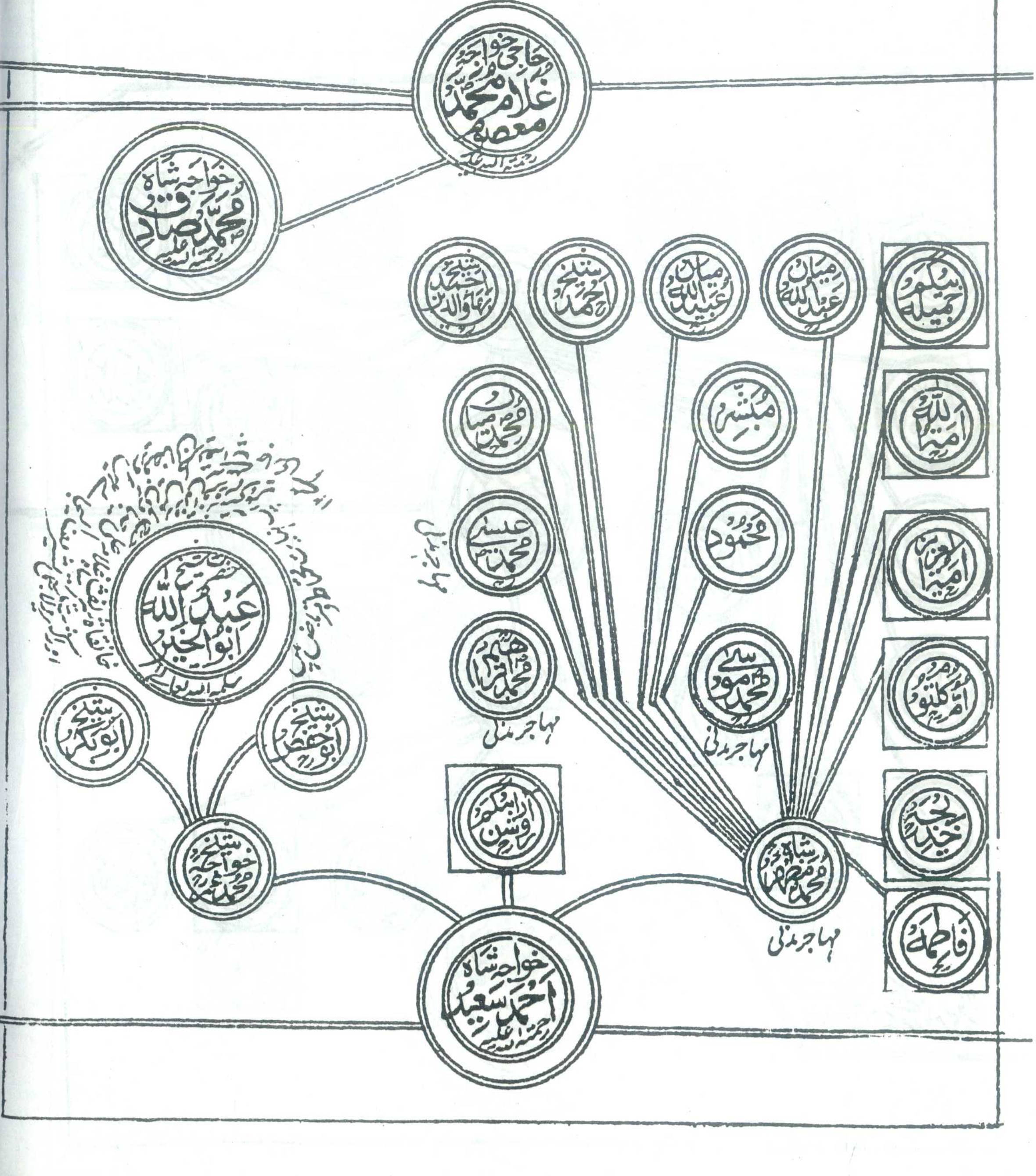


غوث المحققین قطب العارفین برہان الولایۃ المحمدیہ حجۃ الشریعۃ المصطفویہ الامام الہمام قدوۃ الاولیاء الکرام محبوب ربانی

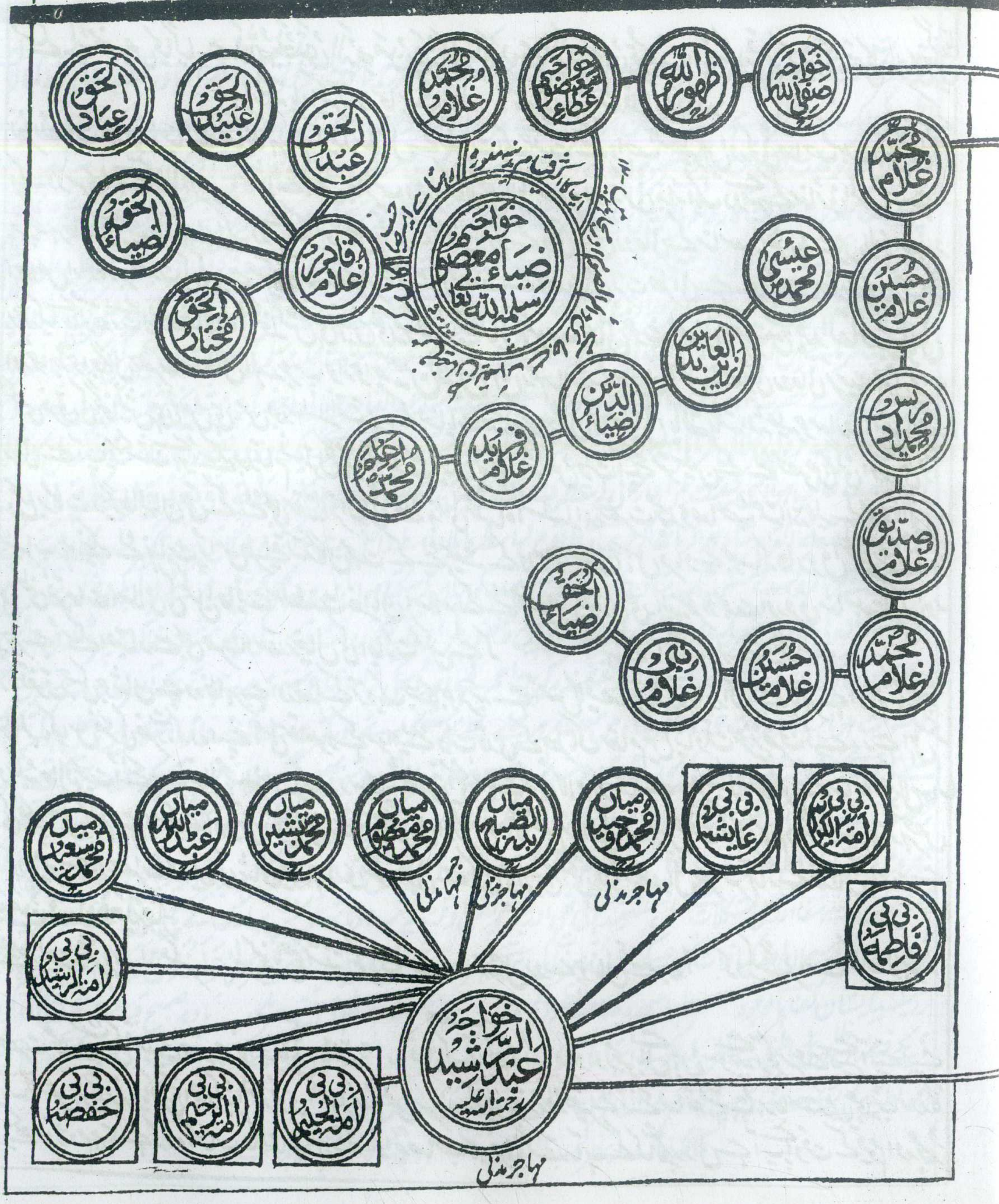
نور ایمانم حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد قادری چشتی سہروردی نقشبندی قدس اللہ سرہ العزیز آپکی ولادت باسعادت
... میں ہوئی حضرت قیوم ربانی کے جملہ اباو اجداد علماء مشاہیر مشائخ واکابر سے ہوئے ہیں آپکے وجود مبارک کی نسبت اکثر بزرگان دین نے بشارت دی
سفر سنی سے آثار ولایت جبین مبارک سے ہویدا تھے بچپن میں حضرت کمال کیتھلی نے اپنی زبان مبارک آپکے دہن شریف میں دی اسکی برکت سے



چند روز میں قرآن شریف آپکو حفظ ہو گیا۔ علماء وقت سے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی۔ اپنے والد بزرگوار سے معارف توحید کا حظ وافر حاصل کیا اور سلسلۂ چشتیہ و قادریہ کے مسند آرائے ارشاد ہوئے۔ سترہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری و باطنی سے فارغ ہو کر ذکر و اشغال میں مصروف ہوئے۔ رسائل حضرات نقشبندیہ کے ملاحظہ سے ایک دوسرا جذب پیدا ہوا یہاں تک کہ آپ ولایت پناہ ہدایت دستگاہ ختام خواجگان حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ



کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور دو ماہ چند روز کے عرصہ میں سلوک نقشبندیہ طے فرما کر جملہ سلاسل کی دولت سے مشرف ہوئے۔ یہاں اس امر کا اظہار بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر طبقے کے بعض خاص اشخاص میں ایسے تعصبی خیالات پیدا ہو گئے ہیں جن کا متقدمین اور سلف صالحین کے زمانے میں وجود بھی نہ تھا اور اس کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ اپنے اپنے مشائخ کی تعریف اور توصیف میں رطب اللسان ہو کر دوسرے بزرگان دین کی تنقیص میں اس قدر بڑھ جاتے



ہیں کہ ادب و لحاظ جو تصوف کی سب سے پہلے الف با ہے وہ ہی ہاتھ سے کھو دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسا جہالت کا اثر ہے جسکی وجہ سے خود اپنے ہی مشائخ کے فیضان سے محروم رہ جاتے ہیں اور اپنے گمان ناقص میں خیال کرتے ہیں کہ ہمارا یہ عمل دلیل محبت ہے حالانکہ محبت کی ہوا انسے کوسوں دور ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ لفظ فقر و تصوف زبان سے تو بہت جلدی ادا ہو جاتا ہے مگر اسکی دشوار گذار راہوں میں قدم رکھنا اور مصائب کی برداشت اُسی کا کام ہے جو

اُسکے لئے مخصوص کیا گیا ہے اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ اور اُسکو اس قسم کے خیالات ناقص کا خطرہ بھی نہیں گزرتا

ہزار نکتہ باریکتر ز مو اینجاست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

نظر انصاف اور دیدۂ بینا سے صاف ظاہر ہے کہ جملہ سلاسل کے حضرات ایک حیثیت سے واجب التعظیم ہیں اور کوئی صاحب نسبت سلاسل اربعہ کے ایک دوسری نسبت سے خالی نہیں۔ باستثنائے بعض مجاذیب وغیرہ کما لایخفی لاہل البصیرۃ اور نہ کوئی بذاتہ ایک دوسرے کے مغائر فی المنشاء ہے۔ چنانچہ ہر خاندان کے پیشواؤں سے برابر ایک دوسرے کے متوسلین ہر قسم کے اذواق اور اپنے ذاتی مذاق روحانی کے مناسب فیض پاتے ہیں البتہ ادب و اخلاص ارادہ و ریاضت کی کمی ہے جسکی وجہ سے بجائے کثرت میں وحدت کے وحدت بھی کثرت نظر آتی ہے۔ اور کمالات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر غور کیا جائے تو قدرتاً ایسے خیالات کی گنجائش ہی نہیں رہتی کیونکہ جب فیضان محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجۂ خواجگاں حضرت سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن رحمہما اللہ کے عرفان باطن سے آپکی روحانی تربیت ہوئی تو اب کسی فرق کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ من بعد سلسلہ نقشبندیہ کے بعنایات تمام خواجگان خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جو معارف و مقامات فضل ربانی سے آپ پر منکشف ہوئے اسکے بعد تمام نسبتوں کا مجموعہ نسبت مجددیہ ایک خاص وراثت آپکے متوسلین کے لئے مخصوص ہوگئی اور آپکی ذات مجمع برکات دیگر طالبان حق کے لئے بھی مقتدا قرار پائی علٰی ہذا الٰی منتہاء السلسلہ اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحر عرفان سے سیراب ہونیکے لئے نہایت پرامن طریقے تشنگان محبت کے لئے ہمیشہ کے واسطے اسطرح سہل فرما دیئے جیسا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ظاہری و باطنی فتوحات اسلامی کی بکمال عافیت سلطنت فدایان اسلام کے لئے مخصوص چھوڑی تھی۔ البتہ فرط محبت اور فرق مناسبت ایک امر جبیری ہے اُسکے اعتبار سے بھی صرف اسقدر خیال کی اجازت ممکن ہے کہ

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

رہا تفوق جسکی جو شان ہے وہ ظاہر ہے اور خدا کے نزدیک جسکا جو مرتبہ ہے اُس کا فیصلہ ہمارے فہم و ادراک سے باہر ہے اور نہ ایک سچے طالب کو اس فکر کی ضرورت کہ وہ اپنے اصلی مقصود کے سوا ایسے ذلت قدمی کے خطرناک مقام میں اپنا وقت عزیز صرف کرے۔ رہے اہل سکر و غلبۂ حال و محبت اُنکے سب افعال محمود اور ایک دوسری شئے ہیں اُنکی نسبت کوئی کلام ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ اخلاص کے ساتھ اصلاح حال کی فکر اصل کام ہے اسکے علاوہ قیل و قال لایعنی سے سوا محرومی اور تضیع اوقات کسی مفاد کی امید نہیں وقت کوتاہ کام دشوار سفر دراز ہر شخص کو درپیش ہے اور حضرات اکابرین کی شان میں ہماری سوء ادبی سے کوئی کمی نہیں ہو سکتی بلکہ اُسکا وبال سراسر ہمارے لئے خذلان کا باعث ہے وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْھَا۔

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر
ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر
ز وصل روئے جواناں تمتعے بردار
کہ در کمینگہ عمر است مکر عالم پیر

منبر

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ آپ مراد اور محبوباں سے ہیں اسوجہ سے آپکو سرعت سیر ہے آپنے اپنے ایک مخلص کو تحریر فرمایا کہ شیخ احمد کثیر العلم قوی العمل ایک شخص سرہند کے ہیں چند روز فقیر نے اُنکے ساتھ نشست و برخاست میں عجائب روزگار دیکھے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ آفتاب عالمتاب ہونگے۔ خواجہ صاحب کا یہ فرمانا کسقدر آپ کے کمالات پر دال ہے آپ اپنے وقت کے قیوم اور مجدد

الف تھے۔ آپکا زمانہ ولادت وہ تھا کہ امم سابقہ میں ایسے پُر ظلمت اوقات میں مشیت ایزدی مقتضی بعثت انبیاءِ اُولوالعزم علیہم السلام ہوئی ہے لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین ہیں اور آپکی امت کے علماءِ راسخین کا اصلاح عالم کے لئے مقرر ہونا مثل انبیاء بنی اسرائیل کے قرار پایا ہے۔ اسی وجہ سے باری تعالیٰ نے مقامات عالیہ سے آپکو ممتاز فرمایا اور ذات مبارک مجدد الف منتظم شریعت مجدد طریقہ قرار پائی سلسلہ نقشبندیہ

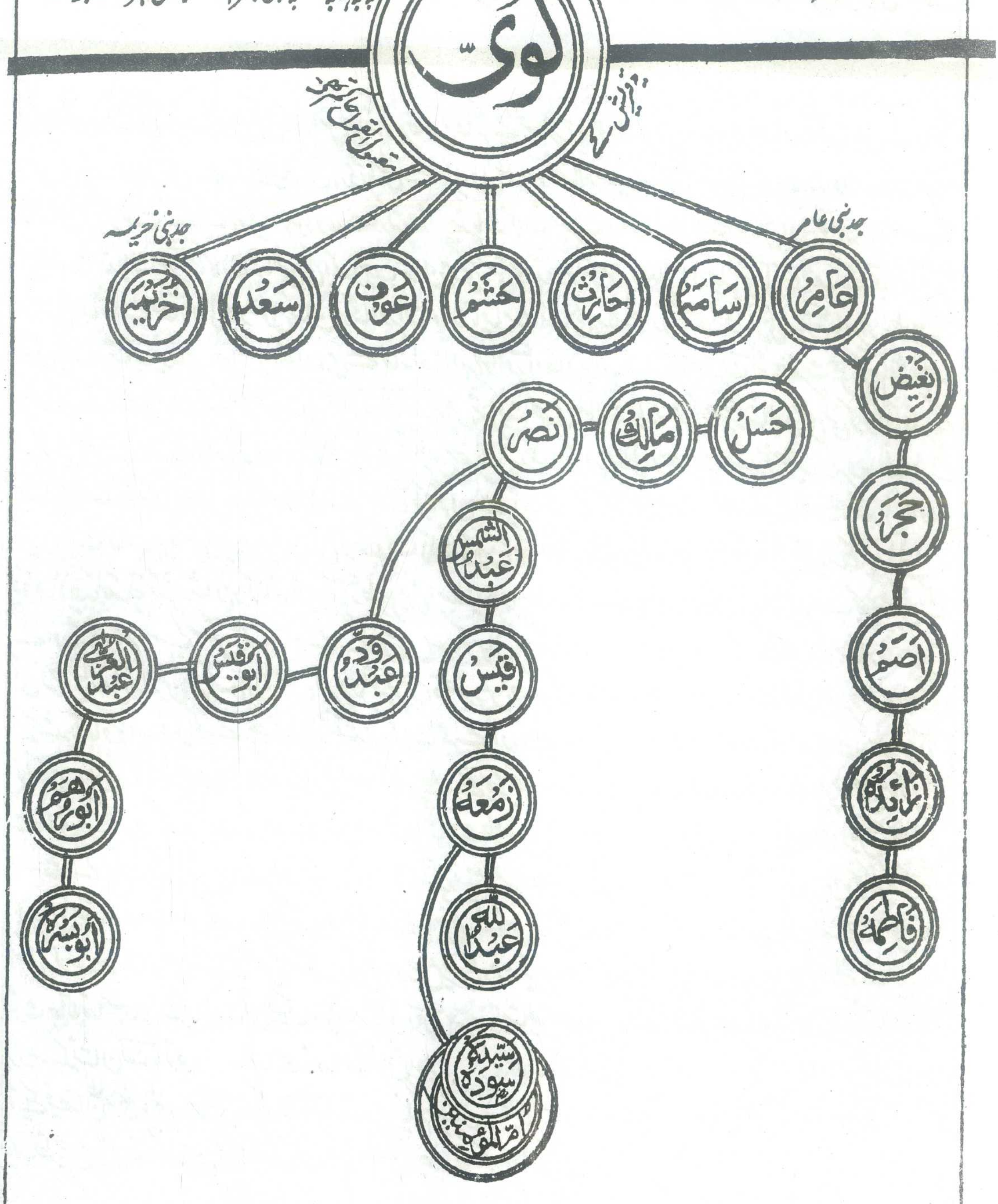
میں جو نسبتیں اور مقاماتکی ترتیب ظہور میں آئی اور اس طریقہ کو ہر خاص و عام کے لئے جسطرح بلا خوف محرومی آسان فرما دیا وہ قطب ربانی کے کمالات باطن کی ایک نمایاں مثال ہے۔ آپکے فیضان ظاہری و باطنی سے ہزاروں علماء و فضلاء فیضیاب ہوئے استغراق بحر وحدت و استہلاک احدیت طالبان حق کو مفت نقد وقت ہوگیا شہود وحدت در کثرت اور جذبات محبت و معرفت سالکان طریقت کو آپکی ادنیٰ توجہ سے نصیب ہوا آپکی نسبت و جذبات معرفت سے کارخانۂ باطن کی ایک عجیب شان ہوگئی سختی مجاہدات و تواتر صوم وصال اور چلہ کشی کی تکالیف کے بجائے اتباع سنت اور معمولی عبادات سے مقامات عالی کا وصول آسان ہوگیا اور انشاء اللہ تا قیامت آسان رہیگا۔ خوارق کشف و کرامات آپکی بیان سے باہر ہیں طواف کعبہ کا شوق ایک مرتبہ آپ پر غالب ہوا فضل خداوندی سے خانہ کعبہ ظاہر ہوا اور اسنے مقام پر آپ زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا آپ فرماتے ہیں کہ ہم تمکو علم سموات کی تعلیم کرنے آئے ہیں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ دیکھی گئی کہ وہ مثل اقتی فلک کے سرہند میں مقیم ہے۔ حضرت امام اعظم و امام شافعی و غوث الثقلین حضرت سید عبدالقادر جیلانی و حضرات مشایخ چشتیہ و کبرویہ نے معہ دیگر مشایخ و اساتذہ نزول اجلال فرمایا اور القائے نسبتہائے گوناگوں سے آپ شادکام ہوئے۔ ایک روز دید قصور اور ندامت و انفعال کا حال آپ پر بہت غالب ہوا اُسی کیفیت میں آواز آئی کہ غفرت لک ولمن توسل بک بواسطۃ او بغیر واسطۃ الی یوم القیامۃ اکثر ارشاد ہوا کرتا تھا کہ جو ہمارے طریقہ میں بواسطہ یا بلا واسطہ داخل ہے یا آیندہ ہوگا قیامت تک سب مجھ پر پیش کئے گئے اور اُنکے نام و نسب و مسکن تک بتا دیے گئے ہیں میں سب کو بیان کرسکتا ہوں اور وہ مجھے بخش دیے گئے ہیں آپکو بشارت ہوئی تھی کہ جس جنازہ کی نماز میں شریک ہوں یا جس قبر پر فاتحہ پڑہیں وہ مغفور ہیں اور آپکے روضۂ اقدس کی ایک مشت خاک جسپر ڈالدی جائیگی وہ بخشدیا جاویگا آپ فرمایا کرتے تھے کہ طریقہ نقشبندیہ کبریت احمر ہے اور اُسکی بناءِ اتباع سنت پر ہے۔ آپکے تصرفات سے دین اسلام کو تقویت ہوئی۔ آثار شریعت جو زمانہ اکبر شاہ میں معدوم ہو چلے تھے پھر مستحکم ہوئے اور کثرت سے کفار دائرہ اسلام میں داخل ہو کر آپکی توجہ سے ناجی ہوئے۔ ظلمت کفر و بدعت کی بجائے اتباع سنت و اشاعت طریقت کی روشنی پھیل گئی۔ مولانا حمید جو آپکے خلفاء میں سے تھے انکو رخصت کے وقت ایک کفش مبارک عطا فرمائی تھی مولانا مذکور اُسے سر پر رکھکر اُٹھے بیرون وطن کو روانہ ہوئے اور وہاں پہونچکر ایک مخصوص حجرہ میں باحتیاط تمام اُسکو رکھدیا۔ اہل جت و امراض جو اُنکے پاس آتے اُس کفش کا ایک حصہ دھو کر آپ پانی دیدیا کرتے تھے بفضل ایزدی اُسکی برکت سے شفا اور حل مشکلات سے متعلق مستفید ہوتی تھی اور جس مریض کا وقت قریب ہوتا تھا تو کفش مبارک کے پانی میں ڈالنے سے پیالہ ٹوٹ جاتا تھا سبحان اللہ کیا ذات تھی جسکے ادنیٰ تصرفات کی اس سے بہتر و برتر مثالیں موجود ہیں۔ اللّٰھم امطر علینا من برکاتہ وانوارہ بجاہ حبیبک

بر زمینیکہ نشان کف پائے تو بود ... سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود
چشم آندم کہ ز شوق تو نہد سر بلحد ... تا دم صبح قیامت نگراں خواہد بود

آپکے فیضان ظاہری و باطنی سے خلق خدا کو بے انتہا فائدہ پہونچا گم شدگان تیہ ضلالت راہ راست پر آئے حرماں نصیب دولت سرمدی سے مالا مال ہوئے ایک نظر جسپر پڑی خدا تک پہونچ گیا سبحان من خلق صلۃ بین البحرین ط

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ... آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

۱۰۳۴ھ میں ظاہری وجود کا رسمی حجاب جو برائے نام حائل تھا وہ بھی اُٹھ گیا اور مطلوب حقیقی سے آپکا وصال ہوا۔ اولاد امجاد خلفاء عظام سے سلسلہ جاری ہوا بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادق رحمہ اللہ جو ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے تھے حضرت قیوم ربانی جسوقت حصول فیض کے لیئے حضرت خواجہ باقی باللہ رح کے آستانہ عالیہ پر پہونچے۔ آپ بھی بعمر ہشت سالگی ہمراہ تھے بیعت سے



مشرف ہوئے باوجود صغر سنی احوال واردات عجیبہ آپ پر وارد ہونے شروع ہو گئے ذوق استغراق اس درجہ آپ پر غالب رہتا تھا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد صادق کو بازار کا کھانا کھلاؤ تاکہ غلبہ حال میں کچھ کمی ہو حضرت قیوم ربانی فرمایا کرتے تھے کہ محمد صادق میرے معارف کا مجموعہ ہیں۔ سرہند کی ولایت انکی ہے۔ میں مثل مسافروں کے انکے ہاں مقیم ہوں۔ آپکی عمر

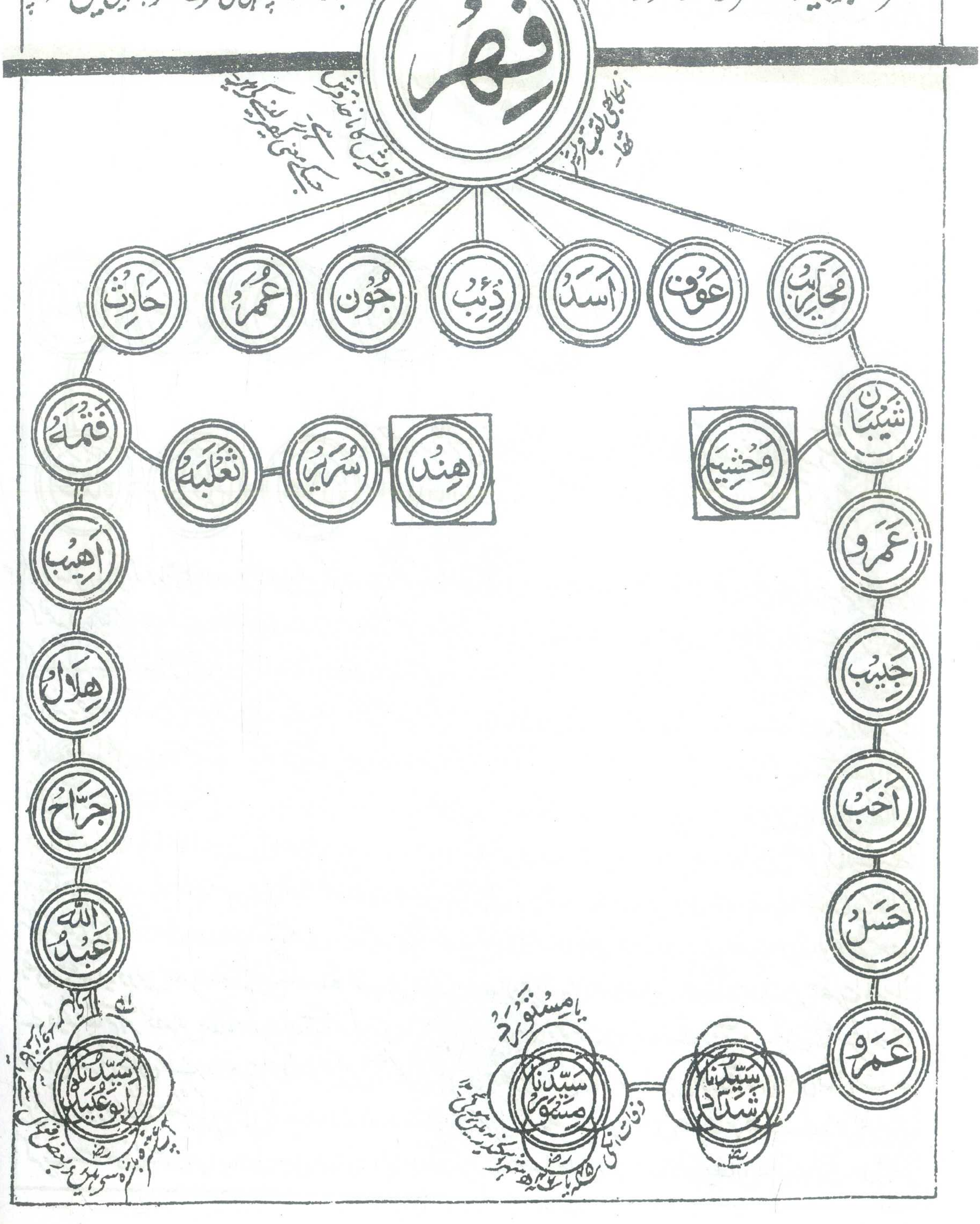


یہ شخص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا دشمن تھا اسکا خون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم فتح مکہ مکرمہ مباح کر دیا تھا اور بعد فتح مکہ جبکہ یہ پردہ ہائے خانہ کعبہ کو پکڑے ہوئے تھا اسوقت قتل کیا گیا۔ (ابن خلدون)

۲۵ سال کی تھی کہ وبا پھیلی اور مرض طاعون میں کثرت سے خلق خدا تلف ہونے لگی اُسوقت آپنے بہ نظر شفقت خلق دفع بلا پر توجہ فرمائی معلوم ہوا کہ لقمہ لذیذ چاہتی ہے آپنے رضا بالقضا اپنے وجود مبارک کو خلق خدا پر نثار کر دیا ۹۔ ربیع الاول کو آپکا انتقال ہوا اور مرض وبائی سے امن ہو گیا۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کوئی کہتا ہے کہ آدمیوں کو چاہیئے وبا کے وقت آپکا نام کاغذ پر لکھکر پانی سے دھو کر پیا کریں شر وبا سے محفوظ رہینگے چنانچہ یہ خبر تمام ملک میں مشتہر ہو گئی اور آپکے نام مبارک کا تعویذ ہو گیا اور ایسے موقعوں پر مخلوق کو شفا ہوئی اور تجربے سے ثابت ہوا کہ حضرت کے خاک مزار کی بھی یہی خاصیت ہے۔ شیخ محمد یحیٰی چھوٹے صاحبزادے بھی فضل و کمالات ظاہری و باطنی میں۔ این خانہ تمام آفتاب است کے مصداق تھے آپکی ولادت سے پہلے حضرت شیخ قدس سرہ کو آیہ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اِسْمُهٗ يَحْيٰى بذریعۂ الہام پہونچی اُسکے اتباع میں آپکا نام یحیٰی رکھا گیا عبادات و تعمیر اوقات ارشاد طالبان میں آپکی مصروفیت ممتاز زمانہ تھی۔ بادشاہ محمد اورنگزیب آپکی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کیا کرتے تھے اور بہت دیہات آپکی نذر کیئے چنانچہ مشہور ہو گیا تھا کہ اَلْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْمِلْكُ لِيَحْيٰى یعنی ملک خدا کا اور ملک یحیٰی کی ہے۔ جذب و استہلاک آپ پر غالب تھا سنہ ۱۰۲۴ھ میں آپکی ولادت ہوئی اور وفات سنہ ۱۰۹۶ھ میں۔ تیسرے صاحبزادے حضرت خازن الرحمہ خواجہ محمد سعید رح اور چوتھے حضرت عروۃ الوثقیٰ محمد معصوم رضی اللہ عنہما یہ دونوں حضرات لفظ شیخین کے ساتھ ملقب ہیں اور مخزن فیضان طریقہ یہ ہی حضرات ہیں۔ اور کمالات معرفت میں حضرت امام ربانی کے قائم مقام ہوئے مخصوص مقامات حضرت مجدد رح سے سرفرازی حاصل ہوئی ایک مقام غوثیت میں ممتاز تھے دوسرے مرتبہ قیومیت سے سرفراز تھے۔ خازن الرحمہ کی شان خلت اور حضرت عروۃ الوثقیٰ میں ذاتی محبوبی تھی۔ خواجہ محمد سعید رح کی ولادت سنہ ۱۰۰۵ھ میں اور وفات ۲۷ جمادی الثانی سنہ ۱۰۷۰ھ میں ہوئی۔ اور خواجہ محمد معصوم رح کی پیدائش سنہ ۱۰۰۹ھ اور زمانہ وفات ۹۔ ربیع الاول سنہ ۱۰۷۹ھ ہے۔ یہ دونوں حضرات اس طریقے کے راس الطریقہ ہیں کثرت سے مخلوق انسے فیضیاب ہوئی۔ باقی اور اولاد امجاد و خلفائے کرام سے سلسلہ جاری ہوا اور تا ہنوز فیضان طریقہ جاری ہے۔ علاوہ خلفائے

کاملین کے حضرت امام ربانیؒ کی نسل سے شاہ ابوالخیر و شاہ ضیاء معصوم صاحب رونق افزائے طریقہ ہیں خداوند عالم ان دونوں حضرات کے ظل ارشاد کو قائم رکھے۔ آمین۔ (مکتوبات امام ربانی و مقامات سعیدیہ)

حضرت ابو عبیدہؓ عامر بن جراح اکثر فتوحات شام کے کارنامے آپ ہی کی طرف منسوب ہیں امین الامۃ آپکا



لقب ہے انکی ماموری اور حضرت خالدؓ بن ولید کی معزولی بھی ایک عجیب اسلامی بردباری کا نمونہ ہے۔ اسواسطے ہم حضرت خالدؓ اور ابو عبیدہؓ کے ابتدائی حالات کا تذکرہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا جب دور خلافت ہوا تو آپنے حضرت خالدؓ کو لشکر اسلام کی امارت سے معزول کرکے حضرت ابو عبیدہؓ کو امیر کیا۔ اس پر خالدؓ بن ولید کی قوم بنی مخزوم میں سے ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ

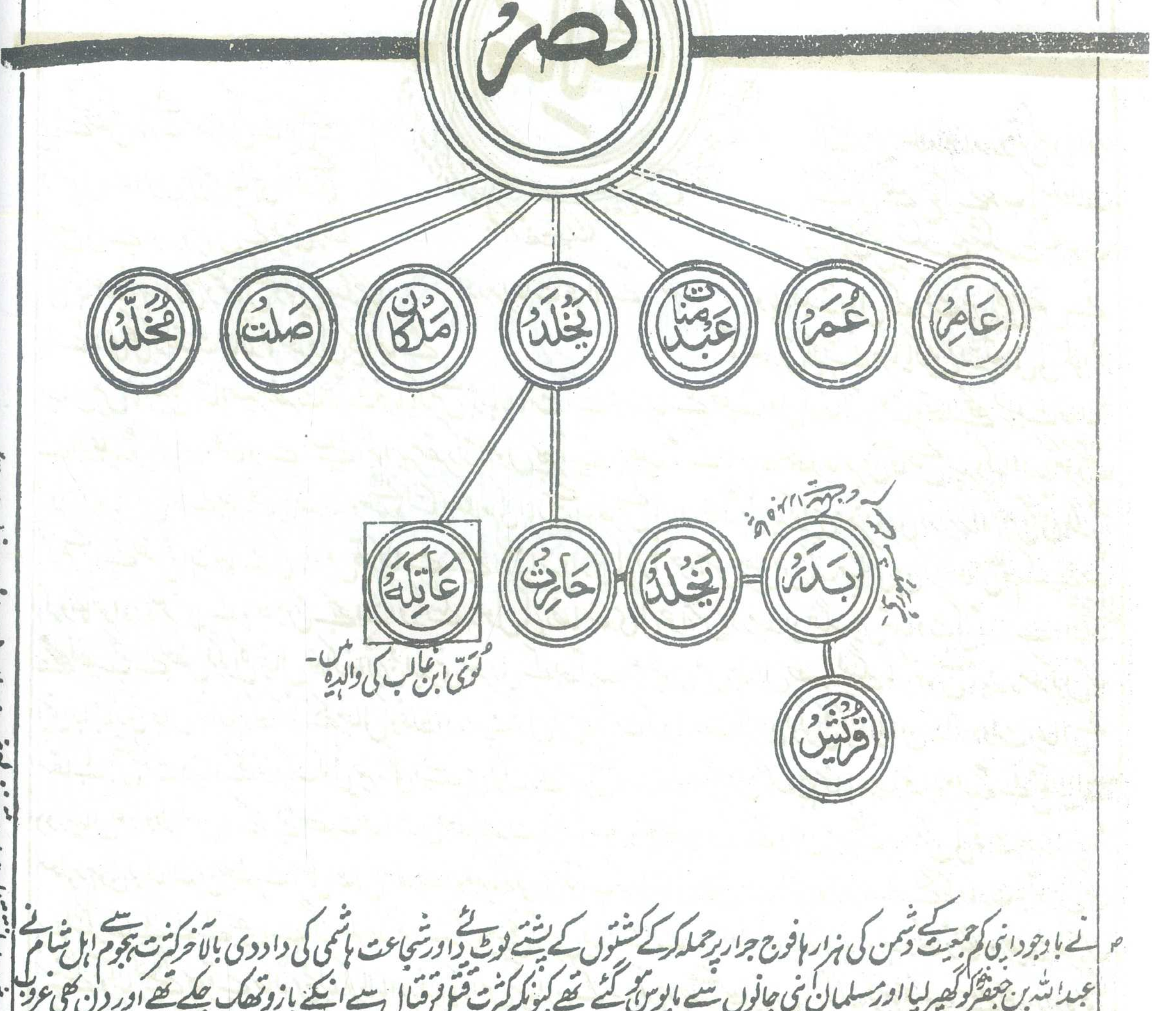
مالکؒ

ایسے شخص کو امارت سے معزول کرتے ہیں جسنے ملک شام میں اسلام کا نام روشن کر دیا اور دشمنوں کے دلوں میں ہیبت الہی ڈالدی ہے انکے کئی قلعے فتح کرکے عرب کی سلطنت وسیع کی ہے اور رومیوں کے بیشمار لشکر کو ہر ایک موقع پر شکست پر شکست دیکر عرب کی شجاعت و بہادری کا دشمنوں کے دلوں پر سکہ جما دیا۔ خلیفہ اول کے وقت میں بھی بعض نے رائے دی تھی کہ حضرت خالدؓ کو معزول کیا جائے مگر صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالی کی تلوار کو میان میں کرنا نہیں چاہتا اسپر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے بڑا بار امانت اپنے ذمہ لیا ہے خلیفہ اول کو خالدؓ پر اعتماد تھا مجھے بہ نسبت خالدؓ کے ابو عبیدہؓ پر زیادہ اعتماد ہے اسلیئے انکو امیر مقرر کرتا ہوں پھر آپنے ابو عبیدہؓ کے نام خط لکھکر عامر بن قاصؓ کے سپرد کیا اور انکو دمشق روانہ کر دیا اس خط کے پہونچنے پر حضرت ابو عبیدہؓ نے لشکر اسلام کی امارت اپنے ہاتھ میں لی اور خالدؓ بن ولید کو اپنی معزولی کی ذرا پرواہ نہیں ہوئی بلکہ یہ کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اللہ تعالے کی راہ میں قید کیا ہے۔ مجھے امارت یا سرداری کی کوئی خواہش نہیں میں ایک سپاہی بن کر اسلامی علم کے نیچے جہاد کرونگا خواہ وہ علم کسی کے ہاتھ میں ہو مجھے اللہ اور اسکے رسول کی رضامندی کی خواہش اور میدان جنگ میں شہادت کی تمنا ہے اللہ تعالے مجھے نصیب کرے۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ خالدؓ بن ولید اپنی معزولی کے بعد آیندہ لڑائیوں میں جنداں حصہ نہ لینگے مگر انہوں نے آیندہ معرکوں میں اپنی جانبازی و جاں نثاری دکھا کر انکے خیال کو غلط اور اپنے قول کو سچا ثابت کر دیا۔ اللہ اکبر ان لوگوں کا کیا ایمان تھا کہ دولت ایمان کے مقابلے میں شوکت دنیا انکے نزدیک کوئی چیز نہ تھی ایسے ہی لوگ تھے جنہوں نے اسلام کو اس عروج تک پہونچایا۔ چنانچہ ابو عبیدہؓ نے فتح ابی القدس (درمیان عرقہ وطرابلس) کے لیئے حضرت عبداللہ بن جعفر کو صرف پانچسو سوار دیکر بھیجا اور انکے وہاں پہونچنے پر دشمن کی قوت بہت زیادہ معلوم ہوئی تو عبداللہ بن جعفر نے اسکی اطلاع حضرت ابو عبیدہؓ کو دی تو آپ کو پریشانی ہوئی اور دلگیر ہوکر فرمانے لگے کہ امارت ہاتھ میں لیکر پہلا لشکر مقابلے کے لئے بھیجا ہے اگر اسکو خدانخواستہ گزند پہونچی تو میں قیامت کے روز اللہ تعالے کو کیا مونہہ دکھاؤنگا اور خلیفۃ المومنین سنینگے تو کیا کہینگے پھر آپنے خالدؓ بن ولید کو بلایا اور فرمایا کہ اس میدان کے مرد تم ہو جلد اپنے بھائیوں کی کمک کو پہونچو میرا پہلے بھی ارادہ تھا کہ تم اس مہم پر جاتے مگر میں بوجہ حیا کے نہ کہہ سکا کیونکہ مجھے یہ خیال آیا شاید تم جانا پسند نکرو اسلئے کہ تمکو خلیفۂ ثانی نے امارت سے معزول کر دیا اور تمہاری دلشکنی ہوئی ہے خالدؓ بن ولید نے کہا کہ خدا گواہ ہے مجھے خلیفۂ ثانیؓ کا حکم بسر و چشم منظور ہے میری ہرگز دلشکنی نہ ہوئی میں ہر وقت خدا کی راہ میں جان دینے کو تیار رہوں آپ تو ہم میں بڑے بزرگ و بلند مرتبہ آدمی ہیں اگر خلیفۂ ثانیؓ ایک طفل نوخیز کو امیر لشکر بنا کر بھیجدیں تو اسکی ماتحتی میں بھی میں ویسے ہی اسلام کی خدمت کروں جیسا کہ اسوقت تک کرتا رہا ہوں جس شخص کو ہر جنگ کے موقع پر یہی خواہش ہو کہ کسطرح اسکو شہادت نصیب ہو جائے وہ امارت اور سرداری کا کب خیال کر سکتا ہے حضرت ابو عبیدہؓ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ وہ اپنا لشکر جو عراق سے لاتے تھے اپنے ہمراہ لیکر ابی القدس جائیں حضرت خالدؓ اسیوقت اپنے خیمے میں گئے اور مسلح ہوکر اپنا سیاہ علم جسکا نام رأیۃ العقاب تھا ہاتھ میں لیا اور اپنے لشکر کو جو لشکر زحف کے نام سے موسوم تھا تیار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور ابی القدس کی طرف روانہ ہو گئے ادھر عبداللہ بن جعفر طیار

ابراہیم ہمیشہ غالب رہے اور غیبی و متقاضی جس کی ہمیشہ پشت پناہی کی اور مراعات بجا لاتے -۱۲

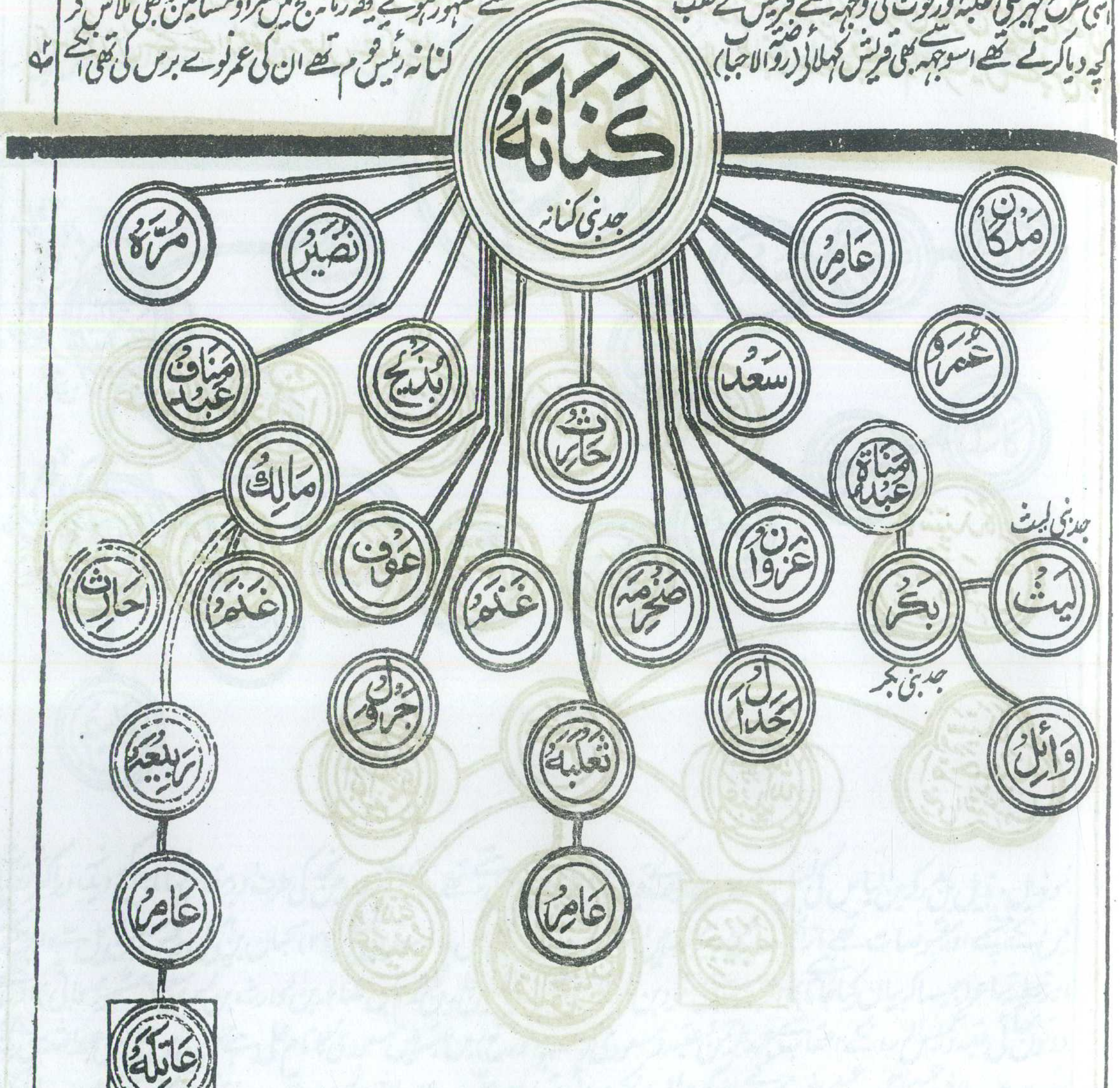
انکا نام قیس اور قریش بھی انہیں کا لقب تھا یہ ایک روز سوتے تھے کسی نے پکارا یا نضر تجھکو اختیار دیا گیا درمیان ملک ظاہری باطنی اور عزت سرمدی کے نضر نے کہا۔ کلا یا رب قد اخترت ما یبقی الابد

لفظ قریش کی وجہ تسمیہ میں کئی توجیہہ لکھتے ہیں۔ اول یہ کہ قریش ایک جانور بزرگ ہے دریا میں وہ مچھلی کھایا کرتا ہے اور اسکو کوئی نہیں کھاتا چنانچہ حضرت ابن عباس رض



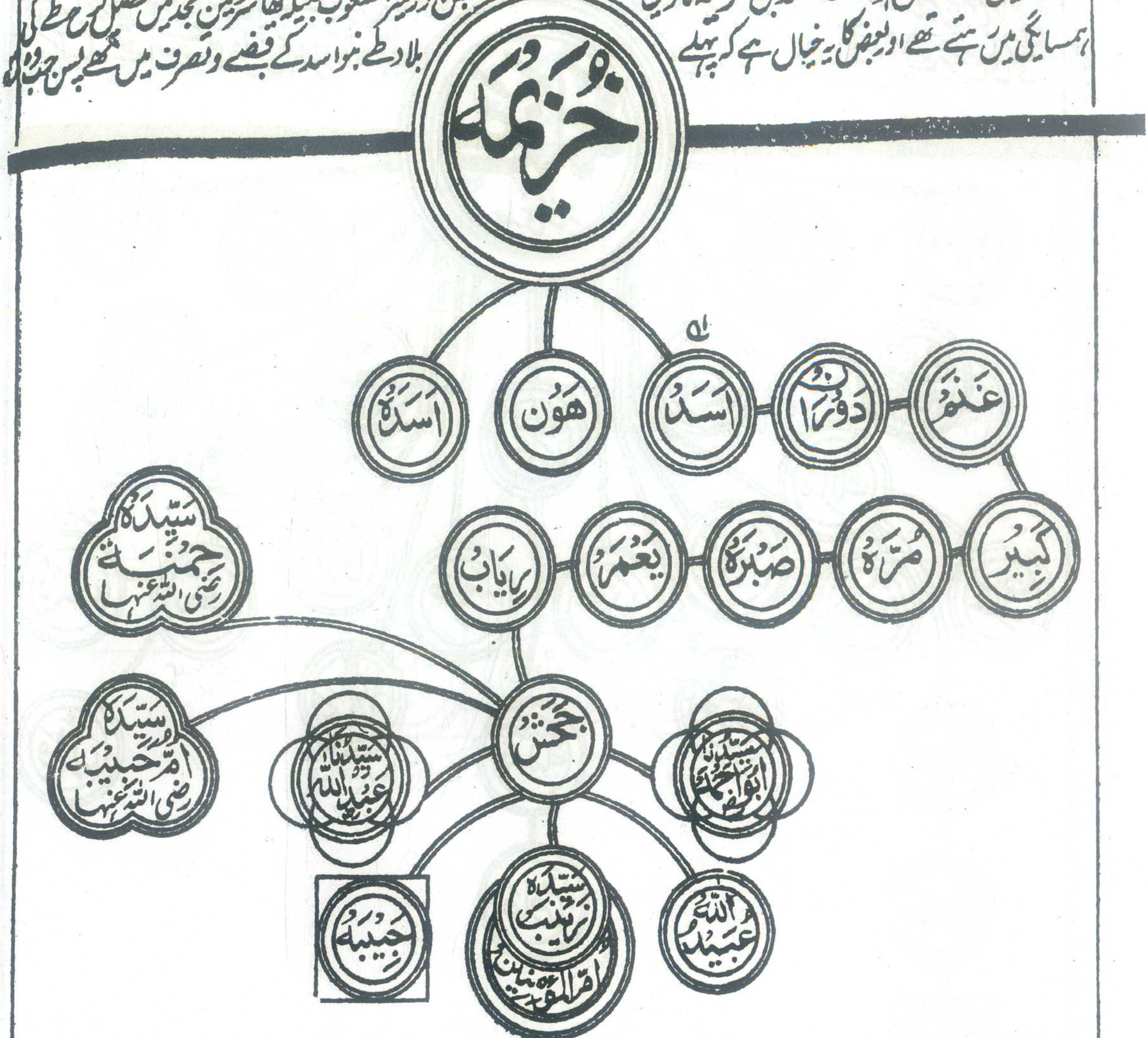
نے باوجود اپنی کم جمعیت کے دشمن کی ہزارہا فوج جرار پر حملہ کرکے کشتوں کے پشتے لوٹ دئے اور شجاعت ہاشمی کی داد دی بالآخر کثرت ہجوم سے اہل شام نے عبداللہ بن جعفر رض کو گھیر لیا اور مسلمان اپنی جانوں سے مایوس ہو گئے تھے کیونکہ کثرت قتل و قتال سے انکے بازو تھک چکے تھے اور دن بھی غروب کے قریب تھا کہ خالد رض بن ولید معہ اپنے لشکر کے عین وقت پر لڑائی کے موقعہ پر پہونچ گئے اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرکے میدان جنگ میں اتر آئے۔ عبداللہ بن جعفر پر اسوقت سخت حالت پہونچ چکی تھی اور قریب تھا کہ وہ معہ اپنے گھوڑے کے گر پڑیں لیکن ضرار رض بن ازور کے آنے سے آپکو خوشی ہوئی اور نعرہ بلند کیا کہ مسلمانو خالد رض بن ولید آپہونچے ہیں تھوڑی دیر اور استقامت کرو۔ مسلمانوں کی قلیل جماعت کو جو شامی دبائے جاتے تھے خالد رض بن ولید اور انکے ہمراہیوں کی آمد سے وہ پسپا ہوتے ہوے دیر کو پہونچ گئے۔ اور حاکم طرابلس جو اتفاقاً وہاں پر مقیم تھا میدان میں اتر آیا شیران اسلام نے دل توڑ کر مقابلہ کیا اور گھمسان لڑائی کے بعد اسلام کی فتح ہوئی۔ خالد رض بن ولید اور عبداللہ بن جعفر رض مظفر و منصور ہوکر مع مال غنیمت اور قیدیوں کے حضرت ابو عبیدہ رض کے پاس واپس آئے تو انکو بہت خوشی حاصل ہوئی اور اللہ کا شکر بجا لائے کیونکہ انکو اس بات کی بڑی فکر تھی کہ اگر خدانخواستہ مسلمان شہید ہوتے تو خلیفہ ثانی کو کیا جواب دینگے مگر انکی نیک نیتی اچھا پھل لائی اور انکی پریشانی دفعہ ہوئی کیونکہ انکی امارت کا ابتدائی واقعہ تھا۔ ۵۸ سال

سے مروی ہے کہ قریش کو قریش کہنے کی وجہ یہ ہے کہ قرش ایک دریائی مچھلی کا نام ہے جو اور مچھلیوں کو نگل جاتی ہے اور خود کسی کے قابو میں نہیں آتی
اسی طرح فہر بھی غلبہ اور قوت کی وجہ سے قریش کے لقب سے مشہور ہوئے یہ زمانہ حج میں فقراء و مساکین کو بھی تلاش کر کے
کچھ دیا کرتے تھے اسی وجہ سے بھی قریش کہلائے (روضۃ الاحباب) کنانہ رئیس قوم تھے ان کی عمر نوے برس کی تھی انکے



ہاں نضر اسی سال کی عمر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ملک یمن میں انتقال فرمایا یہیں انکی قبر ہے اور انکی اولاد۔ بنو اسد کے نسبی بھائی ہیں یہ اطراف مکہ میں
رہتے تھے یہ قبیلہ بھی کثیر البطون ہے مشہور و معروف تر ان میں قریش ہے اور وہ نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ بعد اسکے
بنو عبد مناۃ بن کنانہ اور بنو مالک بن کنانہ ہے۔ بنو عبد مناۃ سے بنو بکر وغیرہ بنو الحرث اور بنو عامر ہیں اور بنو بکر سے بنو لیث اسی سے بنو ملوح
بن یعمر (یعنی شداخ بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث اور اسی سے صعب بن جثامہ بن قیس بن شداخ مشہور صحابی اور شاعر عروۃ بن اذینہ بن
یحیی بن مالک بن الحرث بن عبداللہ بن شداخ ہے) اور بنو شجع بن عامر بن لیث بن بکر (اسی قبیلہ سے ابو واقد اللیثی صحابی یعنی حرث بن عوف بن اسید بن جابر
بن عبدیہ بن عبد مناۃ بن شجع ہیں) اور بنو سعد بن لیث بن بکر (جس سے ابو طفیل عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمرو بن جابر بن خمیس بن عدی بن سعد اور واثلہ بن الاسقع بن

^ عبد العزیٰ بن عبد یالیل بن ناشب بن عبد بن سعد مشہور صحابی ہیں۔ ابو الطفیل عامر وہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں سے آخر وہ گئے تھے سنہ ھ میں انکا انتقال ہوا۔ ^ بنو اسد بن خزیمہ کا وسیع بطن اور کثیر الشعوب قبیلہ تھا سرزمین نجد میں متصل کوہ طے کی ہمسایگی میں رہتے تھے اور بعض کا یہ خیال ہے کہ پہلے بلاد طے بنو اسد کے قبضے و تصرف میں تھے پس جب وہ



^ یمن سے نکلے تو انہوں نے انکو مغلوب کر کے بتاج و سلمی پر قبضہ کر لیا اور انکی مجاورت میں آباد ہو گئے بعد اسکے بنو اسد اقطار ممالک میں ایسے متفرق و منتشر ہو گئے کہ اب ان میں کا کوئی قبیلہ باقی نہ رہ گیا۔ ابن سعید کہتا ہے کہ انکے بلاد اب طے کے قبضے میں ہیں اس کثیر البطون قبیلہ سے بنو کاہل (قاتل حجر بن عمرو بادشاہ پدر امرء القیس) اور بنو غنم بن دودان بن اسد (اسی قبیلہ سے عبید اللہ بن جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم جو مسلمان ہو گیا تھا پھر نصرانی ہو گیا اور بحالت نصرانیت میں ہی مر گیا اور اسکی بہن زینب ام المومنین رضی اللہ عنہا اور عکاشہ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر مشہور صحابی ہیں) اور بنو ثعلبہ بن دودان بن اسد (جس سے کمیت شاعر ابن یزید بن الاخنس بن ربیعہ بن امرء القیس بن الحرث بن عمرو بن مالک بن سعد بن ثعلبہ اور ضرار بن الازور یعنی مالک بن اوس بن خزیمہ بن ربیعہ بن مالک بن ثعلبہ صحابی قاتل مالک بن نویرہ و حضرمی بن عامر بن مجمع بن موالہ بن ہمام بن صحیب بن القیس بن مالک وغیرہ ہیں) اور بنو عمرو بن قعین (قعین) بن الحارث بن ثعلبہ بن دودان ہیں (اسی قبیلہ سے طماح بن قیس بن طریف بن

۵ عمرو بن قمعہ جو قیصر پاس امرؤ القیس کے قافلہ کا ساعی تھا اور طلحہ بن خویلد بن نوفل بن نضلہ بن الاشتر بن حجوان بن فقعس بن طریف بن عمرو جو پہلے کاہن تھا اور نبوت کا دعویٰ کیا تھا پھر اسکے بعد ایمان لایا۔ (ابن خلدون و سبائک الذہب)

مدرکہ انکا نہایت عظیم الشان کثیر البطون قبیلہ ہے اسکے اعظم ترین قبائل سے ہذیل۔ قارہ۔ اسد۔ کنانہ۔ قریش ہیں۔

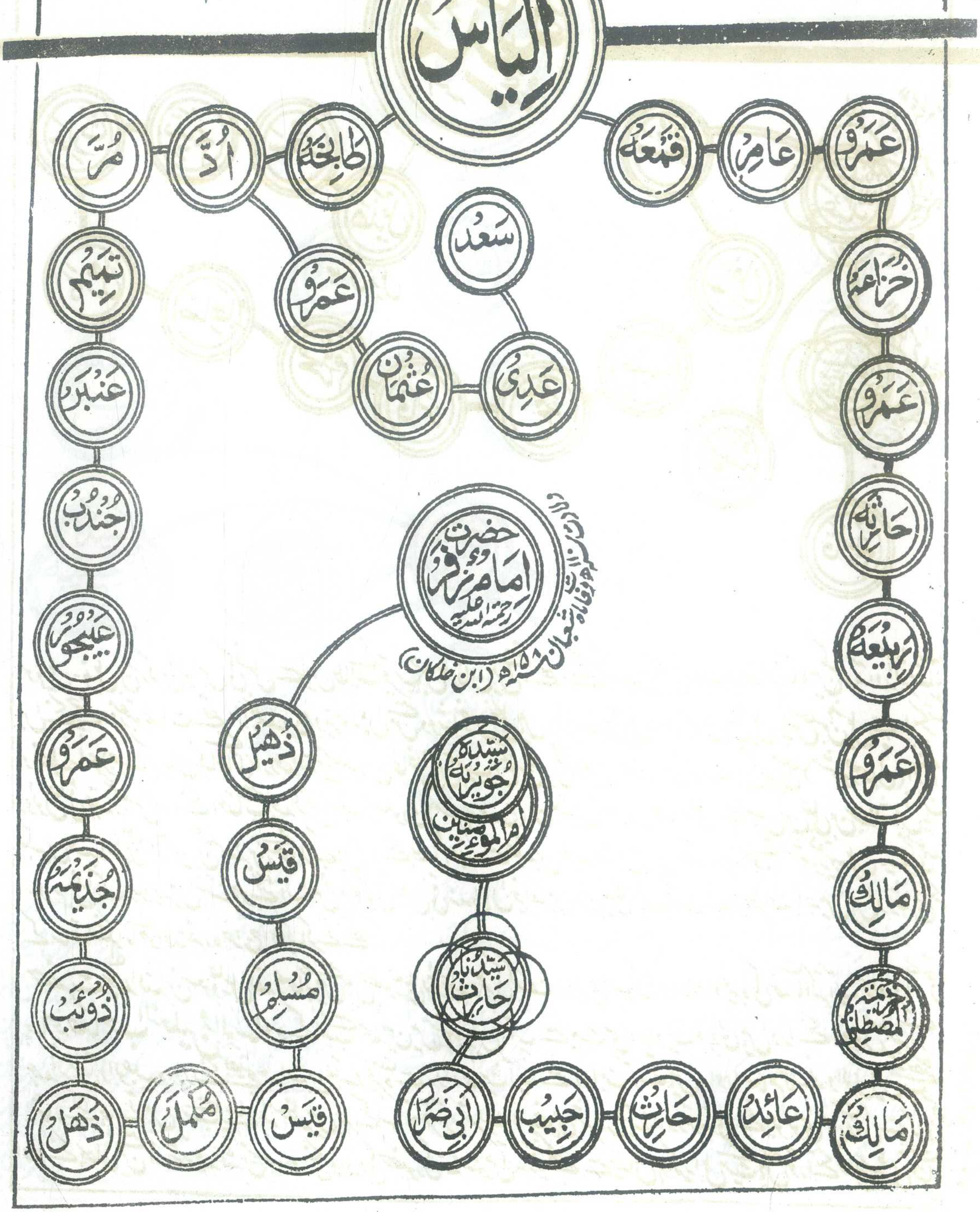


بنو ہذیل۔ ہذیل بن مدرکہ بن الیاس کی نسل سے ہیں طائف کے قریب جبل عرفان میں رہتے تھے اسکے نشیب یمن نجد کی طرف اور مقام تہامہ بین مکہ و مدینہ اور اکثر مقامات میں انکے چشمے اور مقبوضات تھے از انجملہ رجیع و بیر معونہ ہیں اس سے دو شاخیں نکلی ہیں (۱) سعد بن ہذیل (۲) سحیان بن ہذیل پس سعد بن ہذیل سے ابو کبیر شاعر اور خطیبہ شاعر (جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے) اور عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن الحارث بن تمیم بن سعد (مشہور صحابی) اور انکے دونوں بھائی عتبہ و عمیس اور انکے اعقاب سے عبدالرحمن و عتبہ و مسعودی (مشہور مورخ) بن عتبہ ہیں مسعودی کا نام علی ہے حسین بن علی بن عبداللہ بن زید بن عتبہ بن عبیداللہ بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود انکے لڑکے ہیں اور انکے بھائی عتبہ سے عتبہ بن عبیداللہ بن یزید بن عتبہ مدینہ منورہ کے مشہور فقیہہ ہیں۔ یہ لوگ عہد اسلام میں ممالک اسلامیہ میں منتشر ہوگئے اب اس قوم کا کوئی بطن باقی نہ رہا الا فریقہ میں ان میں کا ایک قبیلہ ہے جو اطراف باجہ میں ہیں اور شاہی لشکر کے ساتھ لشکر آرا ہو اور مقررہ خراج ادا کیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود جلیل القدر صحابہؓ میں سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کفش برداری مسواک و سادہ وغیرہ کی خدمات اکثر آپ انجام دیا کرتے تھے چنانچہ صاحب النعلین والوسادہ کے لقب سے محدثین میں مشہور ہیں۔ آپ سے بہت سی احادیث مروی ہیں اور انکے دونوں صاحبزادے عبدالرحمنؓ و ابو عبیدہ اور انکے بھتیجے عبداللہ بن عتبہ وغیرہ سے بہت رواۃ حدیث آپ سے روایت کرتے ہیں۔ اور اسلام لانے والوں میں آپ چھٹے شمار کیے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے مکہ معظمہ میں جہر کے ساتھ قرآن شریف آپ نے ہی شروع کیا۔ اور ترمذی نے ابو موسیٰ سے روایت کی ہے کہ ابو موسیٰ اور انکے بھائی یمن سے آئے تو عبداللہ بن مسعود اور انکی والدہ کی حضورؐ کی خدمت میں مدت تک آمد و رفت دیکھنے سے خیال ہوا کہ یہ اہل بیت سے ہیں حضورؐ انکے حال پر بڑی عنایت

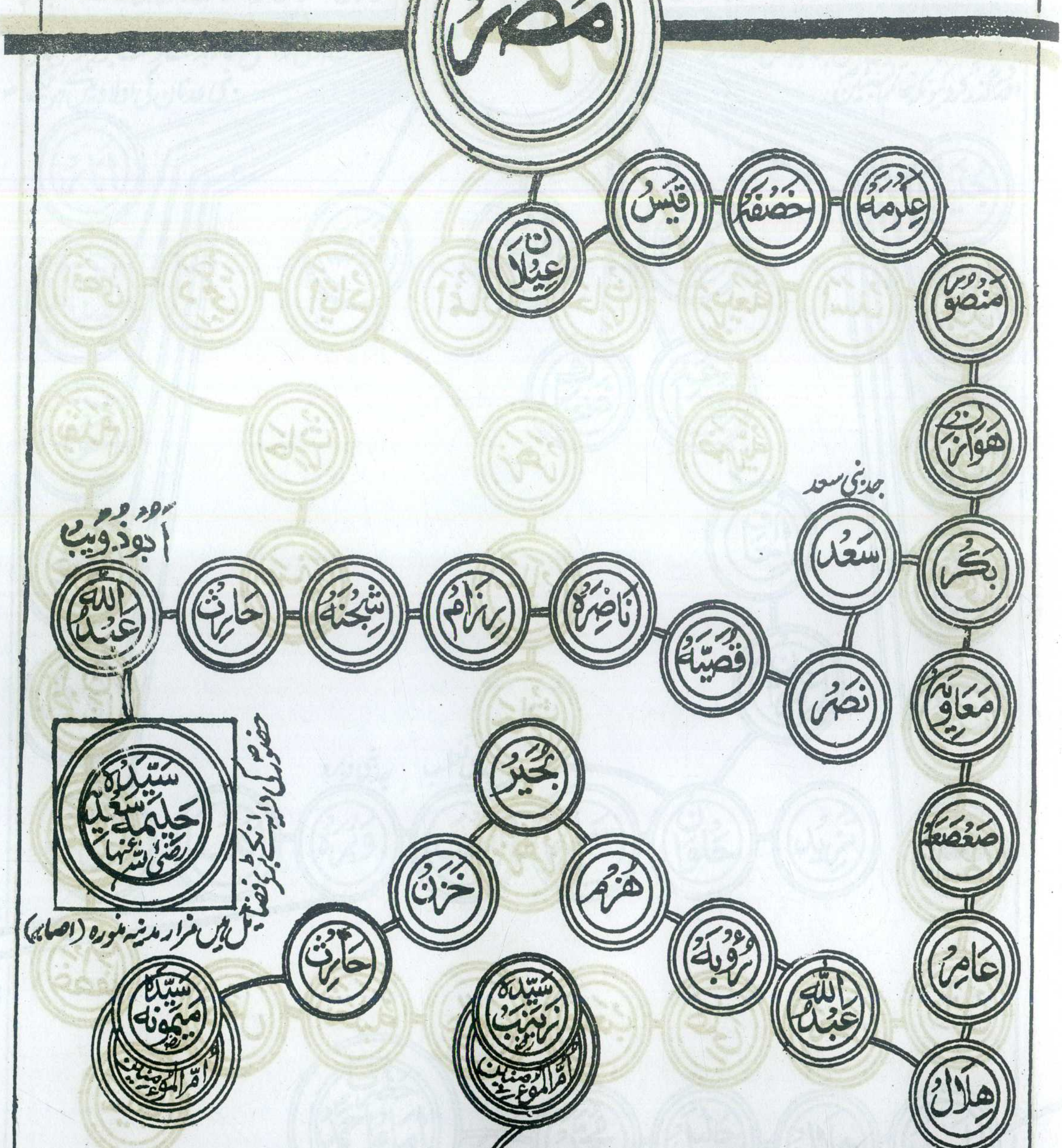
(۱۵) ...

الیاس میں الف لام تعریفی ہے اسکے لغوی معنیٰ ناامید ہونے کے ہیں انکے والدین اولاد سے ناامید اور مایوس ہو چکے تھے بڑھاپے میں یہ پیدا ہوئے اسلئے انکا نام الیاس رکھا گیا جب یہ بالغ ہوئے تو انہوں نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کو ملت ابراہیمی کی دعوت دی بزرگی عفت و پرہیزگاری دانشمندی کی وجہ سے لوگ ان کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ الیاس حضرت ابراہیمؑ کی سنت کے موافق مومن تھے سب سے

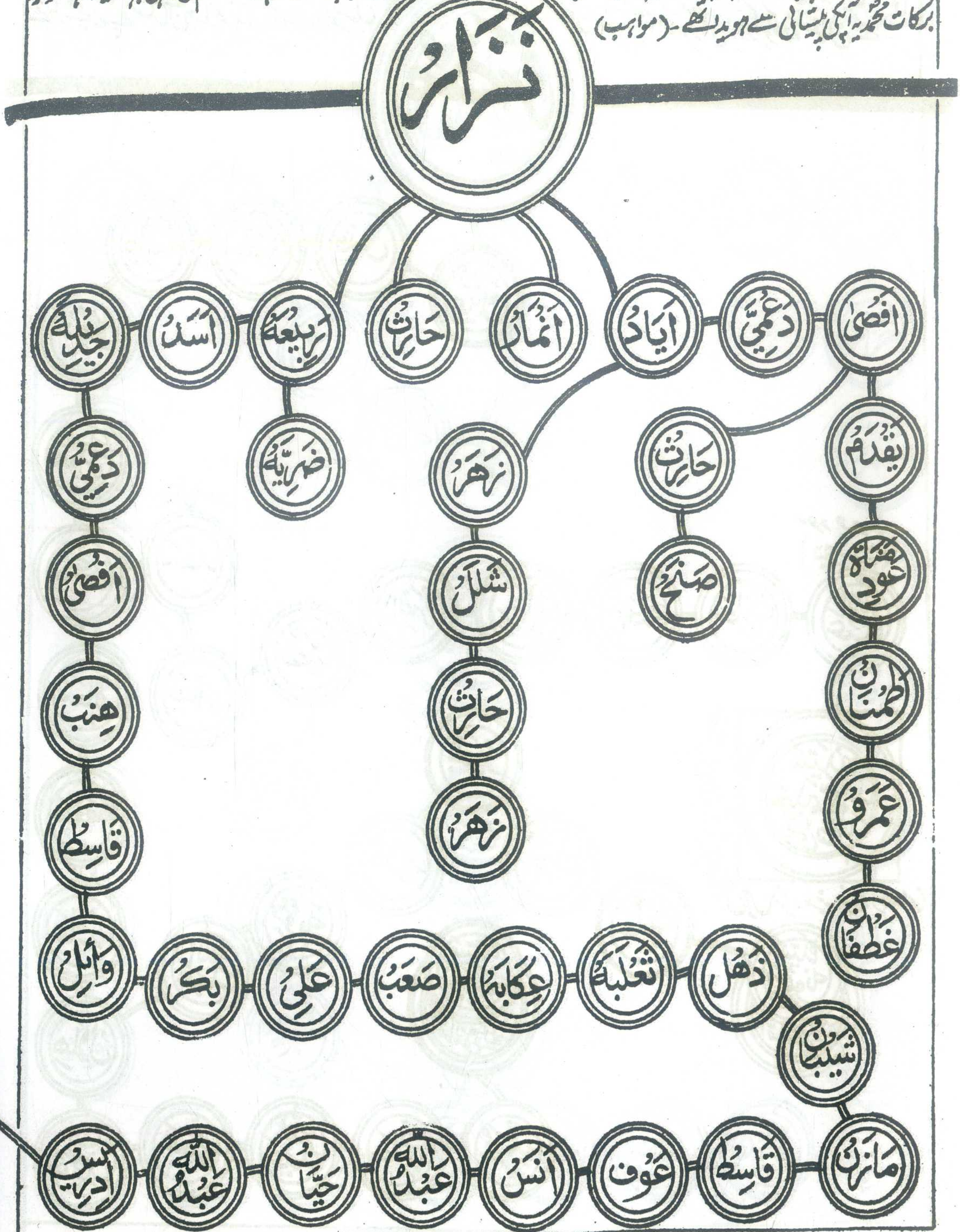


پہلے خانہ کعبہ میں اونٹ کی قربانی آپ نے کی ہے۔ سِل کی بیماری سے فوت ہوئے۔ (روضۃ الاحباب)

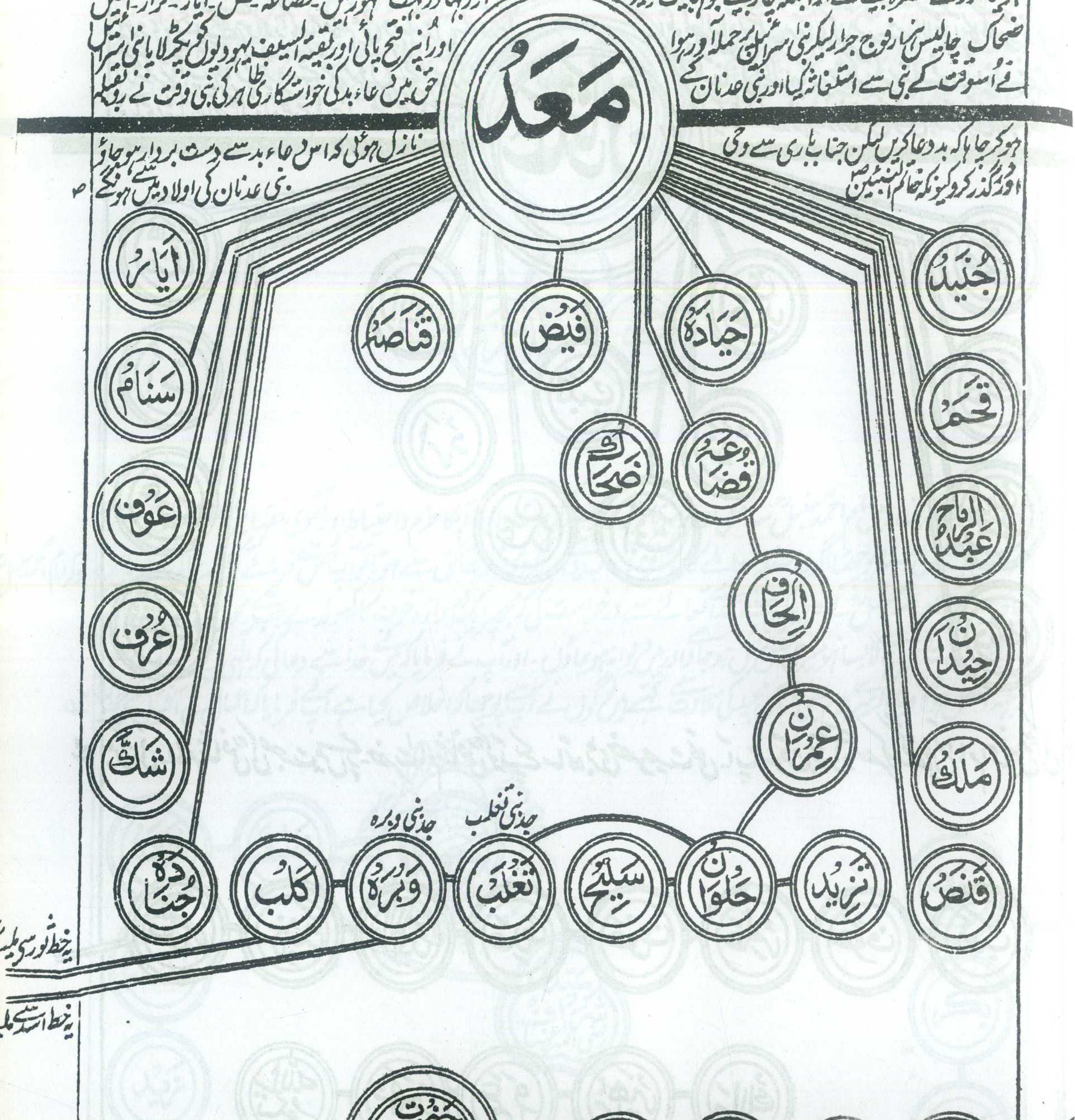
مضر انکی وجہ سے سنتِ ابراہیمی کو بہت رواج و ترقی ہوئی سنتِ ابراہیمی کے احیاء کے لئے ہمیشہ ساعی رہتے نہایت خوش شکل شخص تھے ابراہیم کے طریقے پر سچے مسلمان تھے چنانچہ ہمارے آقاء نامدار محمد رسول اللہ کا فرمان ہے کہ مضر کو گالی نہ دو کیونکہ وہ مسلمان تھے۔



نزار انکی کنیت ابو ربیعہ ہے جب یہ پیدا ہوئے تو انکے والد نے ہزار اونٹ ذبح کر کے غربا اور مساکین کو کھلا دئیے اس وجہ سے مخلوق انکو مسرف و فضول خرچ کہنے لگی اسکے جواب میں انکے والد نے کہا اِنَّ هٰذِهٖ كُلَّهَا نَزْرٌ یعنی یہ سب کچھ تھوڑا ہے انکے نام کی یہی وجہ تسمیہ ہے انوار و برکات محمدیہ آپکی پیشانی سے ہویدا تھے ۔ (مواہب)

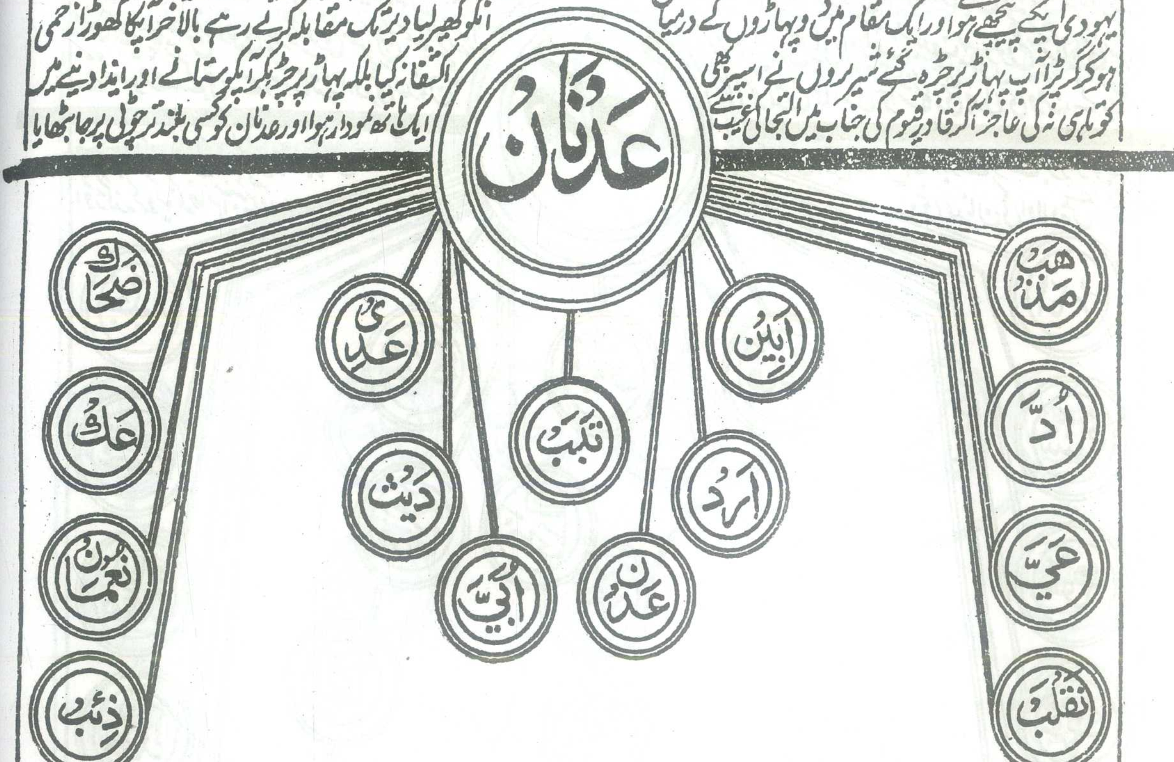


معد انکی کنیت ابوقضاعہ ہے لفظ معد بمعنی تر میوہ چونکہ یہ نہایت خوشرو اور ہر وقت ہشاش بشاش تر و تازہ معلوم ہوتے تھے اسلئے انکا نام معد ہوگیا اور انکے سترہ بیٹے تھے ازانجملہ چار بیٹے جو نہایت دلیر اور بہادر تھے بہت مشہور ہیں۔ قضاعہ[1] قیص[2] ایار[3] نزار[4] - انمیں سے ضحاک چالیس ہزار فوج جرار لیکر بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوا اور انپر فتح پائی اور بقیۃ السیف یہودیوں کو پکڑ لایا بنی اسرائیل نے اسوقت کے نبی سے استغاثہ کیا اور بنی عدنان کے حق میں دعاء بد کی خواستگاری ظاہر کی نبی وقت نے رو بقبلہ ہوکر چاہا کہ بد دعا کریں لیکن جناب باری سے وحی نازل ہوئی کہ اس دعاء بد سے دست بردار ہو جاؤ اور درگذر کرو کیونکہ خاتم النبیین صلعم بنی عدنان کی اولاد میں سے ہونگے

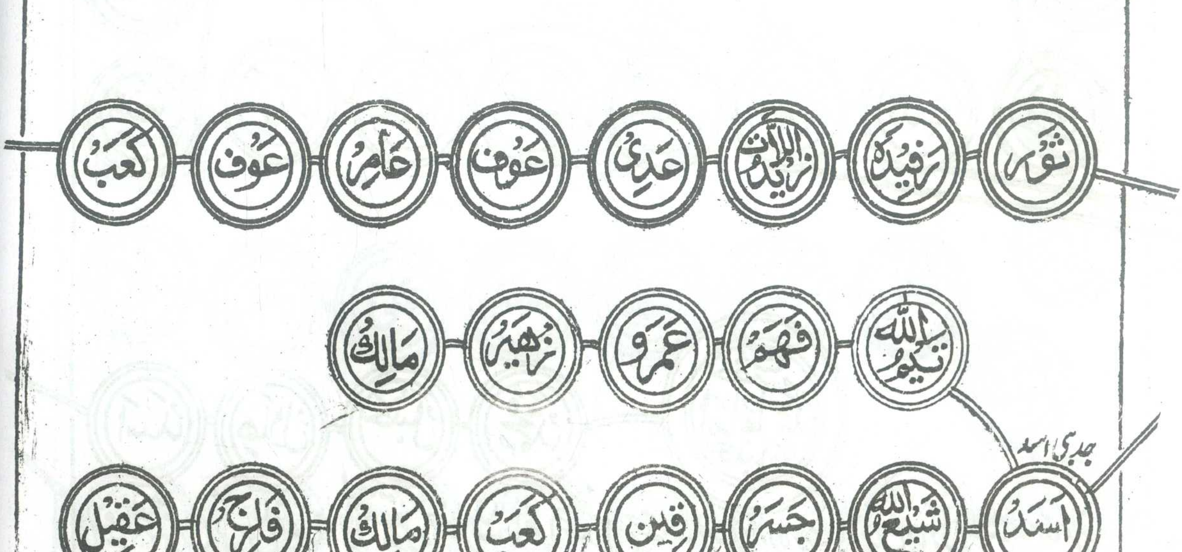


امام المحدثین رئیس الفقہاء والمحققین حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ آپکی ولادت ماہ ربیع الاول سنہ ۱۶۴ھ مقام بغداد یا مرو

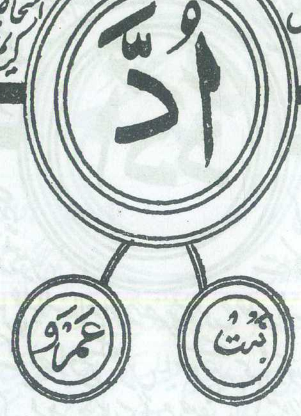
اُنکے حق میں بد دعا مقبول نہوگی۔ (روضۃ الاحباب) منقول ہے کہ عدنان سے یہودیوں کو عداوت تھی ایک دن یہ اکیلے جا رہے تھے کہیں
یہودی آپکے پیچھے ہوئے اور ایک مقام میں دو پہاڑوں کے درمیان انکو گھیر لیا دیر تک مقابلہ کرتے رہے بالآخر آپکا گھوڑا زخمی
ہو کر گر پڑا آپ پہاڑ پر چڑھ گئے شیروں نے اسیر بھی اتفاقاً کیا بلکہ پہاڑ پر چڑھ کر آپکو ستانے اور ایذا دینے میں
کوتاہی نہ کی عاجز آکر قادر قیوم کی جناب میں التجا کی غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا اور عدنان کو کسی بلند تر چوٹی پر جا بٹھایا



بن عدی۔ امام شافعیؒ کی صحبت میں رہے۔ حضرت امام شافعیؒ کو آپکے ساتھ بڑی خصوصیت تھی۔ آپ جسوقت بغداد سے مصر کو گئے ہیں تو امام احمد حنبلؒ کی

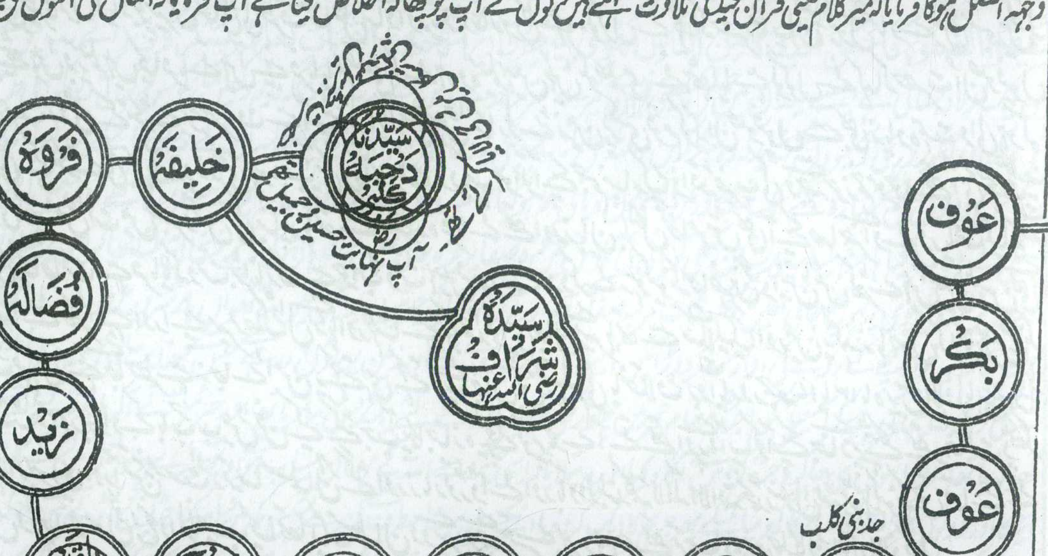


(مواہب و روضۃ الاحباب) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے رسالہ سرور المحزون میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ عدنان تک بیان فرمایا ہے یہاں تک علمائے محدثین کا اتفاق ہے لیکن اس سے اوپر سلسلہ میں آدم علیہ السلام تک مورخین کا بیحد اختلاف ہے۔ بعض متقدمین نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک صرف چار واسطے بیان کئے ہیں اور بعض نے چالیس اشخاص بیان کئے ہیں پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے لیکر آدم علیہ السلام تک اختلاف عظیم ہے۔ خود حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا نسب نامہ بیان فرماتے تو



نسبت فرمایا کہ بغداد میں امام احمد حنبلؒ سا متقی اور پرہیزگار سمجھ دار چھوڑ کر جاتا ہوں۔ آپکا حزم و احتیاط اور تقوی فقہا میں اور عام طور پر مشہور رہا ہے جو شخص آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا اگر وہ مسئلہ معاملے کا ہوتا تو آپ جواب دیتے اور اگر وہ مسئلہ حقائق سے ہوتا تو آپ اُس سے فرماتے کہ بشر حافیؒ کے پاس جاؤ۔ حضرت امام احمد حنبلؒ نے فرمایا کہ میں نے خدا تعالے سے درخواست کی کہ مجھ پر ایک دروازہ خوف کا کھولدے جب مجھ میں ایسا خوف سمایا ہے کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ایسا نہو میری عقل زائل ہو جاوے اور میں دیوانہ ہو جاؤں۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں نے خدا سے دعا کی کہ الٰہی مجھے تیرا قرب کونسی وجہ سے افضل ہوگا فرمایا کہ میرے کلام یعنی قرآن مجید کی تلاوت سے کہتے ہیں لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اعمال کی آفتوں سے چھوٹ جانا

ذکر امام احمد حنبلؒ



تو عدنان پر توقف فرماتے اور ارشاد فرماتے کَذَبَ النَّسَّابُوْنَ مَافَوْقَ العَدْنَان یعنی عدنان سے اوپر بیان کرنیوالے جھوٹے ہیں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا شجرہ نسب معد تک یاد کیا ہے انسے پہلے لوگوں کا حال ہمکو معلوم نہیں حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ہمکو کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو معد بن عدنان سے اوپر کے سلسلے میں واقفیت رکھتا ہو۔ جبکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فیض بنیاد اسطرح پر ہے تو حضورؐ اور حضورؐ کے زمانے سے زیادہ اب کون تحقیقات کر سکتا

اُدَدَ

ہے اور وہ کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ عدنان اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے درمیان میں جو اسماء ہیں وہ مورخین لکھتے چلے آئے ہیں صحت اور تعین سے کلام ساکت ہے جسکی وجہ مذکور ہوئی۔ البتہ تمام اہل سیر اور جملہ مورخین اسپر متفق ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم اُدَدَ سے قیدار تک درمیانی اشخاص کا تذکرہ غیر ضروری خیال کر کے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا حال درج کرتے ہیں جنکا اسم گرامی صفحہ ۶۸ پر آئیگا۔

۵۳ پوچھا کہ توکل کیا ہے آپنے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ پر مضبوط بھروسا کرنا۔ پوچھا کہ رضا کیا ہے آپنے فرمایا کہ اپنے جملہ کاروبار خدائے تعالےٰ کو سونپنا۔ پوچھا کہ محبت کیا ہے آپنے فرمایا کہ یہ بشر حافیؒ سے پوچھنا چاہیئے کیونکہ جب تک وہ زندہ ہیں میں اسکا جواب نہ دونگا۔ پوچھا کہ زہد کیا ہے آپنے فرمایا کہ زہد تین قسم کا ہے ایک تو ترکِ حرام اور یہ زہد عوام ہے دوسرے ترک افزونی از حلال یعنی حلال میں بھی حرص زیادتی کی نکرنا اور یہ زہد خواص ہے اور تیسرے اُس چیز کا ترک کرنا کہ جو چیز حق تعالیٰ کی طرف سے غافل بنادے اور یہ زہد عارفوں کا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت یہ ان صوفیوں کے بارے میں جو مسجد میں توکل پر بیٹھے ہیں اور بے علم ہیں کیا فرماتے ہیں آپنے فرمایا تم غلطی کرتے ہو وہ بے علم نہیں ہیں انکو علم ہی نے بٹھایا ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت اُن صوفیوں کی ہمت روٹی کے ٹکڑے پر مصروف ہے آپنے فرمایا کہ میں نہیں جانتا روئے زمین پر کسی قوم کو کہ ان صوفیوں سے بھی زیادہ ہمت والی ہو کہ روٹی کے ٹکڑے کی بھی آرزو نہ رکھتی ہو۔ جب آپکی وفات کا وقت نزدیک ہوا تو آپکے جسم مبارک پر واقعۂ ضرب کی وجہ سے جو زخم موجود تھے انکی سخت تکلیف ہوئی آپ اُس حالت میں صبر وتحمل کی بنا پر ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے اور زبان بالکل خاموش تھی آپکے صاحبزادے نے دریافت کیا کہ حضرت آپکی کیا حالت ہے فرمایا کہ وقت بڑا نازک ہے جواب کا وقت نہیں دعا سے مدد کرتے رہو کیونکہ حاضرین جو دائیں بائیں کھڑے ہیں اُنمیں ابلیس بھی ہے جو سامنے کھڑا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے اور کہتا ہے اے احمدؒ تو اپنی جان میرے ہاتھ سے سلامت لیگیا اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ابھی نہیں کیونکہ ابھی ایک دم باقی ہے جانے کا خطرہ ہے نہ جائے امن یہ کہتے ہی کہتے آپنے جان بحق تسلیم کی باختلاف روایات بروز جمعہ ۱۷ یا ۱۳ ماہ ربیع الاول یا ربیع الثانی سنہ ۲۴۱ھ کو اور بغداد کے باب حرب میں دفن کیئے گئے جب آپکا جنازہ لیچلے تو پرندے آتے تھے اور اپنے آپ کو آپکے جنازے پر ٹپکتے تھے یہ حالت دیکھکر دو ہزار یہودی اور آتش پرست اور ترسا مسلمان ہو گئے اور زنار توڑ ڈالے اور باواز بلند کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا کیونکہ حق تعالےٰ نے اُس روز چار قوموں کو رنج والم نصیب کیا تھا ایک مسلمان دوسرے پرندے تیسرے یہودی چوتھے ترسا (ابن خلکان و انوار الاذکیا)

ذکر امام احمد بن حنبلؒ

—— ٥(٥❀٥)٥ ——

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلف اکبر ہیں مراجعت مصر کے بعد دسویں برس حضرت سارہؓ نے ابراہیم علیہ السلام کو ہاجرہ سے
نکاح کرنیکی اجازت دی (ہاجرہؓ) کی نسبت جو عام لوگوں کا خیال ہے کہ وہ لونڈی تھیں محض غلط ہے زبان عبرانی میں انکا نام
(ہاغار) ہے رقیون بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں اور یہ رقیون شہر بابل کا رہنیوالا تھا جو افلاس اور تنگدستی کی وجہ سے بابل

ھمیسع

چھوڑ کر مصر چلا آیا تھا سب سے پہلے جسکا لقب فرعون ہوا وہ یہی شخص ہے اسی کے عہد حکومت میں ابراہیم فلسطین سے
بوجہ قحط سالی کے آئے اور یہ رفتہ رفتہ ارکان سلطنت میں اپنی حکمت عملی اور دانشمندی سے داخل ہو کر رفتہ رفتہ مصر کا
بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ حضرت سارہؓ انکی پہلی بی بی نے اس امید پر اجازت دی کہ شاید اللہ جل شانہ انہیں سے کوئی لڑکا مرحمت فرمائے کیونکہ سارہؓ انکی
زیادہ عمر ہونے سے اولاد کی طرف سے ناامید ہو چکیں تھیں جب ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ سے عقد کیا تو آپکی چھیاسی برس کی عمر تھی مؤتفکات ہبوط
آدم علیہ السلام سے ۳۴۱۳ سنہ میں بطن ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ سارہؓ کو بعد اسکے غیرت نے اس بات پر مجبور کیا کہ انہوں نے ہاجرہؓ کے
نکالنے کا ابراہیم علیہ السلام پر دباؤ ڈالا۔ ابراہیمؑ کو سخت تردد کا سامنا ہوا اللہ جل شانہ نے تسلی دی اور ارشاد کیا کہ سارہؓ کی اس بارے میں اطاعت
کرو پس ابراہیمؑ سارہؓ کے کہنے سے ہاجرہؓ اور اسمٰعیلؑ کو ایک خچر پر سوار کر کے کچھ تھوڑا سا زاد راہ لیکر روانہ ہوئے اور جناب باری کے حکم سے سرزمین
مکہ معظمہ مقام زمزم میں ٹھہرا کر واپس ہوئے مراجعت کرنے پر ہاجرہؓ نے گھبرا کر ابراہیم علیہ السلام سے کہا مَنْ اَمَرَكَ اَنْ تَتْرُكَنَا بِاَرْضٍ
لَیْسَ فِیْهَا زَرْعٌ وَّلَا مَاءٌ (کس نے تمکو یہ حکم دیا ہے کہ ہمکو ایسی زمین میں چھوڑ جاؤ جہاں کوئی درخت اور پانی ہے) ابراہیمؑ نے کہا اَمَرَنِیْ رَبِّیْ
(میرے خدا نے یہ حکم دیا ہے) ہاجرہؓ نے جواب دیا فَاِنَّهٗ لَنْ یُّضِیْعَنَا (وہ بیشک ہمکو ضایع نکریگا) اور خاموش ہو کر بیٹھ گئیں ابراہیمؑ نے بوقت مراجعت
تقاضائے بشریت یا الفت پدری سے مضطربانہ یہ دعا کی رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا
لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ (اے رب میں نے
اپنی ایک اولاد بسائی ہے ایسے میدان میں جہاں کھیتی نہیں ہے تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو پس لوگوں کے دلوں کو انکی طرف
مائل رکھ اور انکو روزی دے میووں سے شاید کہ وہ شکر کریں) اللہ جل شانہ نے آپکی یہ دعا قبول فرمالی۔ ابراہیم علیہ السلام کے چلے جانیکے بعد بی بی ہاجرہ
اور اسمٰعیلؑ دونوں ماں بیٹے تنہا رہ گئے ایک شب و روز میں یا اسی دن وہ پانی ختم ہو گیا جسکو روانگی کے وقت جناب ابراہیمؑ اپنے ہمراہ لائے تھے اور اسمٰعیلؑ کو غلبہ
تشنگی نے بیتاب کیا ہاجرہؓ بیتاب پریشان کبھی تو پانی کی تلاش میں کوہ صفا پر چڑھ جاتی تھیں جب وہاں پانی کا کچھ نشان نہ ملتا تھا تو اسی پریشانی کی
حالت میں مروہ کی چوٹی پر پہونچ جاتی تھیں تا آنکہ سات مرتبہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کی چوٹیوں پر آئیں گئیں۔ آٹھواں بار شروع ہونے نہ پایا تھا کہ
اپنے پیارے شیر خوار بچے کے رونے کی آواز سنکر دوڑ آئیں اسمٰعیلؑ اسوقت رو رہے تھے اور زمین پر پاؤں مار رہے تھے جس سے بعنایت الٰہی چشمہ زمزم ابل پڑا
سدی سے روایت کیجاتی ہے کہ اسمٰعیلؑ کو ہاجرہؓ مقام حجر میں چھوڑ گئی تھیں اور انکے لئے ایک عریش بنا دیا تھا اور جبرئیلؑ نے آکر ہاجرہؓ کے بعد چشمہ
کھولدیا تھا۔ اور انہوں نے ہی جاکر ہاجرہؓ کو اس سے آگاہ کیا اور یہ بتلایا کہ اسی چشمہ سے اللہ کے مہمان سیراب ہونگے اور تھوڑے دنوں بعد اس لڑکے کا باپ
آئیگا اور دونوں ملکر اللہ تعالےٰ کا گھر بنائینگے پھر جرہم کا ایک گروہ یا انکے اہل بیت اسطرف سے گزرے نشیبی مکہ میں قیام کیا چڑیوں کو اڑتے ہوئے دیکھکر یہ
تعجب سے کہنے لگے اس وادی میں تو پانی نہیں ہے چڑیاں کیوں اڑ رہی ہیں چند لوگ اس جستجو میں نکلکر چلے اور مقام حجر میں پہونچکر ایک عورت اور ایک بچہ اور
چشمہ کو دیکھا اور وہیں ان سب نے قیام کیا اسوقت آپکی عمر دو سال کی تھی۔ الغرض ہاجرہ نے دوڑ کر اسمٰعیلؑ کو چپ کیا اور اس ابلتے ہوئے پانی کی چاروں
طرف مٹی کی ایک مینڈھ سی باندھ دی۔ آنحضرتؐ اکثر بروقت تذکرہ فرماتے تھے یَرْحَمُهَا اللّٰهُ لَوْ تَرَكَتْهَا لَكَانَتْ عَیْنًا سَائِحَةً (اللہ ہاجرہؓ

ذکر اسمٰعیل

پر رحم کرے۔ اگر وہ اس چشمے کو بحالہ چھوڑ دیتیں تو وہ ایک چشمہ جاری ہو جاتا) اور ربانی کے رد کئے ہیں فرماتی جاتی تھیں زمزم جسکے معنی ٹھہرنے کے ہیں اسیواسطے چاہ زمزم کے نام سے یہ کنواں مشہور ہو گیا جس سے زائرین و حجاج ابتک سیراب ہوتے ہیں۔ پھر بنی جرہم بڑی سائش کی زندگانی حضرت ہاجرہ کی اجازت سے یہاں بسر کرنے لگے اور یہ گروہ انکی رفع تنہائی کا باعث ہوا۔ اسمٰعیلؑ نے اسی گروہ میں

سلامان

پرورش پائی جوان ہوئے اور زبان عربی سیکھی بنی جرہم نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت کے ساتھ آپکا عقد کر دیا بعض روایات سے ثابت ہے کہ اسمٰعیلؑ کی والدہ ہاجرہ کا انکی پندرہ برس کی عمر میں انتقال ہو گیا اور یہ دل برداشتہ ہو کر وہاں سے شام کو چلے جانے پر تیار ہو گئے تھے جسپر بنی جرہم نے آپس میں صلاح مشورہ کر کے انکو اس ارادہ سے روکا اور عمارہ بنت سعید بن اسامہ بن اکیل سے آپکا نکاح کر دیا جیساکہ مذکور ہوا اور آپ مکہ مکرمہ بدستور مقیم رہے۔ حضرت ابراہیمؑ جیسے پہلے آتے رہتے تھے بی بی سارہ سے اجازت لیکر مکہ مکرمہ آئے اسوقت حضرت ہاجرہ رضؓ کا انتقال ہو چکا تھا اور اسمٰعیلؑ شکار میں مصروف تھے۔ صرف آپکی بی بی گھر میں موجود تھیں۔ ابراہیمؑ نے عمارہ سے بھی چند باتیں دریافت فرمائیں کہ تم کون ہو اسمٰعیلؑ کہاں گیا؟ ہاجرہ کا کب انتقال ہوا؟ عمارہ نے کچھ ایسی ترشروئی سے جواب دیا کہ ابراہیمؑ انکی کج خلقی سے پریشان ہو گئے اور روانگی کیوقت کہہ گئے۔ اسمٰعیلؑ آئیں تو کہدینا کہ اپنے گھر کا دروازہ تبدیل کر لو۔ ابراہیمؑ کے چلے جانیکے بعد جسوقت اسمٰعیلؑ شکارگاہ سے واپس آئے اور عمارہ نے کل واقعات بیان کئے اور یہ ظاہر کیا کہ اس پیر مرد نے یہ کہا ہے کہ "تم اپنے گھر کا دروازہ بدل دو" اسمٰعیلؑ نے عمارہ سے کہا وہ میرے باپ تھے وہ مجھکو ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تمکو طلاق دیدوں اسوجہہ سے اب میں تمسے علیحدگی اختیار کرتا ہوں۔ عمارہ کے طلاق کے بعد اسمٰعیلؑ نے سیدہ بنت مضاض بن عمرو جرہمی سے عقد کیا۔ ایک عرصہ کے بعد پھر ابراہیمؑ تیسری بار سارہ سے اجازت لیکر اسمٰعیلؑ کے دیکھنے کو آئے اسمٰعیلؑ اتفاق سے اس دن بھی موجود نہ تھے۔ سیدہ بنت مضاض نے بہت خوشی سے استقبال کیا پانی گرم کر کے وضو کرایا دودھ گوشت جو کچھ اسوقت موجود تھا بطیب خاطر پیش کیا اور معذرت کی یہاں گیہوں وغیرہ نہیں پیدا ہوتے ہملوگ بھی دودھ اور خرما اور شکاری گوشت کھا کر گذران کرتے ہیں۔ ابراہیمؑ بہت خوش ہوئے اور دعائے برکت کی۔ سیدہ نے ہر چند روکا لیکن وہ کب رک سکتے تھے بی بی سارہ کی ٹھہرنے کی تو اجازت ہی نہ تھی خواہ مخواہ سیدہ سے رخصت ہو کر شام کی طرف روانہ ہوئے اور وقت روانگی فرما گئے کہ جب تمہارا شوہر آوے تو میرا سلام کہنا اور یہ کہدینا کہ اب تمہارے مکان کا دروازہ اچھا ہے میں نے پسند کیا اب اس کو کبھی تبدیل نکرنا۔ اسمٰعیلؑ جسوقت شکار کھیلکر واپس آئے سیدہ نے کمال تعظیم سے ابراہیمؑ کا نام بتلایا اور کل ماجرا لفظ بلفظ کہہ سنایا اسمٰعیلؑ نے سنکر فرمایا کہ وہ میرے باپ تھے مجھکو ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تمکو کبھی جدا نکروں۔

نکاح اسمٰعیلؑ

سرزمین عرب میں مکہ مکرمہ کی آبادی آپکی خصوصیات میں سے ہے اور آپکے واقعات میں سے قربانی کا واقعہ عجیب درد انگیز ہے آپ سن شعور کے قریب تھے یا بقول بعض ابھی دس سال کی عمر تھی بہرحال جب آپ سمجھدار اور چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بذریعۂ خواب جو کہ درحقیقت وحی تھی لڑکے کے ذبح کرنیکا حکم ہوا اور حضرت ابراہیمؑ کو پورے طور سے یقین ہو گیا کہ یہ حکم الٰہی ہے وسوسۂ شیطانی نہیں تو آپنے حضرت اسمٰعیلؑ سے کہا کہ رسی اور تبر لیکر ہمارے ساتھ اس پہاڑی کی طرف آؤ تاکہ لکڑیاں کاٹ لائیں اسمٰعیلؑ یہ سنتے ہی رسی اور تبر لیکر ابراہیمؑ کے پیچھے پیچھے چلے شیطان کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کسی طرح ابلیس سے کسی کو اس راہ سے پھیر دینا چاہیئے اور اس خیال سے پہلے اسمٰعیلؑ کے پاس ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں متمثل ہو کر آیا اور کہنے لگا۔ تم جانتے ہو کہ تمکو تمہارا باپ کہاں اور کسلیئے لئے جا رہا ہے اسمٰعیلؑ نے فرمایا ہاں اس پہاڑی پر لکڑیاں کے لئے ہمکو لئے جا رہے ہیں شیطان افسوس اور حسرت آمیز نگاہوں سے دیکھکر بولا۔ واللہ تم بھی کسقدر بھولے ہو اور صاحبزادے یہ تمکو ذبح کرنیکو لئے جاتے ہیں اسمٰعیلؑ نے دریافت کیا وہ مجھکو کیوں ذبح کرنیکو لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ مجھپر انسے زیادہ کوئی اور شفیق ہو نہیں سکتا شیطان نے کہا ابراہیم کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالٰے نے اسکا حکم صادر فرمایا ہے۔ اسمٰعیلؑ نے کمال بے اعتنائی سے فرمایا اگر ایسا ہی امر ہے تو مجھکو بسر و چشم منظور ہے

واقعہ قربانی

شیطان یہ سنکر خاموش ہوگیا پھر اسکو اسمٰعیلؑ سے بات کرنیکی جرأت نہوئی۔ بعدہٗ ابراہیمؑ کے پاس آکر کہنے لگا کیوں بڑے صاحب آپ کس خیال میں ہیں بھلا خدا کو کیا
غرض ہے کہ وہ لڑکے کے ذبح کرنیکو کہے تم اس خیال کو چھوڑ دو اور ناحق اس لڑکے کی جان نہ لو۔ ابراہیمؑ نے فرمایا ملعون تو
مجھکو بہکانے آیا ہے چل دور ہو۔ یہ باتیں کسی نادان کو سمجھانا شیطان یہ باتیں سنکر ناکام یہاں سے واپس ہوا اور

نابت

ابراہیمؑ نے کچھہ دور آگے چلکر اسمٰعیل سے کہا یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا
تَرٰی (اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھکو خدا کی راہ میں ذبح کررہا ہوں پس میں تمہاری کیا رائے ہے) اسمٰعیلؑ
بھی چونکہ خلعت نبوت سے سرفراز ہونیوالے تھے بے تامل بول اٹھے یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْشَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ
(اے باپ جسپر تم مامور کئے گئے ہو وہ کرو مجھ کو انشاءاللہ تعالیٰ صابر پاؤگے) دونوں باپ بیٹے یہی باتیں آپس میں کرتے ہوئے جسوقت منا میں اس مقام
پر جہاں اب قربانیاں کیجاتی ہیں پہونچے اور ابراہیمؑ چھری لیکر ذبح کرنے پر مستعد ہوئے تو اسمٰعیلؑ نے گذارش کیا مناسب ہے کہ آپ میرے چہرے کو
زمین کی طرف کردیجئے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے دامن کو سمیٹ لیجئے ہاتھ پاؤں کو میرے رسی سے باندھ دیجئے کہیں ایسا نہو کہ آپکی نظر ذبح
کے وقت میرے چہرے پر پڑے اور آپکو محبت آجاوے۔ اور یہ باعث کمی ثواب یا حکم رب کی تعمیل میں تاخیر کا ہو ابراہیمؑ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور نِعْمَ
الْعَوْنُ اَنْتَ یَا بُنَیَّ عَلٰی اَمْرِ اللّٰهِ (اے میرے بیٹے تو بہت ہی اچھا معین ہے میرے خدا کی تعمیل ارشاد میں) پھر ایسا ہی کیا جیسا کہ اسمٰعیلؑ نے عرض
کیا تھا جسوقت یہ دونوں خدا کے برگزیدہ بندے اپنے سچے خدا کے حکم بجالانے پر مستعد ہوئے اور ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو زمین پر لٹا کر چھری کو گلے پر پھیرا
اسیوقت بحکم باری جبرئیلؑ نے چھری کو الٹ دیا اور جناب باری سے ندا آئی کہ تم نے جو کچھہ خواب میں دیکھا تھا اسکی پوری پوری تعمیل کی یہ ذبیحہ
(دنبہ) تمہارے لڑکے کا فدیہ ہے اسکو بجائے اپنے لڑکے کے ذبح کرو تم دونوں اپنے اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے بروایت عبداللہ بن عباسؓ
یہ دنبہ اس واقعہ سے چالیس برس پہلے جنت میں چررہا تھا۔ واللہ اعلم بحقیقة الحال یہی سنت ابراہیمیؑ قربانی کی اصل وجہہ ہے

واقعہ قربانی

اسی طرح جب حضرت ابراہیمؑ کو خانہ کعبہ بنانیکا حکم ہوا اور آپ شام سے جبرئیلؑ کے ہمراہ مکہ مکرمہ آئے تو اسمٰعیلؑ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ
تیاری بیت اللہ میں مصروف ہوئے تو ابراہیمؑ جوڑائی کا کام کرتے تھے اور اسمٰعیلؑ گارہ اور پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے یہ دونوں بزرگ بناتے
وقت اپنے رب سے یہ دعا کرتے جاتے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (اے ہمارے رب یہ کام ہمارا قبول کر بیشک
تو سمیع وعلیم ہے) جسوقت دیوار کسی قدر بلند ہوئی اور ابراہیمؑ جوڑائی سے مجبور ہوئے تو ایک پتھر پر کھڑے ہوکر کام کرنے لگے یہ وہی مقام ہے
جسکو اب مقام ابراہیمؑ کہتے ہیں۔ خانہ کعبہ تیاری کے قریب تھا کہ ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ سے کہا کہ کسی اچھے پتھر کا ٹکڑا لاؤ تاکہ مقام رکن پر
رکھدوں جس سے لوگوں کو امتیاز باقی رہے علماء کہتے ہیں کہ بوقبیس نے آواز دی تھی کہ میرے پاس تمہاری امانت رکھی ہے یہ لو اور بعض یہ کہتے
ہیں کہ جبرئیلؑ نے حجر اسود کا پتہ بتلایا تھا غرض جو کچھہ ہوا اسمٰعیلؑ اس پتھر کو اٹھا لائے اور ابراہیمؑ نے اسکو اٹھا کر مقام رکن پر رکھدیا
یہی حجر اسود ہے جسکا طواف کیوقت بوسہ لیا جاتا ہے۔ بیت اللہ کے بننے کے بعد ابراہیمؑ حسب حکم باری تعالیٰ مکہ مکرمہ کے نورانی پہاڑ
کے بلند چوٹی پر چڑھ گئے اور بہ آواز بلند فرمایا یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَنٰى لَكُمْ بَیْتًا وَدَعَاكُمْ اِلَى الْحَجِّ فَاَجِیْبُوْهُ (اے
لوگو بیشک اللہ نے تمہارے لئے گھر بنا دیا ہے اور تمکو اسکے حج و زیارت کو بلایا ہے پس تم لوگ آؤ) اسکے بعد یہ دونوں بزرگ مع ان لوگوں
کے جو آپ پر ایمان لاچکے تھے مقامات منا و عرفات کی طرف گئے اور قربانی کی۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا بعد ازاں ابراہیمؑ شام کی طرف چلے گئے
خانہ کعبہ کی زیارت و حج کو ہر سال تاحیات آتے رہے۔ گو کہ اصل بنا کعبہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے لیکن اس مقدس بیت اللہ

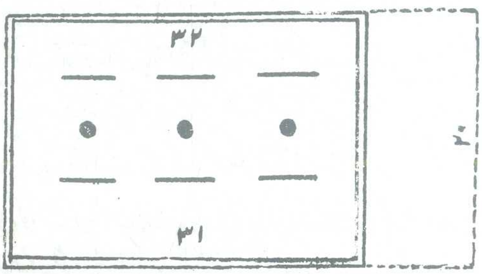
بناء کعبہ

کی متعدد داوقات میں تعمیر ہوئی ہے چنانچہ علامہ ازرقی فاضل بن اسحٰق سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کو ۹ گز بلند بنایا تھا جانب مشرق دروازہ حجر اسود سے رکن شامی تک اُسکا طول ۳۲ بتیس گز کا تھا اور عرض میزاب کی طرف سے رکن شامی سے رکن غربی تک جسکو اب رکن عراقی کہتے ہیں ۲۲ بائیس گز کا تھا جانب پشت اُسکا طول رکن غربی سے رکن یمانی تک ۳۱ اکتیس گز اور عرض رکن یمانی سے حجر اسود تک

حمل

۲۲ بئیس گز تھا دروازہ اُسکا بالکل زمین سے ملا ہوا تھا کواڑ اور بازو نہیں لگائے گئے تھے اُس مقدس مکان کے اندر جاتے ہوئے دائیں جانب ایک کنواں بنا دیا تھا اس غرض سے کہ بیت اللہ کے تحائف جو اطراف و جوانب سے آئیں اسمیں رکھے جائیں اس پیمائش کے مطابق جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہم خانۂ کعبہ کا نقشہ اس مقام پر ثبت کیئے دیتے ہیں جس سے اسکی قطع بخوبی سمجھ میں آجائیگی۔ دائیں طرف کا حصہ جو نقطوں سے گھرا ہوا ہے وہ ابراہیمؑ کے وقت میں کعبہ میں داخل تھا لیکن قریش نے تعمیر کیوقت اسکو چھوڑ دیا تھا اور اندر کعبہ کے جو چھ نقطہ مستطیل ہیں وہ لکڑی کے ستون ہیں جنکو قریش نے قائم کئے تھے اور وہ اب نہیں ہیں اور جو تین نقطہ مدور ہیں وہ ستون عبداللہ بن زبیرؓ کے بنائے ہوئے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔

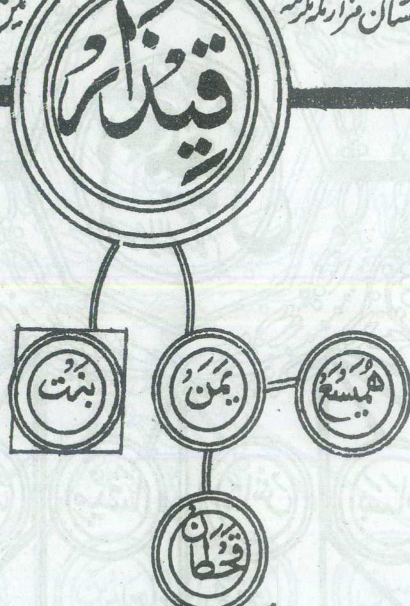
بناء کعبہ



اسمٰعیلؑ کے انتقال کے بعد بنی جرہم اس خانۂ خدا کے متولی ہوئے انکے زمانے میں ایک پہاڑی نالہ آیا اور کعبہ میں پانی چڑھ گیا کعبہ منہدم ہوگیا تب بنی جرہم نے اسی بنیاد پر کعبہ بنایا جیسا ابراہیمؑ نے تیار کیا تھا اسکے بعد جب عمالقہ نے بنی جرہم کو مغلوب کر دیا اور خانۂ کعبہ کے مختار ہوگئے تو غالباً سیلاب ہی کی وجہہ سے پھر انہوں نے خانۂ کعبہ بنایا۔ یہ عمالقہ۔ عمالقہ اولیٰ نہیں جیسا کہ بعض کا خیال ہے انکی طرف تعمیر کعبہ کی نسبت کرنی نہایت نادانی ہے اسوقت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام پیدا تک نہیں ہوئے تھے اسی وجہہ سے بعض مورخین نے غلطی سے لکھدیا ہے کہ بنی جرہم سے پہلے عمالیق نے خانۂ کعبہ بنایا ہے حالانکہ یہ روایت بالکل بے اصل ہے اور یہ تعمیر غالباً سنہ عیسوی سے ایک صدی پیشتر واقع ہوئی تھی۔ پھر انکے بعد قصی بن کلاب نے کعبہ بنایا غالباً اس تعمیر کی وجہہ سیلاب ہی ہوگی۔ یہ تعمیر جیسا کہ قیاس کیا جاتا ہے دو سو برس قبل از ولادت آنحضرتؐ ہوئی ہے۔ کیونکہ قصی آنحضرتؐ کی چھٹی پشت میں ہوتے ہیں اور ستون کو قائم کرکے بہ تسقف (چھت دار) بنایا تھا اسکے بعد قریش نے کعبہ کو تعمیر کیا۔ اسوقت آنحضرتؐ پیدا ہو چکے تھے اور پتھر ڈھونے میں شریک تھے لیکن انہوں نے کعبہ کو بہ نسبت سابق کے دو چند مرتفع کیا اور چھ ذرع ایک بالشت کی کرسی بھی دیدی اور اسپر دروازہ قائم کیا تاکہ سیلاب کا پانی اندر نہ جانے پائے اور شاید لکڑی کی کمی کی وجہہ سے حجر اسود کی طرف چھ ذرع ایک بالشت زمین چھوڑ دی اور اسطرف عرض میں ایک جدید بنیاد کھود کر دیوار چن لی پھر اسلام میں سب سے پہلے عبداللہ بن زبیرؓ نے اسکی تعمیر ویسی ہی کی جیسی ابراہیمؑ کی تھی لیکن انہوں نے ایک دروازہ جدید جانب غرب قائم کیا اور بلندی قریش کی بلندی سے بھی بڑھا دی یعنی ستائیس ۲۷ ذرعہ کر دی اور ستون چھت پاٹنے کے لئے بنائے۔ پھر انکے بعد حجاج بن یوسف نے کعبہ کو بنوایا جیسا کہ کتب تواریخ میں ان دونوں کے بنانے کے اسباب واقعات مذکور ہیں حضرت اسمٰعیلؑ چونکہ مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھے اسواسطے بنی جرہم جنمیں آپنے پرورش پائی تھی اور عمالقہ جو اطراف مکہ مکرمہ میں رہتے تھے اور

اہل یمن باری تعالٰی نے ان اقوام کی طرف آپکو مبعوث کیا انمیں سے کچھ لوگ آپ پر ایمان لائے اور بعض بدستور کفر و الحاد کے راستے پر رہے۔ ابن اسحٰق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل کی عمر ۱۳۰ برس کی ہوئی اور اپنی والدہ ماجدہ کے پاس میزاب رحمت اور حجر اسود کے درمیان دفن کئے گئے (چنانچہ نشان مزار مکہ مکرمہ میں مذکورہ مقام پر ابتک موجود ہے) توریت میں انکی

وفات اسمٰعیل ۵

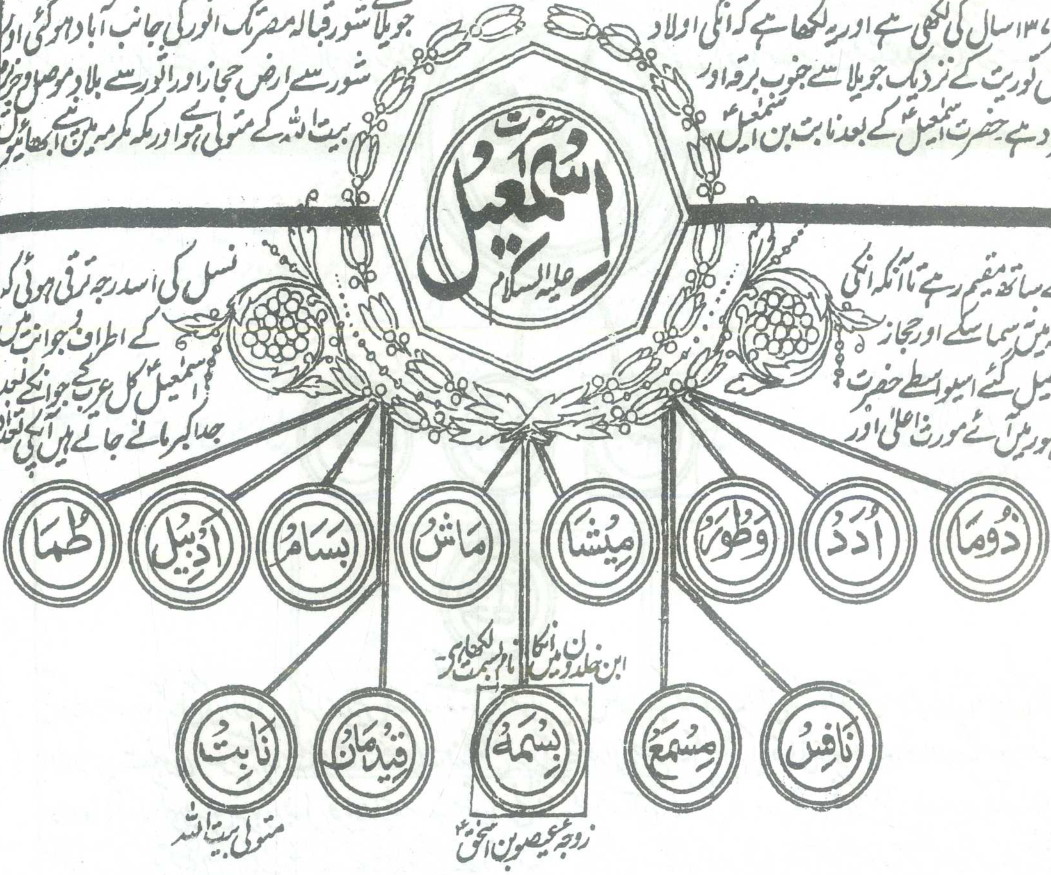


قیذار حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں اکثر امور میں ممتاز زمانہ تھے۔ ناسخ التواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت اسحٰقؑ کے خاندان سے سو عورتوں سے انہوں نے نکاح کیا مگر اولاد کسی سے نہوئی اسوجہہ سے نہایت رنجیدہ رہتے تھے ایک روز اس مقام پر آئے جہاں حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کا واقعہ ہوا تھا اور سات سو گوسفند قربانی کی اور دعا مانگی کہ الٰہی میری قربانی قبول فرما چنانچہ حسب دستور اس زمانہ کے آسمان سے آگ آئی اور سب قربانی کو لیگئی۔ الہام ہوا کہ تمہاری قربانی مقبول ہے اس خوشی میں ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے کہ خواب میں انسے کسی نے کہا کہ نور محمدی سوائے عورات عرب میں سے اور کسی عورت سے ظاہر نہوگا غاضرہ جرہمیہ سے نکاح کرو تو یہ منشاء حاصل ہوسکتا ہے جب یہ بیدار ہوئے تو بنی جرہم میں فوراً پیام بھیجکر غاضرہ سے نکاح کیا اور ان سے حمل رہا یہ اشارۂ غیبی سے کنعان کیطرف روانہ ہوگئے اور اپنی بی بی سے وصیت کی کہ جب وضع حمل کا وقت قریب ہو تو حجر اسمٰعیلؑ کے پاس جانا خداوند عالم فرزند عنایت کریگا اُسکا نام حمل رکھنا جب آپ کنعان میں حضرت یعقوبؑ کے پاس پہنچے تو آپنے بشارت دی کہ کل غاضرہ کے لڑکا پیدا ہوا ہے مجھکو الہام ہوا اور ملائکہ اُسکی زیارت کو جاتے ہوئے معلوم ہوئے قیذار اس خوشخبری کو سنکر دوسرے ہی روز وہاں سے واپس مکہ مکرمہ آئے تو حمل کو دیکھکر خوش ہوئے جب حمل سن رشد کو پہنچے تو قیذار نے انکو جبل ابو قبیس پر لیجا کر وصیت کی کہ نور محمدی کی ارحام طاہرہ میں حفاظت کرنا اسکے بعد حمل کو جبل ثبیر پر لیگئے یہاں ناگہاں ایک شخص ظاہر ہوا اور قیذار سے سلام کے بعد کہا کہ آپ سے مجھکو کچھ باتیں کرنی ہیں اور آپکے کان میں کچھ کہا اسطرح آپکی قبض روح ہوئی حمل نے اُس شخص سے کہا کہ میرے باپ کے ساتھ کیا کیا اور غضبناک ہوا اُس شخص غیبی نے جواب دیا کہ اپنے باپ کو اچھی طرح دیکھو زندہ ہے یا مردہ حمل نے دیکھا تو اُسکا انتقال ہوچکا تھا پھر یہ سمجھ گئے کہ یہ ملک الموت تھے۔

(ناسخ)

سلسلہ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام

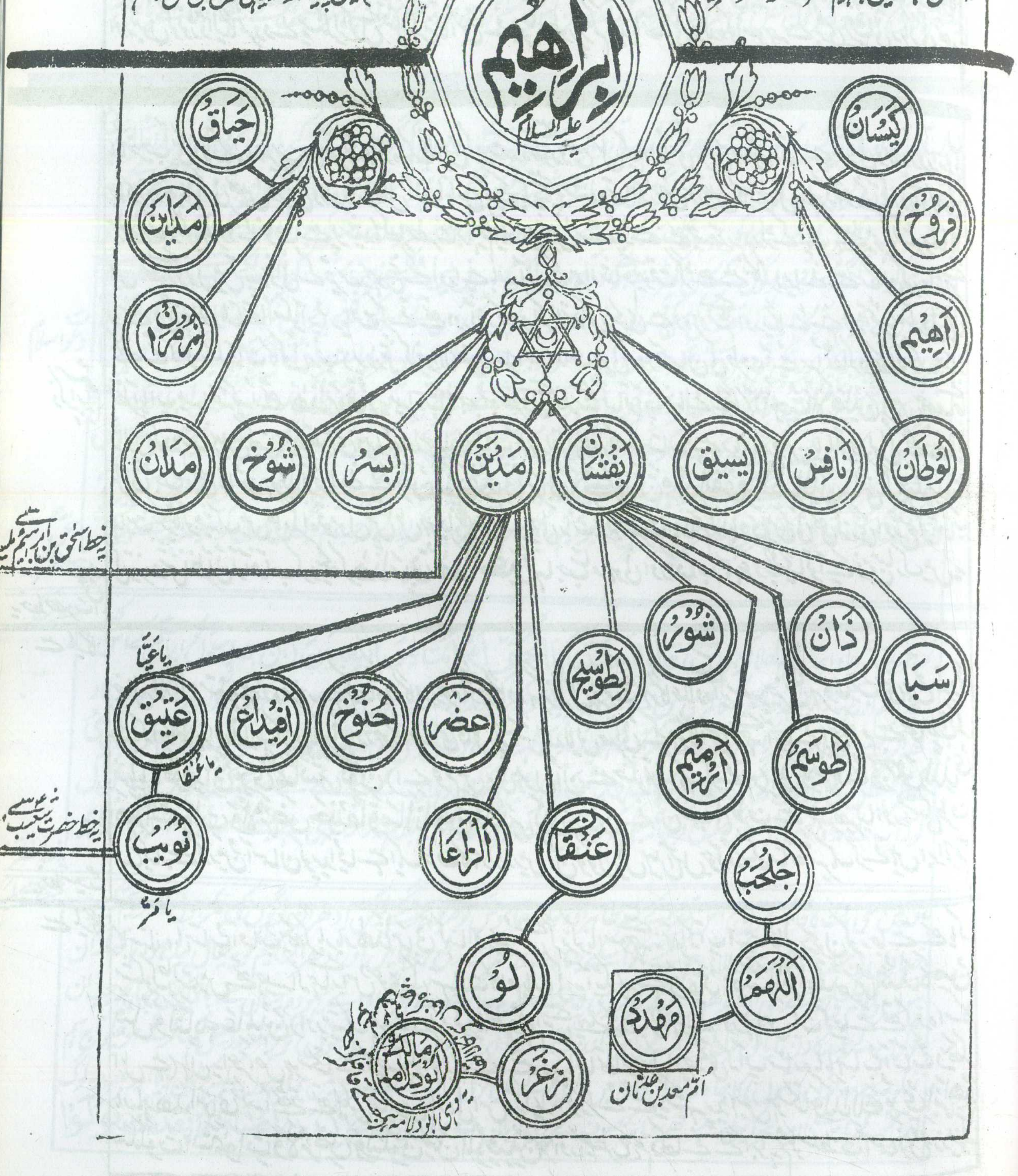
عمر ۱۳۷ سال کی لکھی ہے اور یہ لکھا ہے کہ انکی اولاد جویلا سے شور قبالہ مصر تک اثور کی جانب آباد ہو گئی اور اہل توریت کے نزدیک جویلا سے جنوب برقہ اور شور سے ارض حجاز اور اثور سے بلاد موصل و جزیرہ مراد ہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد نابت بن اسمٰعیل بیت اللہ کے متولی ہوئے اور مکہ مکرمہ میں انہوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مقیم رہے تا آنکہ انکی نسل کی اسدرجہ ترقی ہوئی کہ مکہ میں نہ سما سکے اور حجاز کے اطراف و جوانب میں پھیل گئے اسیواسطے حضرت اسمٰعیلؑ کل عرب کے جو انکے بعد ظہور میں آئے مورث اعلیٰ اور جد اکبر مانے جاتے ہیں آپکی تعداد



اولاد اکثر اقوال سے بارہ ثابت ہے اس سے زیادہ میں مختلف اقوال ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

(ناسخ التواریخ و ابن خلدون)

ابو الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام آپکی ولادت سنہ ۳۳۲۳ ہبوط آدم علیہ السلام یکم ذالحجہ کوہستان بابل قریہ کوثہ میں ہوئی۔ آپکی جائے ولادت کے بارہ میں مورخین کا اختلاف ہے۔ طبری کا قول ہے کہ بعض کہتے ہیں ابراہیم اطراف کوسہ (سرزمین سواد) میں پیدا ہوئے اور یہی قول ابن اسحق کا ہے



کوئی یہ کہتا ہے کہ حران میں پیدا ہوئے تھے اور کسی کا یہ خیال ہے کہ بابل میں پیدا ہوئے لیکن زمانۂ ولادت کے بارہ میں عامۂ سلف اسکے قائل ہیں کہ ابراہیمؑ
نمرود بن کنعان بن کوش بن سام کے زمانے میں پیدا ہوئے اور کاہنوں نے خبر دی تھی کہ ایک ایسا شخص پیدا ہونے والا ہے جو دین شاہی کا مخالف ہوگا
اور بتوں کو توڑ ڈالیگا نمرود نے یہ سنکر لڑکوں کے قتل کرنیکا اُس زمانے میں عام طور پر حکم دیدیا تھا آپکی والدہ کو اسوجہ سے بڑی پریشانی رہا کرتی تھی

بالآخر جب آپکی ولادت کا زمانہ قریب ہوا تو آپکی والدہ نے ایک غار میں جاکر پوشیدہ طور سے وضع حمل کیا اور اُسی غار میں پرورش پاتے رہے اور آپکی والدہ روزانہ وہاں
جاکر دودھ پلایا کرتی تھیں اور آپکی ولادت کا حال آزر یا تارخ آپکے باپ سے پوشیدہ تھا اور بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ آزر کو آپکی ولادت کا حال
معلوم تھا لیکن نمرود کے خوف سے پوشیدہ رکھا حضرت ابراہیمؑ ایک دن میں اسقدر بڑھتے تھے جسقدر اور لڑکے ایک مہینے میں نشوونما پاتے
ہیں۔ تھوڑے دنوں میں آپ جوانی کے قریب پہونچ گئے اور اپنے باپ آزر کے ہمراہ شام کیوقت گڑھے سے نکلکر ویرانے سے مکان کو روانہ ہوئے
راستے میں جو جانور ملتا تھا اُسکو آپ دریافت کرتے تھے اور آزر کہہ دیا کرتا تھا کہ یہ بکری ہے وہ اونٹ ہے اور یہ گائے ہے ابراہیمؑ یہ سنکر دل میں
کہتے تھے کہ ان مخلوقات کا کوئی رب (پرورش کرنیوالا) ضرور ہے جب رات ہوئی اور آسمان کی طرف آپنے سر اُٹھاکر دیکھا تو ایک ستارہ
نظر آیا آپ بیساختہ کہہ اُٹھے هٰذَا رَبِّیْ (یہ میرا رب ہے) جب وہ نظروں سے غائب ہوگیا تو آپ فرمانے لگے لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ (میں چھپ جانے
والوں کو دوست نہیں رکھتا) پھر تھوڑی دیر کے بعد جب ماہتاب کا نور نظر آیا اور اُسکو ستارہ سے زیادہ روشن پایا تو پھر بول اُٹھے هٰذَا
رَبِّیْ جب وہ بھی غائب ہوگیا تو فرمانے لگے لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ (یعنی اگر مجھکو میرا رب
ہدایت نکریگا تو بیشک میں بھی گمراہ قوموں میں شامل ہو جاؤنگا) غرضکہ یہ پہلی رات جوکہ حضرت ابراہیمؑ کو آبادی میں آئی تھی گزر گئی اور صبح کو آفتاب
کی تیز روشنی نظر آئی تو آفتاب کو دیکھکر هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ کہا جب شام ہوئی اور آفتاب بھی غروب ہوگیا تو آپکے ذہن مبارک میں یہ

خیال گزرا کہ جو متغیر ہے وہ ضرور ہے کہ حادث ہوگا اور جو حادث ہوگا وہ ہرگز قابل ربوبیت کے نہوگا علاوہ ازیں یہ سب چیزیں ظاہر و غایب ہوتی ہیں تو ضروری
ہے کہ انکا ظاہر اور غایب کرنیوالا کوئی اور ہوگا اور وہی قابل پرستش و لایق خدائی کے ہوگا اسی وجہ سے آپ نے اپنی قوم سے مخاطب ہوکر
فرمایا یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (اے قوم میں بری ہوں اُن سے جنکو تم شریک کرتے ہو) اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (میں نے ان سب کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اُسکی طرف
رخ کیا جسنے کہ زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے ایک طرف کا ہوکر اور میں اُن لوگوں میں نہیں ہوں جو کہ اُسکے ساتھ شریک کرتے ہیں ابراہیمؑ

کا ستارہ ماہتاب و آفتاب دیکھکر بار بار هٰذَا رَبِّیْ کہنا اور پھر اس سے گریز کرنا اسوجہ سے نہ تھا کہ آپ اپنے خالق بیچون کو نہ جانتے تھے یا کہ
مشکوک حالت میں تھے جیسا کہ ہمارے اس دعوی کی شہادت کلام پاک کی یہ آیۂ کریمہ ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ
قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ (اور بیشک ہم نے ابراہیمؑ کو دیا علم و فہم اس سے پہلے کہ وہ بالغ ہوئے اور ہم اس بات کو جانتے تھے کہ وہ اسکا
اہل ہے) ہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب انکو علم و فہم پہلے سے دیدیا گیا تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپ ستارہ یا ماہتاب و آفتاب کو دیکھکر
بار بار هٰذَا رَبِّیْ کہہ اُٹھتے تھے لیکن ساتویں پارہ کی اس آیۂ کریمہ پر غور کرنے سے یہ شبہہ پیدا نہیں ہو سکتا وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ
مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ (اور اسیطرح ہم دکھانے لگے ابراہیمؑ کو سلطنت آسمانوں اور زمینوں

ذکر ابراہیمؑ

یہ خط حضرت اسحقؑ سے ملیگا

یہ خط شعیبؑ سے ملیگا

کی تاکہ اُسکو یقین ہوجائے کہ اللہ جل شانہ واحد و خالق ہے)۔ ابراہیمؑ نے مدتوں اپنے اس خیال کو کسی پر ظاہر نہ کیا اور برابر جب آزر بت بناکر آپ کو فروخت کرنیکے لئے دیتا تھا بے تامل بازار میں بتوں کو بیچنے کے واسطے لیجاتے تھے اور آواز بلند سے فرماتے تھے مَنْ يَّشْتَرِيْ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَلَا يَنْفَعُهٗ (کون شخص ایسی چیز کو خرید کریگا جو کہ نہ نقصان پہونچا سکتی ہے اور نہ نفع) لوگ یہ سنکر متعجب ہوتے تھے اور اُنکے پاس نہ

جاتے تھے اور نہ ان بتوں کو خرید کرتے تھے جب شام ہوتی تو آپ نہر کی طرف جاتے اور بتوں کی گردنیں پکڑ پکڑ کے پانی میں ڈبوتے اور مذاقاً اِشْرَبِيْ اِشْرَبِيْ (پی لے پی لے) کہتے تھے رفتہ رفتہ لوگوں میں یہ باتیں مشہور ہوگئیں کچھ زمانہ تو اسمیں منقضی ہوا کہ لوگ ان باتوں کو انکے بھولپن اور لہو لعب پر محمول کرتے رہے لیکن جب خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے اور علانیہ توحید اور اللہ کی عبادت اور اسکے سچے دین کی تعلیم و دعوت کرنے لگے اُسوقت لوگوں کے کان کھڑے ہوئے اور آپس میں اکثر مجلسوں میں انکے خلاف مشورہ کرنے لگے سب سے پہلے جسکو خدا کے سچے دین پر بلایا وہ آپکا باپ آزر تھا لیکن اُسکی قسمت میں دولتِ ایمان نہیں تھی اُس نے آپکے کہنے پر خیال نہ کیا اللہ جل شانہ نے ان سوالات و جوابات کو جو ابراہیمؑ اور انکی قوم میں ہوئے تھے سترھویں پارہ سورۂ انبیا میں اسطرح بیان فرمایا ہے اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ (جسوقت ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم یا نمرود بن کنعان اور اسکے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کیا صورتیں ہیں جنکی تم مجاورت کرتے ہو) قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ (اُن لوگوں سے ابراہیمؑ کا وہ اعتراض تو اٹھ نہ سکا بوکھلا کر کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے پایا ہے اسیوجہ سے ہم بھی تقلیداً انکو پوجتے ہیں) قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (ابراہیمؑ یہ انکا لاطائل جواب سنکر بولے کہ جب تم لوگ ان بتوں کو تقلیداً پوجتے ہو تو بیشک

دعوا اسلام

اسحٰقؑ

یہ خط خضر

سے ملیگا

تم اور تمہارے آبا و اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے) قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ (اُن بت پرستوں کو ابراہیمؑ کے اس کہنے سے کہ تم اور تمہارے آبا و اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے۔ یہ شبہہ پیدا ہوا کہ شاید مذاقیہ نہ کہتے ہوں چنانچہ اس خطرہ کو اُن لوگوں نے ظاہر کردیا اور گھبرا کر کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس یہ سچی بات لیکر آئے ہو یا کہ مذاقاً کہہ رہے ہو) قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (ابراہیمؑ چونکہ تعلیم و ہدایت کے لئے آئے تھے اسوجہ سے اُن لوگوں کے اس خیال کو کہ آپ نے مذاقاً کہا ہے نہیں اسطرح رفع فرمایا کہ جنکی تم پرستش کرتے ہو وہ خدا نہیں ہیں بلکہ تمہارا رب وہی ہے جسنے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے

یہ خط حضرت

شیعت سے ملیہ

اور میں اسی بات کا قائل ہوں) اس تقریر کے بعد ظاہراً وہ لوگ خاموش تو ضرور ہوگئے لیکن اِدھر ان لوگوں کو یہ فکر ہوئی کہ ابراہیمؑ کو اپنے خداؤں (بتوں) کی عظمت دکھلانی چاہیئے تاکہ اُسکے خیالات اور خطرات رفع ہوجائیں اور اُدھر ابراہیمؑ کو یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ ان بتوں کی بیکسی اور بے بسی ان اندھوں پر ثابت کردینی چاہیئے تاکہ یہ خدا کو بھولے ہوئے گمراہ اپنے بیہودہ خیال سے باز آئیں چنانچہ جب ان لوگوں کے عید کا دن آیا تو یہ لوگ ابراہیمؑ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ابراہیمؑ تم ہمارے خداؤں (بتوں) کو برا اور ذلیل کہا کرتے ہو چلو آج ہم تمکو اپنے خداؤں (بتوں) کا جاہ و جلال دکھلائیں ابراہیمؑ نے ان لوگوں کو اِنِّيْ سَقِيْمٌ (میں بیمار ہوں) کہہ کر ٹال دیا اور جب یہ لوگ ابراہیمؑ کے پاس سے ناامید ہوکر جارہے تھے جناب موصوف نے دبی زبان سے فرمایا وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا

مُّدۡبِرِیۡنَ (اور اللہ کی قسم ہے کہ میں تمہارے بتوں کا علاج کرونگا جبکہ تم پیٹھ پھیر کر جا چکو گے) ان کلمات کو دو ایک آدمیوں نے انمیں سے سن لیا تھا ابراہیمؑ ان لوگوں کے چلے جانیکے بعد بتخانہ میں گئے بہت بڑی زینت اور آرائش نظر آئی ایک بڑا بت ایک مکلف تخت پر رکھا ہوا تھا اور اُسکے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے بت مناسب طریقے سے رکھے ہوئے تھے اور سبھوں کے سامنے عمدہ عمدہ کھانے چُنے ہوئے تھے پہلے تو آپنے اُن بتوں

سے تعریضاً فرمایا اَلَا تَاۡکُلُوۡنَ (تم لوگ کیوں نہیں کھاتے ہو) جب اسکا جواب کچھہ نہ ملا تو پھر دوبارہ آپنے کہا مَا لَکُمۡ لَا تَنۡطِقُوۡنَ (تمکو کیا ہو گیا ہے کہ تم بولتے نہیں ہو) جب اسکا بھی کچھہ جواب نہ ملا تو آپ اُن بتوں کے توڑنے میں مصروف ہو گئے جیسا کہ آیۂ کریمہ فَرَاغَ عَلَیۡهِمۡ ضَرۡبًۢا بِالۡیَمِیۡنِ (پھر متوجہ ہوا انکی طرف مارتے دہنے ہاتھ سے یا بقوت تمام) سے مفہوم ہوتا ہے۔ اُس بتخانہ میں جسقدر بت تھے سب کو توڑ ڈالا سوائے اُس ایک بت کے کہ جسکے کندھے پر آپ اپنا تیشہ رکھکر چلے آئے تھے جسوقت وہ لوگ عیدگاہ سے واپس آئے بتوں کو اس خراب حالت میں دیکھکر چلا اُٹھے مَنۡ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیۡنَ (کسنے یہ کام ہمارے خداؤں یعنی بتوں کے ساتھ کیا بیشک وہ ظالموں میں سے ہے) ایک نے اُن میں سے کہا کہ کل کا ذکر ہے کہ ایک جوان جسکو لوگ ابراہیمؑ کہتے ہیں انکی برائیاں کر رہا تھا عجب نہیں کہ یہ فعل اُسی کا ہو لوگوں نے اس واقعہ سے نمرود کو مطلع کیا اسنے ابراہیمؑ کو بغیر کسی حجت اور دلیل کے دفعتاً گرفتار کر لینا معیوب سمجھکر کہا اچھا انکو ہمارے سامنے لاؤ شاید کچھہ آدمی شہادت دے سکیں سنتے ہی سب لوگ ابراہیمؑ کے پاس گئے اور انکو نمرود کے دربار میں گرفتار کر لائے نمرود نے دریافت کیا ءَاَنۡتَ فَعَلۡتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبۡرٰهِیۡمُ (اے ابراہیمؑ کیا تو نے ہمارے خداؤں (بتوں) کے ساتھ یہ کام کیا ہے) ابراہیمؑ نے اسکے جواب میں صریحاً انکار نہ کیا بلکہ ایہاماً فرمایا بَلۡ فَعَلَهٗ کَبِیۡرُهُمۡ هٰذَا فَسۡـَٔلُوۡهُمۡ اِنۡ کَانُوۡا یَنۡطِقُوۡنَ (بلکہ کیا ہے یہ کام انکے اس بڑے نے سو انسے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہوں) ابراہیمؑ کے اس خیال کے ظاہر کرنیسے بعض لوگوں کے چہروں پر فکر و تشویش کے آثار کسیقدر نمایاں ہو گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے اِنَّکُمۡ اَنۡتُمُ الظّٰلِمُوۡنَ (بیشک

تم ہی بے انصاف والوں میں ہو) پھر بعد چند لمحہ کے چونکہ شیطان نے اُنکی عقل کی آنکھوں پر ناحق شناسی کے پردے ڈالدیے تھے۔ ابراہیمؑ سے مخاطب ہو کر کہا لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ یَنۡطِقُوۡنَ (بیشک تجھکو معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں) اسیوجہہ سے ان بتوں سے دریافت کرنے کو کہتے ہو دیکھو ابراہیمؑ سچ سچ بتلاؤ کہ یہ کسکا کام تھا ابراہیمؑ اُن لوگوں کی اس جہالت آمیز تقریر کو سنکر بولے اَفَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنۡفَعُکُمۡ شَیۡـًٔا وَّلَا یَضُرُّکُمۡ اُفٍّ لَّکُمۡ وَلِمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (کیا پھر تم سوائے اللہ کے کسی اور ایسے کو پوجتے ہو جو کہ تمکو نفع پہونچا سکتا ہے اور نہ نقصان تف ہے تمپر اور اُسپر جسکی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے۔ کیا تم نہیں سمجھ سکتے ہو) پھر نمرود ابراہیمؑ سے مخاطب

ہو کر بولا کیا تم نے اپنے اُس رب کو دیکھا ہے جسکی عبادت کرتے ہو؟ اور وہ رب تمہارا کون ہے جسکی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو؟ ابراہیمؑ نے فرمایا رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ (میرا رب وہ ہے جو کہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے) نمرود بولا یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ ابراہیمؑ یہ سنکر خاموش ہو گئے اور نمرود نے اُن دو شخصوں کو جو واجب القتل ہو چکے تھے اُن دونوں میں سے ایک کے قتل کا حکم دیا اور دوسرے کی خطا معاف کر کے ابراہیمؑ سے متوجہ ہو کر کہا ابراہیمؑ تمنے دیکھا کہ میںنے کیسے ایک کو مارا اور ایک کو زندہ کیا اس اعتبار سے میں بھی مارنے اور زندہ کرنیوالا ہوں تمہارے رب میں مجھہ سے زائد کوئی صفت نہیں ہے وہ بات بتلاؤ جو تمہارے رب میں ہے اور مجھہ میں نہو ابراہیمؑ نے کہا اِنَّ اللّٰهَ یَاۡتِیۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِهَا مِنَ

سے حضرت اسحٰق پیدا

سے ویلیکا

سے حضرت شعیب

سے ملیکا

(بیشک اللہ تعالیٰ آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے پس تو مغرب سے نکال اُسکو) نمرود اس سوال کا جواب کچھ نہ بن آیا اپنا سا منہ لیکر خاموش ہوگیا اور ابراہیمؑ نمرود کے دربار سے اٹھکر چلے آئے تب ان لوگوں میں مشورہ ہونے لگا بعضوں نے قتل کرنیکو کہا اور کسی نے شہر بدر کرنیکی طرف اشارہ کیا اور اکثر لوگ اس رائے پر متفق ہوئے کہ جناب موصوف جلادیئے جائیں چنانچہ نمرود نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا اور لکڑی جمع کئے جانیکا حکم عام صادر

کیا۔ ہمارے خیال ناقص میں نمرود کی سلطنت میں شاید ایسا کوئی شخص تھا جسنے کم و بیش اُس حکم کی تعمیل نہ کی ہو اسوجہ سے نہایت قلیل مدت میں انتہا لکڑیاں جمع ہوگئیں اور آگ مشتعل کی گئی جسوقت ابراہیمؑ منجنیق میں رکھکر اُس آگ میں جسکو ایک عالم کے بت پرستوں نے مشتعل کیا تھا ڈالے گئے اُسوقت عجیب کیفیت تھی سوائے ثقلین (یعنی جن و انس) کے تمام عالم زبان حال سے جناب باری میں کہہ رہا تھا اگر ابراہیمؑ آج جلادیئے گئے تو کوئی شخص دنیا میں تیرا نام لینے والا نہ رہیگا تو اگر ہمکو اجازت دے تو ہم ابراہیمؑ کی مدد کریں" جناب باری سے حکم ہوا اِنِ اسْتَغَاثَ بِشَیْءٍ مِّنْکُمْ فَلْتَنْصُرُوْہُ وَاِنْ لَّمْ یَدْعُ غَیْرِیْ فَاَنَا لَہٗ (اگر وہ تم میں کسی سے مدد چاہے تو اجازت ہے کہ اُسکی مدد کرو اور اگر اُسنے میرے سوا کسی دوسرے کو نہ بلایا تو ہم اُسکی مدد کو موجود ہی ہیں اس اجازت کے بعد بعض نے ابراہیمؑ سے کہا اَلَکَ حَاجَۃٌ (کیا تمکو کچھہ ضرورت ہے) لیکن ابراہیمؑ کی صاف یہی جواب دیا اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا (ہاں ہے مگر تجھہ سے نہیں) یہ ایک ایسا جواب تھا جو درحقیقت لاجواب اور اُنکی شان کے موافق تھا کائنات سوائے جن و انس کے یہ تماشا حسرت و افسوس کی آنکھوں سے دیکھہ رہے تھے جسوقت ابراہیمؑ انبار آتش کے قریب پہونچے آسمان کی طرف سر اُٹھاکر جناب احدیت میں عرض کیا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِی السَّمَاءِ وَاَنْتَ الْوَاحِدُ فِی الْاَرْضِ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (ایخدا تو اکیلا ہے آسمان میں اور تو اکیلا ہے زمین میں کافی ہے مجھکو اللہ اور بہت ہی اچھا وکیل ہے) ہنوز آگ کے شعلوں کا آپکے مبارک بدن پر اثر بھی نہ پہونچنے پایا تھا کہ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ (اے آگ سرد ہوجا اور سلامت رہ ابراہیمؑ کے لئے) کے خطاب

یہ خط حضرت اسحٰق سے ملیگا

اُس نار کو گلزار بنادیا۔ جل جلالہٗ کی کیا شان ہے۔ مفسرین رحمہم اللہ اس امر پر اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں کہ اگر جل جلالہٗ عم نوالہٗ سَلَامًا کا لفظ بَرْدًا کے بعد نہ فرماتا تو ابراہیمؑ کو شدت برد (سردی) سے روحی صدمہ پہونچتا اور وہی باعث جدائی روح و تن ہوتا اور اسیطرح اگر یہ حکم باری مطلق چھوڑ دیا جاتا اور عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ کے ساتھ مقید نہ کردیا جاتا تو بیشک دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہوجاتی اور آج آگ کا کہیں نام و نشان نہ ملتا۔ واللہ اعلم۔ نمرود کے دماغ میں یہ خیال یقینی صورت میں مرتسم رہا کہ آگ نے ابراہیمؑ کا کام تمام کردیا ہوگا لیکن ایک روز اتفاقاً اُسنے نظر اُٹھاکر دیکھا تو جناب موصوف کو بیٹھا ہوا دیکھکر متعجب ہوا اور اُسنے اُسیوقت اپنی قوم کو طلب کرکے کہا مجھہ کو شبہ سا پیدا ہوگیا ہے کہ ابراہیمؑ زندہ ہے اسوجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تملوگ میرے لئے ایک ایسا اونچا مکان بناؤ کہ جس سے میں ابراہیمؑ کو دیکھہ سکوں۔ نمرود کے زبان سے یہ فقرہ پورا ہونے بھی نہ پایا تھا کہ لوگ دوڑ پڑے اور مکان کے بنانے میں مصروف ہوگئے

یہ خط حضرت شعیب سے ملیگا

زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ وہ مکان بنکر تیار ہوگیا اور نمرود اس مکان پر چڑھکر آگ کی طرف سے دیکھنے لگا اسکو اس مرتبہ پہلے سے زیادہ تعجب اسوجہ سے ہوا کہ اُس نے ابراہیمؑ کے پہلو میں ابراہیمؑ کی صورت و شکل کا ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا تھوڑی دیر تک خاموشی کے عالم میں دیکھتا رہا جب صبر نہو سکا تو چلاکر کہنے لگا۔ اے ابراہیمؑ تیرا خدا بہت ہی بڑا ہے اُسکی قدرت عزت اسدرجہ بڑھ گئی ہے کہ میں دیکھہ رہا ہوں اسکو جو تجھہ میں اور آگ میں حائل ہوگئی ہے کیا تجھکو اسقدر استطاعت ہے کہ اس آگ سے تو صحیح و سالم نکل آئے" ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ ہاں ممکن ہے جس خدا نے مجھکو یہاں صحیح و سالم رکھا ہے اُسکی قوت و مدد سے میں باہر بھی آسکتا ہوں ابراہیمؑ یہ کہکر اٹھے اور بہت اطمینان سے خراماں خراماں آگ کے ڈھیر سے باہر آئے۔ نمرود نے دریافت کیا کہ ابراہیمؑ تمہارے پاس تمہارے

ہم شکل کون شخص بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ وہ ملک اَلظِّل تھا اللہ جل شانہ نے اسکو میرے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ مجھ سے باتیں کرے تاکہ تنہائی کی تکلیف مجھکو نہ پہونچے۔ اس واقعہ کے بعد نمرود نے آپکو کسی قسم کی ایذا نہیں پہونچائی پھر اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیمؑ کو ہجرت کا حکم دیا آپ مع اہل و عیال ارض کلدانئین سے ہجرت کرکے حران میں چلے آئے اسی زمانہ میں آپکے والد آزر کا دو سو پچاس برس کی عمر میں انتقال ہوگیا پھر آپنے بحکم الٰہی کنعان کی

طرف ہجرت کی جہاں انکی نسلی ترقی اللہ تعالےٰ کے وعدے کے مواقف ہوئی جب اس ملک میں قحط پڑا تو آپ مصر چلے گئے لیکن یہاں سے بھی کچھ عرصہ بعد فرعون کی وجہ سے آپ واپس کنعان تشریف لے آئے اور مقام حبرون میں جسکو اب مقام خلیل کہتے ہیں قیام کیا۔

آپ پر بیس صحیفے نازل ہوئے تھے۔ رسم مہمانداری ننانوے ۹۹ برس کی عمر میں ختنہ کرانا۔ پانی سے استنجا مسواک۔ ناک میں پانی ڈالنا مصافحہ معانقہ بالہام ربانی سب سے پہلے پاجامہ بنانا بخیال حفظ ایمان اپنے وطن کو چھوڑکر ہجرت کرنا ان سب امور کی ابتدا آپ کی خصوصیات سے ہے۔ سبائک الذہب اور کامل ابن اثیر میں آپکی عمر دو سو برس کی لکھی ہے۔ آپکے انتقال کا واقعہ کامل ابن اثیر نے اسطرح بیان کیا ہے کہ آپنے خدائے تعالےٰ سے یہ دعا کی تھی کہ بغیر میری خواہش کے میری روح نہ قبض کیجائے اسوجہ سے جب مشیت ایزدی یہ ہوئی کہ ابراہیم کی روح قبض کیجائے تو اللہ جل شانہ نے ملک الموت کو ایک بڑھے مسلوب القویٰ شخص کی صورت میں ابراہیمؑ کے پاس بھیجا۔ جناب ممدوح اسوقت لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے جناب ممدوح نے اس بڑھے ملک الموت کو بھی دسترخوان پر بٹھلالیا ضعف و ناتوانی نے اس بڈھے کو اسقدر مجبور کردیا تھا کہ جس لقمہ کو وہ اٹھاکر منھ میں رکھنے کا قصد کرتا تھا وہ پہلے آنکھ تک پہونچ جاتا تھا پھر وہاں سے بھٹکر کان میں داخل ہوتا تھا اسکے بعد ہزار خرابی منھ تک پہونچتا تھا ابراہیمؑ یہ ماجرا دیکھکر سخت متعجب ہوئے اور اسکا سبب دریافت کیا اس بڈھے نے کہا کہ ضعیفی نے میرا یہ حال کر رکھا ہے۔ ابراہیمؑ نے اسکی عمر دریافت کی اس بڈھے نے اپنے کو ابراہیمؑ سے دو برس بڑا بتلایا ابراہیمؑ نے اپنے دل میں کہا اللہ اکبر میری اور اسکی عمر میں صرف دو برس کی چھوٹائی بڑائی ہے۔ دو برس کی بڑائی میں اسکا یہ حال ہوا ہے غالباً دو برس کے بعد میری بھی یہی کیفیت ہوگی۔ تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد دعا کی اَللّٰھُمَّ اقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ (اے خدا تو مجکو اپنی طرف کھینچ لے) وہ بڈھا (ملک الموت) اٹھا اور اسنے روح قبض کرلی

یہ خط حضرت

اور بقول ناسخ التواریخ اسوقت آپکی عمر ایک سو پچھتر ۱۷۵ برس یا ایک سو اسی برس کی تھی۔ سرزمین شام مقام خلیل میں آپکا مزار ہے۔

اسحٰق سے ملتا ہے

حضرت شعیب اول علیہ السلام آپکی ولادت آدم علیہ السلام سے ۳۴۲۱ سال بعد ہے مدین حضرت ابراہیمؑ کے صاحبزادے جو بطن قطورا سے ہیں انکی اولاد میں ہیں قطورا سے حضرت ابراہیمؑ نے بعد انتقال سارہؓ نکاح کیا تھا آپکا لقب **خطیب الانبیاء** ہے۔ انکی والدہ میکا اولاد لوط علیہ السلام سے تھیں اور جیسا کہ کلام باری سے ظاہر ہے **وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا** اور بھیجا ہم نے مدین کی طرف شعیبؑ کو انکی قوم جسکی طرف حضرت شعیبؑ مبعوث ہوئے تھے وہ سب اولاد محض بن جندل بن یعصب بن مدین بن ابراہیمؑ کی تھی اسکے علاوہ قوم اصحاب الرس و قوم ثمود بھی انہیں کی اولاد میں تھی حضورہ کی طرف جو شعیبؑ مبعوث ہوئے تھے وہ انکے علاوہ دوسرے شعیبؑ ہیں جنکا تذکرہ آئندہ ہوگا۔ حضرت شعیبؑ کے زمانے میں بڑی ملوک اور فرمانروا۔ ابی جاد ہواز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفص قرشیت تھے۔ ابی جاد کی مکہ اور اراضی حجاز میں حکومت تھی اور ہواز۔ حطی طائف سے زمین نجد تک متصرف تھے اور باقی ایک۔ مدین میں حکمراں تھے

حضرت شعیب اول علیہ السلام

مدینت

لوط علیہ السلام

قوبک

رعویل

انکے بھائی

یہ خط حضرت شعیبؑ سے ملتا ہے

لیکن ان سب میں کلمن والئے ملک اور سب کا حاکم تھا۔ اصحاب ایکہ سے بھی یہی لوگ مراد ہیں اور مقام مدین چونکہ مدین بن ابراہیمؑ کا آباد کیا ہوا ہے اسواسطے اسی نام سے مشہور ہوا۔ یہ قوم کفر وطغیان میں مبتلا ہو گئی۔ خیانت اور ناپ تول میں کمی انکا شیوہ ہو گیا تو حضرت شعیبؑ نے فرمایا یا قوم اوفوا المکیال والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین (اے قوم پورا کرو تول میزان اور پیمانوں کو انصاف سے

اور لوگوں کے مال دھوکے سے کم قیمت پر مت لو اور زمین پر فساد مت کرو۔ حضرت شعیبؑ نے احکامات الٰہی سے آگاہ کیا اور اسکے عذاب سے ڈرایا مگر قوم بجائے اصلاح پانیکے اور سرکش ہو گئی بلکہ بلاد شام و دیگر ممالک سے جو لوگ آپکے پاس آتے انکو اسلام لانے سے منع کرتی اور راستوں میں بیٹھکر انکی مزاحم ہوتی جو اپنی جان پر کھیل جاتا وہ آپکے خدمت میں پہونچکر مشرف باسلام ہوتا۔ غرضکہ آپکو طرح طرح کی ایذائیں دینی شروع کر دیں اور بادشاہ کلمن ان مفسدوں کی امداد و اعانت کرتا تھا۔ آپکے سمجھانے سے جب کچھ اثر نہوا تو آپکی دعاء بد سے ۳۸۱۲ھ میں غضب خداوندی ایک ابر کے ٹکڑے کی شکل میں نمودار ہو کر ان پر مسلط ہو گیا اور اسمیں سے آگ برسنے لگی اور یہ ہلاک کر دیے گئے آپکو حکم خداوندی ہوا کہ مدین میں مع اپنے جماعت اسلامی چلے جاویں حضرت موسیٰؑ کے آنے تک مقیم رہیں چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے یہاں پہونچنے کے بعد سات برس چار مہینہ آپ اور زندہ رہے آپ نابینا تھے سوائے آپکے اور کسی شخص نابینا کا ثبوت نہیں ہوئی۔ ۳۸۲۳ھ ہبوط آدم مقام مدین میں بعمر ۲۲۰ سال انتقال ہوا اور آپکا جنازہ مکہ مکرمہ لایا گیا درمیان رکن و مقام دفن کئے گئے۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام

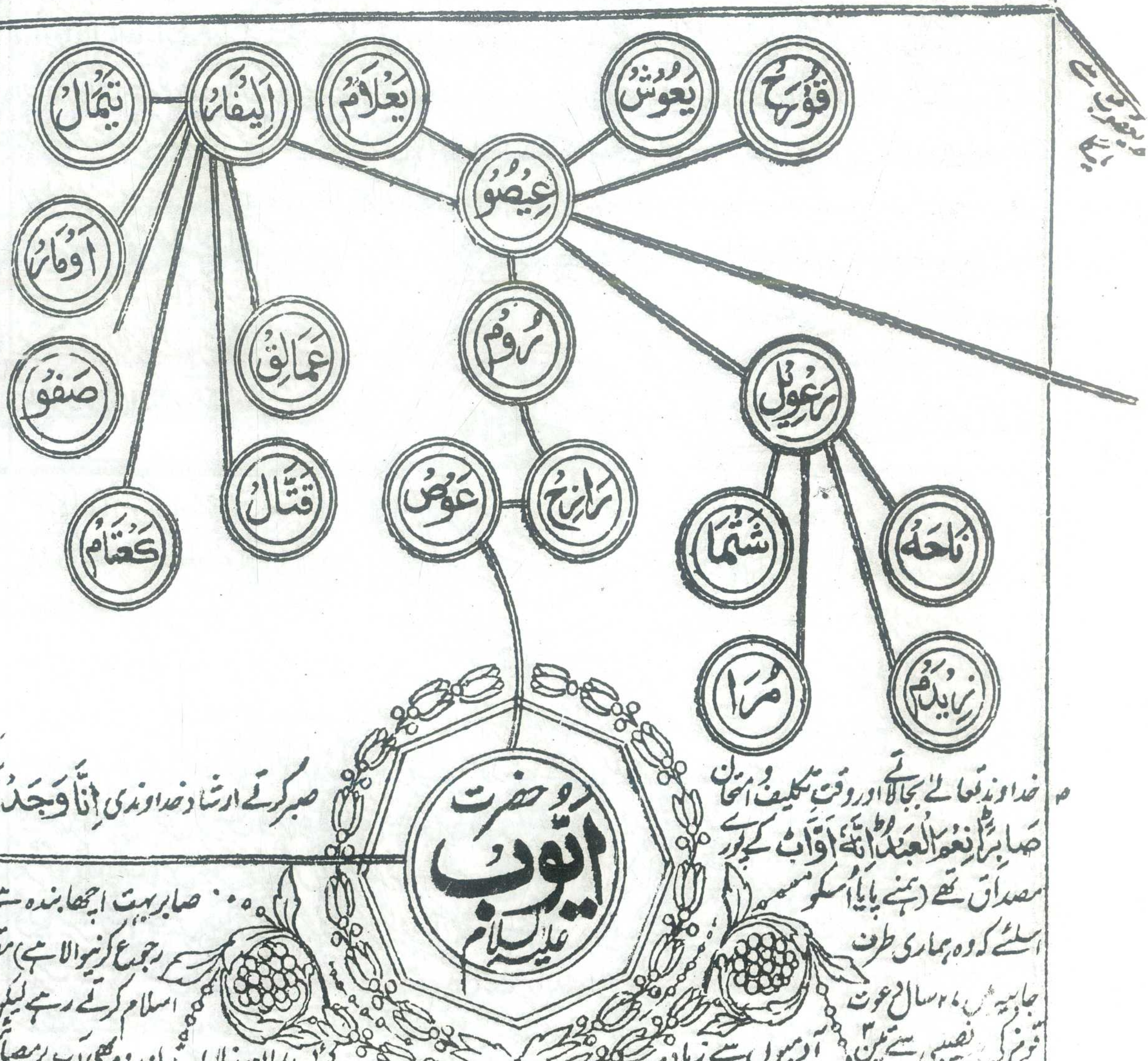
حضرت اسحٰق علیہ السلام آپ حدود فلسطین میں حضرت اسمٰعیلؑ سے پانچ سال بعد قریہ جیرون ملک شام میں پیدا ہوئے جسوقت ملائکہ قوم لوط کی تخریب سدوم و عمورہ کی بربادی کیلئے جا رہے تھے تو درمیان میں حضرت ابراہیمؑ کے ہاں ملائکہ مقیم ہوئے حضرت خلیل اللہ نے حسب عادت انکی خاطر تواضع کی اور جسوقت کھانا پیش کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا ہم بغیر قیمت دئے کسی کا کھانا نہیں کھاتے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بسم اللہ کہکر شروع کر دو اور بعد کھانے کے الحمد للہ کہو یہی اسکی قیمت ہو جاویگی ہر چند آپنے اصرار و مبالغہ کیا لیکن ملائکہ نے نہیں کھایا آپکو انکے اس فعل سے دہشت ہوئی کیونکہ اس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ جو کوئی مہمان کھانا نہیں کھاتا تھا اسکی جانب سے نقصان کا اندیشہ ہو کر پریشانی ہوتی تھی۔ ملائکہ نے حضرت ابراہیمؑ کو خوف زدہ دیکھکر راز سربستہ کھولدیا کہ ہم ملائکہ ہیں بحکم باری تعالیٰ قوم لوط کی تباہی کیلئے مامور کئے گئے ہیں تمکو ہم بشارت دیتے ہیں کہ سارہؓ سے تمہارے لڑکا پیدا ہوگا فبشرنٰھا باسحٰق ومن وراء اسحٰق یعقوب (پس بشارت دی ہم نے سارہؓ کو اسحٰقؑ اور انکے بعد یعقوبؑ کی) حضرت سارہؓ فرشتوں کی یہ سب باتیں سنکر متعجب ہوئیں اور ہنسکر فرمانے لگیں یٰویلتیٰ ءالد وانا عجوز وھٰذا بعلی شیخا ان ھٰذا لشیء عجیب (کیا میرے اس بڑھاپے میں پیدا ہوگا باوجودیکہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے بتحقیق یہ ایک عجیب بات ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی عمر اسوقت موافق روایات توریت کے ۹۹ سال کی تھی۔ ملائکہ نے فرمایا کہ اتعجبین من امر اللہ (کیا تو خدا کے حکم سے تعجب کرتی ہے) پھر ملائکہ روانہ ہو گئے اور سات روز کے بعد حضرت سارہؓ کو حمل رہا بعد انقضائے ایام حمل ۳۴۲۳ھ ہبوط میں آپکی ولادت ہوئی ساتویں روز حضرت خلیل اللہ نے ختنہ کرائی جس روز آپکا دودھ چھوٹا آپنے سب کو ضیافت عظیم دی اور بعد بلوغ اپنے خاندان کی ایک لڑکی ربقہ بنت بتویل بن ناحور سے آپکی شادی

یہ خط حضرت یعقوب سے ملیگا

یہ خط عیص سے ملیگا

کردی بعد ازاں حسب ارشاد حضرت ابراہیمؑ اہالی کنعان کی طرف آپ چلے گئے چالیس سال دعوت اسلام کی آخر میں آپ نابینا ہو گئے تھے
سنہ ۳۶۰۳ ہبوط میں بعمر ایک سو اسی سال آپکا انتقال ہوا حضرت یعقوبؑ نے قدس خلیل میں حضرت ابراہیمؑ کے پاس دفن کیا۔
حضرت ایوب علیہ السلام ولادت آپکی سنہ ۳۶۴۲ ہبوط مقام جابیہ (درمیان رملہ و دمشق) میں ہوئی جب سن رشد کو پہونچے تو خلعت

نبوت سے ممتاز ہوئے۔ رحمہ بنت افرائیم بن یوسفؑ سے آپکا نکاح ہوا انسے سات لڑکے اور تین لڑکیاں آپکے پیدا ہوئیں آپکے مویشی و اموال کثرت سے تھے یہانتک کہ اطراف جابیہ تمام ان سے بھری رہتی تھی مال و دولت کے ساتھ مزاج میں نہایت فیاضی تھی جسقدر ترقی ہوتی شکر



خداوند تعالیٰ بجا لاتے اور وقت تکلیف و امتحان صبر کرتے ارشاد خداوندی اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ کے پورے مصداق تھے (ہمنے پایا اسکو صابر بہت اچھا بندہ ہے اسلئے کہ وہ ہماری طرف رجوع کرنیوالا ہے) مقام جابیہ میں ۷۰ سال دعوت اسلام کرتے رہے لیکن قوم کی بدنصیبی سے تین آدمیوں سے زیادہ کوئی ایمان نہ لایا اور وہ بھی آپ پر مصائب پیش آنے سے آپکی طرف سے بدگمان ہو کر گنہگار سمجھتے تھے۔ اور بد عقیدہ ہوجاتے ادھر شیطان لعین کو آپکے صابر و شاکر ہونے پر بہت ہی

یہ خط ذوالکفل سے ملقب

۵۰

حسد تھا سنہ ۲۷۱۵ ہبوط میں جناب باری میں اُسنے عرض کیا کہ حضرت ایوبؑ کو تو نے اپنے فضل سے نعمتہا فراواں عطا کی ہیں اسواسطے وہ تیرے شکر گذار ہیں اگر کوئی مصیبت اُن پر ڈالی جاوے تو ہرگز تیرا شکر نکریں۔ باری تعالیٰ سے خطاب ہوا کہ اے لعین شکر ایوبؑ خواہش نعمت یا خوف دوزخ سے نہیں ہے بلکہ وہ ہمارا خالص بندہ ہے ہمیں معبود برحق جانتا ہے۔ جا تجھکو اُسکے دولت کے تلف اور ہلاکت اولاد پر قوت دی جسطرح چاہے کبھی اُسکو

پرواہ نہوگی۔ بحکم خداوند تعالیٰ ایسا ہی ہوا کہ امتحاناً تمام املاک و اولاد آپکی تلف ہوگئی مگر صبر و استقلال کو اپنے ہاتھ سے نہ دیا بلکہ شکر بجا لاتے تھے اور کسی طرح کوئی لغزش و قصور واقع نہوا جب شیطان نے دیکھا کہ یہاں تو ہر مصیبت پر شکر ادا ہو رہا ہے تو بعد استدعا بجناب باری آپکے جسم اطہر

یہ خط یعقوبؑ سے ملیگا

پر مسلط ہوا سوائے اسکے کہ دونوں کان۔ آنکھیں۔ زبان و دل اُسکے اثر سے محفوظ رہا باقی تمام جسم زخموں سے گل کر کیڑوں کی خوراک ہوگیا اور سوائے آپکی بیوی رحمت کے کوئی آپکے پاس کھڑا ہونیوالا بھی نہ رہا بدبو کی وجہ سے شہر سے باہر کردیئے گئے جب یہ زمانہ ابتلا کا ختم ہوا۔ سات برس بعد وہی دولت و ثروت صحت و عافیت آپکو واپس عنایت ہوئی اور ان ہی رحمت سے اولاد بھی ہوئی ان سب کے وہی نام رکھے گئے جو پہلی اولاد کے تھے۔ شریعت ابراہیمی پر آپ عمل کرتے تھے ۷۰ سال کی عمر میں آپکا ابتلا ہوا سات برس امتحان کا زمانہ رہا بعد صحت ۱۴۶ برس اور زندہ رہے کل عمر شریف ۲۲۶ سال ہوئی۔ بلاد حوران میں آپکا مزار ہے۔

حضرت اسمٰعیل ثانی علیہ السلام

حضرت ذوالکفل علیہ السلام

آپکا نام حزقیل ہے عبری زبان میں اسکے معنی قوی کردہ خدا کے ہیں اور ابن العجوز بھی آپ کو اسوجہ سے کہتے ہیں کہ آپ اولاد کبرسنی میں پیدا ہوئے تھے بخت نصر بادشاہ نے جسوقت فتح بیت المقدس کے بعد بنی اسرائیل کو گرفتار کر لیا تو قیدیوں میں آپ بھی تھے آل یہود نے آپکی خدمت میں گریہ وزاری کی کہ دیکھیے کب تک یہ مصیبت رہے اور کتنے عرصے ذلت و خواری میں گرفتار رہیں حضرت ذوالکفلؑ نے انکی تسکین کی اور فرمایا کہ بنی اسرائیل پر ۷۰ سال سے زیادہ مصیبت نہیں رہنے کی اسکا میں ضامن ہوں اسوجہ سے آپکو ذوالکفل کہنے لگے جسکے معنی ضامن کے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا جسکی تفصیل کتب تاریخ میں موجود ہے آپ شریعت موسوی پر بنی اسرائیل کو ہدایت کرتے تھے اور ان ہی میں آپکی زندگی بسر ہوئی سنہ ۳۴۳۰ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا ارض بابل میں قریب مشہد امام حسینؑ آپکا مزار ہے۔ اور آپکے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سنہ ۳۸۶۰ میں زمانہ بخت نصر میں بوقت گرفتاری

۵۰

بنی اسرائیل کچھہ لوگ متفرق ہوگئے اور جسکو جسطرف موقعہ ملا چلا گیا از انجملہ آپ بھی روانہ ہوکر مکہ مکرمہ پہونچے اور اس نواح کے لوگ آپکے معتقد و منقاد ہوگئے صدق و صفا اور آپکے اوصاف حمیدہ کی دور دور تک شہرت ہوگئی ایک روز آپ اطراف مکہ مکرمہ میں تھے کہ دو چار آدمی طائف کے آپکو ملے اور اپنی کسی ضرورت سے آپ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے واپس آنے تک یہاں تشریف رکھیں۔ اور خود طائف کی طرف روانہ ہوگئے اور اس معاملہ

کا خیال نرہا آپ ایکسال تک بحالہ اسی مقام پر بیٹھے رہے ہرچند اہل مکہ نے آپ سے اصرار کیا مگر اصلا پذیرا نہوا اور فرمایا کہ شاید میرے جانے کے بعد وہ لوگ آویں اور مجھے نہ ملا تو خلاف وعدہ ہوگا ناچار مکہ مکرمہ سے کچھہ آدمی طائف گئے اور انکو تلاش کرکے لائے جب آپنے مکان کا ارادہ کیا تو انہی اشخاص نے کہ بوجہہ نسیان کے یہ ارتکاب عصیان ہوا تھا معافی چاہی صفت صدق اور وفائے عہد میں آپ مشہور تھے۔ اور کلام پاک میں یہ اوصاف مذکورہ جنکی نسبت ثابت ہیں وہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام ہیں۔ اگرچہ بعض مورخین نے آیۂ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَٰبِ إِسْمَٰعِيلَ الخ سے اسمٰعیل بن ذو الکفل مراد لیتے ہیں۔ لیکن علامہ رازی نے تفسیر کبیر میں اسکی شرح میں صاف لکھا ہے کہ (هُوَ اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ علیہما السلام) اور یہی صحیح ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام آپکی ولادت ۳۲۸۲ ہبوط میں کہائی گئی ہے ایک ساتھ جوڑواں پیدا ہوئے

پر تھا اسواسطے حضرت یعقوب اس نام سے

بمقابلہ عیصو کے آپ سے زیادہ

حضرت اسحٰقؑ

عمر میں بینائی سے معذور ہوگئے تھے

کو طلب کرکے گوشت کی

برکت دینیکا وعدہ فرمایا۔

روانہ ہوئے آپکی والدہ نے

میں مقام جیرون میں ہوئی آپ اور عیصو آپکے بھائی جنکی اولاد سابق

اور بہنگام ولادت آپکا ہاتھ عیصو کی پشت

موسوم ہوئے آپکی والدہ

مانوس تھیں

چونکہ آخر

ایک روز عیصو

خواہش ظاہر کی اور دعائے

جسوقت عیصو شکار کیواسطے

حضرت یعقوب سے فرمایا کہ



کہ تم سبقت کرکے دعاء اپنے والد سے حاصل کرلو چنانچہ آپنے عیصو کی واپسی سے پہلے اپنی بکریوں میں سے ایک عمدہ بکری ذبح کی اور آپکی والدہ نے نہایت عمدہ طور سے لذیذ طیار کرکے آپکو دیدیا پھر آپ حضرت اسحٰقؑ کی خدمت میں لیگئے حضرت موصوف تناول فرماکر خوش ہوئے اور یعقوبؑ کے حق میں دعاء برکت فرمائی اور بشارت دی کہ تمہاری اولاد ستارگان آسمان کے برابر ہوگی چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ آپکی اولاد میں سے صرف انبیاء علیہم السلام کی ستتر ہزار تعداد ہے اور ملوک و صنادید زمانہ اسکے علاوہ ہیں۔ عیصو جب شکار سے واپس آئے اور یہ واقعہ معلوم ہوا تو حضرت اسحٰقؑ کی خدمت میں گریہ وزاری کی اور دعاء کے خواستگار ہوئے حضرت اسحٰقؑ نے انکے لئے بھی برکت اور اولاد کی دعا

مانگی جو اُنکے حق میں مقبول ہوئی اُس روز سے عیصو حضرت یعقوبؑ سے عداوت رکھنے لگے تا آنکہ کچھ عرصہ بعد حضرت یعقوبؑ اُنکے ایذا کے اندیشہ سے اپنے ماموں لابان بن تبویل بن ناحور بن تارح کے پاس حاران ہجرت کر گئے اسی ضمن میں باری تعالےٰ سے آپکو اسرائیل کا خطاب ہوا کیونکہ آپ رات کو سفر کرتے تھے عرصہ تک اپنے ماموں کے پاس رہے اُنکی دونوں لڑکیوں سے حضرت یعقوبؑ کی شادی ہوئی پھر آپ مال و مویشی کے

ساتھ کنعان میں معہ اہل و عیال آئے۔ عیصو سے عرصہ کے بعد ملاقات ہوئی تھوڑے دن آپ پاس رہے پھر عیصو کثرت اموال و اولاد کی وجہ سے نواح روم کی طرف نکلے چلے گئے اور آپ اسی اطراف میں سکونت پذیر رہے زمانہ وفات آپکا جب قریب ہوا اُسوقت آپکا قیام جوکس میں تھا۔ جب وقت آخر آپکا آپہونچا تو سب اولاد کو آپنے جمع کیا اور یہودا کے حق میں پروردگار عالم سے دعاء کی کہ اُسکی اولاد میں سلطنت عطا فرمائے اور سب کے حق میں اُنکے مناسب حال دعاء فرمائی وصیت کی۔ حضرت یوسفؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور حضرت ابراہیمؑ کے جوار میں دفن کئے جانے کی وصیت کی اسکے بعد

یعقوبؑ خطوط اولاد

آپنے اس دار فانی سے ملک جاودانی کو سفر کیا اور حضرت یوسفؑ نے ایک صندوق سال کا بنا کر آپکا تابوت مبارک اُسمیں رکھا اور چالیس روز تک مطابق رسم اُس زمانہ کے اُس تابوت کو معطر کرتے تھے۔ غمکدۂ یعقوبؑ اور حوالئے مصر میں ایک کہرام برپا تھا۔ بالآخر آپ کو بیت المقدس مقام خلیل میں دفن کیا۔ باختلاف روایات ۱۴۰ یا ۱۴۷ یا ۱۸۷ سال آپکی عمر شریف ہوئی۔

بیٹے یعقوب

حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام آپ حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں بطن راحیل سے ہیں ۲۵۵۲ ہبوط میں مقام حاران جمال یوسفی سے نور افشان عالم ہوا یوسف جسکے معنی از دیاد نعمت کے ہیں آپکا نام رکھا گیا آپکی دو سالہ عمر میں جسوقت حضرت یعقوبؑ حاران سے جیرون کو ہجرت کرکے جا رہے تھے اثناء راہ میں آپکی والدہ نے وضع حمل میں انتقال فرمایا اور بن یامین آپکے دوسرے بھائی پیدا ہوئے

افرائیم بن یوسفؑ

آپکے حسن و جمال نے حضرت یعقوبؑ کے دل میں گھر کر لیا روزانہ اُنکی شفقت بمقابلہ دیگر برادران حضرت یوسفؑ کے ساتھ روزانہ زیادہ ہونے لگی اور یہ امر آپکے بھائیوں کو شاق گذرنے لگا اور بناء رشک روز بروز مستحکم ہوتی گئی تا آنکہ سترہ یا بارہ سال کی عمر میں آپکے بھائیوں نے چاہ میں ڈالا جسکی شہرت زبان زد خاص و عام ہے۔ آپ جسوقت کنوئیں میں گرے اور بظاہر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تو اللہ جل شانہ نے جبرئیلؑ کو آپ کی تسکین کے واسطے بھیجا۔ اسکے بعد یہودا آپکے بھائی کنوئیں پر آئے کہ دیکھیں یوسفؑ کس حال میں ہیں اور اوپر سے آواز دی آپنے جواب دیا کہ تم کون ہو جو اس غمزدہ بیکس کا حال دریافت کرنیکی جرأت کرتے ہو اور میرے بھائیوں سے نہیں ڈرتے۔ یہودا نے کہا میں تمہارا بھائی ہوں۔ اور آپکی دردانگیز آواز سنکر رونے لگے حضرت یوسفؑ نے بحالت یاس

یہودا سے خطاب کیا یَا اَخِیْ اِنَّ لِکُلِّ مَیِّتٍ وَصِیَّۃٌ وَوَصِیَّتِیْ لَکَ اَنْ لَا تَنْظُرَ اِلٰی شَابٍّ اِلَّا ذَکَرْتَ شَبَابِیْ وَلَا اِلٰی یَتِیْمٍ اِلَّا ذَکَرْتَ یُتْمِیْ وَلَا اِلٰی غَرِیْبٍ اِلَّا ذَکَرْتَ غُرْبَتِیْ (اے پیارے بھائی ہر میت کی وصیت ہوتی ہے تمکو میری یہ وصیت ہے کہ کسی جوان کو دیکھو تو میری جوانی یاد کر لینا اور کسی یتیم کو دیکھو تو میری یتیمی کا بھی خیال کیجو اور کسی مسافر کو دیکھو تو میری غربت یاد کر لینا۔ درحقیقت

حضرت یوسفؑ کے یہ پر ملال الفاظ ایسے تھے جسکے سننے سے پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا یہودا کو یہ فقرہ سنکر تاب نہ رہی اور بیساختہ دھاڑیں مار کر رونے لگے چونکہ یہ اپنے بھائیوں سے پوشیدہ یہاں آئے تھے اتفاقاً انکے دوسرے بھائی یہودا کی آواز سنکر یہاں آ پہونچے اور انکو ملامت کرنے لگے۔ ایک بڑا پتھر اس کنوئیں کے اوپر اور ڈھک دیا۔ بلائے درد مندان از در و دیوار می آید اسوقت لاوی آپکے بھائی نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ دیکھو بھائیو ہم اولاد پیغمبر ہیں جو گناہ ہم سے سرزد ہوا ہے نبی برحق سے پوشیدہ نہیں رہنے کا مناسب یہ ہے کہ اب غسل کر کے کریں اور جماعت سے نماز ادا کریں بارگاہ خداوندی میں درپوشی کی التجا کریں اور ملت ابراہیم کا یہ طریقہ تھا کہ گیارہ آدمی سے کم جماعت نہیں

یعقوبؑ خطوط اولاد

ہوتی تھی اور یہ اسوقت دس نفر تھے لاوی نے کہا اس نماز میں ہم خدا کو امام کرتے ہیں تا کہ نقصان عدد نہ پایا جاوے اور نماز ادا کی ستار

یوسفؑ مسابن

یوسفؑ اولاد

اخطوب
عدی
ہلل
شوئیم
افرائیم
کارا
رحمہ
شولا

ہے انکی قبولیت دعا کا یہ اثر ظاہر کیا کہ حضرت یعقوبؑ کے سامنے انہوں نے جو اظہار کیا اسکو تسلیم کیا اور یہ برادران یوسفؑ ہلاک ہونے سے مامون رہے ورنہ یعقوبؑ اگر انکے کہنے کو سچا نہ سمجھ لیتے تو حضرت یوسفؑ کی فرط محبت میں یعقوبؑ کی بد دعا سے سارے ہو جاتے۔ گو حضرت یعقوبؑ کو اس واقعہ کی اصلیت بذریعہ وحی و مکاشفہ روشن ہو گئی تھا کہ معاملہ ایک غیبی اسرار سے تھا اور حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کو جو مدارج عطاء فرمانے سے اصلی تھی۔ اسمیں یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اگر حضرت یعقوبؑ کو وفات یوسفؑ کا غلط ہونا محقق تھا جیسے لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ سے آپنے کنایۃً ظاہر بھی فرما دیا تو آپکو حزن و ملال ہونیکی کیا وجہ اسکا سبب دراصل مفارقت اور انتظار لقاء یوسفؑ تھا۔ بلکہ آپکا جزع و فزع ہی دلیل علم کیونکہ اگر یوسفؑ کا فوت ہونا برادران یوسفؑ کے کہنے سے مان لیتے اور بذریعہ وحی آپکو اصل حال معلوم ہوتا تو ہلاک یوسفؑ پر یعقوبؑ جیسے برگزیدہ نبی کی گریہ و زاری کرنا اور صبر و سکینت کو دیدینا بعید از قیاس امر ہے۔ بعض عوام برادران یوسفؑ کو خلاف ادب الفاظ سے یاد کرتے

اعدا
بارض
عمیھو
ایشانا
نون

یہ بڑی غلطی ہے کیونکہ اول تو یہ سب دودمان نبوت سے تھے دوسرے توبہ انکی ثابت ہے اور یہ کہ اس واقعہ اور ندامت کے بعد اُنکے مرتبہ کا اندازہ نہیں کہ کس پایہ کے ہوئے ہوں۔ اسواسطے ان سب کا ذکر خیر کے ساتھ ہونا ہر حال میں مناسب ہے۔ آپ حضرت آدمؑ سے بہت مشابہت رکھتے تھے شیریعت ابراہیمی پر دعوت کرتے۔ تین دن رات چاہ میں رہے اور چاہ سے نکلنے کے بعد مصر میں پہونچے چھ برس عزیز مصر کے پاس رہے اور

واقعہ زلیخا کے باعث سات برس قید میں گزرے تیس ٣٠ سال کی عمر میں وزارت یان فرعون مصر حاصل ہوئی ٥٧ برس کے ہوئے تو حضرت یعقوبؑ کی ملاقات سے مشرف ہوئے ستر سال کی عمر تک والد بزرگوار کے ساتھ حزن و ملال گذشتہ کو ایام عیش و مسرت سے بسر کئے بعد انتقال یعقوبؑ ٣٦ سال آپ اور زندہ رہے کل ایک سو دس سال بقید حیات رہے اولاد بنی اسرائیل کی کثرت آپنے بچشم خود دیکھی وقت نزع تمام بھائیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے اولاد اسرائیل تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ اسکے بعد فراعنہ جبار پیدا ہونگے بنی اسرائیل کے ساتھ ظلم ہوگا انکو ذلیل کرینگے بعد ان ایام کے اولاد لاوی سے ایک پیغمبر ہونگے موسیٰ انکا نام ہوگا وہ دولت اشرار کا قلع قمع کرینگے۔ بنی اسرائیل کو مصر سے لیجاوینگے اور

یعقوبؑ
خطوط اولاد

صندوق نعش میرا بھی نیل سے نکالکر میرے اباواجداد کے مقبرہ میں لیجاوینگے تم سب بھی اپنی اولاد کو وصیت کرنا کہ اُنکی فرمان برداری میں

یہ یوسفؑ
ملسابن

کوتاہی نکریں۔ اور یہودا کو آگے بلاکر اپنا جانشیں کیا اور اپنے صاحبزادوں کو اُنکے سپرد کیا اور دست مناجات دراز کرلیئے اور فرمایا

یہ خط الیسعؑ
سے ملیگا

تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِيْن (ایخدا مجھے وفات دے اسلام پر اور شامل کر نیک بندوں میں) اسکے بعد آپکے لب بند ہو گئے اور اس دار فانی کو الوداع کہا۔ اہل مصر سے آہ و بکا کے نعرے بلند ہوئے۔ اور ہر شخص کی خواہش تھی کہ اپنے قریب میں آپکو دفن کرے اور اس شورش سے عظیم اندیشہ ہوا کہ قتل و قتال کی نوبت نہ پہونچے بالآخر بزرگان قوم نے یہ صلاح کی کہ تابوت مبارک قعر دریائے نیل میں رکھا جاوے تاکہ ہر شخص پانی کے ذریعہ آپکی برکت سے بہرہ مند ہوتا رہے چنانچہ سب اسپر راضی ہو گئے اور سنگ رخام سے ایک صندوق بناکر آپکو اُسمیں رکھا گیا اور قعر نیل میں رکھدیے گئے ایک زمانہ کے بعد حضرت موسیٰؑ نے آپکی پیشین گوئی کے مطابق وہاں سے نکالا اور قدس شریف میں حضرت یعقوبؑ و ابراہیمؑ کے پاس دفن کیا۔

(ناسخ)

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات مشہورہ دیگر کتب مثل قصص الانبیاء وغیرہ میں مذکور ہیں شائقین اُن سے مستفید ہوسکتے ہیں اسوجہہ سے یہاں مختصراً آپکا حال لکھا گیا۔

یہ خط یوشعؑ
سے ملیگا

حضرت الیسع علیہ السلام آپکا ظہور حضرت الیاسؑ کے بعد سنہ ۵۲۹ھ میں ہوا۔ اجل انبیاء بنی اسرائیلؑ سے ہیں زمانہ سلطنت یواش بادشاہ ہوا سنہ ۵۸۵ھ میں آپکی وفات ہوئی۔ بنی اسرائیل کو آپکے انتقال سے بڑی پریشانی کا سامنا ہوا جسوقت آپکا جنازہ قبرستان میں لیگئے اور قبر تیار کی تو اتفاق سے اُس قبر میں ایک نعش موجود پائی خدا جانے کس زمانہ کی تھی ناچار آپکو اس قبر میں اس مردہ پر رکھدیا گیا جسوقت آپکے اعضاء سے اُسکا جسم متصل ہوا فوراً وہ زندہ ہوکر کھڑا ہوگیا اُسوقت بنی اسرائیل کو آپکی جلالت قدر کا اور بھی اندازہ ہوا۔ اسکے علاوہ آپکے معجزات بکثرت ہیں۔ ممالک بنی اسرائیل کی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے۔ آپکی عمر ۲۰۴ سال ہوئی مرقد قریہ تستر۔

حضرت الیسع علیہ السلام

حضرت یوشع علیہ السلام آپکا ظہور سنہ ۳۸۶۹ھ میں ہوا۔ آپکی عمر ۹۷ سال کی تھی کہ حضرت موسیٰؑ نے تدبیر امور بنی اسرائیل کا آپکو خلیفہ کیا اور جسوقت حضرت موسیٰؑ نے اس دار ناپائدار کو الوداع کہا آپکو بارگاہ لم یزلی سے خطاب ہوا کہ اتباع موسوی کے ساتھ کاربند ہوکر قوم کو ہدایت کریں اور (رود اردن) سے عبور کا حکم ہوا۔ بنی اسرائیل کیلئے اراضی شام کنعان و بیت المقدس کی تقسیم پر مامور ہوئے تعمیل ارشاد خداوندی سے آپ بنی اسرائیل کو لیکر مقام اریحا کی طرف روانہ ہوئے اور آپکی برکت سے جب وہ فتح ہوگیا۔ تو بمدلول آیہ اُسْکُنُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَکُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا آپنے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل مقام اریحا فیض خداوندی کی جگہ ہے داخل ہونیکے وقت عاجزی اور زاری کرکے جاؤ اور ازروئے تعظیم جھکتے چلو اپنے گناہوں کی طلب مغفرت کرو متقدسین بنی اسرائیل نے فرمانبرداری کی اور جہلا ہنسی کرنے لگے جیساکہ باری تعالے نے فرمایا ہے فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ استہزاءً حِطَّة کو حِنْطَة سُمقانا سے بدل دیا جسکے معنی گندم سرخ کے ہیں۔ اشرار بنی اسرائیل کی اس حرکت سے غضب خداوندی کو حرکت ہوئی جیسا کہ حق جل وعلا فرماتا ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ بلاء طاعون کا عذاب نازل ہوا اور

حضرت یوشع علیہ السلام

۲۴ ہزار آدمی ہلاک ہو گئے حضرت یوشعؑ اور مشایخ بنی اسرائیل نے درگاہ بے نیاز میں گریہ وزاری کی اُسکی برکت سے یہ بلا دفع ہوئی اور انکا امن ہو گیا - آپکے زمانہ میں ارض مقدسہ سے ملوک و جبابرہ کا تسلط اُٹھ گیا جسقدر ظالم و جبار تھے آپکے مقابلہ میں تہ تیغ ہوئے - باری تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسحٰقؑ و حضرت یعقوبؑ سے جن نعمتوں کا وعدہ فرمایا تھا آپکے وقت میں اسکی تکمیل ہوئی ارض مقدسہ تمام ملوک و امم سے خالی ہو کر بنی اسرائیل کے سپرد ہو گئی - جب آپکا وقت آخر ہوا تو آپنے قوم کو نصیحت کی کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو کبھی اُسکی نافرمانی مت کرنا قوم نے آپکی نصیحت پر عمل کرنیکا اقرار کیا آپنے سنکر اُسکو لکھا اور پہلو کتاب آسمانی میں رکھدیا ایک پتھر بڑا اُٹھا کر اُسکی طرف اشارہ کیا کہ جسروز بنی اسرائیل اپنے عہد سے پھرینگے یہ گواہ ہوگا کیونکہ میں نے جو احکام خداوندی بیان کیے ہیں اسنے بھی سنلئے ہیں - اسکے بعد تھوڑے عرصہ میں آپکا انتقال ہو گیا اُسوقت سنہ ۳۸۹۲ تھا - ۱۲۰ - ۱۲۶ یا ۱۲۷ سال عمر ہوئی اور جبل افرائیم میں جسد مبارک دفن کیا گیا -

یعقوبؑ
خط اولاد

یسّاکر بن یعقوبؑ

منسّا بن یوسفؑ

آصوتا

اجیا بن منسّا

یعشو بن

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام

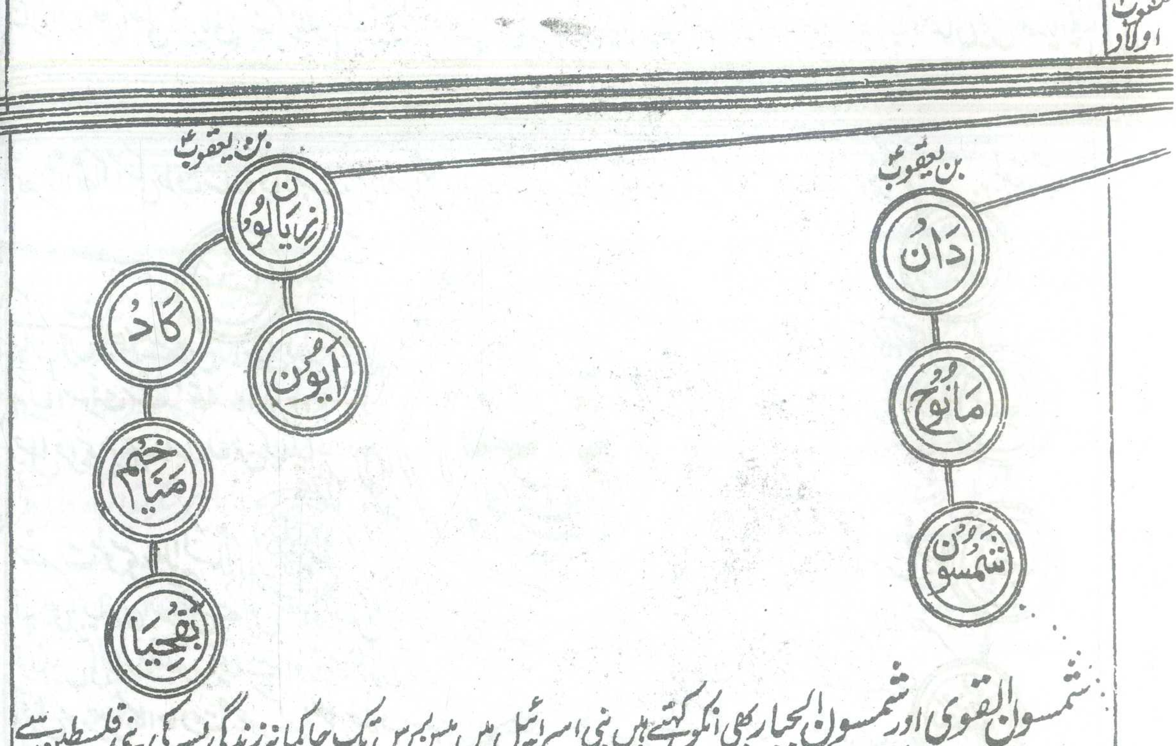
آپ بھی انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں اور بعض مورخین نے ملاقات خضرؑ کو انہیں کی طرف منسوب کیا ہے اور آپکا ظہور اور وقت ملاقات سنہ ۳۸۲۲ لکھتے ہیں لیکن یہ قول مورخین کا احادیث صحیحہ کے بالکل خلاف ہے اسلئے اسکی کوئی وقعت نہیں ہوسکتی - چنانچہ صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعودؓ سے بروایت عبداللہ بن عباسؓ جو حدیث مروی ہے اُس سے اور دیگر احادیث سے ملاقات خضر علیہ السلام موسیٰ بن عمران کے ساتھ میں ثابت ہے اور چونکہ بنی اسرائیل میں انبیاء علیہم السلام بکثرت گذرے ہیں اسلئے آپکا نبی ہونا کوئی مستبعد نہیں - اور قول مورخین صرف اسقدر قابل تسلیم ہے -

حضرت ایلیا علیہ السلام

حضرت ایلیا علیہ السلام آپ زمانۂ حکومت یہورام میں اُٹھائے گئے - اسکے بعد آٹھویں برس یہورام کا انتقال ہو گیا

بڑی ملوک بنی اسرائیل گزری ہیں - ۱۲

اور اسکا بیٹا تخت حکومت بنی اسرائیل پر بیٹھا اور اپنی حکومت کے دوسرے سال جزیرہ اور موصل پر چڑھائی کی اس لڑائی میں اسکے ماں اجاب کا لڑکا والئے سامرہ بھی اسکا شریک تھا چنانچہ یہ دونوں والئے جزیرہ اور موصل سے لڑ بھڑ کر واپس آئے۔ یہوشافاط بن ایشا نے جو منسا بن یوسفؑ کی نسل سے تھا اور یورام بن اجاب کے قتل کی فکر میں تھا اسکو یہ موقع ملا اور ایک ہی وقت میں دونوں کو قتل کر دیا۔ (ابن خلدون)



شمسون القوی اور شمسون الجبار بھی انکو کہتے ہیں بنی اسرائیل میں بیس برس تک حاکمانہ زندگی بسر کی۔ بنی فلسطین سے بیحد لڑائیاں لڑیں اور انکے بادشاہ کو گرفتار کر لیا۔ بعض نے انکو انبیاءِ بنی اسرائیل سے لکھا ہے اور بعض مورخین کاہنوں میں شمار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ اور کہنوتیت بھی قربانگاہ کے قائم رکھنے اور احکام شرعیہ کے نافذ کرنے اور ذبح وبخور کے شرائط پورا کرنیکو کہتے ہیں۔ ابن عمید کہتا ہے کہ شمسون کے بعد ایک دوسرا حاکم میخائیل بن اعیل نامی بنی اسرائیل میں ہوا اور اس نے آٹھ برس تک حکومت کی مگر اسکی حکومت مستقل نہ تھی اسکے زمانہ میں بنی اسرائیل میں اکثر فتنے برپا ہوتے رہے انہیں فتنوں میں سبط بنیامین کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر فتنہ وفساد فرو ہو گیا ان ایام میں انکا کاہن عالی بیطات بن حاصاب بن الیان بن فنحاص بن عیزار بن ہارونؑ تھا فتنہ فرو ہونیکے بعد بنی اسرائیل اپنے احکام اور لڑائیوں کی تدبیریں اسی سے پوچھتے تھے۔ اسکے دو لڑکے تھے اور یہ دونوں نافرمان و سرکش تھے اسکے عہد حکومت میں بھی بنی فلسطین سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں اور ان دونوں لڑکوں کے بدولت بہت سی بدافعالیاں پیدا ہو گئیں۔ انبیاء وقت انکو سمجھاتے رہے مگر وہ اپنی حالت موجودہ سے نہ پھرتے تھے آخرکار انکی بدکرداریوں نے یہ برا دن دکھایا کہ بنی اسرائیل کو بنی فلسطین نے شکست دی۔ (ناسخ)

حضرت موسیٰ اول علیہ السلام سنہ ۳۶۴۸ ھبوطی میں آپکی ولادت ہوئی فرعون مصر قابوس بن مصعب کو کثرت بنی اسرائیل سے اندیشہ ہوا کہ مبادا انکی کثرت کا انبوہ مخل سلطنت ہو اور روز بروز انکی ترقی سے فرعون کی پریشانی بڑھتی گئی تا آنکہ ارکین سلطنت کو اُسنے جمع کیا اور یہ صلاح قرار پائی کہ بنی اسرائیل کو کارہائے سخت پر مامور کیا جاوے اور حکام جابران پر تشدد کیلئے مامور کئے گئے طرح طرح کی سختی اور ایذا سے بنی اسرائیل کو

مجبور کیا گیا اور محض انکی آزاردہی کی غرض سے بلدہ عمیس کی بنا شروع کی تاکہ محنت اور مزدوری کا کام انسے لیا جاوے باوجود اس ظلم و تعدی کے بنی اسرائیل کی نسلی ترقی میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ اسی اثناء میں فرعون نے ایک رات خواب دیکھا جسکی تعبیر معبران نے یہ بتائی کہ بنی اسرائیل سے ایک

یعقوب کی اولاد

لاوی

غرشون

مراری

یوخابذ

قاہت

عمران

مریم

لڑکا پیدا ہوگا اور سلطنت مصر کو تباہ کر دیگا اس خوف سے فرعون نے بنی اسرائیل کے بچوں کے قتل کا حکم دیدیا۔ لیکن یہ تدابیر فرعونی قضا و قدر کا کیا مقابلہ کر سکتی تھیں بلکہ کمال قدرت الٰہی کا یہ اظہار ہوا کہ خود فرعون کے گھر میں پرورش پائی جوان ہوئے۔ پھر ایک قبطی کے قتل پر آپ خوف زدہ ہو کر چالیس سال کی عمر میں سنہ ۳۶۸۸ میں مصر سے نکلے اور سات روز کی مسافت طے کرکے اطراف مدین میں پہنچے۔ ایک درخت کے نیچے آپ آرام فرما رہے تھے کہ حضرت شعیبؑ کی صاحبزادیاں اپنے مویشیوں کو پانی پلانے کی غرض سے آئیں اور آپ نے انکے مویشیوں کو سیراب کیا اور حضرت آپ حضرت شعیبؑ کی خدمت میں پہونچے حضرت شعیبؑ نے آپسے فرمایا جیسا کہ کلام پاک میں مذکور ہے اِنِّیٓ اُرِیدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ هَاتَیْنِ عَلٰٓی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمَانِیَ حِجَجٍ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو لڑکیوں میں سے ایک کا تمہارے ساتھ نکاح کردوں اس امر پر کہ تم آٹھ سال میری خدمت کرو۔ چنانچہ آپ دس سال حضرت شعیبؑ کی خدمت میں رہے اور انکی صاحبزادی صفورا سے آپکی شادی ہوئی۔ ادھر قابوس بن مصعب کا

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام

حضرت ہارون علیہ السلام

عیزار

یہ خط بصیر سے ملیگا

یہ خط فنحاص سے ملیگا

انتقال ہوگیا اور اُسکا دوسرا بھائی ولید بن مصعب بن معوۃ بن ابی نمیر بن فلوص بن لیث بن یاران بن عمرو بن عملیق بن عویج بن جامص دو کا بادشاہ ہوا اور آپ معہ اہل و عیال ۲۹ سال ایک ماہ ایک ہفتہ بعد بحکم ربانی مراجعت مصر کے عازم ہوئے اور اُسوقت آپکے والد عمران کا بھی بعمر ایک سو چھتیس سال انتقال ہوچکا تھا۔ آپ مدین سے نکلکر پانچویں روز چھٹی رات کہ شب جمعہ تھی وادی ایمن کے قریب پہونچے اتفاقاً ہوا و بارش کثرت سے

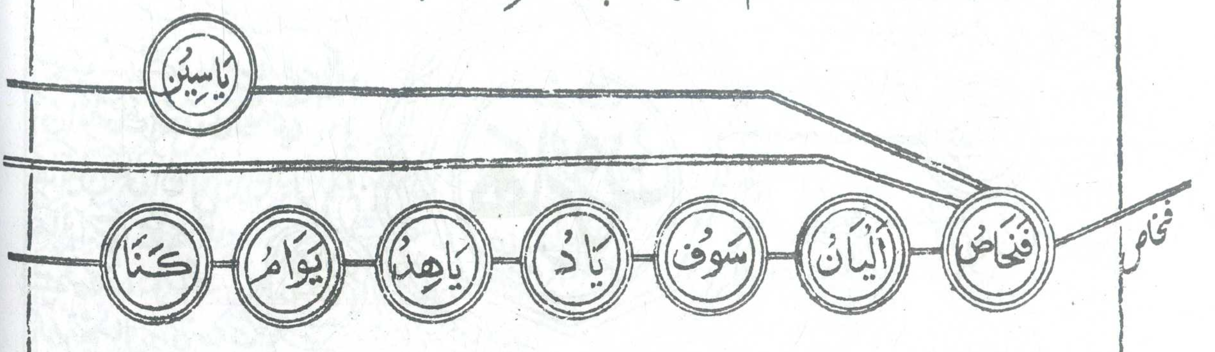
ہوئی آگ کی تلاش تھی کہ سامنے سے کوہ سینا پر روشنی معلوم ہوئی اور اُسکی طرف آپ روانہ ہوئے جسوقت کوہ طور پر پہونچے وہاں ورساعاملہ تھا خطاب ہوا اِنِّیۤ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی (تحقیق میں رب تیرا ہوں پس اُتار دو جوتیاں اپنی اسلئے کہ تو پاک زمین میں ہے) اُسوقت آپکا سن شریف ۷۹ سال ایکماہ بارہ روز کا تھا۔ اسکے بعد راز و نیاز کی گفتگو ہوئی خلعت نبوت معجزہ ید بیضا عصا

یعقوبؑ خطا اولاد

عطا ہوا ولید بن مصعب فرعون مصر کے ہدایت پر مامور ہوئے۔ آپنے اپنی تقویت معذوری زبان کیوجہ سے جناب باری میں عرض کیا وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ھٰرُوْنَ اَخِیْ (اور کردے میرا مددگار میرے گھرانے سے میرے بھائی ہارونؑ) یہ درخواست بھی حضرت کلیم اللہ کی مقروں باجابت ہوئی اور مصر کی طرف روانہ ہوئے ادھر آپکے گھر والے جو منتظر آگ کے بیٹھے تھے اتفاقاً صبح کیوقت چند آدمی مدین کے

قاہث بیصہر بن

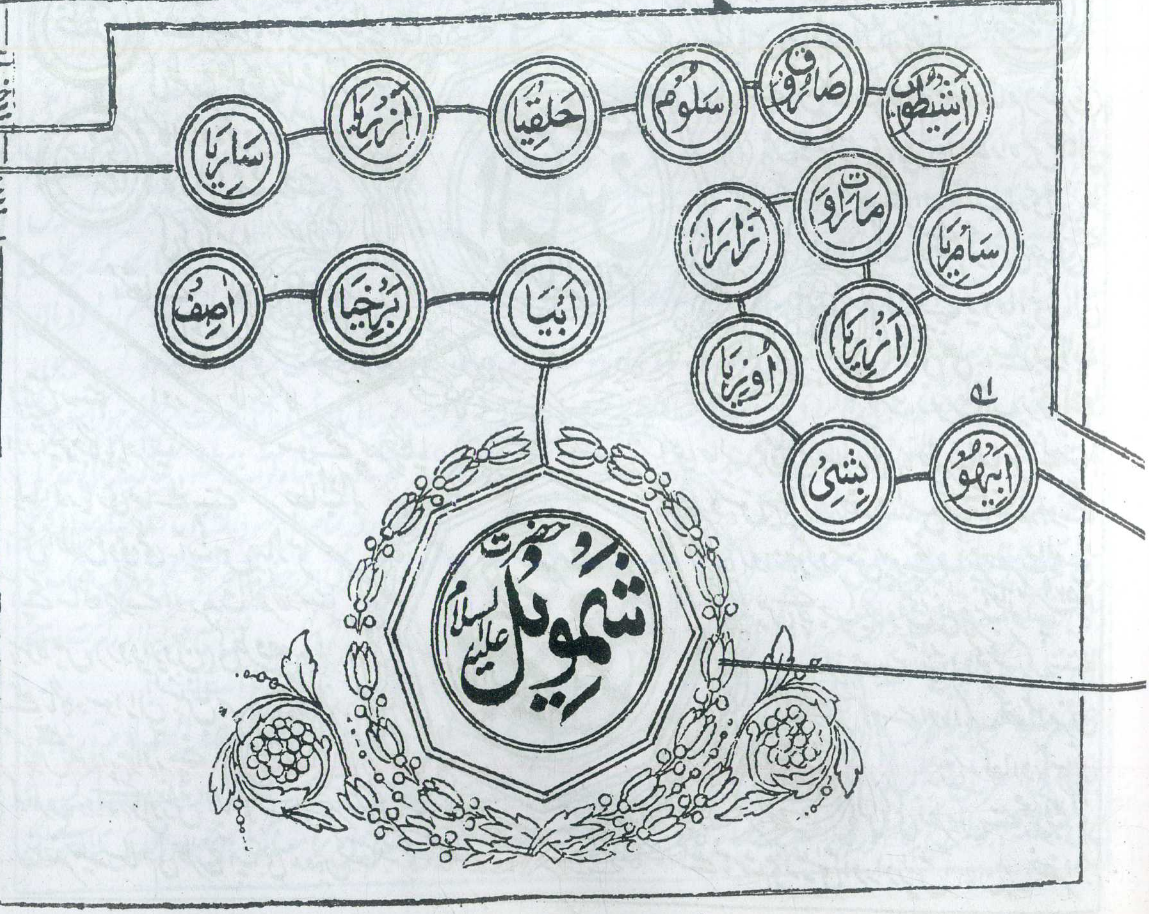
ادھر سے گذرے اور ان سب کو ساتھ لیکر حضرت شعیبؑ کی خدمت میں پہونچادیا۔ جسوقت آپ مصر کے قریب پہونچے۔ حضرت ہارونؑ کو آپکے استقبال کا حکم ہوا آپ راستہ میں آملے اور تین روز مصر میں قیام کرکے فرعون کے پاس گئے اسکو ہدایت کی مگر اثر نہوا ہرچند آپنے معجزات دکھائے مگر اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ کا جواب سنا اور کوئی امید اصلاح ظاہر نہوئی تو غضب خداوندی جوش میں آیا۔ عذاب گوناگوں اُنپر نازل ہوئے اور فرعون معہ تمام گروہ کے دریائے نیل میں غرق کردیا گیا اس مرتبہ مصر میں آپکا قیام کل پندرہ مہینہ رہا اور آپ معہ بنی اسرائیل مصر سے روانہ ہوگئے۔ بنی اسرائیل بیابان میں آباد ہوئے اور یہاں من و سلویٰ ان پر اُترنے لگا۔ موسیٰؑ سے حضرت شعیبؑ کی یہاں ملاقات ہوئی۔ اسکے بعد ۳۸۲۹ھ میں میقات اربعین کا واقعہ ہوا بنی اسرائیل کو آپ ہدایت کرتے رہے اس درمیان میں کثرت سے معجزات آپ سے ظہور میں آئے۔ حضرت خضر سے ملاقات ہوئی۔ ۳۸۶۸ھ میں مقام قادیس میں حضرت ہارون علیہ السلام و مریمؑ کا انتقال ہوگیا۔ ان واقعات کے بعد ۳۸۶۸ھ میں وادی موآب میں آپکا انتقال ہوا۔ ایکسو بیس سال کی عمر ہوئی۔ مرقد غربی جنوب بیت المقدس سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے اور ہر سال سلطانی اہتمام سے آپکے مزار پر مولود شریف ہوتا ہے۔



حضرت شمویل علیہ السلام ۱۱۳۱ھ میں آپکی پیدائش ہوئی اور علی بن بیطات بن حاصاب بن الیاںؑ کے پاس آپنے پرورش و تربیت پائی۔ اور آپکے والد القانا یا کنا کو صاحب ناسخ التواریخ نے انبیاء بنی اسرائیل سے لکھا ہے اور سکونت انکی جبل افرائیم میں تھی۔ لیکن نسب میں انکے بہت اختلاف ہے بعض نے احفاد قارون سے لکھا ہے اور بعض عیزار بن ہارونؑ کی اولاد سے لکھتے ہیں۔

بہرحال حضرت شمویل علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل سے ضرور تھے۔ ۵۲ سال آپکی عمر ہوئی شاول اور داؤدؑ کی لڑائی آپکے زمانہ میں ہوئی دین موسوی پر آپنے مخلوق کو ہدایت کی مقام مصفیا میں آپکو مرض الموت ہوا اور وہیں ۳۶ھ میں آپکا انتقال ہوا قبائل بنی اسرائیل نے زین رامہ میں آپکو دفن کیا۔

۵۱ ابیہو سے عزیر علیہ السلام تک صاحب ناسخ التواریخ نے درمیانی تیرہ ۱۳ پشتیں لکھی ہیں اور ابن خلدون و دیگر مورخین چھ واسطے لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔



حضرت الیاس علیہ السلام آپکی شان میں باری تعالےٰ فرماتا ہے وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (اور تحقیق الیاس البتہ ہمارے بھیجے ہوؤں میں سے ہیں) چونکہ آپکی عمر دراز ہوئی اسوجہ سے ہر عہد اور ہر بلدہ میں آپکا قیام ہوا اور اس بنا پر اس قیامگاہ کی طرف آپکو نسبت ہوتی رہی اور ابتداءً آپ بادشاہ شہر بعلبک کی سلطنت میں مبعوث ہوئے تھے۔ چلبا د اور خضر بھی آپکا نام ہے بناءً علیہ بعض کا خیال

ہے کہ خضر و الیاس ایک ہی تھے (لیکن درحقیقت خضر علیہ السلام دوسرے ہیں) حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کے بعد آپنے عزلت اختیار کرلی اور ہمیشہ عبادت الٰہی میں مشغول رہے قریہ شومرون میں آپکا قیام رہتا تھا کہ اسی اثناء میں احاب بادشاہ بنی اسرائیل نے حضرت الیاسؑ کے معجزات کا اپنی بیوی ایزابل سے ذکر کیا حضرت الیاسؑ نے چونکہ ۴۵۰ آدمی کو جو جھوٹا دعویٰ نبوت کا کرتے تھے

اولاد

یصہر — قارون — نشاسات — القانا — اسر — تاحت — ضفیا — عزیز — یوئیل

ظفر — سامری

قتل کرا دئے تھے اسوجہ سے اس عورت کو ابسے ملال تھا۔ بادشاہ کے تذکرہ کرنے سے اسے غصہ آیا۔ اور حضرت الیاسؑ کے پاس پیام بھیجا کہ اُن مقتولوں کی طرح تمکو بھی جلد قتل کیا جائیگا آپنے ان کلمات ناملائم کو سنکر مقام (سرج) کا ارادہ کردیا تاکہ آل یہودا میں ایام گزاری کریں۔ وسط راہ میں دامان کوہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور جناب باری میں دعا کی کہ اگر میرا وقت قریب ہے تو اس جہان سے اُٹھالے گویا آپنے یہ دعا اپنی امان کیلئے مانگی تھی۔ اسکے بعد آپ ملائکہ کا نوبت بہ نوبت آپ پر نزول ہوا اور وہیں سو رہے اور آپکو جگایا پھر آپ سو گئے پھر جگایا

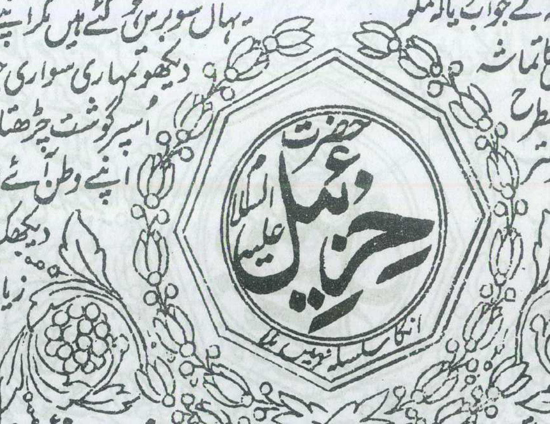
حضرت الیاس علیہ السلام

اسی حالت میں جمال و جلال الٰہی کا حضرت الیاسؑ نے مشاہدہ کیا اور باری تعالےٰ سے خطاب ہوا کہ دمشق میں جاؤ اور حضرت الیسع تمہارے خلیفہ ہونگے اسکی اطلاع دی گئی۔ آپ اُس پہاڑ سے روانہ ہوکر دمشق پہونچے یہاں پر حضرت الیسع آپکے ساتھ ہو گئے اور مدت العمر خدمت میں رہے جب آپکا وقت رفع قریب ہوا تو آپ ۵۲۹ھ ہبوط میں (رود اردن) کی طرف روانہ ہوئے آپ ودکو عبور کر رہے تھے ناگاہ سواران آتشیں ظاہر ہوئے اور ایک گھوڑا مزین اسمیں سے نمودار ہوا اور آپنے پاؤں رکاب میں رکھا اور آسمان کیطرف روانہ ہوا اور خلق کی نظروں سے محجوب ہو گئے اور خضر علیہ السلام کی طرح آپ بھی زندہ ہیں کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ عیسیٰؑ اور ادریسؑ آسمان میں خضر اور

حضرت عزیر علیہ السلام

الیاسؑ زمین میں بقید حیات ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

حضرت عزیر علیہ السلام آپکا ظہور سنہ ۹۱۲ ہبوط میں ہوا (عزیرا عبری زبان میں مددگار کے معنی میں ہے جسکا معرب عزیر ہوا۔ اور لقب آپکا سوفر ہے بمعنی کاتب کے۔ توریت میں آپکا نام نحمیناہ ہے زمانہ بخت نصر میں توریت جلادی گئی تھی سوائے آپکے کسی کو حفظ یاد نہیں تھی۔ چنانچہ آپنے بیت المقدس میں جسوقت آل یہودا اور بنی لاوی نے اصرار کیا منبر پر بیٹھکر تمام توریت سنادی اور از سر نو نسخہ توریت لکھا گیا اسی واسطے آپکا لقب سوفر ہوگیا۔ حضرت عزیرؑ نے بتیسویں سال حکومت داریوش بادشاہ میں شوشتر کا ارادہ کیا اثناء راہ میں ایک ویرانہ میں آپکا گذر ہوا جہاں مردوں کی ہڈیاں آپکی نظر سے گذریں اور خیال ہوا کہ اللہ تعالے ان گلی ہوئی ہڈیوں کو کیسے زندہ کریگا۔ اسی خیال میں سو گئے۔ باری تعالے نے خواب میں آپکی روح قبض کرلی اور آپکی سواری بھی ہلاک ہوگئی۔ سو برس کے بعد آپ زندہ کئے گئے اور ایک فرشتہ نے آکر دریافت کیا تم یہاں کتنے عرصے ٹھہرے آپنے فرمایا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ فرشتہ نے جواب دیا کہ تمکو یہاں سو برس ہوگئے ہیں مگر اپنے کھانے کو دیکھو بدستور رکھا ہے اسمیں کوئی خرابی نہیں آئی اور قدرت الٰہی کا تماشہ دیکھو تمہاری سواری جو گل کے خاک ہوگئی ہے اور ہڈیاں بوسیدہ ہیں انکو کیسے جوڑتے ہیں اور کسطرح اسپر گوشت چڑھتا ہے۔ چنانچہ قدرت الٰہی سے وہ زندہ ہوگیا آپ اسپر سوار ہوکر شوشتر اپنے وطن آئے چونکہ سو برس کا زمانہ گزر چکا تھا آپکو کسی نے نہیں پہچانا مگر آپکے معجزات دیکھکر سب نے یقین کرلیا اور آپکی طرف رجوع ہوئے لیکن زیادتی اعتقاد سے مخلوق گمراہی میں پڑگئی اور آپکو خدا کا بیٹا کہنے لگی جیسا کہ کلام پاک میں اسکی تفصیل موجود ہے ان واقعات کے بعد پچاس سال آپ اور زندہ رہے اور قوم کو ہدایت کرتے رہے۔



حضرت حزقیل علیہ السلام آپ ودمان بنی لاوی قبیلہ صاف سے ہیں سنہ ۶۵۰۶ میں ظہور رہا۔ بادشاہ یہوشافاط پر بنی مواب و بنی عمون جسوقت حملہ آور ہوئے اور قرب و جوار بیت المقدس میں غارتگری شروع کردی اسوقت یہوشافاط کو سخت پریشانی ہوئی اور آپکی خدمت میں حاضر ہوکر استغاثہ کیا آپنے جناب باری میں التجا کی۔ آثار قبولیت نمایاں ہوگئے۔ اور بادشاہ کو آپنے مطمئن کیا کہ یہ لڑائی خدا کی ساتھ ہے کل وہ خود تمہاری مدد کریگا۔ دوسرے روز تمام آل یہودا لشکر آراستہ کرکے مقابلہ کو نکلی اور مقام جبل ساعیر فریقین میں سخت جنگ ہوئی اور حضرت حزقیلؑ بھی شریک جنگ تھے عین معرکے اندر دونوں قبیلوں کا قلع قمع ہوگیا اور کثرت سے مال و متاع لیکر واپس بیت المقدس آئے۔



حضرت عوبدیاہو علیہ السلام آپ بھی انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں بادشاہ احاب کے زمانہ میں سنہ ۵۰ ہبوط میں آپکا ظہور رہا۔ حضرت الیاسؑ کی بددعا سے بنی اسرائیل پر امساک باراں ہوا اور مخلوق تباہ ہونے لگی

حضرت عوبدیاہو چونکہ احاب کے ارکین میں سے تھے اسنے کہا کہ آپ جاکر کسی چشمہ کی تلاش کرو اور خود بھی ایک دوسری طرف کو اسی فکر میں روانہ ہوگیا۔ حضرت عوبدیاہو کو حضرت الیاسؑ راستہ میں مل گئے اور اسوقت احاب کے جاسوس حضرت الیاسؑ کے قتل و گرفتاری کے خیال میں گشت کر رہے تھے۔ آپنے حضرت الیاسؑ کو اسکی اطلاع دی۔ حضرت الیاسؑ نے فرمایا کہ میں خود احاب کے پاس جاتا ہوں اور بارش بھی ہوگی

عوبدیاہو یہاں سے واپس ہوئے اور احاب کو آپکی آمد سے اطلاع دی حضرت الیاسؑ جسوقت پہونچے تو بارش ہوئی۔ اور عوبدیاہو کی وجہ سے حضرت الیاسؑ کی نبوت کے سب قائل ہوئے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ عوبدیاہو کو امور سلطنت احاب میں کامل دسترس تھی۔ سو نبیوں کو اسکی شر سے محفوظ رکھا اور پچاس نبیوں کو پوشیدہ طور سے خورد و نوش کا سامان پہونچاتے تھے۔

خط اولاد یعقوبؑ

حضرت یوئیل علیہ السلام بن تبویل ۸۲۶ سنہ ھ میں آپکا ظہور ہوا زمانہ دولت یہودیہ میں آپکو نبوت ہوئی۔ آپ بھی شریعت موسوی کے پیرو تھے۔

حضرت عاموس علیہ السلام ۷۶۱ سنہ ھ یہوط میں آپکا ظہور ہوا۔ عاموس کے معنی عبری زبان میں بار کش کے ہیں۔ عہد عوزیا میں مرتبۂ نبوت پایا اور بنی اسرائیل کو راہ حق کی ہدایت کرتے شریعت موسوی کے متبع تھے بادشاہ عوزیا جسکے زمانہ میں آپ مبعوث ہوئے تھے آل یہودا میں نہایت باہیبت و شوکت بادشاہ گزرا ہے۔ بڑی بڑی عالیشان عمارتیں بیت المقدس میں تیار کرائی۔ بنی عمون اور قبائل فلسطین و عمالقہ سے جنگ کی اور غالب آیا فوج و سپاہ بڑی کثرت سے رکھتا تھا چنانچہ سات ہزار پانچسو مسلح سپاہی دست بستہ روزانہ دربار میں کھڑے رہتے تھے شریعت موسوی کا پابند تھا ۵۲ سال سلطنت کی لیکن آخر میں جب اسکی سلطنت نہایت وسیع ہوگئی کبر و نخوت سے آپے سے باہر ہوگیا اور اطاعت خداوندی سے پھر گیا ایک روز بیت المقدس میں گیا وہاں کا ایک خادم تھا اتفاقاً اسکا نام بھی عوزیا تھا اس سے اسنے مزاحمت کی اور باہر نکالنے کا حکم دیدیا گیا۔ فوراً ہی اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان برص کا نشان پیدا ہوا اور اسی حالت میں مرگیا اور چونکہ مبروص مرا تھا اسواسطے لوگوں نے سلاطین کے مقابر میں بھی دفن نہیں کیا غضب خداوندی سے مرنے کے بعد بھی ذلیل ہوا۔

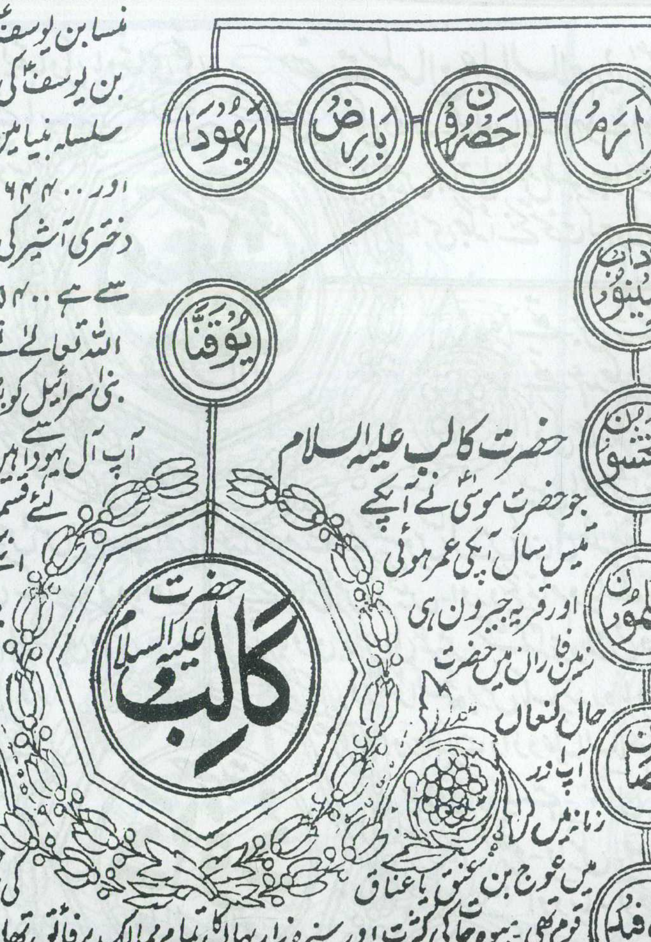
یہودا ابن یعقوب علیہ السلام انکی اولاد میں بڑے بڑے ملوک اور انبیاء کثرت سے ہوئے ہیں گو انکے بھائیوں کی اولاد میں بھی یہ شرف تقریباً مساوی تھا چنانچہ خروج مصر سے چالیس سال بعد حضرت موسیٰؑ نے بحکم باری تعالےٰ بنی اسرائیل کی جسوقت شمار کی ہے تو اولاد یہودا کے علاوہ اُن دونوں لڑکوں عیر اور اُونان نامی کے جنکا حضرت یعقوبؑ کے مصر آنے

سے پہلے کنعان میں انتقال ہوگیا تھا اور ذریت سے جو اولاد ہوئی۔ اُنکی ۷۶۵۰۰ تعداد تھی۔ راد بن یعقوبؑ کی ۴۳۷۳۰ اور شمعون بن یعقوبؑ کی ۲۲۲۰۰۔ جاد کی اولاد ۴۵۰۰۰۔ اور کار بن یعقوبؑ کی ذریات ۶۴۳۰۰۔ زیلون کی ۶۲۵۰۰ نفر تھی۔ احفاد

یعقوبؑ خطا اولاد

منسا بن یوسفؑ کی ۵۲۷۰۰ آدمی تھے اور افرائیم بن یوسفؑ کی اولاد سے ۳۲۵۰۰ آدمی تھے اور سلسلہ بنیامین بن یعقوبؑ سے ۴۵۶۰۰ آدمی تھے اور ۶۴۴۰۰ دان بن یعقوبؑ کی اولاد تھی اولاد دختری آشیر کی لڑکی سارح سے جو نسل نفتالی بن یعقوبؑ سے ہے ۵۴۴۰۰ آدمی اس نسل کے تھے۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کی برکت سے بنی اسرائیل کو بڑی بڑی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔



حضرت کالب علیہ السلام جو حضرت موسیٰؑ نے آپکے تیس سال آپکی عمر ہوئی اور قریہ جیرون ہی زمین فاران میں حضرت حال کنعان آپ زرد زمانہ میں میں عوج بن عنق یا عناق

آپ آل یہودا سے ہیں حضرت یوشعؑ کے بعد نبی ہوئے قریہ حیرون لئے قسمت کیا تھا یہیں آپکا قیام رہا اور ایک سو تیس برس انکے بعد شانوش انکے لڑکے خلیفہ ہوئے میں سنہ ۹۲۲ ہبوط میں آپکی وفات ہوئی۔ موسیٰؑ نے نزول کے بعد بغرض استفسار جاسوس روانہ کئے تھے انمیں یوشعؑ بھی شامل تھے وہ کنعان اور اُسکے اکناف کی حکومت تھی جو دنیا کی زبردست اور قوی ہیکل قوم تھی۔ میوہ جات کی کثرت اور سبزہ زار یہاں کا تمام ممالک پر فائق تھا۔ حضرت کالبؑ نے یہاں پہونچکر جاسوسوں کو ہدایت کی کہ بنی اسرائیل سے یہاں کے قوم کی حالت نہ بیان کریں مگر جاسوسوں نے یہاں سے واپس آکر برخلاف

خط داؤد

عہد کیا اور بنی اسرائیل کو بنی عناق سے خوف زدہ کردیا چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے جسوقت بنی اسرائیل کو کنعان کی طرف روانگی کا حکم دیا سب انکار کرگئے۔ اور عتاب الہٰی نازل ہوا۔

حضرت داؤد علیہ السلام۔ آپ یہودا ابن یعقوبؑ کی اولاد سے ہیں سنہ ۳۳۳۴ ہبوط میں پیدا ہوئے مقام جیرون میں مقیم رہے جب ۳۸ برس کی عمر کو پہونچے تو بیت المقدس میں گئے اور علاوہ ملک سابق شام میں مقامات فلسطین اور عمان اور رباب اور حلب اور نصیبین اور ملک آرمنی کے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور چالیس برس حکومت کی ستر برس کی عمر میں وفات پائی آپکا معجزہ تھا کہ آپکے

ہاتھ میں لوہا موم جیسا نرم ہو جاتا تھا۔ زرہ بناتے تھے حکیم لقمانؑ آپکے شاگرد تھے۔ آپ پر کتاب زبور اتری نہایت خوش آواز تھے جب آپ زبور کو پڑھتے جن وانس و جانور تمام سننے کو اکھٹے ہو جاتے پانی بہنے سے رک جاتا اور ہوا چلنے سے رک جاتی تھی صائم ایسے تھے کہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے اکثر حصہ رات کا بھی عبادت میں گزارتے تھے انکے زمانہ

بیعقوبؑ خط اولاد

سلطنت میں دوسری طرف کنعانیوں سے کیقباد کی بادشاہی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد سنہ ۳۵۱۴ ہبوط میں پیدا ہوئے اور بارہ برس کی عمر میں اپنے باپ کی وفات کے بعد بادشاہ ہوئے اور آپ ایسے بادشاہ ہوئے کہ دنیا میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں ہوا جن وانس و طیور ہوا وغیرہ ہر چیز کے بادشاہ تھے جہاں جانا چاہتے تھے اسی جگہ انکے تخت کو ہوا لیجاتی تھی۔ ایک ماہ کا سفر صبح اور ایک ماہ کا سفر شام کو طے کر جاتے تھے۔ جن بڑے بڑے کام بناتے تھے اور حاضر رہتے تھے۔ عہد حکومت کے چوتھی سال میں بیت المقدس کی عمارت بنائی تیس ہاتھ اونچا اور ساٹھ ہاتھ لمبا اور بیس ہاتھ چوڑا بنایا اور اسکی گرد کی دیوار پانچسو ہاتھ بنائی سات برس اس میں لگے اور عہد حکومت کے پچیسویں سال میں یمن کی ملکہ بلقیس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے ملک کو سلیمانؑ کے سپرد کر دیا اور آپکے نکاح میں آ گئیں۔ اور دیگر تمام دنیا کے بادشاہ آپکے مطیع ہو گئے غرض کل دنیا میں آپکی بادشاہی ہو گئی اور باون برس کی عمر میں سنہ ۳۵۶۳ ہبوط میں وفات پائی۔ آپکے بعد آپ کی اولاد میں ملک رہا اور دو سو اکسٹھ برس تک پندرہ بادشاہ ہوئے پھر آپکی اولاد کے ہاتھ سے ملک نکل گیا

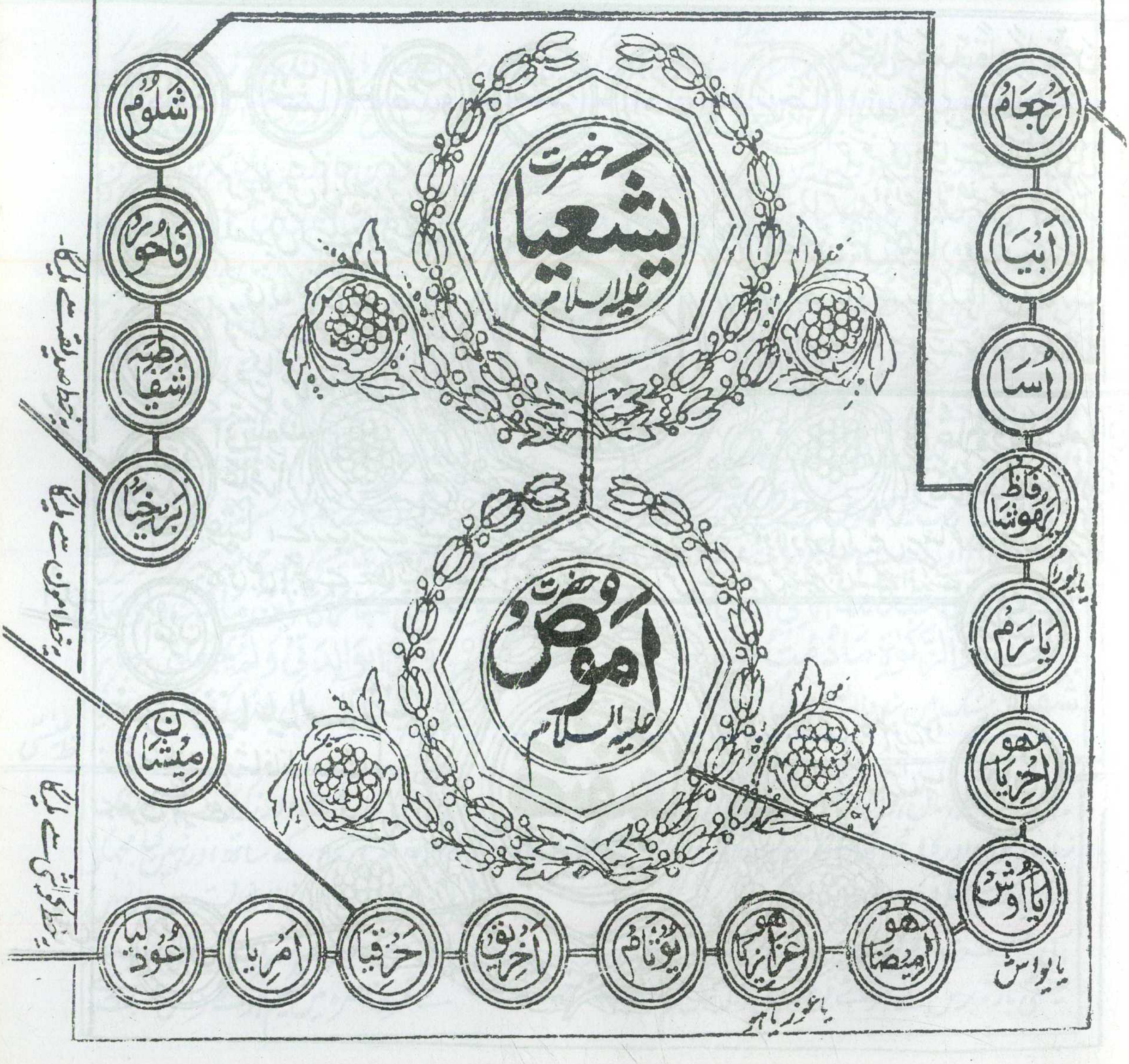
حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام

اور حضرت داؤد علیہ السلام کے صلبی اولاد علاوہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے جو ہوئی وہ یہ ہے۔ ناتان۔ سمیا۔ اربعام۔ شلوم۔ منحانیہ۔ نضح۔ دانیل۔ صوباہ۔ باقیا۔ الیقات۔ الباذر۔ الیسمہ اور دنیا۔ نوجاہ۔ امون۔ بہار۔

حضرت اموص علیہ السلام آپ اپنے بھائی امصیاہو کے زمانۂ بادشاہت میں ۵۸۵ ہبوط میں بنی اسرائیل پر مبعوث ہوئے۔

حضرت یشعیا علیہ السلام آپ حضرت اموصؑ کے صاحبزادے ہیں ۶۹۸ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا اور بادشاہ بنی اسرائیل خرقیا کے زمانے میں آپکی دعاء برکت سے قوم کو امن ہوا اور دشمنوں سے نجات ملی۔



حضرت زکریا علیہ السلام ۵۵۷ سنہ میں آپکا ظہور ہوا آپ نبی وقت اور رئیس خدام بیت المقدس تھے۔ مریمؑ کی بہن یا پھوپی ایشاعؑ سے آپکا نکاح ہوا ۷۵ سال کی عمر تک آپکے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور حضرت مریمؑ چونکہ انہی تربیت میں تھیں جب مریمؑ کے پاس جاتے تو میوہ جات خلاف موسم انکے پاس دیکھتے اس واقعہ سے حضرت زکریاؑ کے دل میں خیال ہوا کہ جو قادر قیوم بے وقت

آل عمران

مریمؑ کو ایسی اشیاء خوردنی پہونچاتا ہے کیا عجب ہے کہ مجھے بھی بیوقت اولاد عطاء کرے اور آپنے مراد کے لئے دست دعا پھیلایا

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً (اسی جگہ دعا کی زکریا نے اپنے رب سے کہا اے رب بخش دے مجھے اپنے پاس سے بیٹا پاک) یہ دعا آپکی مقبول باجابت ہوئی اور فرشتہ نے بحکم باری ندا دی۔ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ

ع ۵ پ ۳ سورۃ ۳

یعقوبؑ خط اولاد

داؤد — نحشان — صدوق — مسلم — ادن — برخیا

سلیمان — مسلم — صدیقہ

بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ تحقیق اللہ تعالے تجھکو خوشخبری دیتا ہے ولادت یحییٰ کی ہوگا۔ (اس سے مراد تصدیق عیسیٰؑ ہے یعنی انکی کہ جو کلمہ حق کی تصدیق کرنیوالا تصدیق کرینگے) وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا (اور اس سے پیشتر کسی نبی کا نام یحییٰ نہیں رکھا گیا) حضرت زکریاؑ اس بشارت کو سنکر بہت خوش ہوئے اور غایت مسرت سے جناب باری میں عرض کی رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا اے رب میرے کیسے اولاد ہوگی کہ میں پیر سالخوردہ ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے۔ خطاب ہوا اے زکریا یہ ہمپر آسان ہے اس سے پیشتر تم کچھ چیز بھی نہ تھے اور ہمنے پیدا کردیا

حضرت زکریا علیہ السلام

ع ۵ پ ۱۶ سورۃ مریم

صدیقہ

اموص

ماسان — امون

عمران

حضرت صفنیا علیہ السلام سنہ ۴۵۲ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا زمانہ سلطنت یہوشافاط بادشاہ بنی اسرائیل میں آپ مبعوث ہوئے تھے۔

حضرت صفنیا علیہ السلام

کوش

کوش

اسلئے اب پیدا کرنا کیا دشوار ہے۔ چنانچہ اس دعا سے پانچ سال بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام چھ ماہ کے حمل سے پیدا ہوئے۔ اسی زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔ اشرار بنی اسرائیل نے حضرت زکریاؑ کو متہم کیا آپ انکے خوف سے ایک درخت میں پوشیدہ ہو گئے۔ بنی اسرائیل نے اس درخت کو چیر دیا۔ سو برس کی عمر میں اس ظلم سے آپ شہید ہوئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام بہت ہی عابد زاہد

تھے خوف خداوندی سے بہت روتے تھے یہانتک کہ آپکے چہرہ پر آنسوؤں کے جاری ہونے سے زخم ہو گئے تھے ہمیشہ تخلیہ اور تنہائی میں بیٹھے رہتے تھے۔ ساری عمر نکاح نہیں کیا اور یہ اسوقت کی شریعت میں جائز تھا بادشاہ ہیرودس اپنے بھتیجی سے ان کا نکاح کرنا چاہا۔ حضرت یحییٰؑ نے انکار کیا۔ اس عداوت سے اسنے آپکو قتل کرا دیا۔ یوحنا بھی آپکو کہتے ہیں۔

خط اولاد یعقوبؑ

حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت مریم علیہا السلام باری تعالےٰ نے حضرت مریمؑ کو عورتوں میں بڑا مرتبہ عطا فرمایا تھا اور سب سے زیادہ بزرگی آپکی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آپ والدہ ہیں نسب آپکا صاحب ناسخ التواریخ نے اسطرح بھی لکھا ہے مریم بنت ایلیعاذر بن ایلیہود بن الکین بن زادوق بن عازور بن ایلیاقیم بن ابیود بن زوربابل بن شلتائیل بن یوکانیا بن یوشیا بن آمون بن منسی بن حزقیا بن حاز بن یوثام بن عوزیا بن یورام بن یہوشافاط بن آسا بن ابیا بن رحبعام بن سلیمان بن داؤدؑ۔ حضرت عیسیٰؑ بیت المقدس کے قریب قریہ بیت اللحم میں آپکی ولادت ہوئی چونکہ آپ قدرت الٰہی سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور بعد حمل ہی یا بعد انقضائے مدت حمل کہ جو دونوں تعجب خیز صورتیں ہیں آپکی ولادت ہوئی اسکے بعد بنی اسرائیل نے حضرت مریمؑ پر تہمت لگائی اور آپ سے مزاحم ہوئے تو مریمؑ نے فرمایا کہ اس بچے سے دریافت کرو حضرت عیسیٰؑ روح اللہ شیرخوار کو دیکھے آپنے فرمایا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتَانِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِیْ مُبَارَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا (بیشک میں بندہ اللہ کا ہوں اسنے مجھکو کتاب دی اور مجھکو نبی کیا ہے اور کیا مجھکو برکت والا جہاں ہوں اور حکم کیا مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا جبتک زندہ رہوں اور کیا مجھے بھلائی کرنیوالا میری ماں کے ساتھ اور نہیں کیا مجھکو متکبر بدبخت) مگر قوم اس معجزہ کو دیکھکر بھی اپنی الفاظ ناشائستہ سے باز نہیں آئی حضرت مریم یوسف بن نجار کو ہمراہ لیکر مصر تشریف لیگئیں اور جب حضرت عیسیٰؑ بارہ برس کے ہوئے تو معہ اپنی والدہ شام کے قریہ ناصرہ میں مقیم ہوئے (اسی نسبت سے

خط عیسیٰؑ

حضرت مریم علیہا السلام

اور عیسائیوں کا لقب نصارا ہوا) آپکی تیس برس کی عمر میں نبوت ہوئی اور انجیل نازل ہوئی اور بکمال درجہ کے زاہد اور تارک الدنیا تھے۔ یہود کو آپسے عداوت ہوئی اور بادشاہ فیلاس آپکے قتل پر آمادہ ہوگیا۔ باری تعالےٰ نے اسکو آپ کا ہمشکل کردیا اور صلیب پر چڑھا دیا گیا اور حضرت عیسیٰؑ آسمان پر اٹھا لئے گئے سنہ ۵۶۱۷ ہبوط میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے ۵۷۰ برس پہلے یہ واقعہ ہوا کل ۳۳ سال آپ دنیا میں رہے اور حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد چھ سال اور زندہ رہیں ۵۳ سال کی عمر میں انکا بھی انتقال ہوگیا حضرت عیسیٰؑ کے اٹھائے جانے کے بعد بنی اسرائیل کو سرسبزی نہیں ہوئی اور دن بدن تنزل ہوتا گیا ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ط (یہ بوجہ اسکے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور ظلم کرتے تھے)

یعقوبؑ خط اولاد

آپ بمقابلہ دیگر انبیا کے خصوصیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبشر بھی تھے جیساکہ اس بارہ میں کلام باری سے ظاہر ہے اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ ط (بیشک میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف دلیل اور حجت کے ساتھ حالانکہ تصدیق کرنیوالا ہوں اس چیز کی جو مجھ سے پہلے ہے یعنی کتاب توریت اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے زمانہ کے بعد تشریف لاوینگے نام انکا احمد ہوگا۔

حضرت جاد علیہ السلام

حضرت جاد علیہ السلام پیغامبران بنی اسرائیل سے ہیں سنہ ۳۲۶۲ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا اور کہتے ہیں کہ حضرت داؤد کی سکونت جب مقام امصیا میں تھی حضرت جادؑ انکی پاس آئے اور خبر دی کہ حکم باری اسطرح پر ہے کہ تم یہاں سے خرنوب کی طرف جاؤ چنانچہ آپ جادؑ کی ہدایت کے مواقف یہاں سے روانہ ہوکر خرنوب پہونچے۔ (ناسخ)

روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

عیسیٰؑ

حضرت دانیال علیہ السلام آپ انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں آپکے والد کا نام یوحنا بن یوشا ہے۔ یوشا کے تین لڑکے تھے۔ اول یوحاز جسنے آل یہودا کی سلطنت کی۔ دوسرے یہویاقیم جو آخر سلاطین بنی یہودا ہے۔ تیسرے یوحنا والد دانیال علیہ السلام جو یہودا ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں مثل دیگر انبیاءؑ آپنے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعثت کی خبر دی تھی ۸۱۷ھ سنہ میں آپکا ظہور ہوا۔ آپکی کتاب ۱۲ فصلوں پر مشتمل ہے جسمیں آئندہ کی خبریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا حال درج تھا۔ بخت نصر بادشاہ یہویاقیم کو جسوقت گرفتار کرکے لیگیا۔ اسکے بعد اپنے رئیس خواجہ سرایاں اصفاناز سے

یعقوبؑ خط اولاد

کہا کہ بنی اسرائیل میں سے چند آدمی جو ذہین وطباع ہوں منتخب کرلے تاکہ کسب علوم میں انکو مشغول کیا جاوے اور بعد حصول قابلیت انکو دربار میں رکھا جاوے اصفاناز مذکور نے ایک جماعت کا انتخاب کیا ازانجملہ حضرت دانیالؑ اور تین انکے اور ہمراہی بھی اسمیں شامل تھے۔ یہ چاروں چار نئے ناموں سے موسوم کئے گئے اور انکی آسائش کا بھی خاص طور سے اہتمام کیا گیا اور کھانا خاصہ مطبخ سے آنا شروع ہوگیا حضرت دانیالؑ کے ہمراہی بھی صلحا اور زہاد وقت سے تھے۔ سب نے پوشیدہ طور سے داروغہ مطبخ سے درخواست کی کہ بادشاہی کھانا ہمارے واسطے نہ آیا کرے۔ بالآخر یہ خواہش حضرت دانیالؑ اور انکے ہمراہیوں کی پوری ہوئی۔ اور دانیالؑ کے ہمراہیوں نے اپنے طور پر احتیاطاً کھانے کا انتظام کیا اور تعلیم میں مشغول رہے۔ کچھ عرصہ بعد دانیالؑ اور آپکے ہمراہی لیاقت میں سب سے بڑھ گئے اور مقربان خاص سے ہوگئے اسی عرصہ میں بخت نصر نے ایک خواب دیکھا اور بغیر خواب بیان کئے اسکی تعبیر معہ کیفیت خواب دریافت کی حکما بابل ومجوس اسکی تعبیر سے معذور رہے۔ گو سوال حضرت دانیالؑ سے نہیں ہوا تھا مگر آپ جماعت حکماء میں شامل تھے۔ اسپر بخت نصر نے ناراض ہوکر سب کے قتل کا حکم دیدیا جسوقت ان سبکو عاملان بخت نصر قتل کرنیکے واسطے لیچلے اسوقت حضرت دانیالؑ نے درمیان سے نکلکر مہلت طلب کی اور بعد چندے جو خواب بخت نصر نے دیکھا تھا ہو بہو بیان کردی اور اسکی تعبیر ظاہر کی جو بعثت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل تھی گو بخت نصر حضرت دانیالؑ کی منشاء کو بخوبی نہ سمجھا لیکن اسکو حیرت ہوئی۔ اور اس واقعہ سے آپکی منزلت میں اور اضافہ کیا۔ ۱۲

حضرت دانیال علیہ السلام

حضرت ملاخی علیہ السلام ظہور آپکا ۹۱۵ھ سنہ ہبوط میں ہوا۔ عبری زبان میں ملاخی کے معنی رسول کے ہیں۔ حضرت دانیالؑ کے ہم عصر اور شریعت موسوی کے پابند تھے اور بنی اسرائیل انکو آخری پیغمبر سمجھتے تھے۔

حضرت ملاخی علیہ السلام

حضرت ساریا علیہ السلام ۸۲۵ھ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا۔ ساریا عبری میں بمعنی برگزیدۂ خدا کے ہیں ہمیشہ آپ بیت المقدس میں رہتے اور مسجد اقصا میں اوقات عزیز کو عبادت الٰہی میں گذارتے۔ شریعت موسوی کے متبع تھے بختنصر جب بیت المقدس پر چڑھا اور غالب ہوگیا تو اُسکے سپہ سالار نے بعد ہدم دیوار قلعہ و احراق مسجد ساریاؑ و صفنیاؑ اور تین آدمی اور خدام بیت اللہ کو

گرفتار کیا اور دست بستہ کرکے ارض بلاث میں بختنصر کے پاس لیگیا اور وہاں آپ شہید کئے گئے۔ خرابی بیت المقدس کا روز آل اسرائیل میں ایسا گزرا ہے کہ یہ ہمیشہ اُس دن کی مصیبت یاد کرتے رہے کہ جو در حقیقت اُنکے اعمال کی مکافات تھی

یعقوبؑ نحط اولاد

دو مرتبہ سخت نافرمانیوں کے مرتکب ہوئے۔ بہت سے انبیا کو قتل کیا طرح طرح کے معاصی پر دلیر ہوگئے۔ اولاً بختنصر نے انکو پامال کیا دوسری مرتبہ طیطوس کے حملے سے تباہ ہوئے مگر پھر بھی اللہ تعالےٰ نے کرم کیا اور اُنکو ترقی دی جیساکہ کلام باری میں اسکی تفصیل موجود ہے وَقَضَيْنَآ إِلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ فِى ٱلْكِتَٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى ٱلْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا (اور پیام بھیجا ہمنے بنی اسرائیل کی طرف کتاب توریت میں اور بیان کردیا کہ تم ضرور فساد کروگے زمین شام میں دو بار اور البتہ میری طاعت سے سرکشی اور تکبر کروگے) بختنصر نے بنی اسرائیل اور بیت المقدس پر بڑے بڑے مظالم کئے۔ اسکے علاوہ اسنے ایک بت زرخالص کا تیار کرایا تھا جسکا طول و عرض ۶۰×۶ ہاتھ کا تھا اور ایک بتخانہ میں اُسکو رکھا گیا تمام ممالک میں اُسکی پرستش کی منادی کی تھی۔ اور مخلوق کی گمراہی پر آمادہ ہوا۔

حضرت ساریا علیہ السلام

حضرت زکریا علیہ السلام

انکا سلسلہ ابیا تک

حضرت زکریا علیہ السلام بن ماسا۔ زکریا کے معنی عبری زبان میں حج اغ خدا کے ہیں۔ زمانۂ دولت یہویاقیم ۸۲۳ھ ہبوط میں آپ مبعوث ہوئے تھے شریعت موسوی پر عمل کرتے تھے بنی اسرائیل کو ہر چند آپ نصیحت کرتے رہے لیکن کسی نے آپکی بات نہ مانی اسوجہ سے اپنی بداعمالی کے مکافات میں مبتلا ہوئے۔

حضرت شمعیا علیہ السلام رجعام بن سلیمانؑ کے زمانہ میں ۴۴۴۲ھ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا۔ آپ آل یہودا سے ہیں۔ جسوقت رجعام بن سلیمانؑ نے یوربعام بن باناط افرتانی سے جسکا سلسلۂ نسب افرائیم بن یوسفؑ سے ملتا ہے بارادۂ مصاف لشکر کو ترتیب دی تو آپکو بذریعہ وحی الہام ہوا کہ رجعام و آل یہودا سے کہیں کہ آپس میں جنگ نکریں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاویں

تاکہ خونریزی نہو حضرت شمعیا نے حکم خداوندی سے اطلاع دی اور مخلوق کو اس ارادہ سے روکا آخر کار سلطنت آل یہودا و بنی بنیامین رجعام کے حق میں قائم ہوئی۔ اور دوسرے دس سبطوں کی حکومت یوربعام کیلئے مخصوص ہوگئی لیکن باہمی عداوت و نفاق یوربعام اور رجعام میں آیندہ رونما

خط اولاد یعقوبؑ

رہا اُسکی وجہہ سے ان دونوں کی حکمرانی میں مقابلہ ہوتا رہا اور یوربعام نے معاصی و نافرمانی سے باز نہ آیا گو حضرت سلیمانؑ کے خوف سے اسنے پہلے سے مصر میں سکونت اختیار کرلی تھی لیکن حضرت سلیمانؑ کے انتقال کی خبر سنکر سیکان شیک فرعون مصر کے پاس گیا اور اُس سے اجازت لیکر زمین نابلس میں آگیا اور بنی اسرائیل میں رجعام بن سلیمانؑ کی مخالفت شروع کردی اور بقیہ اسباط پر اپنی حکومت جمائی لیکن دل میں اسکو خیال ہوا کہ جسوقت بنی اسرائیل حج کی غرض سے بیت المقدس جاوینگے ممکن ہے کہ یہ سب رجعام بن سلیمانؑ کے موافق ہوجاویں اور مجھکو قتل کردیں اس اندیشہ سے اسنے ایک گوسالہ زرخالص کا تیار کیا اور مسجد و مذبح بنایا اور اس حیلہ سے بنی اسرائیل کو حج سے روکا کہ ہر سال اتنا سفر بسفر دور و دراز کرنا اور پریشانی اُٹھانا ضرور نہیں ہے یہیں جو مذبح و مسجد قربانی اور حج کے واسطے تیار کئے ہیں آئین آل یہودا کے موافق یہاں قربانی کریں اور گوسالہ کے قریب ذبح کئے جاویں۔ یوربعام کے اس فریب سے بنی اسرائیل میں بت پرستی کا تو آغاز ہو گیا مگر غضب الٰہی سے اسکا لڑکا بیمار ہوا اور یوربعام نے بغرض حصول شفاء اپنی بیوی کو پوشیدہ طور سے اخیا علیہ السلام کے پاس بھیجا اُس وقت بیت ایل میں نبی تھے اور عدو علیہ السلام بھی اس زمانہ میں موجود تھے اور یوربعام کو نصیحت کرتے رہتے تھے جسوقت اسکی بی بی اخیاؑ کے پاس پہونچی تو وہ غضب آلودہ ہوئے اور یوربعام کے بداعمالی کی وجہہ سے جو اسپر تباہی آنیوالی تھی اُس سے اطلاع دی چنانچہ جسوقت یہ مکان پر پہونچی لڑکے کو مردہ پایا اور اسیوقت سے یوربعام کی حکومت کا خاتمہ ہونا شروع ہوگیا و اسکا بھی خاتمہ ہوگیا

حضرت شمعیا علیہ السلام

حضرت باروخ علیہ السلام

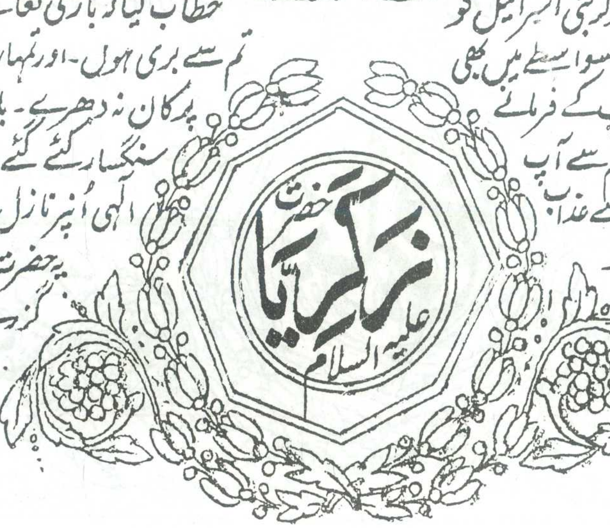
حضرت باروخ علیہ السلام آپ حضرت نریاؑ بن ماساؤ کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ کا ظہور ۸۲۲ھ ہبوط میں ہوا۔ باروخ عبری میں مبارک کو کہتے ہیں ارمیاؑ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اور سرایا آپ کے بھائی ہیں۔

حضرت ہوسیع علیہ السلام بن بئری انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں آپکو جناب باری سے خطاب ہوا کہ نکاح کریں اور اولاد ہو پر پہلے جو لڑکا ہوگا اسکا نام ایزرعیل رکھیں اور دوبارہ لڑکی پیدا ہوگی اسکا نام لارُوحامار رکھا جاوے اور تیسرے لڑکے کا نام لاعمی رکھو۔ یہ گویا خرابی بنی اسرائیل سے اشارہ تھا۔ اسلئے کہ عبری میں ایزرعیل کے معنی زراعت کرنیکے ہیں اور زراعت میں اول دانہ بکھرتا ہے اس سے مراد پریشانی بنی اسرائیل کی تھی۔ اور لارُوحاما بمعنی (رحم نہ کیا گیا) ہے۔ اور لاعمی بمعنی (ہماری قوم نہیں ہے) اس سے غایت ناراضگی باری تعالے کی مراد تھی۔ اور یہ ترقی بنی اسرائیل کا وہ وقت تھا کہ بنی اسرائیل کی اولاد کا حد و شمار دشوار تھا۔ ہوسیع علیہ السلام انکو مواعظ و نصائح کرتے رہے اور آیندہ عذاب کی خبر دیتے تھے۔ عوزیا۔ یوآتیم۔ احاز۔ خرقیا چار سلاطین بنی اسرائیل کا آپنے زمانہ دیکھا۔ سنہ ۶۱۵ھ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا تھا۔

اولادِ یعقوبؑ



حضرت زکریا علیہ السلام بن یہوداياع کا سنہ ۵۵۶ھ ہبوط میں ظہور ہوا اس زمانے میں آل یہودا کفر و طغیان میں مبتلا ہوگئی تھی اور اتباع شریعت موسوی کو پس پشت ڈالدیا تھا۔ باری تعالٰے نے انکی ہدایت کیلئے حضرت زکریاؑ کو مبعوث کیا۔ آپ اپنی قوم میں آئے اور ایک بلند مقام پر کھڑے ہوکر بنی اسرائیل کو خطاب کیا کہ باری تعالٰے فرماتا ہے (اے قوم تم نے میری نافرمانی کی اسواسطے میں بھی تم سے بری ہوں۔ اور تمہاری رستگاری دشوار ہے) مگر آل یہودا نے آپکے فرمانے پر کان نہ دھرے۔ بادشاہ یواش جو اپنے گروہ کا ہمخیال تھا اسکے حکم سے آپ سنگسار کئے گئے۔ اور آپکے بھائیوں کو بھی قتل کردیا گیا۔ اس واقعہ سے عذاب الٰہی انپر نازل ہوا اور بادشاہ یواش کو خود اسکی فوج نے مار ڈالا۔ یہ حضرت زکریا والد یحیٰی علیہما السلام کے علاوہ دوسرے نبی گزرے ہیں۔

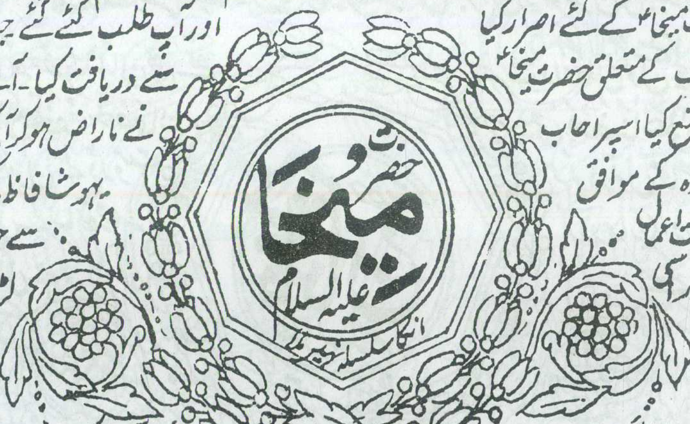


حضرت میخا علیہ السلام بن نملا کا ظہور سنہ ۵۲۶ھ میں ہوا آپکے زمانے میں بادشاہ بنی اسرائیل یہوشافاط اور احاب سلطان اسباط عشر کے باہم اتحاد تھا۔ ایک مرتبہ بغرض ملاقات وہ احاب کے پاس مقام شومرون میں آیا۔ احاب نے یہوشافاط سے کہا کہ آپ دفع اعدا میں میری کچھ امداد کیجئے تاکہ اراضی راموث جو میری قدیمی میراث ہے قبضۂ ملک آرام

سے نکل آوے۔ یہوشافاط نے جواب دیا کہ تمہاری اعانت کو موجود ہوں لیکن مناسب یہ ہے کہ اس بارہ میں رضاء خداوندی کسی نبی کے ذریعے سے معلوم کرلیں تاکہ نتیجہ بہتر ہو۔ احاب نے اُسیوقت چارسو آدمی جھوٹے مدعیان نبوت جمع کرلئے اور ان سب نے یہوشافاط کو احاب

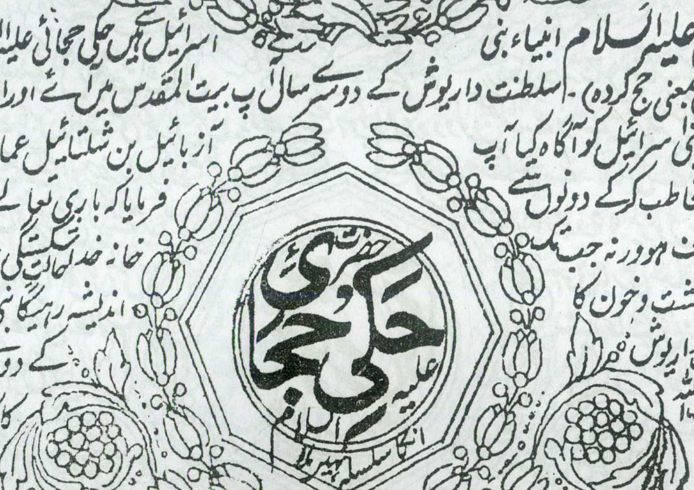
یعقوبؑ خط اولاد

کے امداد کی رائے دی لیکن یہوشافاط کو اُنکی بات پر کچھ اطمینان نہوا اور کہا کہ انکے سوا کوئی اور بھی نبی ہے۔ احاب نے حضرت میخاؑ کے بارہ میں ذکر کیا کہ وہ بھی نبی ہیں لیکن اس جماعت میں نہیں تھے اُنکے کلام میں فال نیک کم ہوتی ہے اسواسطے اُنکو نہیں بلایا گیا۔ یہوشانے حضرت میخاؑ کے لئے اصرار کیا اور آپ طلب کئے گئے۔ جب آپ تشریف لائے تو احاب نے اس جنگ کے متعلق حضرت میخاؑ سے دریافت کیا۔ آپنے انبیاء کاذبہ کے خلاف اُسکو اس ارادہ سے منع کیا اسپر احاب نے ناراض ہوکر آپکو قید کردیا۔ اور اپنے کو تیار کرکے اپنے ارادہ کے موافق یہوشافاط کے ہمراہ ملک آرام پر حملہ کردیا۔ اپنی شامت اعمال سے حضرت میخاؑ کے ارشاد کے موافق ذلیل ہوا اور رامی لڑائی میں مارا گیا یہوشافاط ہزار دشواری جان بچا کر واپس آیا۔ اُسکے مرنیکے بعد بحکمت الٰہی آپ بھی رہا ہوگئے۔



حضرت حکی حجائی علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں حکی حجائی علیہ السلام کا سنہ ۹۰۶ھ ہبوط میں ظہور ہوا (حکی حجائی بمعنی حج کردہ)۔ اسلطنت داریوش کے دوسرے سال آپ بیت المقدس میں آئے اور الہام خداوندی سے تعمیر بیت المقدس کے بارہ میں بنی اسرائیل کو آگاہ کیا آپ آزبائیل بن شلتائیل عمائد آل یہودا کے پاس گئے اور رئیس خدام مسجد کو مخاطب کرکے دونوں سے فرمایا کہ باری تعالےٰ کا حکم ہے قوی خاطر ہوکر تعمیر مسجد میں مصروف ہو ورنہ جبتک خانہ خدا حالت شکستگی میں رہیگا اللہ کی نعمتیں تم سے رکی رہینگی اور کشت وخون کا اندیشہ رہیگا بنی اسرائیل ہراسان ہوکر آمادہ ہوئے اور سلطنت داریوش کے دوسرے سال نویں مہینہ کی تاریخ ۲۴ کو درستی بیت اللہ کا کام شروع ہوا۔

(ناسخ التواریخ)



حضرت ناتان علیہ السلام۔ ناتان کے معنی عبرانی زبان میں (دیا ہوا) کے ہیں۔ ۳۸۹۴ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا شریعت موسوی کے پابند تھے۔ ناتان ایل بھی آپکو کہتے ہیں اس صورت میں خداداد کے معنی ہو جائینگے اسلئے کہ عبری میں ایل خدا کو کہتے ہیں۔ حضرت داؤدؑ کے ہمعصر تھے۔ اور داؤدؑ کا حال جیسا کہ مشہور ہے ۹۹ بیویاں تھیں آپنے ایک عورت سے اور نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا

ہوا اور اس عورت کا اوریاء حتّانی سے نکاح ہونا قرار پایا تھا۔ چونکہ حضرت داؤدؑ نے اپنی خواہش سے یہ نکاح کیا تھا باوجودیکہ آپکی بیویاں کثرت سے تھیں اسلئے یہ امر پسندیدۂ خداوند نہوا اور اس طریقے سے محض اپنے فضل سے آپکو آگاہ کیا کہ دو

یعقوبؑ
خط اولاد

شخص باہمی جنکے قضیہ تھا تصفیہ کی غرض سے آپ پر داخل ہوئے جیسا کہ حق جل و علا کا ارشاد ہے **هَلْ أَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ** (کیا آئی تیرے پاس خبر ان دو منازعین کی جبکہ داخل ہوئے اسکی عبادتگاہ میں) ان دونوں کے ساتھ حضرت ناتان بھی تھے۔ حضرت داؤدؑ ان لوگوں سے کچھ مرعوب ہوئے تو انہوں نے تسکین کی اور **قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ** (کہا انہوں نے ڈرو مت ہم تو دونوں مخاصم ہیں جو ایک دوسرے پر ظلم کیا گیا ہے۔ تم حق کے ساتھ فیصلہ کردو ہمارا) اور وہ ہمارے باہمی قضیہ یہ ہے کہ یہ ایک میرا بھائی ہے جسکے ۹۹ بکریاں ہیں اور میرے صرف ایک بکری ہے اسکو بھی اسنے ظلم سے لیلیا اور مجکو ذلیل کیا حضرت داؤدؑ نے جو انصافاً اسکا فیصلہ تھا اسکے موافق حکم دیا اور فرمایا **لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلٰى نِعَاجِهِ** (بیشک اسنے تیرے ساتھ ظلم کیا ایک بکری پر باوجودیکہ اسکے پاس بہت سی بکریاں ہیں) یہ قصہ جب طے ہوگیا تو وہ دونوں جھگڑنے والے یعنی جبرئیلؑ و میکائیلؑ حضرت داؤدؑ کی نظروں سے غائب ہوگئے اور حضرت داؤدؑ متفکر ہوئے۔ ناتانؑ نے فرمایا کہ اے داؤدؑ یہ ملائکہ تھے اور تمہاری حالت تم پر پیش کر گئے ہیں کہ باوجود ۹۹ بیویوں کے تمنے اوریا حتّانی کے بارہ میں زیادتی کی اور اسکی حق تلفی ہوئی باری تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمکو نبوت و سلطنت عطاء کی۔ طالوت سے نجات دی اور اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تمکو ایسا کرنا زیبا نہیں ہے۔ گو اللہ تعالےٰ تمکو ہلاک نہ کریگا مگر جو لڑکا اس عورت سے ہے وہ نہ بچے گا۔ یہ کہکر حضرت ناتان تو چلے آئے اور حضرت داؤدؑ بہ بارگاہ رب بے نیاز میں سر بسجدہ ہو ساٹھ روز تک گریہ و زاری کرتے رہے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی کریمی سے آپکا عفو قصور کیا۔

حضرت ناتان علیہ السلام
انکا سلسلہ نمبر

حضرت اوریا علیہ السلام
انکا سلسلہ نمبر

حضرت اوریا علیہ السلام بن صاماش

سنہ ۸۱۶ھ میں انکا ظہور ہوا پہلے بیت المقدس میں انکی سکونت تھی بعد کو قریہ یعاریم میں لیگئے حضرت ارمیاؑ کے مواعظ ونصائح پر دعوت کرتے تھے اور یہی انکی شہادت کا باعث ہوا بادشاہ یہویاقیم کے زمانہ میں باتباع حضرت ارمیاؑ بنی اسرائیل کو انکی ہلاکت کا خوف دلایا۔ اسی باعث سب انکے خلاف ہوگئے اور قتل کا ارادہ کیا۔ اوریاؑ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو وہ ارض مقدس سے مصر چلے گئے یہویاقیم نے

وہاں سے گرفتار کرالیا اور شہید کئے گئے۔ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں جو اوریا تھا وہ انکے علاوہ اوریا ثانی تھا جس سے ایک عورت تیشبع کا نکاح قرار پایا تھا اور حضرت داؤدؑ نے اس سے نکاح کرلیا جسپر اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤدؑ کو متنبہ کیا۔ جیسا کہ سابق میں مذکور ہوا۔

بن یعقوبؑ — بنیامین — اَنیس — اَفیح — بخورت — صارو

بعض سلاسل میں افیح بن بنیامین لکھا ہے انیس نہیں لکھا

مَتّیٰ

حضرت یونس علیہ السلام آپ اپنی والدہ مَتّیٰ کی طرف منسوب ہیں اور حضرت عیسیٰؑ و یونسؑ ان دونوں کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ انکے علاوہ اور کوئی نبی ماں کی طرف منسوب نہیں ہوا۔ اہل نینوی جب بت پرستی میں مبتلا ہوگئے تو باری تعالےٰ نے انکی طرف آپکو مبعوث کیا اور ۳۳ سال آپنے اس قوم کو ہدایت کی مگر سوا دو آدمیوں کے کوئی آپ پر ایمان نہ لایا اور منہیات سے باز نہ آئے تو آپنے مایوس ہو کر اہل نینوی کیلئے بددعا کی اور فرمایا بہر فلاں دن عذاب آئیگا اور یہ کہکر چلے گئے جب ۵ دن باقی رہے تو عذاب کے آثار ظاہر ہوئے قوم کو عذاب کے آنیسے یونسؑ کے نبی ہونیکا یقین ہوگیا اور میدان میں نکلکر روئے اور توبہ کی اللہ تعالےٰ اور یونسؑ پر ایمان لائے اسلئے عذاب ٹل گیا ادھر یونسؑ نے آکے یہ حال دیکھا تو انکو یہ خیال ہوا کہ شاید عذاب نازل نہیں ہوا اور اسکی ندامت کی وجہ سے آپ واپس چلے آئے جب دریا پر پہونچکر کشتی میں سوار ہوئے تو آپکا مچھلی کے پیٹ میں جانیکا واقعہ ہوا باختلاف روایات تین ۳ یا بیس ۲۰ یا چالیس روز مچھلی کے پیٹ میں رہے پھر اللہ تعالےٰ نے آپکی توبہ قبول کی اور اپنی قوم میں واپس آئے۔ (کامل ابن اثیر)

حضرت یونس علیہ السلام

حضرت حبقوق علیہ السلام یا حبقون

حضرت حبقوق علیہ السلام آپ بھی انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں حبقوق کے معنی (بغل میں لئے ہوئے کے ہیں) سنہ ۷۳ھ میں آپکا ظہور ہوا حضرت الیاسؑ نے آپکو بغل میں لیکر دعا کی تھی اور آپ کی دعا سے حبقوقؑ دوبارہ زندہ ہوے اسوجہ سے انکا نام حبقوق رکھا گیا۔ عہد دولت منسّہ میں شریعت موسوی پر دعوت کرتے تھے۔

حضرت ارمیا علیہ السلام آپ بنیامین بن یعقوبؑ کی اولاد سے ہیں۔ ۸۱۹ھ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا۔ عبرانی میں ارمیا کے معنی برگزیدہ خدا کے ہیں۔ ابتداً آپ پوشیدہ طور سے احکام الٰہی کا اظہار کرتے رہے یہانتک کہ یہویاقیم آل یہودا میں سے جسوقت بادشاہ ہوا تو آپ پر وحی نازل ہوئی اور بنی اسرائیل چونکہ کفر و شرک میں حد سے گزر گئے تھے اُنپر عذاب نازل ہونیکی آپنے خبر دی اور بنی اسرائیل کو

دین اسلام کی طرف بلایا۔ اور آپنے باروخؑ کو ایک کاغذ دیا اور کچھ لکھوانا شروع کیا۔ اور باروخؑ کو وہ کاغذ دیکر بیت المقدس روانہ کیا تاکہ لوگوں کو ہدایت کریں اور خبر کردیں کہ اگر اطاعت خداوندی قبول نکرینگے تو یہ شہر خراب ہوجائیگا

افیل

قیس

افیل یا ابیل

نیر

افنین

اور آل یہودا سپاہ بابل کے ہاتھ سے تباہ ہوجاویگی اور کتاب آسمانی جلادی جاویگی۔ حضرت باروخؑ اسکی تعمیل میں بیت اللہ روانہ ہوئے۔ اور بنی اسرائیل کو متنبہ کیا۔ ایک شخص میخایا بن عایا بن صافان انکی تقریر سنکر محل شاہی میں آیا اور ارکین سلطنت سے اطلاع کی ارکین نے حضرت باروخؑ کو معہ اُس تحریر کے طلب کیا اور کہا کہ تم اور ارمیا کسی جگہ پوشیدہ ہوجاؤ مبادا کہ بادشاہ آل یہودا سنکر تم دونوں کے قتل کا حکم نہ دیدے حضرت باروخؑ سے یہ کہکر وہ کاغذ ارمیا کا بادشاہ کے روبرو پیش کیا اسنے دیکھکر آگ میں جلادیا اور حضرت باروخؑ و ارمیا کے قتل پر آمادہ ہوگیا اُسکے زمانہ میں دونوں روپوش رہے یہانتک کہ صدقیا دوسرا بادشاہ آل یہودا کا تخت نشین ہوا اُسوقت بالہام باری پھر آپنے بختنصر کے حملہ سے آگاہ کیا اور قوم کو سمجھاتے رہے۔ اتفاقاً اُس زمانہ میں بختنصر نے حملہ کی تیاری کی اور فرعون مصر نے بختنصر کی آمد کا حال سنکر آل یہودا کے تحفظ کی غرض سے حوالئے بیت المقدس میں اپنا لشکر بھیجدیا۔ اہل بابل نے جب یہ خبر سنی تو وہ حملہ سے اُسوقت رک گئے اور آل اسرائیل کو اطمینان ہوگیا اور حضرت ارمیاؑ و باروخؑ کے ارشاد سے اور لاپروائی ہوگئی۔ حضرت ارمیاؑ اس واقعہ کے بعد اُسکے پاس آئے اور سمجھایا کہ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ڈھیل ہے۔ خدا کے عذاب سے بیخوف نہو۔ میں جو کچھ تمہیں خبر دیتا ہوں یہ ضرور ہوگا مگر بادشاہ آل یہودا نے انکی نصیحت نہ مانی اور فرعون مصر کا لشکر کچھ عرصہ بعد واپس ہوگیا اور آپ مجبور ہوکر بیت المقدس سے ارض بنیامین کے عازم ہوئے تو آپ پر طرح طرح کی سختیاں کیگئیں اور بہت گہرے کوئیں میں آپکو قید کردیا بالآخر آپکو فضل خدا سے نجات ہوئی اور کچھ عرصہ بعد حضرت ارمیا نے جو کچھ فرمایا تھا وہی صورتیں پیش آئیں

حضرت ارمیا علیہ السلام

انکا سلسلہ ختم ہوا

حضرت مردخائی علیہ السلام

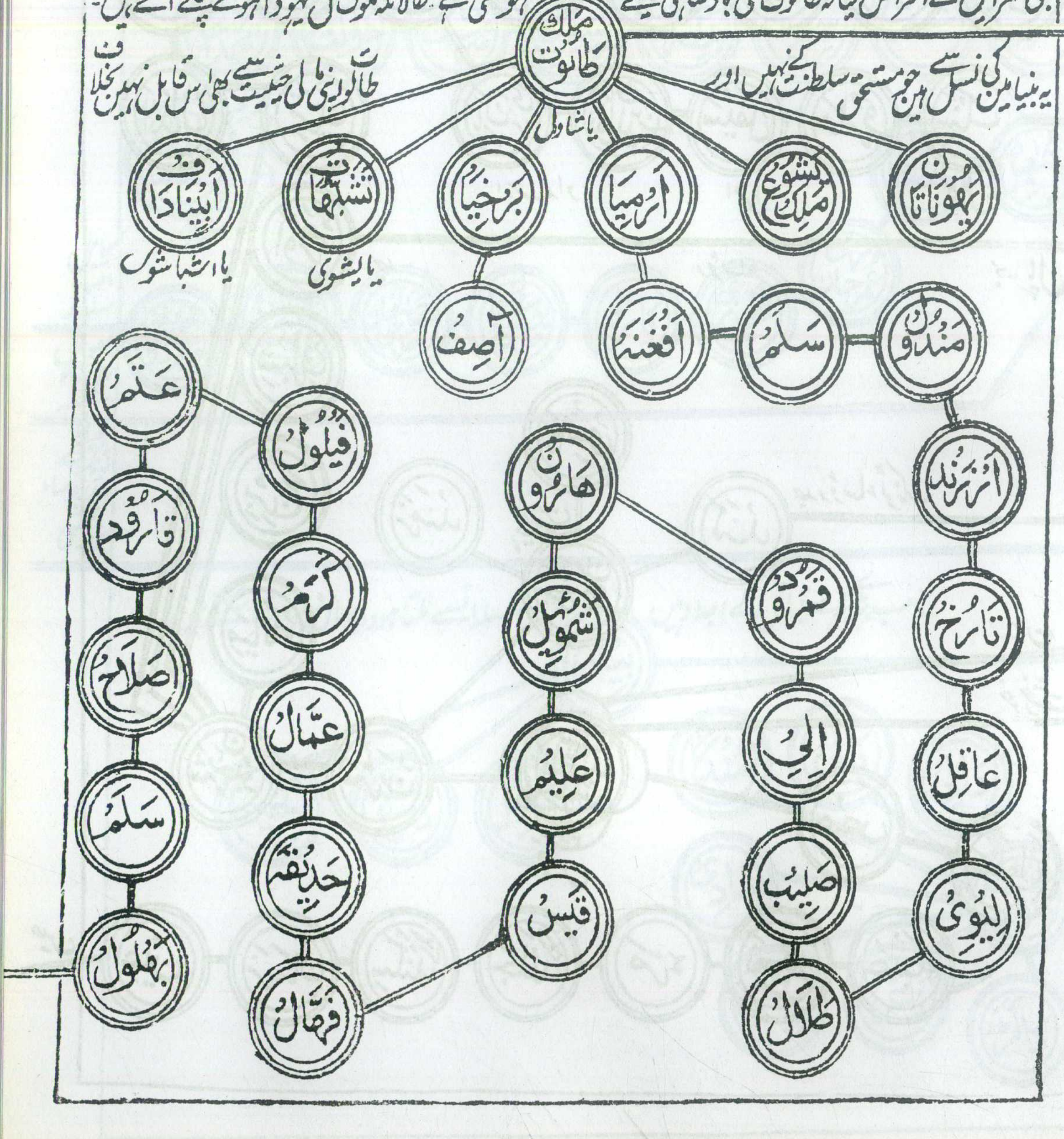
انکا سلسلہ ختم ہوا

حضرت مردخائی علیہ السلام بن

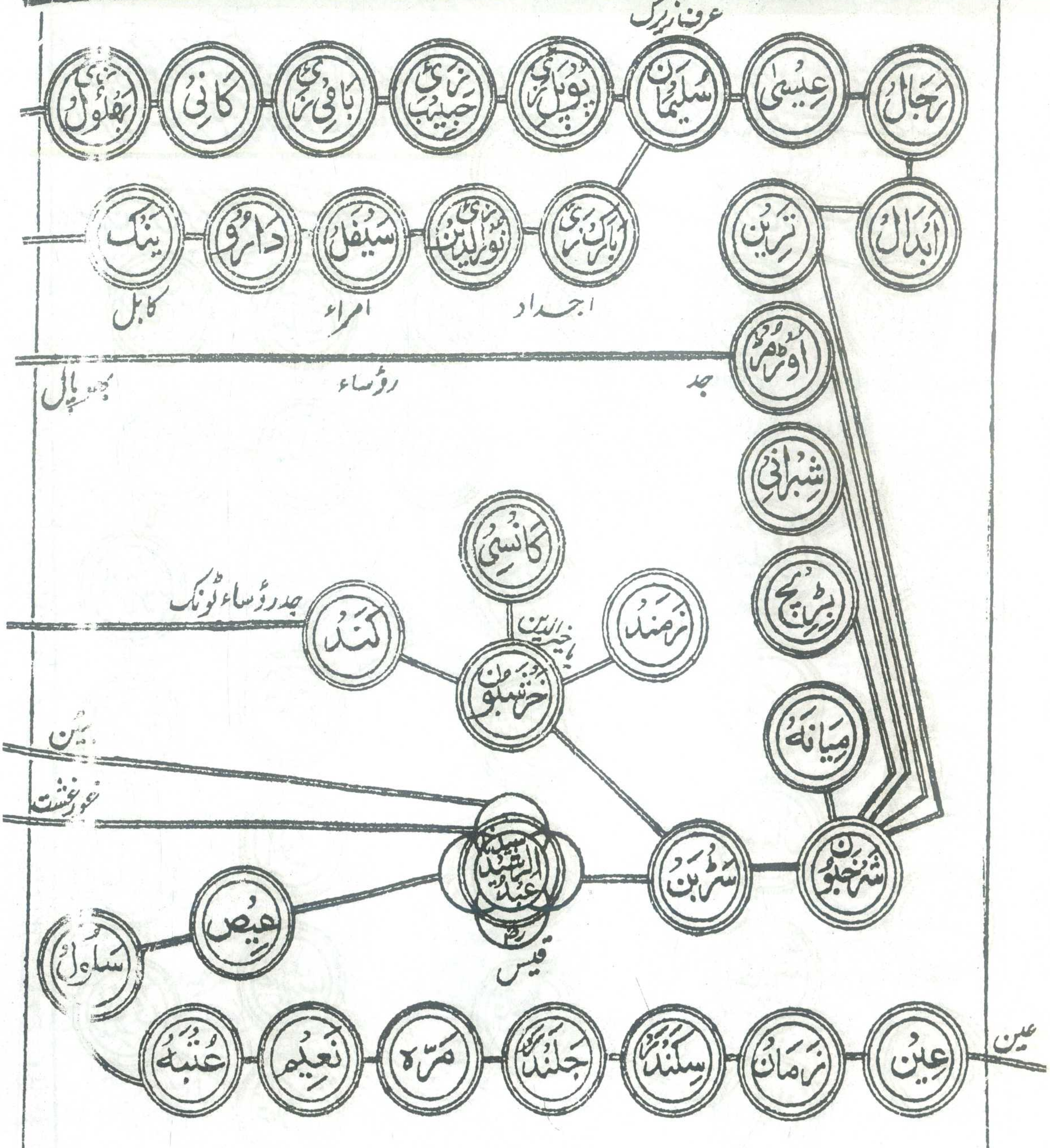
یا یربن شمعی بن قیش پیغمبران بنی اسرائیل اور اولاد بنیامین سے ہیں اور لقب آپکا بُاثان ہے جسکے معنی عبری زبان میں سخنور کے ہیں - یہ لقب آپکا اسلئے ہوا کہ آپ اسّی زبانیں جانتے تھے - ۱۸۹۱ھ ہبوط میں آپ کا ظہور ہوا - (ناسخ التواریخ)

ملک طالوت ملوک بنی اسرائیل سے ہیں حضرت شموئیلؑ سے جب بنی اسرائیل نے اپنا کوئی بادشاہ مقرر ہونیکی درخواست کی تو اللہ تعالےٰ نے حضرت شموئیلؑ کے پاس طالوت کو بھیجدیا چونکہ منجانب اللہ حضرت شموئیلؑ کو ملک طالوت کی نشانیاں بتا دی

گئیں تھی جسوقت یہ حضرت شموئیلؑ کے پاس پہنچے ان علامات کو دیکھکر شموئیلؑ نے طالوت کو بادشاہ بنی اسرائیل مقرر کردیا لیکن یہ بنی یہودا سے نہ تھے اسواسطے بنی اسرائیل نے اعتراض کیا کہ طالوت کی بادشاہی کیسے ہو سکتی ہے - حالانکہ ملوک آل یہودا سے ہوتے چلے آئے ہیں -



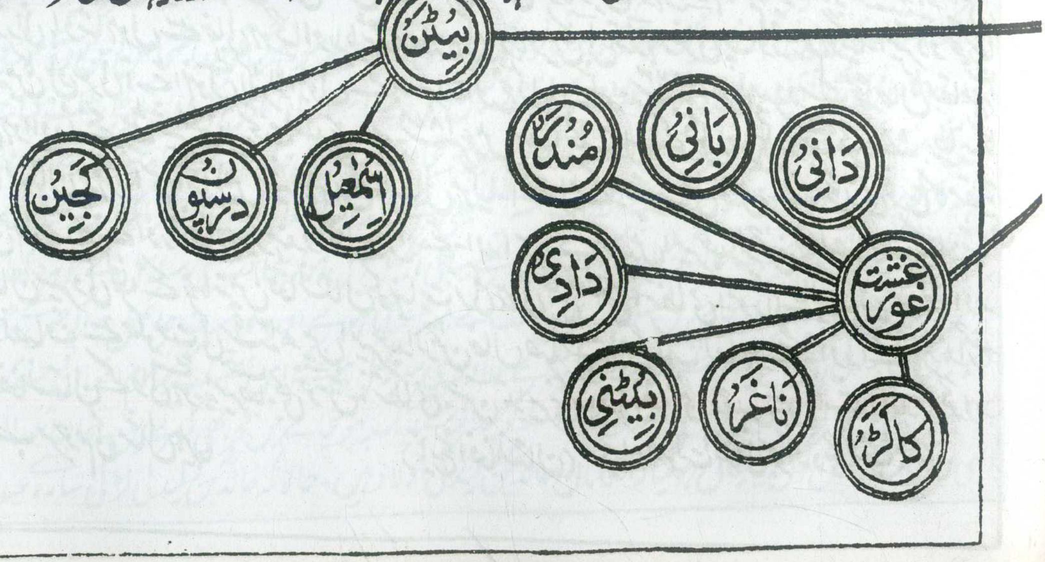
ہمارے کہ سبط مملکت سے ہیں حضرت شموئیلؑ نے بنی اسرائیل کو سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہے مقرر کر دے چونکہ حکم باری طالوت کیلئے ہو چکا ہے اسواسطے طالوت کو بادشاہ مانو اور اُسکی اطاعت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو ظاہری قدوقامت اور باطن میں از روئے علم کے تمیز فضیلت دی۔ بنی اسرائیل نے حضرت شموئیل کے اس جواب پر طالوت کے بادشاہ ہونے کی علامت طلب کی تو حضرت شموئیلؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تابوت سکینہ کو اسکی وجہہ سے تمہیں واپس کریگا جو عمالقہ بنی اسرائیل سے چھین لیگئے تھے (جسکے صدمہ سے بنی اسرائیل ہمیشہ رویا



کرتے تھے اور اُسکے واپس آنیکی تدبیریں کیا کرتے تھے) چنانچہ تابوت سکینہ ملائکہ نے طالوت کے پاس پہونچا دیا۔ یہ علامت اور اصل مراد جسوقت
بنی اسرائیل نے دیکھی تو ناچار طالوت کے مطیع ہو گئے لیکن دل میں ہمیشہ کدورت رہی۔ طالوت نے بادشاہ ہوتے ہی فلسطین پر حملہ کی تیاری کر
دی جسوقت مقابلہ ہوا تو بنی اسرائیل کی کدورت نے جوہر دکھائے اور صرف تعداد اہل بدر تین سو اور کچھ اوپر دس یعنی تیرہ یا پندرہ
آدمی انکے ہمراہ رہ گئے۔ حضرت داؤد کی وجہ سے انکو اس موقع پر فتح ہوئی جالوت مارا گیا اور اس صلہ میں داؤد سے ملک طالوت نے



یہ سب بڑے بڑے قبائل کے اجداد ہیں جنکا سلسلہ انسے ملتا ہو وہ یہاں درج فرما سکتے ہیں۔



اپنی لڑکی کی شادی کر دی۔ بچالیس یا بیالیس سال بنی اسرائیل پر حکومت کی آخر میں حضرت داؤدؑ کے غالب ہونیکا طالوت کو اندیشہ ہوا اور اس خیال سے انکے ستر آدمیوں کو قتل کرا دیا جسکی مکافات میں طالوت اور اسکی اولاد اہل فلسطین کے ہاتھوں قتل ہوئی۔ طالوت کے دو بیٹے ارمیا و برخیا بعد وفات طالوت پیدا ہوئے جنکو حضرت داؤدؑ نے پرورش کیا اور اپنا وزیر کیا اور ان دونوں کے ایک ایک لڑکے آصف و افغنہ پیدا ہوئے جو حضرت سلیمانؑ کے وزیر رہے۔ افغنہ چونکہ جری و قوی ہیکل تھے اسواسطے حضرت سلیمانؑ

امیر عبدالرحمن خان — سراج الملۃ — امیر حبیب اللہ خان — والدین — شہزادہ عنایت اللہ خان

سردار محمد افضل خان

امان اللہ خان　　حیات اللہ خان

امیر حبیب اللہ خاں والئی دولت خداداد افغانستان

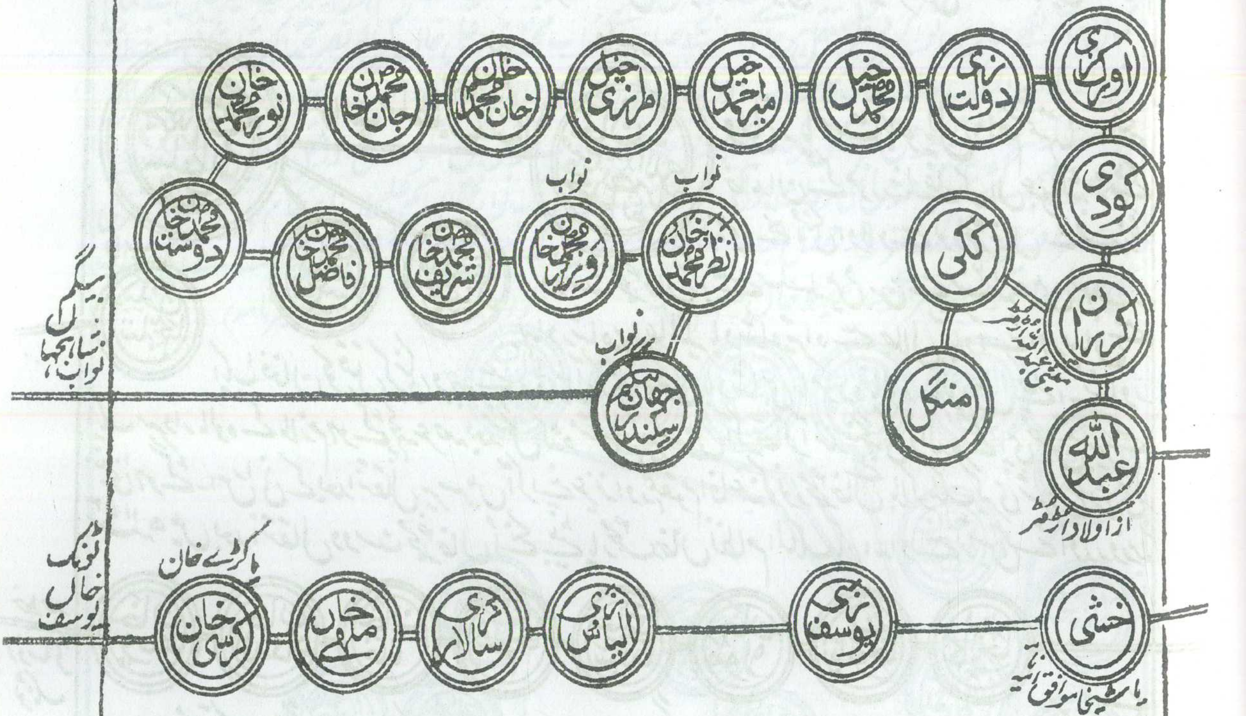
ملکہ آجکل جس ملک کے حکمراں ہیں پہلے اسکے مختلف نام رہے لیکن ۱۷۴۷ء میں جب احمد شاہ ابدالی قندہار کا تخت نشین ہوا جب سے یہ افغانستان مشہور ہو گیا اس سے پیشتر اور اسکے بعد ہمیشہ مختلف قبائل کے حکومتی گروہ افغانان سے حکومت کرتے رہے۔ احمد شاہ ابدالی جو لقب درانی سے مشہور سلطنت افغانستان کا پہلا بانی ہے جسنے چوتھے حملہ میں

دہلی کو بھی فتح کیا تھا اور عالمگیر ثانی سے مل جل کر محمد شاہ کی لڑکی سے خود نکاح کیا اور عالمگیر کی لڑکی سے اپنے لڑکے تیمور کی

شادی کی بعد اسکے تیمور نے قندہار کی تیئس ۲۳ سال حکومت کی۔ اسکی اولاد میں فساد ہوتا رہا جسکا آئندہ چلکر یہ نتیجہ ہوا کہ کابل قندہار درانی بادشاہوں سے خالی ہو گیا اور پائندہ خاں کی اولاد میں کابل قندہار غزنی پشاور تقسیم ہو گیا۔ امیر دوست محمد خاں کے قبضہ میں کابل و غزنی آئے انہوں نے اکثر لڑائیوں کے بعد ہرات کو فتح کر لیا اسکے بعد ۱۸۶۳ء میں امیر دوست محمد خاں کا بمقام ہرات انتقال ہوا اور انکے بیٹے شیر علیخاں تخت نشین ہوئے ۱۸۷۸ء میں سفیر انگلستان کے قتل ہونیکی وجہ سے گورنمنٹ برطانیہ کا حملہ افغانستان پر ہوا۔ اسی اثناء میں شیر علیخاں کا انتقال ہو گیا۔ انکے لڑکے یعقوب علی خاں نے انگریزی فوج کا مقابلہ کیا لیکن مغلوب ہوئے اور گرفتار ہو کر ہندوستان میں آئے۔ اور اس کے بعد میں امیر عبدالرحمن خانصاحب کو بادشاہی افغانستان سپرد کی گئی انکے زمانہ میں افغانستان کو نہایت ترقی ہوئی علمی صنعتی انتظامی امورات اعلیٰ پیمانہ پر ہو گئے اور عدل و انصاف سے حکومت کی ۱۳۱۹ھ میں امیر عبدالرحمن خاں صاحب راہی ملک بقا ہوئے۔ اور انکے فرزند ارجمند دولت افغانستان کے والی ہوئے۔ یہ امیر صاحب بھی خوش انتظامی حسن تدابیر نیک دلی فیاضی رحمدلی میں اپنے والد بزرگوار امیر صاحب مرحوم کی مثال ہیں

(تاریخ افغانستان)　(رسالہ صولت افغانی بحوالہ دیگر کتب)

نے افغنہ کو سپہ سالار مقرر کر کے جنوں پر بھی حاکم کر دیا اور مسجد اقصیٰ اسکے اہتمام سے تیار ہوا اسی نسبت سے بعض اشخاص جنکو تحقیق سی سرو کار
نہیں ہے لکھتے ہیں کہ افغان جن کی اولاد ہیں۔ جو سراسر غلط ہے۔ بعد سلطنت سلیمانؑ بنی اسرائیل میں پھر تفرقہ کی وجہہ سے تباہی ہوئی
اور بخت نصر نے بیت المقدس پر قبضہ کر کے سب کو جلا وطن کر دیا۔ جسکو جسطرف موقعہ ملا چلا گیا۔ افغنہ کی اولاد سے بھی کچھ لوگ مکہ مکرمہ بلاد
عرب میں چلے آئے بہ لحاظ تنگی کی وجہہ سے ایک گروہ نواح ہندوستان میں گزرتا ہوا مسکن کی تلاش میں کوہ سلیمان

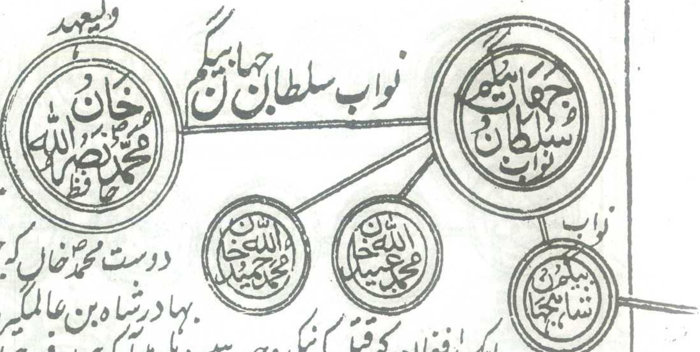


ممالک افغانستان میں آباد ہوا۔ ایک عرصہ کے بعد جب نور محمدی روحی فداہ سے عالم منور ہو گیا تو چند اشخاص اس گروہ کے مشرف باسلام
ہوے اور انھوں نے باقتضاء ہمدردی قرابت ممالک افغانستان میں اپنے اسلام کی اطلاع کی اور انکو بھی طلب کیا۔ چنانچہ صفحہ
تاریخ اسکا شاہد ہے کہ قیس افغانستان سے روانہ ہو کر عرب پہونچا اور اپنے اہل خاندان کے ہمراہ عتبہ عالیہ فخر عالم صلی اللہ
علیہ وسلم پر جبہہ سا ہوا۔ اور حضورؐ نے اپنے الطاف رحمۃ للعلمین سے جماعت اسلامی میں داخل فرما کر عبد الرشید نام سے موسوم کیا
عبد الرشیدؓ کے بنی اعمام حضرت خالد بن ولیدؓ کے زیر کمان تھے یہ بھی انمیں شامل ہو کر شجاعت بنی اسرائیل کے جوہر دکھانے لگے
اکثر موقعوں پر قابل قدر خدمات انجام دیں اسوجہہ سے شفیق امت کے مورد عنایات ہوے الدیہ وہ شرف حاصل ہوا کہ جس سے بڑھکر دین و
دنیا میں کوئی بزرگی نہیں ہو سکتی اور حضرت عبد الرشیدؓ کے علاوہ بنی اسرائیل ہونیکے اس فضیلت پر قوم افغان کو جسقدر فخر ہو
بجا ہے اور زیبا ہے۔ اسی اتباع میں افاغنہ اپنے سلسلہ کو عبد الرشیدؓ تک پہونچانے میں فخر بھی کرتے ہیں۔ غالباً عبد الرشیدؓ کے
انہی واقعات سے بعض لوگوں کا یہ خیال ہو گیا کہ افغانان خالد بن ولیدؓ کی اولاد ہیں۔ حالانکہ خالد بن ولیدؓ کی لڑکی سارہ سے عبد الرشیدؓ کا

بقیہ صفحہ ۱۰۹

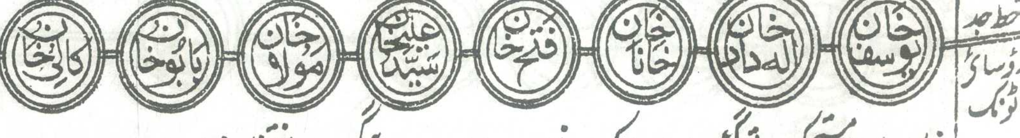
نکاح ہونا تاریخ میں کسیقدر پایا جاتا ہے۔ جیساکہ تاریخ افغانستان و صولت افغانی میں کہ سالہ دیگر کتب لکھا ہے (اور یہ امر خیر القرون کے واقعات صحابہؓ کے اخوت اسلامی) عبدالرشیدؓ کے خاندانی نوابی قابلیت کے لحاظ سے کوئی مستبعد امر نہیں۔ لیکن سلسلہ نسب تمامہ اگر خالد بن ولید کی طرف منسوب ہوگا تو اس صورت میں واقعات مذکورہ کا جیساکہ راقم الحروف نے بیان کیا خلاف لازم آئیگا۔ ہاں سلسلۂ مادری میں اگر اس نسبت کو گنجائش دیجاوے تو وہ امر آخر ہے۔ ایک دوسرا اختلاف اس سلسلہ میں ہے کہ بعض مورخین

نے ملک طالوت کو یہودا کی اولاد میں قرار دیا ہے حالانکہ کثرت سے صحیح روایات اور مورخین اسلام بیشتر اقوال اسکے خلاف ہیں اور کلام باری



والئی ریاست بھوپال دام حشمتہا۔ انکے خاندان کے مورث اعلےٰ کرراں عبداللہ اڑکے متبنّٰی تھے انکی اولاد سے نور محمد خاں کے فرزند دوست محمد خاں کہ جیسے سلسلہ میں درج ہے سنہ ۱۱۲۰ھ میں بعہد بہادر شاہ بن عالمگیر بادشاہ تیراہ سے جلال آباد آئے اور یہاں سے ایک افغان کو قتل کرنیکی وجہ سے دہلی میں آکر ہمراہ فوج بادشاہی ماموره مالوہ۔ مالوہ میں چلے آئے اور ایک سردار مالوہ کے ملازم ہوگئے کچھہ عرصہ بعد منگل گڈہ متصل بیرسیہ میں آکر ٹھاکر آنند سنگھ کی والدہ کے اپنی حسن تدبیر سے متبنّٰی ہوگئے۔ اس رانی کے بعد انتقال بیرسیہ میں آکر اپنے عزیز اور ہمقوم افاغنہ کو نور محمد خاں نے بلاکر ملک گیری شروع کردی سنہ ۱۱۵۳ھ میں بعد انتقال دوست محمد خاں انکے بیٹے یار محمد خاں نظام الملک کی امداد سے رئیس ہوئے اور روز بروز

خط جد رؤسائے ٹونک



بناء ریاست مستحکم ہوتی گئی۔ موجودہ حکمراں نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ منتظم منصف مزاج رعایا پرور ہیں انکے تین صاحبزادے ہیں جنمیں سے صاحبزادہ نصر اللہ خانصاحب ولیعہد ریاست ہیں۔ دینی امور میں اور کارخیر میں اس ریاست کی اولوالعزمی ہمیشہ سے مشہور ہے۔

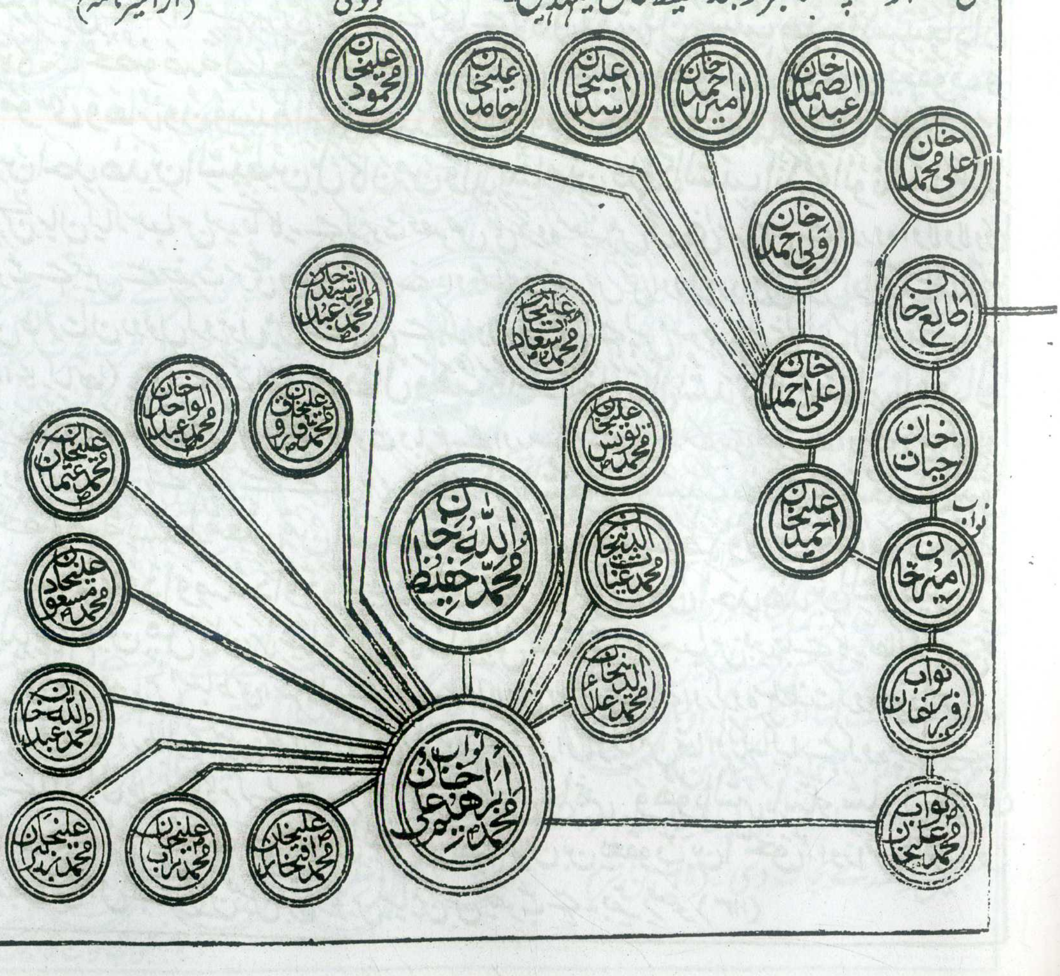
(تاریخ بھوپال)

امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخاں بہادر صولت جنگ والئی ریاست ٹونک دام اجلالہ۔ آپکے مورث اعلےٰ طالع خاں قصبہ جوہر علاقہ بنیر سے ہندوستان مقام رامپور دروئی میں آئے پھر مقام سنبھل ضلع مراد آباد میں اقامت فرمائی اور یہاں ہی انتقال ہوا انکے پوتے نواب امیر خاں سنہ ۱۱۸۲ھ میں پیدا ہوئے جنکی پیشانی سے آثار شجاعت ہویدا تھے۔ سن شعور کو پہنچے تو خیالات ملک گیری ظاہر ہونے لگے اور اطراف و جوانب میں انکی شہرت ہوگئی بعد چندے بہ تلاش معاش مالوہ گئے یہاں بہ معیت اپنی جماعت افغانان جو ایک ہزار انکے ہمراہ تھے رئیس کھچی والئی راکھوگڈہ کے پاس مقیم ہوگئے اسکے بعد دارا سیندھیا کی رفاقت اختیار کی اور ہر جگہہ ایسے بہادرانہ کارنامے ظاہر ہوئے کچھہ عرصہ بعد مہاراجہ راؤ جسونت ہلکر نے حسب ایماء گورنر جنرل

سے بھی ان اقوال کی تائید ہوتی ہے اسی بنا پر اس ناچیز مؤلف کتاب کو یہی قول برکار بند ہونا پسندیدہ ہوا از انجملہ چند اقوال و آرائے محققین بہ ذیل تفسیر آیات قرآنی حسب ذیل ہیں وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ط قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ ط (اور کہا حضرت شمویل ع نے بنی اسرائیل سے تحقیق اللہ تعالےٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا ہے کہا انہوں نے تعجب سے کب ہوسکتی

وایسرائے ہند نواب امیر خاں کو چھ پرگنہ راجستان سے دیکر صلح پر رضامند کرلیا اور ریاست قائم ہوگئی اگر نواب امیر خاں کے تمام و کمال حالات لکھے جاویں تو ایک دفتر مستقل ہوجاوے۔ انکے صاحبزادے نواب محمد وزیر علی خاں کو ابو نصر محمد اکبر شاہ ثانی نے خطاب وزیر الدولہ امیر الملک بہادر جنگ کا عطا کیا۔ اور بعد انتقال نواب امیر خاں ۱۲۵۰ھ میں گدی نشین ہوئے اکتیس سال ریاست کرکے ۱۲۸۱ھ میں انتقال کیا انکے بعد نواب محمد علی خاں نے تین سال حکومت کی اور قتل رئیس لاوہ کے باعث بنارس بھیجے گئے ۱۳۱۳ھ میں انکی وفات ہوئی۔ اسوقت کے والئ ملک نواب محمد ابراہیم علیخاں انتظام ملکی میں بیدار مغزی سے مصروف ہیں۔ نیک مزاج۔ رحمدل فیاض منش اور بڑی خوبی کے رئیس ہیں ۱۸۹۰ء میں گورنمنٹ سے آپکو خطاب بھی عطا ہوا۔ آپکے صاحبزادے عبدالحفیظ خاں ولیعہد ہیں۔

(از امیر نامہ)



ہے طالوت کو بادشاہی ہم پر حالانکہ ہم زیادہ لائق ہیں بادشاہی کے۔ اور اسے نہیں عطا کی خدا نے کشائش مال کی۔) یعنی اگر نسب یہودا سے ہونے کی
صورت میں کوئی مالی حیثیت ہوتی تاکہ سامان لشکر اور اسباب حرب مہیا کر سکتا۔ آیۃ مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کو وجہ
انکار نسب طالوت ہوا جیسا کہ مدلول لفظ علینا اور نحن احق بالملک سے پایا جاتا ہے ورنہ درحقیقت طالوت آل یہودا سے ہوتا تو
بنی اسرائیل کو اس عذر کی گنجائش نہ ہوتی۔ دوسرے ولم یؤت سعۃ من المال سے بھی ان کا نسب غیر ہونا موکد کیا۔ گو مراد بنی اسرائیل

کی (سقایا وغیرہ) افعال سے بھی تھی جو ملک طالوت کرتے تھے۔ بہرحال نفی سبط مملکت اس سے بھی ظاہر ہے اسلئے کہ خاندانی تعلقات کو
افعال میں ضرور دخل ہے اسپر حضرت شمویلؑ کا ارشاد اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ وَزَادَہٗ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ
وَالْجِسْمِ تحقیق اللہ نے پسند کر لیا طالوت کو تم پر اور زیادہ دی اُسے کشادگی اور افزونی علم فن حرب وغیرہ میں اور جسم میں کہ
سب سے بلند قامت تھا۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ منشاء خرق عادت اضداد میں مرتسم ہوتا ہے۔ باری تعالیٰ کو بنی اسرائیل
جیسی قوم پر اپنی سطوت و قدرت کا اظہار کرنا تھا کہ ہم جسکو چاہیں بادشاہ کر دیں اور بادشاہ کو غریب و فقیر کر دیں سب کچھ ہمارے
قبضۂ قدرت میں ہے اور اسکے لئے ضرور تھا کہ ظاہری رسم و اسباب کے خلاف کوئی امر ظاہر ہو پس اگر ملک طالوت بن یہودا
سے مانا جاوے تو منشاء آیت کے صریح خلاف ہوگا اور زادہ بسطۃ فی العلم والجسم کی وجہ مفید ثابت نہ ہوگی لہذا مفسرین کو شاول کو بنی
یہودا تسلیم کر نہیں سکتے۔ (۱) تفسیر کبیر میں علامہ رازی نے لکھا ہے کہ قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ وَسَبَبُ ھٰذَا الْاِسْتِبْعَادِ اَنَّ
النُّبُوَّۃَ کَانَتْ مَخْصُوْصَۃً بِسِبْطٍ مُّعَیَّنٍ مِّنْ اَسْبَاطِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَھُوَ سِبْطُ لَاوِیْ بْنِ یَعْقُوْبَ وَ
مِنْہُ مُوْسٰی وَھَارُوْنُ وَسِبْطُ الْمَمْلَکَۃِ سِبْطُ یَھُوْدَا وَمِنْہُ دَاوٗدُ وَسُلَیْمَانُ وَاِنَّ طَالُوْتَ مَا
کَانَ مِنْ اَحَدِ ھٰذَیْنِ السِّبْطَیْنِ بَلْ کَانَ مِنْ وُّلْدِ بِنْیَامِیْنَ فَلِھٰذَا السَّبَبِ اَنْکَرُوْا اَنْ یَّکُوْنَ مَلِکًا لَّھُمْ
(مفسرین نے بیان کیا کہ سبب اس بعید جاننے کا یہ ہے کہ نبوت مخصوص تھی گروہ معینہ میں گروہ بنی اسرائیل سے اور وہ اولاد لاوی
بن یعقوبؑ ہے جنمیں سے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ ہوئے۔ اور مملکت مخصوص تھی اولاد یہودا میں انمیں سے داؤدؑ و سلیمانؑ ہیں
اور تحقیق طالوت ان دونوں گروہوں میں سے نہیں ہے بلکہ اولاد بنیامین سے ہے پس اسوجہ سے بنی اسرائیل نے اُسکے بادشاہ
ہونے سے انکار کیا تھا) اسی کے آگے لکھا ہے فَقَالَ وَھْبٌ کَانَ دَبَّاغًا وَقَالَ السُّدِّیُّ کَانَ مُکَارِیًا وَقَالَ
اٰخَرُوْنَ کَانَ سَقَّاءً (پس کہا وہب نے طالوت دباغ تھے اور سدی کہتے ہیں کہ مکاری گھوڑے اونٹ وغیرہ کو کرایہ
چلانے والا اور اوروں نے کہا کہ سقے تھے۔ (۲) علامہ ابی السعود رحمۃ اللہ علیہ وَسَبَبُ ھٰذَا الْاِسْتِبْعَادِ اَنَّ النُّبُوَّۃَ
کَانَتْ مَخْصُوْصَۃً بِسِبْطٍ مُّعَیَّنٍ مِّنْ اَسْبَاطِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَھُوَ سِبْطُ لَاوِیْ بْنِ یَعْقُوْبَ وَسِبْطُ
الْمَمْلَکَۃِ بِسِبْطِ یَھُوْدَا وَمِنْہُ دَاوٗدُ وَسُلَیْمَانُ وَلَمْ یَکُنْ طَالُوْتُ مِنْ اَحَدِ ھٰذَیْنِ السِّبْطَیْنِ بَلْ
مِنْ وُّلْدِ بِنْیَامِیْنَ قِیْلَ کَانَ رَاعِیًا وَقِیْلَ دَبَّاغًا وَقِیْلَ سَقَّاءً (اور سبب اس بعید جاننے کا یہ تھا کہ تحقیق نبوت
مخصوص تھی سبط معین میں اسباط بنی اسرائیل سے اور وہ سبط لاوی بن یعقوبؑ ہے اور گروہ سلطنت گروہ یہودا جس میں
داؤدؑ و سلیمانؑ تھے اور طالوت نہیں تھا ان دونوں گروہوں میں سے بلکہ اولاد بنیامین تھا اور کہا گیا ہے کہ وہ چرواہے یا
کھال رنگنے اور پانی پلانے کا کام کرتے تھے۔ (۳) تاریخ کامل ابن اثیر وَھُوَ بِالسُّرْیَانِیَّۃِ شَاوُلُ بْنُ قَیْسِ
بن ابیال بن ضرار بن یحرف بن یفیح بن الیش بن بنیامین بن یعقوبؑ بن اسحٰقؑ۔ اور اس طالوت کو
سریانی زبان میں شاول کہتے ہیں جو بن قیس بن الخ بن بنیامین بن یعقوبؑ ہے۔ بقیہ بر صفحہ (۱۱۳)

(۴) تاریخ مروج الذہب و معادن الجوہر للامام ابی الحسن علی بن الحسین مسعودی) لکھتے ہیں و ہوشاود بن بشر بن انیال بن طرون بن بحرون بن افلیح بن شمیداح بن فالح بن بنیامین بن یعقوب علیہ السلام یعنی وہی طالوت جسکو شاود بھی کہتے ہیں بن بشر الخ بن بنیامین بن یعقوبؑ ہے۔

آزر
یا تارخ

(۵) ابن خلدون اس قول کے مطابق سلسلۂ طالوت میں اسماء درج ہیں جس سے طالوت کا اولاد بنیامین ہونا ثابت ہے۔ پس بخوبی ظاہر ہو گیا کہ طالوت ولاد بنیامین سے ہیں نہ کہ آل یہودا سے بہر حال ملک طالوت اور افغانان کے بنی اسرائیل ہونے میں کوئی شک نہیں اور مضامین بالا سے افاغنہ کی قبطی ہونے سے بھی نفی ہو گئی البتہ یہ ممکن ہے کہ انمیں کوئی اور قوم خلط ملط ہو گئی ہو اور وہ قبطی الاصل ہوا اور یہ گروہ چونکہ کثیر الشعب ہے علاوہ اسکے فن تاریخ میں اختلاف کو جسقدر دخل ہے وہ اہل فن سے پوشیدہ نہیں اور یہ کہ مزید تحقیقات اس مختصر کتاب کی طوالت کا باعث ہے جسکو شوق ہو کتب فن کا مطالعہ کرے۔ نگارندۂ کتاب کے نزدیک جو محقق تھا وہ درج کیا گیا۔

ہارون
ناحور
تبویل
لبان
راحیل
رفقاء
لیّا

حضرت
لوط
علیہ السلام

حضرت لوط علیہ السلام۔ ابراہیمؑ کے چچا کے بیٹے تھے۔ آپ حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لائے اور اُنکے ساتھ مصر و شام کی طرف ہجرت کر گئے۔ اللہ جل شانہ نے آپ کو قوم سدوم کی طرف رسول کر کے بھیجا تھا۔ اس قوم میں یہ عادت تھی کہ افعال شنیعہ میں تمام مرد مبتلا تھے اور شرک تو انکا موروثی گناہ اور کفر تھا۔ لوط علیہ السلام نے انکو توحید کی طرف دعوت کی۔ اور افعال بد سے منع کیا۔ اور عذاب سے ڈرایا۔ انکی قوم کے سے سخت اور فحش گناہ کسی قوم نے نہیں کیے تھے۔ قوم نے لوط علیہ السلام کو بہت سخت سُخت کہا اور ہنسی کی اور تکذیب کی۔ آخر اللہ جل شانہ نے اس قوم پر بھی عذاب بھیجا۔ کہ انکے زمین کا تختہ اُٹھا کر اُنپر اُلٹا کر کے مار دیا۔ پھر اوپر سے پتھر برسائے۔ اور لوط علیہ السلام اور اُنکے متبعین کو اللہ نے نجات دی۔ (کامل بن اثیر)

مواٰبی
مارط
عمون
أيد
عربا
باعور
بلعام

بلعام سے مردود ہوا بد دعا کی اسوجہ یہ مستجاب الدعوات تھا یوشعؑ کیواسطے

آزر یا تارخ - ابراہیم علیہ السلام کے والد کے بارہ میں بھی تاریخ میں اختلاف عظیم ہے اور اس اختلاف کا بلحاظ امتداد زمانہ ہونا بھی ضرور ہے اور جہاں تک خیال کیا جاتا ہے اس اختلافات میں تحریر و کتابت اور اختلاف السنۃ کو بھی دخل ہے ایک شخص نے انیس لکھا اور نقاط اتفاقاً رہ گئے دوسرے نے اسکو انیش - افیش - ایلش - ابیش پڑھ لیا یا کسی زبان میں ایک نام غز لکھا دوسرے نے غوز یا غوز - غر پڑھ لیا یا بلحاظ اسکے معنی کے دوسرے نام سے مشہور ہو گیا یا دو نام ہوں یا کسی بے اصل نام

سے روایت کی دوسرے نے اسکے لقب مشہورہ سے بیان کیا یا وہ کسی اپنی عادت یا کسی فعل خاص سے منسوب ہو گیا بعض کو اس سے خبر ہوئی بعض کو نہیں - اور یہ اکثر ہوتا ہے کہ ایک شہر میں کسی شخص کے دو تین نام وعرف ہوں اور دوسرے شہر والے اس سے کم واقف ہوں قطع نظر اسکے اور بہت سے وجوہات تاریخی ہیں جنکا تذکرہ اصل مراد یہاں نہیں ہے - اور پھر یہ امر بھی ظاہر ہے کہ رواۃ احادیث نے تدوین احادیث اور نقادان احادیث نے اسماء الرجال اور تحقیق رجال میں جسقدر احتیاط اور کوشش کی ہے وہ درحقیقت انہی بزرگان کا حق تھا اور انسے ہی یہ ہو بھی سکا - لیکن پھر بھی اختلاف روایات مذہبی اور رواۃ حدیث سے جو رہا وہ چلا ہی جاتا ہے - اور اکثر اختلافات کا رفع بھی ناممکن بلکہ ہمارے نزدیک ایک معنی کر خالص بہتری ہے جیساکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ (میری امت کا اختلاف رحمت ہے) والد حضرت ابراہیمؑ کے نام میں بھی کثرت سے اقوال ہیں - اگرچہ اس کثرت اقوال کے اسباب روایات خاص کا مقابلہ نہیں کر سکتے - بہر حال یہاں جس امر کا اظہار مقصود ہے اسکے لیئے امام رازی نے تفسیر آیہ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (اور جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کیا اختیار کرتا ہے تو بتوں کو اپنا خدا - تحقیق دیکھتا ہوں میں تجھے اور تیری قوم کو ظاہر گمراہی میں) میں جو تحریر فرمایا ہے اسکا لکھنا مناسب ہے وَھُوَ ھٰذَا

بظاہر یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر تھا اور جو لوگ تارخ بتاتے ہیں اُن میں سے زجاج کا قول ہے (کہ تارخ نام ہونے میں نسابین کا کوئی اختلاف نہیں ہے) پس یہاں بنزد علماء کے نزدیک دو صورتیں ہیں -

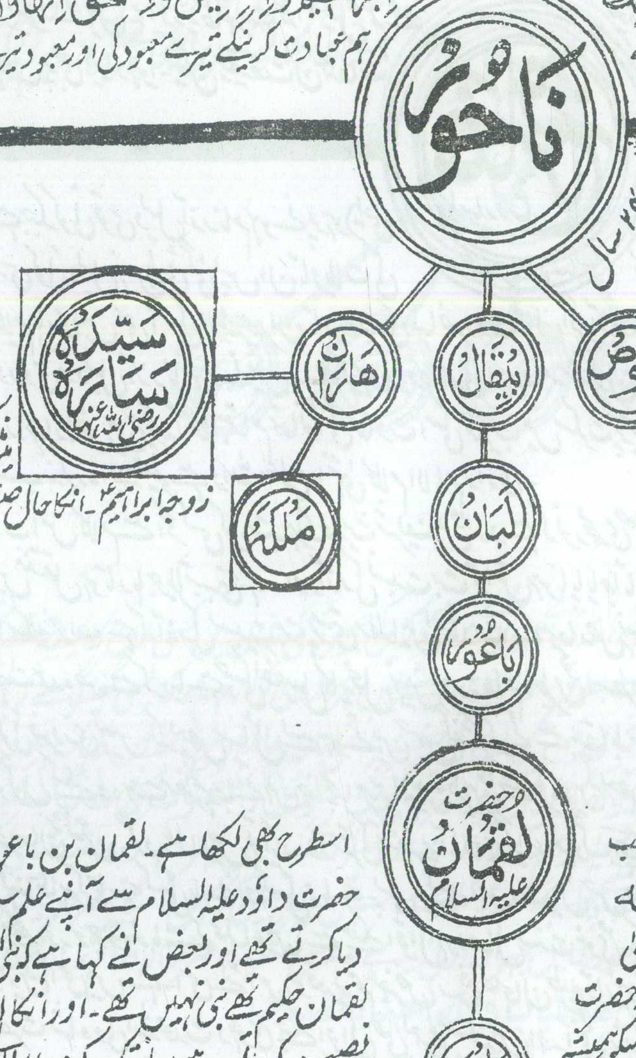
(۱) اول یہ کہ نام آزر ہے اور اجماع نسابین کا بابت تارخ نام ہونے پر ہمارے نزدیک ضعیف ہے اسلئے کہ یہ اجماع ایک دوسرے کی تقلید کرنے سے حاصل ہوا بالآخر یہ نتیجہ ایک یا دو شخص پر منتہی ہو گا جیسے وہب کا قول ہے - یا کعب کا قول ہے وغیر ذالک یا اخبار یہود و نصاریٰ سے متعلق ہو گا یعنی نسابین کو انکی روایات سے ثابت ہوا ہو گا ایسی صورت میں کوئی وجہ نہیں کہ نص صریح سے جو امر ثابت ہے اسکو ترجیح نہ دی جاوے -

(۲) اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ نام تارخ تھا تو کئی توجیہیں اسمیں ہو سکتی ہیں -

(۱) یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کے آزر اور تارخ دونوں ہی نام ہیں - پس احتمال ہے کہ نام اصلی آزر ہوا اور تارخ لقب سے مشہور ہو گئے اسم کم مشہور رہا - اور اللہ تعالیٰ نے اسکے اصلی نام آزر سے کلام پاک میں ذکر کیا - اور ممکن ہے کہ اصلی نام تارخ تھا اور لقب مشہورہ آزر سے باعتبار شہرت اللہ تعالیٰ نے یاد کیا -

(۲) دوسرے یہ کہ آزر ایک بت تھا جسکی پرستش والد ابراہیمؑ کیا کرتے تھے - اسمیں بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں جنکی وجہ سے باری تعالیٰ نے اس نام سے موسوم کیا اس لحاظ سے کہ آزر نے اس بت کی عبادت کے لئے اپنی ذات کو خاص کر دیا تھا اور قاعدہ ہے کہ جسکو جس سے محبت ہوتی ہے اسکے نام سے آپ کو منسوب کر لیتا ہے یا یہ کہ آزر سے عابد آزر مراد ہو کہ مضاف حذف کر کے مضاف الیہ اسکی جگہہ قائم کر دیا گیا جیساکہ عرب کا قاعدہ ہے - اور جو حجاہو نیکے قائل ہیں انکے لیئے یہ صورت ہے -

(۳۲) کہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ اور چچا کا نام آزر ہو اور عم پر لفظ اب کا اطلاق کر آتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں موجود ہے قَالُوا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ○ (کہا انہوں نے ہم عبادت کرینگے تیرے معبود کی اور معبود تیرے



حضرت لقمان علیہ السلام آپکا نسب اولاد آزر بن ایوب علیہ السلام۔ او خالتہ اور داؤدؑ کی بعثت سے پہلے آپ فتوی دیتے قاضی تھے لیکن جمہور علماء اسیر ہیں کہ حضرت بلعم یا انعم یا اشکم یا ماثان کا فرتھا آپ اسکو ہمیشہ قرآن شریف میں آپکا یہ واقعہ اور تعریف مذکور ہے

اسطرح بھی لکھا ہے۔ لقمان بن باعورا من حضرت داؤد علیہ السلام سے آپنے علم سیکھا دیا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل لقمان حکیم تھے نبی نہیں تھے۔ اور انکا لڑکا نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آیا بعض نے لقمان کو غلام حبشی لکھا ہے مگر یہ

غیر صحیح ہے۔ بہرحال آپ اپنے زمانہ کے نہایت عابد زاہد مرتاض تھے۔ درزی یا بکریاں چرانے کا کام کرتے تھے۔

عمر ۱۰۰۰ سال مرقد فلسطین مابین رملہ و سوق۔

(از تفسیر ابی السعود ملخصاً)

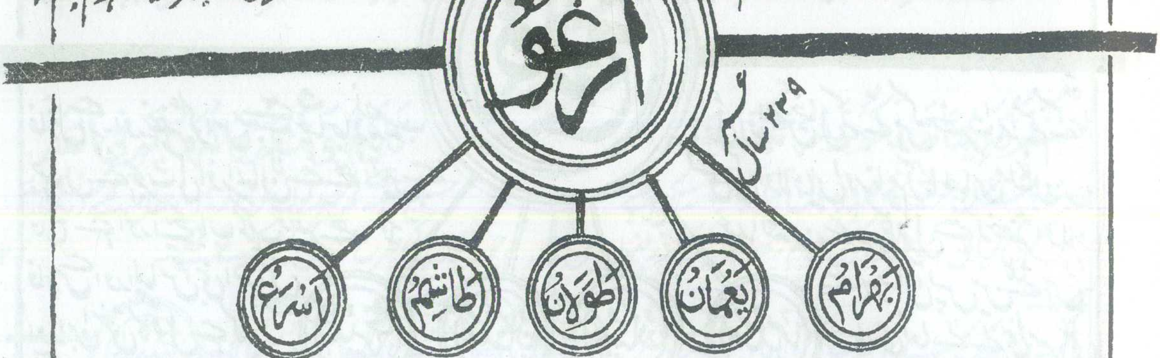
باپوں کی کہ ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اسحٰقؑ ہیں عبادت کرینگے ہم اُس معبود کی جو یگانہ اور یکتا ہے۔ اور حال یہ کہ ہم اُس خدا کے مطیع اور عبادت کرنیوالے ہیں) اور یہ ظاہر ہے کہ اسمٰعیلؑ عم تھے یعقوبؑ کے اور لفظ اب کا اُنپر استعمال کیا گیا اسیطرح یہاں پر بھی ایراد ہوا۔ لیکن درحقیقت ان تکلفات کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ توجیہہ تو اسوقت ہو سکتی ہے جبکہ کوئی قوی دلیل آزر نام نہونے پر ہو (یعنی کسی دلیل سے آزر نام ہونا ثابت نہوتا ہو) حالانکہ ایسی کوئی دلیل نہیں پائی گئی پس ان تاویلات کی کونسی ضرورت ہے۔ (یعنی آزر نام ہونا ثابت اور کلام باری میں بھی اُسکی تائید پھر ان تاویلات کی کیا ضرورت ہاں اگر آزر نام ہونا ثابت نہوتا تو اسکی گنجائش ہو سکتی تھی)۔ اور قوی تر دلیل آزر نام ہونے میں یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور عامہ مشرکین کو حضور کے ساتھ جبلی عداوت اور تکذیب کی فکر تھی اور اظہار بغض میں جو کچھہ اُنکا اہتمام تھا تو اُنکی عادت اسکی تکذیب میں سکوت پر مجبور نہ کرتی۔ پس اُنکے تکذیب نہ کرنیسے ہمنے جان لیا کہ نسب مذکورہ البتہ صحیح ہے واللہ اعلم) انتہیٰ کلام الامام رازی۔

اب اس کلام سے اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بطون صافیہ اور اصلاب طاہرہ میں منتقل ہوتا رہا جو بلاشبہ صحیح ہے۔ اور آزر کی نسبت بت تراش ہونا پایا جاتا ہے تو اسکے خلاف کیسے آزر کا باپ ہونا تسلیم کیا جاوے اُسکا یہ جواب ہے کہ آزر کی نسبت بت پرستی مضامین احادیث کے معارض نہیں ہو سکتی اور اسکا فیصلہ علماء محدثین نے اپنے محل پر بہت عمدہ طور سے کر دیا ہے جسکی تفصیل کا یہ محل نہیں اور نہ عام ناظرین کو اسطرف توجہہ کرنی چاہیئے اسواسطے کہ اس امر کی واقفیت کوئی ضروری نہیں بلکہ بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جسمیں گفتگو کرنے سے بمقابلہ مفاد کے نقصان کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے اور عام لوگوں کیلئے وہ بہت مضر ہو جاتے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں ناظرین ملاحظہ فرماویں کہ بعض غیر ضروری مسائل کے زیر بحث آنے سے کسقدر خرابیاں پڑ گئیں۔ گروہ علماء میں تو ایک دوسرے کی تکفیر پر آمادہ ہو گیا عام لوگ بیچارے پریشان ہو گئے کہ ہر شخص علم اور کتاب کے ذریعہ سے کچھہ ظاہر کرتا ہے کسکی مانے اور کسکی نہ مانے۔ پس ایسے امورات میں جس صاحب کو شوق ہو متقدمین و متاخرین کی مضامین دیکھے اور موجودہ زمانہ کے علماء میں سے جنکے اقوال و افعال سنت نبویؐ کے مطابق ہوں اُنکی پیروی کریں کیونکہ عافیت دارین اسی میں ہے۔ اسی لئے اس موقعہ پر ہم بغرض رفع خلجان طبع قارئین کتاب قرۃ العیون شرح سرور المحزون تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جنکے اقوال علی العموم مسلمہ ہیں اور اُنکی بزرگی مثل آفتاب نصف النہار کے روشن ہے اُسکا اس بارہ میں جو مضمون ہے بجنسہ درج کرتے ہیں جسکو زیادہ تحقیق منظور ہو اصل کتاب کا مطالعہ کرے۔

بیان اقوال اُس فریق کا جو اس مسئلہ میں خاموش ہیں ہاں نہ ناں کچھہ نہیں کہتے اور یہی طریق احوط ہے

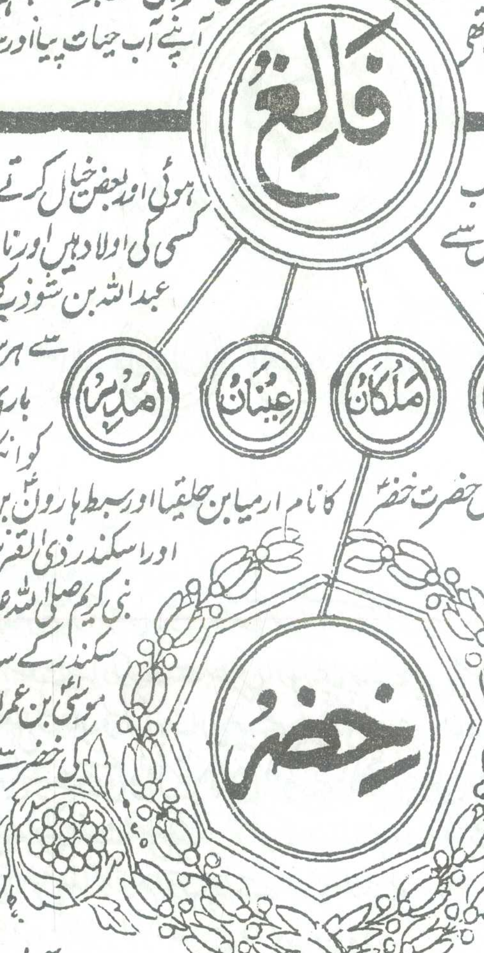
کہا امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں کہ اس مسئلہ میں میں نے کئی جزء لکھے مگر پسندیدہ اور مستحسن نزدیک میرے باز رہنا ہے اس گفتگو سے نفیاً و اثباتاً انتہیٰ اور جواب ابوبکر مالکی کا کہ کسی نے اُنسے کہا تھا کہ آبا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگ میں ہیں تو اُنہوں نے یہ جواب دیا کہ جو کوئی یہ کہے وہ ملعون ہے اسلئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اور حدیث میں آیا ہے لَا تُؤْذُوا الْاَحْیَاءَ بِسَبِّ الْاَمْوَاتِ یعنی ایذا نہ دو تم زندوں کو ساتھہ بدگوئی مردوں کے سابق میں گذر چکا اور سوال کئے گئے امام ستغفی اس قول بعض الناس سے کہ جب ظاہر ہوئی حضرت آدمؑ سے لغزش تو سیاہ ہو گیا تمام بدن اُنکا پھر جب اُتارے گئے

زمین پر تو مامور ہوئے نماز اور روزہ پر چنانچہ نماز پڑہی اور روزے رکھے تب سفید ہوگیا بدن اُنکا کیا صحیح ہے یہ قول یا نہیں کہا انبیا کی شان میں ایسا قول کرنا جسمیں اُنکی اہانت اور عیب نکلے مطلقاً جائز نہیں اسلیئے کہ ہم مامور ہیں ساتھ روکنے زبان کے بدگوئی اُنکی سے علاوہ یہ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت ذکر کیے جاویں اصحاب میرے تو باز رہو تم بدگوئی



اُنکے سے پھر جب ہم اسپر مامور ہوئے کہ ذکر صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا ایسے انداز سے نہ کریں کہ جسمیں اُنکی شان میں کسی نوع کا عیب و نقصان نکلے تو انبیا علیہم السلام کی نسبت ایسا ذکر کرنے سے بطریق اولی بچنا چاہیئے پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ ایسی گفتگو سے زبان کو باز رکھے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی نوع کی خفت یا نقصان عائد ہو نعوذ باللہ من ذٰلک تفسیر روح البیان اور ماثبت من السنت میں ہے وَالْكَلَامُ فِیْ اَبَوَیْهِ الشَّرِیْفَیْنِ طَوِیْلٌ وَالسُّکُوْتُ فِیْ هٰذَا الْبَابِ اَحْوَطُ یعنی گفتگو حق میں والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دراز ہے اور سکوت کرنا اسمیں بہتر ہے اور حاشیہ شامی اور حسن الادب میں ہے کہ ذکر کرنا اس مسئلہ کا تمام ادب سے چاہیئے اور یہ مسئلہ ایسے مسائل سے نہیں ہے کہ جہل اُسکا مضر ہو یا قبر میں یا موقف قیامت میں اس سے باز پرس ہو پس اس صورت میں بہتر اور اولی یہ ہے کہ ایسی گفتگو سے منزلۃ الاقدام سے زبان کو روکنا چاہیئے هٰذا ما تیسر لی من التحقیق فی هٰذا الباب واللہ اعلم بالصواب

(انتہا کلام شارح سرور المحزون)



حضرت خضر علیہ السلام ۔ آپکی نسبت علماء کتاب اول کہتے ہیں آپ ملک افریدوں بن اثغیان کے زمانہ میں موسیٰؑ بن عمران سے پہلے ہوئے ہیں اور یہ بھی مروی ہے کہ خضرؑ اراکین اسکندر اکبر ذی القرنین سے تھے جو زمانہ ابراہیمؑ میں گذرا ہے۔ جو چشمۂ آبحیات پر پہونچا اور حضرت خضرؑ اسکے ہمراہی تھی آپنے آب حیات پیا اور سکندر و نیز اسکے ہمراہی اس سے غافل رہے۔ اور خضرؑ کو اس سبب سے حیات جاوید نصیب ہوئی اور بعض خیال کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ جنھوں نے ہجرت کی اور ایمان لائے تھے اُنہیں سے کسی کی اولاد ہیں اور نام آپکا بلیا بن ملکان بن فالغ ہے اور آپکے باپ ملک عظیم تھے۔ اور عبداللہ بن شوذب کا قول ہے کہ خضرؑ اولاد فارس سے اور الیاسؑ بنی اسرائیل سے ہر سال آپس میں ملتے ہیں۔ اور ابن اسحٰق کا قول ہے کہ باری تعالے نے بنی اسرائیل میں سے ناشیہ بن اموص (یشعیاؑ) کو انکا خلیفہ کیا اور ناشیہ کے ساتھ خضرؑ کو بھی مبعوث کیا تھا۔ اور بنی اسرائیل حضرت خضرؑ کا نام ارمیا بن حلقیا اور سبط ہارونؑ بن عمران سے کہتے ہیں۔ لیکن قول صحیح یہ ہے کہ آپ ایام افریدوں اور اسکندر ذی القرنین تھے کیونکہ اس مضمون کی حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خلق میں اعلم تر کون ہوسکتا ہے پس خضرؑ سکندر کے ساتھ آب حیات پر گئے وہ پانی پیا اور عمر طویل حاصل ہوئی۔ موسیٰؑ بن عمران کا بعد میں پیدا ہونا ثابت ہے۔ لہذا موسیٰؑ بن عمران کی خضر سے ملاقات میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔ اور اس ملاقات کا اصل باعث یہ ہوا کہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل میں ایک روز وعظ فرما رہے تھے کسی شخص نے آپسے دریافت کیا اے موسیٰؑ کون زیادہ عالم ہے آپنے فرمایا کہ میں ہوں۔ اسپر عتاب باری تعالے ہوا کہ نبی ہوکر علم کو خدا کی طرف منسوب نہ کیا۔ آپنے باری تعالے سے عرض کیا کہ یہاں کیا مجھ سے زیادہ کوئی جاننے والا ہے۔ ارشاد ہوا کہ مجمع البحرین میں ہمارا ایک بندہ ہے وہ تجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (حضرت خضرؑ اسوقت اس مقام پر تھے) اسپر آپنے ملاقات کا ارادہ کیا اور باری تعالے سے عرض کیا کہ میں کسطرح اُس سے مل سکتا ہوں ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی لیکر زنبیل (ہانڈی یا برتن) میں رکھو پس جہاں اُسکو بھول جاؤگے وہ وہیں سے ملینگے (یعنی خضرؑ) حضرت موسیٰؑ نے سفر کا ارادہ کیا اور موافق حکم تیاری کرکے روانہ ہوگئے اور حضرت یوشعؑ جو انکی ہمراہی میں تھے اُنکو موسیٰؑ نے ہدایت کردی کہ جب یہ مچھلی اسمیں سے گم ہوجائے تو مجکو خبر کردینا پھر آپنے چلنا شروع کیا یہانتک کہ دریا کے کنارے پہونچے اور ایک پتھر پر آپنے آرام کیا اور وہ مچھلی بھی وہیں رکھی تھی اور یہ چشمۂ حیات تھا مچھلی کو پانی لگا اور وہ زندہ ہوکر تڑپنے لگی اور روانہ ہوگئی جس جگہ وہ جاتی تھی راستہ ہوجاتا تھا۔ یہ دونوں یہاں سے اُٹھکر آگے چلے گئے جب کھانیکا وقت ہوا تو یوشعؑ نے آپکے دریافت کرنے پر قصہ بیان کیا پھر وہیں سے لوٹے اور اُس مچھلی کے راستے پر چلے گئے ایک خشکی کے مقام پر پہونچے تو حضرت خضرؑ کپڑا ڈالے ہوئے لیٹے تھے۔ یہاں سے

لہ یعرب بن قحطان انکی اولاد یمن میں آباد تھی اور انصار یان مدینہ کا سلسلہ انسے منتہی ہوتا ہے۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار میں خود اسکا اظہار فرمایا ہے ہیں

تَعَلَّمْتُمْ مِنْ مَنْطِقِ الشَّيْخِ يَعْرُبَ اَبِيْنَا ۔ فَصِرْتُمْ مُعْرِبِيْنَ ذَوِيْ نَفَرٍ

عَابِرُ

وَكُنْتُمْ قَدِيْمًا مَا لَكُمْ غَيْرَ عُجْمَةٍ ۔ كَلَامٌ وَكُنْتُمْ كَالْبَهَائِمِ فِي الْقَفْرِ

اے باشندگان عرب تمنے عربی زبان ہمارے باپ سے سیکھی ہے جسکی وجہہ سے تم چند لوگ عربی زبان جان گئے ورنہ تمہارے پاس عجم کی زبان کے علاوہ کوئی کلام نہ تھا اور غیر آباد زمینوں میں تم چوپایوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔

صفہ ۲

دیکھو امام مالک کا سلسلہ جو یعرب کی اولاد میں زرعہ سے شروع ہوا ہے۔

قحطان ─ یعرب ─ یشجب ─ سباء الاکبر

حمیر ─ هميسع ─ ایمن ─ زهیر ─ عریب ─ قطن ─ غوث ─ وائل

جشم ─ معاویہ ─ قیس ─ عمرو ─ سهل ─ ابجر ابو زید ─ کہف الظلم ─ سباء الاصغر

ذی جدن ─ ابی شرح ─ حارث ─ قیس ─ صیفی

ذی شرح

ملکہ بلقیس المشہور

ملکہ بلقیس انکے نسب میں بھی مورخین کا اختلاف ہے اور اکثر روایتوں سے انکا اولاد جنیہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ انکی والدہ (رواحہ) سکر ملک الجن کی بیٹی تھی اور بعض نے یلقمہ بنت عمرو بن عمیر الجنی لکھا ہے۔ لیکن اسکی کوئی اصلیت نہیں ہے دراصل ملکہ بلقیس ملک یمن کی بادشاہ تھی حضرت سلیمان ع کو جب ہدہد کے ذریعہ سے انکا حال معلوم ہوا اور حضرت سلیمان ع نے بلقیس پر حملہ کا ارادہ کیا تو بلقیس نے بہت سے تحفے سلیمان ع کی خدمت میں بھیجے آپنے انکو قبول نہ فرمایا۔ بلقیس نے آپکی اطاعت قبول کرلی اور آپکے دین پاک میں داخل ہوگئی اور اپنی حکومت و سلطنت کو جناب سلیمان ع کے سپرد کر دیا اور آپکو ملک یمن میں لیگئی سلیمان ع نے اسکو نکاح کرنیکی ہدایت کی اسنے بادشاہت کی وجہہ سے انکار کیا۔ سلیمان ع نے فرمایا کہ دین میں داخل ہوکر انکار اس سے نکرنا چاہیئے تب بلقیس نے سعد بن زرعہ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی آپنے اسکا نکاح اس سے کر دیا اور اسکو یمن پر عامل مقرر کرکے بلقیس کو بدستور وہاں کا حاکم اعلی بنا رکھا اور سلیمان ع شام کیطرف لوٹ آئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سلیمان ع نے بلقیس سے نکاح کرلیا تھا۔ اور اسکے دیکھنے کو ہر ماہ میں ایک مرتبہ آپ تشریف لیجاتے تھے اور تین روز تک وہاں ٹھہرتے تھے۔ واللہ اعلم (کامل و ابن خلدون)

۲ بقول جناب سبا تمک الذہب یعرب فصحائے عرب میں اول درجے کے فصیح مانے جاتے تھے۔ عربیت انہیں کی طرف منسوب ہے۔ سرزمین عرب میں قحطان اور عدنان کی اولاد کی بڑی آبادی تھی قحطانی سلسلہ میں اوس و خزرج و انصاریان مدینہ منورہ ہیں۔ اسی سلسلہ میں سباء کی اولاد میں یمن والوں نے ایسا عروج حاصل کیا جو اسکے بعد کسی دوسرے کو میسر نہیں ہوا چنانچہ کلام باری میں سورۂ سبا میں انکی ترقی

مالک — نبت — غوث — ازد — مازن — ثعلبہ — بہلول (امرا القیس) — حارثہ (الغطریف) — عامر (ماء السماء)

زید — کہلان — زرعہ — شداد — زائد (ذی اصبح) — مالک — عوف — مرثد

و مرفہ حالی کا مفصل ذکر ہے۔ لیکن مثل دیگر اقوام احکام الٰہی سے انہوں نے بھی سرتابی کی اور ایک سیلاب کی صورت میں ان پر عذاب نازل ہوا کہ اکثر انمیں سے تباہ ہو گئے۔ عمرو بن عامر ماء السماء اتفاقاً اس تباہی سے پہلے معہ اپنے دیگر ہمراہیوں کے ملک حجاز میں چلا آیا تھا اور اس عذاب کا حال بھی اسکو معلوم ہو گیا اسوجہ سے یہ اطراف حجاز میں پھرتا رہا بالاخر مدینہ منورہ اسکو اچھا معلوم ہوا۔ اسوقت یہود بنی اسرائیل یہاں موجود تھے یہ بھی یہاں مقیم ہو گیا اور اسکی اولاد نے یہاں پر ترقی کی۔ قبائل اوس و خزرج اور انکی کئی شاخیں اسوقت تک عرب میں موجود ہیں۔ عرب و ہندوستان کے انصاریان مثل امروہہ انبہٹہ لکھنؤ فرنگی محل و تھانیسر و بانی پت نواب شکور احمد خاں وغیرہ ان سب کے سلاسل کا اصل منتہا یہی عمرو بن عامر و یعرب بن قحطان بن عابر ہے۔ یعرب بن قحطان کو بعض نے بنو اسمٰعیل سے بھی لکھا ہے۔ لیکن ان اقوال کے مقابلے میں جنکی غایت صحت پر ہمنے سلسلہ درج کیا ہے کوئی روایت زیادہ مستند نہیں پائی۔

زرعہ بن عمرو بن یعرب بن قحطان

امام دار الہجرۃ قدوۃ المحدثین

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ ۹۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ۸۹ سال عمر پائی۔ ماہ ربیع الاول روز شنبہ ۱۷۹ھ کو انتقال ہوا۔ امام مالکؒ علم کی تعظیم میں نہایت مبالغہ فرماتے تھے۔ حدیث شریف کے پڑھانے میں باوضو و نظافت۔ شان و شوکت کے ساتھ بیٹھتے تھے اور فرمایا کرتے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کروں۔ ہارون رشید نے آپ سے دریافت کیا آپکے گھر ہے فرمایا نہیں پس تین ہزار دینار آپکو پیش کئے اور کہا کہ آپ اس سے مکان خرید لیں آپ نے وہ دینار ویسے ہی رکھ چھوڑیں۔ جب ہارون رشید نے مدینہ منورہ سے جانے کا قصد کیا آپ سے کہا کہ تشریف لیچلئے۔ لوگوں کو آپکی موطا پر ترغیب دونگا حضرت امام نے فرمایا کہ حضور سرور کائنات کے اصحابؓ امصار و دیار میں پھیل گئے ہیں اور حدیثیں پہونچائی ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ لوگوں کے واسطے بہتر ہے اگر وہ جانیں مدینہ آدمی سے خبث کو ایسا نکال دیتا ہے جیسے بھٹی

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ — انس

عمرو — جثیل — غیمان — حرث — عمرو — عامر (ابی عامر، ابی نافع) — مالک

ذی اصبح اسمہ حرث

۹۱

لوہے کے میل کو ۔ آپکے وہ دینار بدستور رکھے ہیں آپکا جی چاہے تو لیلیجے مجکو مدینہ کی مفارقت کسی صورت سے منظور نہیں ہے ۔ اطراف و جوانب سے جسقدر مال و زر آپکے پاس آتا تھا سب خدا کے واسطے صرف کر دیتے تھے ۔ آپکا قول ہے کہ آدمی کے پاس مال کا نہونا زہد نہیں ہے بلکہ قلب کا فارغ ہونا مال کی محبت سے زہد ہے ۔ امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ امام مالک کے دروازے پر مینے خراسان

شالخ

کے گھوڑے اور خچر مصر دیکھے کہ اس سے پہلے مینے کبھی نہیں دیکھے تھے مینے کہا کہ کیا خوب ہیں امام مالک رح نے سب مجکو دیدئے ۔ امام شافعی رح نے اصرار سے کہا کہ ایک آپ اپنی سواری کو رکھلیں فرمایا خدا سے شرم آتی ہے کہ جس

ثعلبہ — حارثہ — خزرج — عمرو — ثعلبہ — تیم اللہ — مالک — عمر

عمرو مزیقیا — اوس — مالک — النبیت — خزرج — حارث — جشم

عدی — النجار — مالک ٥٢ — غنم — ثعلبہ — عبید — عدس — زرارہ

عبدہ الاشہل — زید — امرؤ القیس — نعمان — معاذ

سیدنا سعد رض ٥٥ — سیدنا اسعد رض ٥٤ (ایضاً)

خاک پاک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک رکھے گئے ہوں اسکو میں دابہ کے پاؤں سے پامال کروں سچ ہے عاشقان محمدی کے یہی طریقے اور اداب تھے جسکی وجہ سے خداوند عالم نے ایسے حضرات کو مدارج علیا سے سرفراز فرمایا تھا مدینہ منورہ میں آپکا مزار ہے ۔ از خدا خواہیم توفیق ادب ۔ بے ادب محروم گشت از فضل رب

حضرت امام مالک رح کے سلسلہ میں جو ذی اصبح ہے اُسکا نسب بروایت ہشام بن کلبی اسطرح پر ہے ۔ ذو اصبح ہو الحرث بن مالک بن زید بن غوث بن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن زید بن سہل بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبد شمس بن وائل بن غوث بن قطن بن عریب بن زہیر بن ایمن بن ہمیسع بن حمیر بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان ۔ اور جو اسماء کہ سلسلہ میں درج ہیں وہ حازمی کی کتاب عجالہ کے موافق ابن خلکان سے لئے گئے ہیں ۔

٥١ حضرت انس رض بن مالک اسی نجار کیطرف منسوب ہیں جو خزرج کی ایک او رشاخ ہے ۔

٥٢ بنو مالک ایک دوسرا بڑا قبیلہ ہے جسمیں حبیب رض بن زید صحابی ہیں جو حضور کیطرف سے مسیلمہ کذاب کے پاس گئے تھے ۔

٥٤ حضرت اسعد رضی اللہ عنہ آپ قدیم الاسلام اور باوجود کم عمر ہونیکے اپنے قبیلہ کے نقیب تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ لیلۃ العقبہ میں پہلے بیعت کرنیوالے ہیں ہجرت کے نویں مہینہ آپکا انتقال ہوا اور بقول بغوی صحابہ میں انکا پہلا جنازہ تھا جسکی حضور نے نماز پڑہائی ۔

٥٥ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور یوم خندق میں آپکے تیر لگا ایک مہینہ تک بنی قریظہ

پر حکومت کی پھر شدت زخم سے آپکا انتقال ہو گیا جنازہ آپکا ...

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپکی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے کثرت سے احادیث آپ سے مروی ہیں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تمام غزوات میں شریک و معاون رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جسوقت عراق کو جہاد کیلئے تشریف لیگئے ہیں تو آپکو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ مقرر کیا لیکن آپکو جہاد سے علیحدہ رہنے کی تاب نہ لائی۔ عراق پہونچے اور حضرت علیؓ کے ساتھ قتال خوارج میں شریک ہوئے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں تو پہلے مکان ابوایوب انصاری کا تھا جسمیں دو جہان کے بادشاہ نے نزول اجلال فرمایا۔ سچ یہ ہے کہ اس روز دنیا میں ابوایوبؓ سے زیادہ کوئی خوش قسمت نہیں تھا۔

وہ آئیں گھر پہ ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

سبحان اللہ کیا وقت تھا اور کیسے فضل و رحمت کا سماں ہوگا جبکہ حضورؐ کی رونق افروزی کی خوشی میں خاندانِ انصار کی لڑکیاں فرط مسرت اور روحی فداہ کے خیر مقدم میں دف بجاتی ہوئیں فدایانہ انداز سے

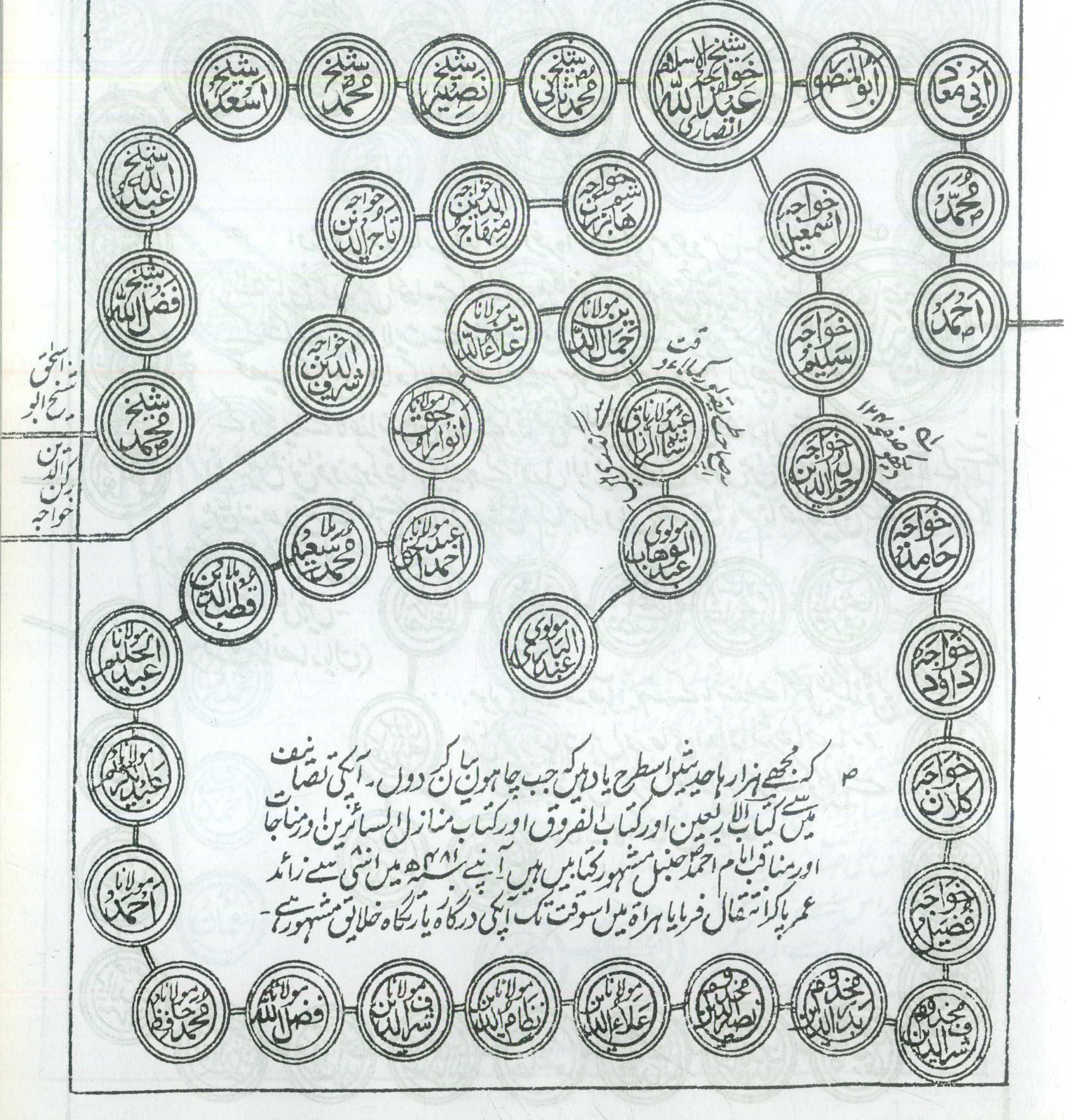
نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي نَجَّارِ
یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

ہم خاندان بنی نجار کی لڑکیاں ہیں
جنکے کیا ہی پیارے محمدؐ ہمسایہ ہیں

کا ترانہ زبان ذوق سے ادا کر رہی تھیں۔ اس محبت و اخلاص کا پہلا صلہ یہ تھا کہ ابوایوب اور انکے خاندان والوں نے انصار خدا و رسول ہونیکا لقب حاصل کیا شفیع عاصیاں کے مورد عنایات خاص ہوئے۔ اس فوز سے فلاح دارین انکا نقد وقت ہوگیا۔ حضرات انصار کی فضیلت کا یہاں سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ سعیدؓ بن مسیب سے روایت ہے کہ ابوایوبؓ نے حضورؐ کی ریش مبارک سے کچھ بال لئے تھے جسپر حضورؐ نے فرمایا تھا لَا یُصِیبُكَ السُّوءُ یَا اَبَا اَیُّوب (اے ابا ایوب تجھے کوئی برائی نہ پہونچے گی۔ اور دوسری روایتوں میں وارد ہے کہ حضورؐ نے آپکی اولاد کیواسطے بھی دعا فرمائی کہ اے خدا ابی ایوب کو ادب عطا کر ابی ایوب کو فراغت دے انکو محروم نہ رکھ الٰہی انکے گروہ اہل سے باقی رکھ اپنی زمین میں اس دن تک کہ حشر کئے جاویں الٰہی انکی اولاد میں علم پیدا فرما اور علم میں زیادتی عطا فرما اسدن تک کہ وہ تجھ سے ملیں الٰہی اس گروہ میں علم اور بزرگی اور فقر دے اے خدا انکی اولاد میں عبادت کرنیوالے ابد الآبد تک پیدا کر پھر آپنے یہ دعاء تعلیم فرمائی اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ اِلٰی بِغَیْرِ حِسَاب کہ صبح و شام پڑھا کریں اس دعا کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے آپکی اولاد کو بڑے بڑے مدارج سے سرفراز فرمایا ملک شام ہرات سندھ ہند میں کثرت سے آپکی اولاد موجود ہے اور ہر جگہہ بڑے بڑے قابل آپکی اولاد میں ہوتے آئے چنانچہ ہندوستان میں علماء فرنگی محل اسکی کافی نظیر ہے اور دیگر مقامات میں اب تک بہت سے صلحا و علماء مثل انبہٹہ و امروہہ و پانی پت موجود ہیں حضرت ابوایوب خلافت معاویہؓ میں ہمراہ لشکر قسطنطنیہ گئے اور سنہ ۹۲ھ میں وہیں آپکا انتقال ہوا۔ استنبول میں جامع ایوبی آپکے نام سے مشہور اور آپکا مزار زیارتگاہ

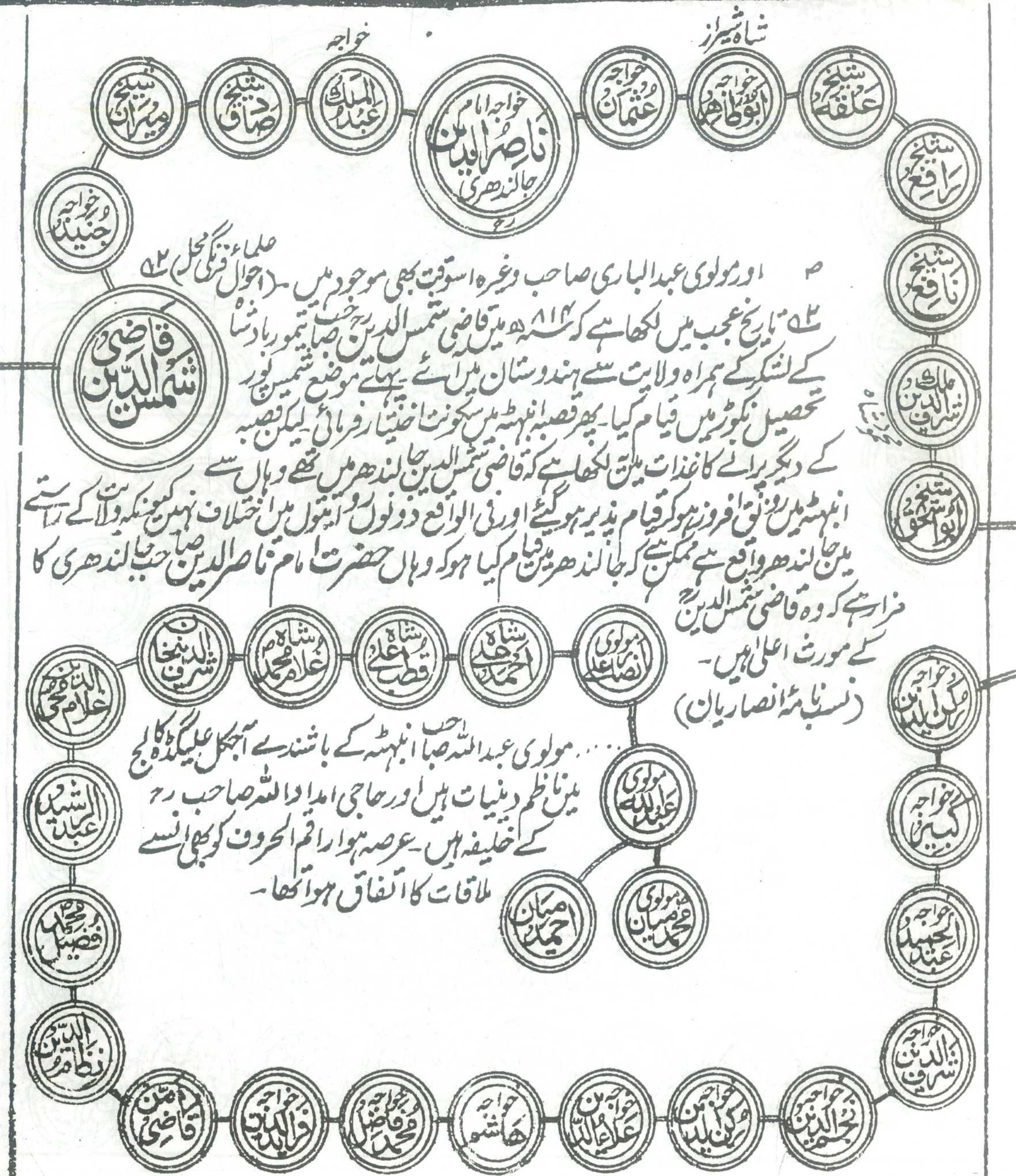
ارفخشد
قینان — اشود — ارم — عیلان — نمرود
کلبب — ثعلبہ — عوف عبد
زید — سیدنا ابوایوب خالد رضؓ (انصاری خزرجی مدنی) — منصور — جعفر — علی

حضرت شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ آپکے بارہ میں امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ آپ ۳۹۶ سنہ ہجری میں مقام ہراۃ میں پیدا ہوئے۔ آپنے عربی زبان اچھی طرح تحصیل کی حدیث اور تاریخ و علم الانساب میں کمال پیدا کیا اور تفسیر و حسن سیرت اور تصوف کے امام تھے کبھی امراء اور وزراء و بادشاہ کی صحبت میں نہیں جاتے اور نہ انکی پرواہ کرتے سال بھر میں ایک مرتبہ مجلس وعظ منعقد کرتے اور اُسمیں آپکے مریدین اور معتقدین جو کچھ خدمت کرتے وہ فوراً بازار میں تقسیم کر دیتے۔ کھانا کپڑا وغیرہ بازار سے لے لیتے نہایت خوش پوشاک اور باہیبت آدمی تھے۔ ایک مجلس میں اتنی احادیث بیان کرجاتے کہ سننے والے دنگ رہجاتے بارہا فرماتے تھے



کہ مجھے ہزارہا حدیثیں اسطرح یاد ہیں کہ جب چاہوں بیان کر دوں۔ آپکی تصانیف میں سے کتاب الاربعین اور کتاب الفروق اور کتاب منازل السائرین اور مناجات اور مناقب امام احمد حنبل مشہور کتابیں ہیں۔ آپنے سنہ ۴۸۱ھ میں اسّی سے زائد عمر پاکر انتقال فرمایا ہراۃ میں اسوقت تک آپکی درگاہ یادگار خلائق مشہور ہے۔

۵۱ ابتدائے ہندوستان میں انصاریان فرنگی محل لکھنؤ کے مورث اعلیٰ خواجہ جلال الدین رح ہندوستان میں تشریف لائے اور قریہ سرسل میں قیام کیا ایک مدت تک درس و تدریس میں بھی وہاں مشغول رہے اور خانقاہ و مسجد بھی تعمیر کرائی قریب اس مسجد کے دھرم سال حوض ہے اسکے متصل دفن کیئے گئے۔ مدت کے بعد وہ قریہ برباد و تباہ ہوگیا سوائے آپکے مقبرہ کے اور مکانات منہدم ہوگئے آپکی اولاد میں بہت بڑے بڑے علماء و فضلا گذرے چنانچہ مولانا مولوی عبد الحی صاحب وغیرہ اس خاندان میں باکمال گذرے ہیں

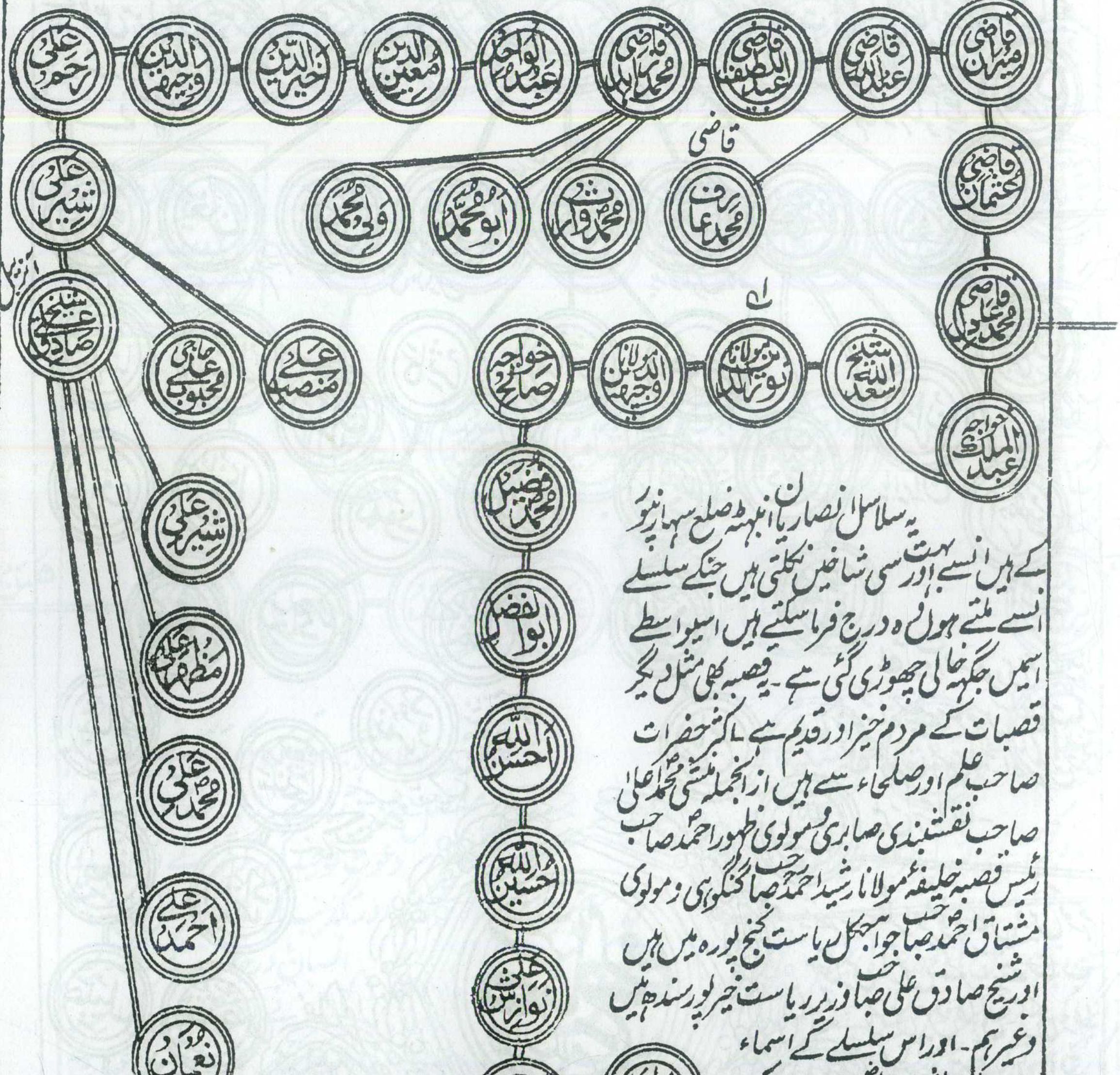


۵ اور مولوی عبد الباری صاحب وغیرہ اسوقت بھی موجود ہیں۔ (احوال علمائے فرنگی محل)

۵۲ تاریخ عجیب میں لکھا ہے کہ ۸۱۴ھ میں قاضی شمس الدین رح صاحب تیمور بادشاہ کے لشکر کے ہمراہ ولایت سے ہندوستان میں آئے پہلے موضع شمس پور تحصیل نکوڑ میں قیام کیا۔ پھر قصبہ انبہٹہ میں سکونت اختیار فرمائی لیکن قصبہ کے دیگر پرانے کاغذات میں لکھا ہے کہ قاضی شمس الدین جالندھر میں تھے وہاں سے انبہٹہ میں رونق افروز ہوکر قیام پذیر ہوگئے اور فی الواقع دونوں روایتوں میں اختلاف نہیں کیونکہ وہاں کے راستے میں جالندھر واقع ہے ممکن ہے کہ جالندھر میں قیام کیا ہو کہ وہاں حضرت امام ناصر الدین صاحب جالندھری کا مزار ہے کہ وہ قاضی شمس الدین رح کے مورث اعلیٰ ہیں۔ (نسب نامہ انصاریان)

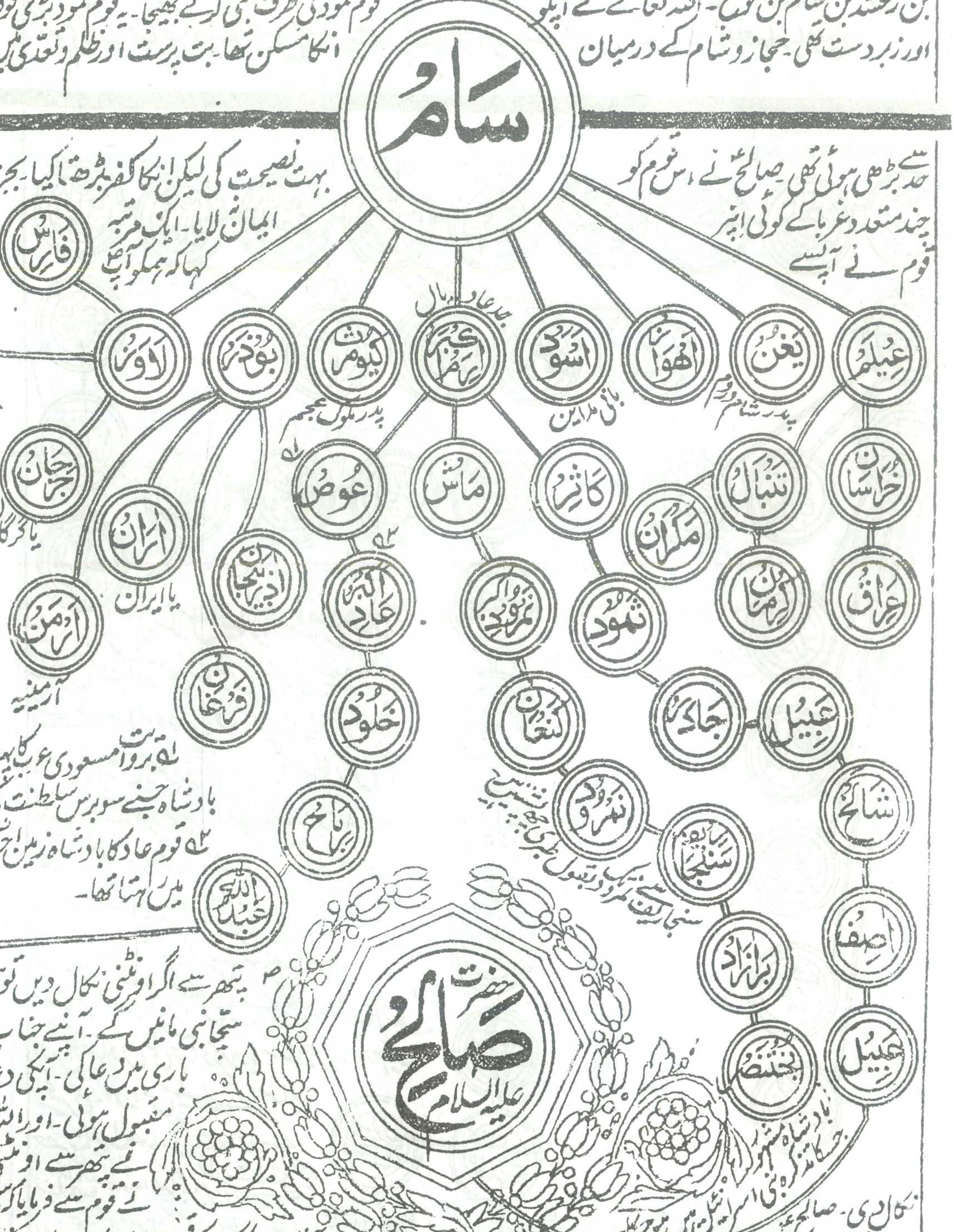
... مولوی عبد اللہ صاحب انبہٹہ کے باشندے آجکل علیگڈہ کالج میں ناظم دینیات ہیں اور حاجی امداد اللہ صاحب رح کے خلیفہ ہیں۔ عرصہ ہوا راقم الحروف کو بھی انسے ملاقات کا اتفاق ہوا تھا۔

ؔ مولانا نورالدین اپنے وقت کے اجل فضلاء سے ہیں کلمۂ شیخ سے انکا سن ولادت نکلتا ہے اور امام سے عمر اور شیخ امام سن وفات یہی الفاظ انکے مزار پر انبہٹہ میں کندہ ہیں حضرت سلطان العارفین مولانا رکن الدین قطب عالم گنگوہی کے صاحبزادے تحصیل علوم کیلئے آپکے پاس آیا کرتے تھے۔ (نسب نامۂ انصاریان)



یہ سلاسل انصاریان انبہٹہ ضلع سہارنپور کے ہیں انسے بہت سی شاخیں نکلتی ہیں جنکے سلسلے انسے ملتے ہوں وہ درج فرماسکتے ہیں اسیواسطے اسمیں جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔ یہ قصبہ بھی مثل دیگر قصبات کے مردم خیز اور قدیم ہے۔ اکثر حضرات صاحب علم اور صلحاء سے ہیں ازانجملہ منشی محمد اعلیٰ صاحب نقشبندی صابری و مولوی ظہور احمد صاحب رئیس قصبہ خلیفۂ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی مشتاق احمد صاحب جو اہلکار ریاست گنج پورہ میں ہیں اور شیخ صادق علی صاحب وزیر ریاست خیرپور سندھ ہیں وغیرہم۔ اور اس سلسلے کے اسماء حضرت ایوب انصاریؓ سے اوپر کے سبائک الذہب و اصابہ و ابن خلدون سے لکھے گئے اور نیچے کے اسماء کتاب احوال علماء فرنگی محل لکھنؤ و نسب نامۂ انصاریان انبہٹہ سے لئے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت صالح علیہ السلام بعض مورخین نے آپکا سلسلۂ نسب اسطرح پر لکھا ہے۔ صالح بن عبید بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارفخشد بن سام بن نوح۔ اللہ تعالےٰ نے آپکو قوم ثمود کی طرف نبی کرکے بھیجا۔ یہ قوم ثمود بڑی قوی اور زبردست تھی۔ حجاز و شام کے درمیان انکا مسکن تھا۔ بت پرست اور ظلم و تعدی میں حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ صالح نے اس قوم کو بہت نصیحت کی لیکن انکا کفر بڑھتا گیا۔ بجز چند متعدد غربا کے کوئی ایمان نہ لایا۔ ایکمرتبہ قوم نے آپسے کہا کہ ہمکو آپ

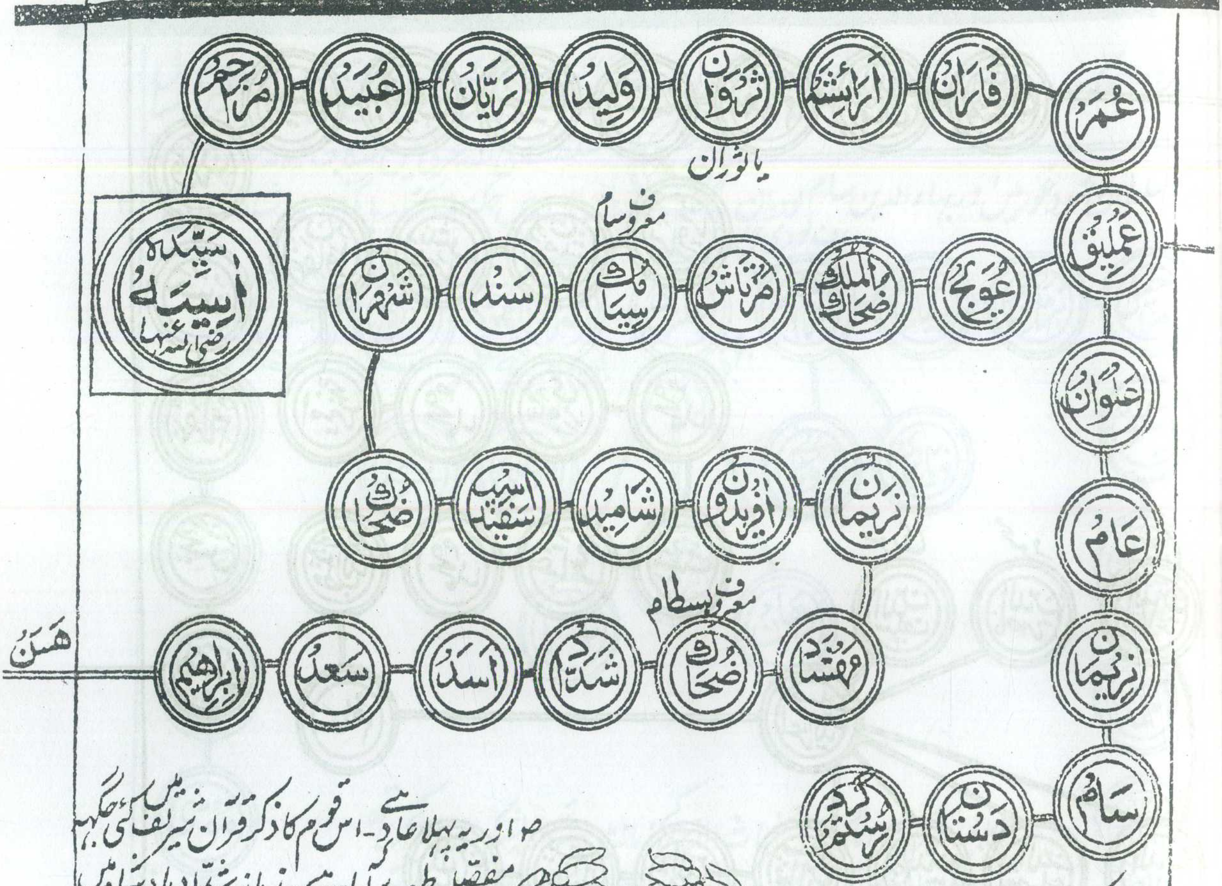


۱؎ بروا مسعودی عرب کا پہلا بادشاہ جسنے سو برس سلطنت کی
۲؎ قوم عاد کا بادشاہ زمین احقاف میں رہتا تھا۔

پتھر سے اگر اونٹنی نکال دیں توہم سچا نبی مانیں گے۔ آپنے جناب باری میں دعا کی۔ آپکی دعا مقبول ہوئی۔ اور اللہ نے پتھر سے اونٹنی نکال دی۔ صالح نے قوم سے فرمایا کہ اسکی کونچیں نہ کاٹنا۔ ورنہ تمپر عذاب الٰہی نازل ہوگا لیکن قوم پھر بھی آپ پر ایمان نہ لائی

اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ بس قہر الٰہی کا وقت آگیا ... سے ایک سخت آواز آئی کہ اسکے خوف سے سبکے دل

حضرت ہود علیہ السلام بعض نے آپکا سلسلۂ نسب اسطرح بھی لکھا ہے - ہودؑ بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ - جب نوحؑ کی نسل لیں رفتہ رفتہ گمراہی پھیل گئی تو اللہ تعالے نے ہودؑ کو ارم بن سام کی اولاد کیطرف رسول کرکے بھیجا - ارم بن سام کی اولاد قوم عاد اولے کے نام سے مشہور ہے - اور عاد اولی انکو اسلئے کہا گیا ہے کہ انکے بادشاہ کا نام عاد تھا -



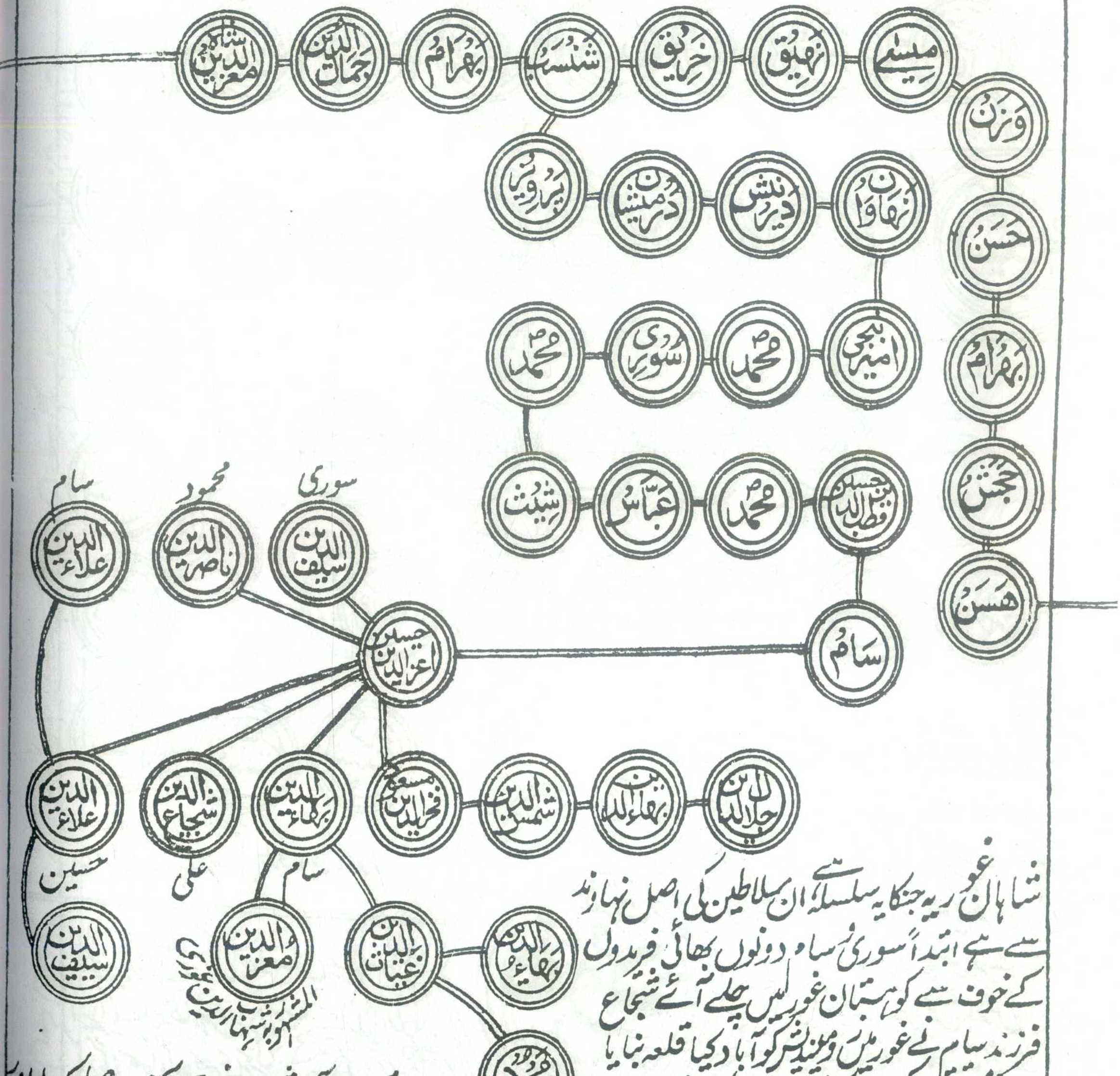
حضرت ہود علیہ السلام

تمام قوم کو اپنے اللہ کی طرف بلایا اور

ص اور یہ پہلا عاد ہے - اس قوم کا ذکر قرآن شریف میں کئی جگہ
مفصل طور پر آیا ہے - زمانہ شداد بادشاہ میں
دعوت توحید کی - مگر قوم نے انکار کیا -
اور تکذیب کی - اس نافرمانی کی شامت
سے انپر تین سال کی قحط سالی پڑی
انسان اور جانور مرنے لگے - پھر
انپر ایک ابر ظاہر ہوا - انہوں
نے اس سے بارش کی امید
کی مگر اسمیں آگ بھری ہوئی
تھی - ایک بڑھیا عورت نے
کہا کہ اب تم ضرور
ایمان لاؤ - اس ابر میں
عذاب ہے - مگر قوم بدنصیب نے اس
بیچاری بڑھیا کی بات سنی - بس
ایک ایسی ہوا چلی کہ وہ ایک ایک کو آسمان کیطرف
اٹھا کر لیگئی اور الٹا کر کے پھینک دیا - اور انکی

ص ا

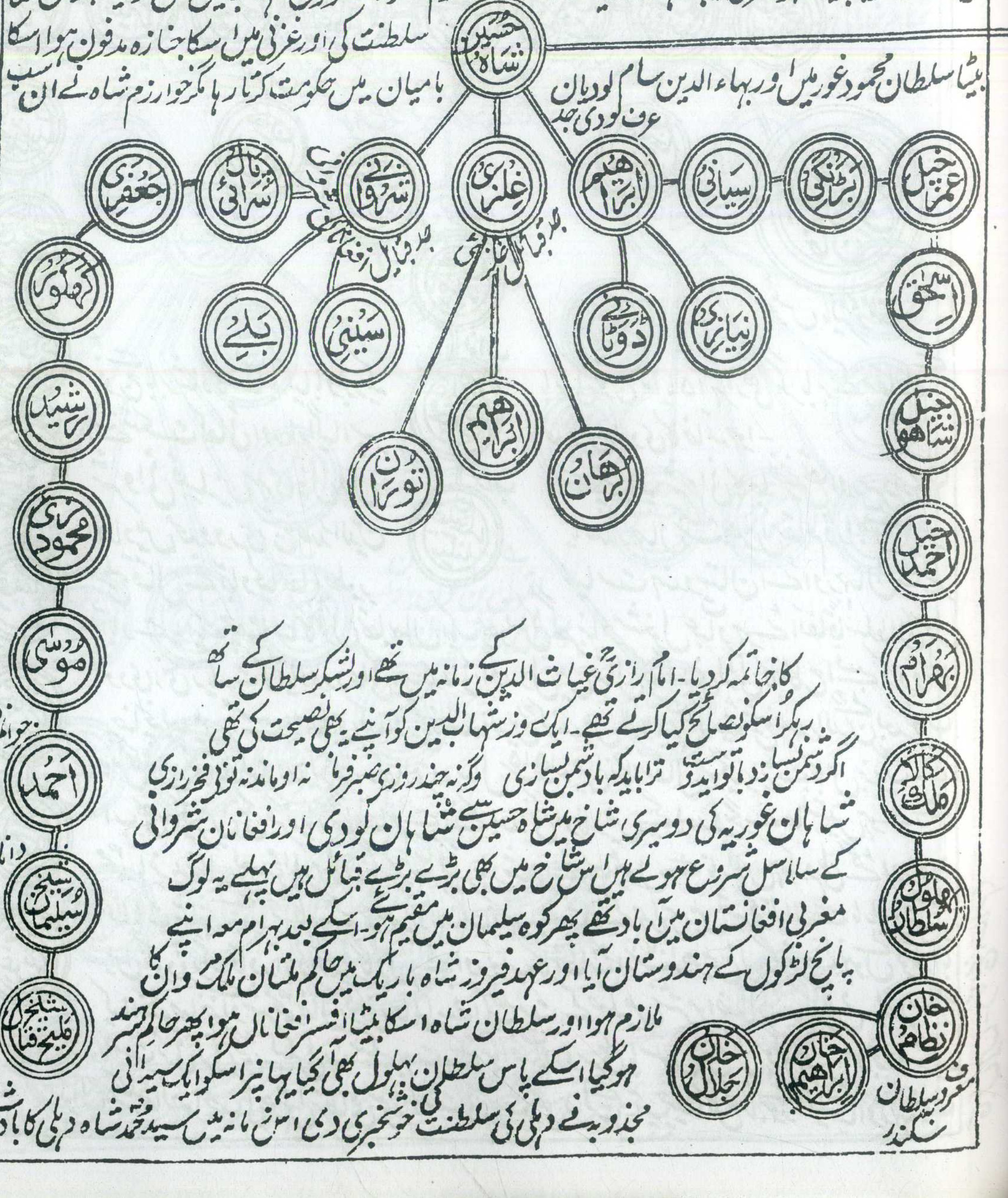
گردنیں توڑ دیں۔ جسم بلا سر رہ گئے۔ میدان میں ایسے پڑے تھے جیسے بڑے کھجوروں کے تنے اور بلے۔ زمین کے غاروں میں گھس گئے۔ ہوا نے انکو وہاں سے بھی اکھاڑ کر پھینکدیا۔ آٹھ دن اور سات رات متواتر عذاب کی سخت ہوا چلتی رہی۔ اور ابر سے آگ برسی اس سے اور بھی ہلاک ہوگئے ہودؑ اور انکے ساتھ جو لوگ ایمان لائے تھے انکو اللہ تعالےٰ نے اس عذاب سے نجات دی۔ اور ہودؑ مع اتباع مکہ معظمہ میں آکر مقیم ہوے۔ بعد میں آپکا انتقال ہوگیا۔ (مروج الذہب)



شاہان غوریہ جنکا یہ سلسلہ ہے ان سلاطین کی اصل نہاوند سے ہے ابتدا سوری و سام دونوں بھائی فریدوں کے خوف سے کوہستان غور میں چلے آئے شجاع فرزند سام نے غور میں ومینڈیشر کو آباد کیا قلعہ بنایا اور اپنی مستقل حکومت کرلی اور عرصہ تک فریدوں سے لڑتا رہا بالآخر شجاع نے باداء خراج صلح کرلی اور شنسب کی نسبت لکھا ہے کہ وہ جسوقت غور کا حاکم ہوا تو کوفہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوا اور حضرت علیؓ نے بھی اسکو منشور حکومت غور عطا فرمایا جب سے ان سلاطین میں اسلام ہے انمیں امیر بنجی خلیفہ ہارون رشید کا معاصر

تھا اسکے بعد سوری نے سلطان محمود غزنوی کا دس ہزار لشکر سے مقابلہ کیا اور شکست کھائی مگر محمود نے حکومت اسی خاندان کو دیدی-
لیکن باہم سلاطین غزنی و غوری میں جنگ ہوتی رہی- بہرام شاہ غزنی کے زمانہ میں سیف الدین غوری نے غزنی پر حملہ کیا اور مسلط
ہو گیا- آخر میں غیاث الدین محمد غور و غزنی کا بادشاہ ہوا- اسنے ہندوستان پر زبردست تیرہ ۱۳ حملے کئے اور ہند کی بادشاہت

کی سنہ ۶۰۲ھ کو جب یہ لاہور سے غزنی کو جا رہا تھا دریا سندھ کے کنارے قوم گھگرو کے لوگوں نے شہاب الدین کو قتل کر دیا- بتیس ۳۲ سال
سلطنت کی اور غزنی میں اسکا جنازہ مدفون ہوا اسکا
بیٹا سلطان محمود غور میں اور بہاء الدین سام لودیان بامیان میں حکومت کرتا رہا مگر خوارزم شاہ نے ان سب

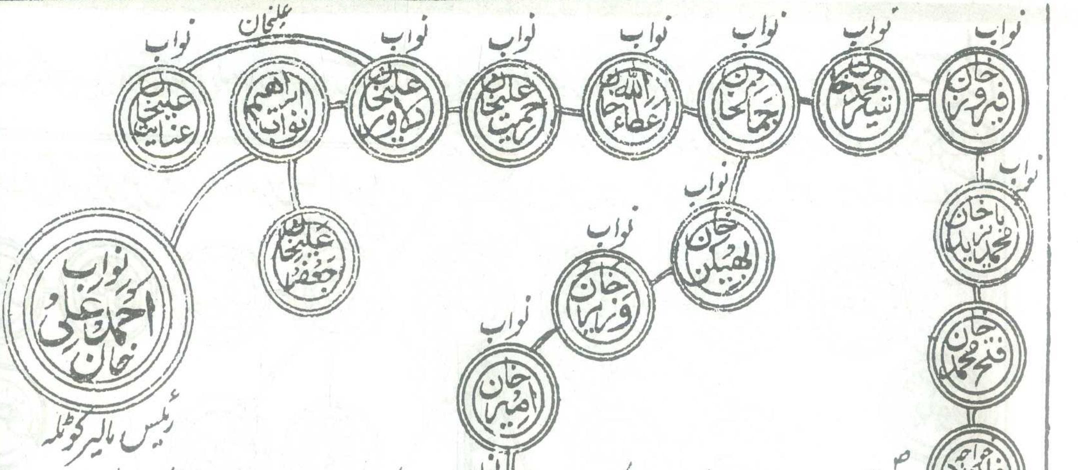


کا خاتمہ کر دیا- امام رازی غیاث الدین کے زمانہ میں تھے اور لشکر سلطان کے ساتھ
رہکر اسکو نصیحت کیا کرتے تھے- ایک روز شہاب الدین کو آپنے یہی نصیحت کی تھی
اگر دشمن نسازد با تو اید دوست ترا باید کہ با دشمن بسازی وگرنہ چند روزی صبر فرما نہ او ماند نہ تو نی فخر رازی
شاہان غوریہ کی دوسری شاخ یعنی شاہ حسین سے شاہان لودی اور افغانان شروانی
کے سلاسل شروع ہوئے ہیں اس شاخ میں بھی بڑے بڑے قبائل ہیں پہلے یہ لوگ
مغربی افغانستان میں آباد تھے پھر کوہ سلیمان میں مقیم ہو گئے- اسکے بعد بہرام معہ اپنے
پانچ لڑکوں کے ہندوستان آیا اور عہد فیروز شاہ باربک میں حاکم ملتان ملک مردان کا
ملازم ہوا اور سلطان شاہ اسکا بیٹا افسر افغانان ہوا پھر حاکم سرہند
ہو گیا اسکے پاس سلطان بہلول بھی آ گیا یہانتک اسکو ایک سید ابی
مجذوب نے دہلی کی سلطنت کی خوشخبری دی اس زمانہ میں سید محمد شاہ دہلی کا بادشاہ

معز سلطان سکندر

شہاب شیخ علی

تھا اس سے مقابلہ کیا اور ۸۵۵ھ میں تخت دہلی پر جلوس کیا ۳۸ برس اکثر ممالک ہندوستان کی اسنے سلطنت کی ۸۹۴ء میں یہ فوت ہوا۔ اسکا بیٹا سلطان سکندر نظام خاں تخت نشین ہوا ۹۱۱ھ میں شہر آگرہ کی بنا ڈالی ۲۹ سال پانچ ماہ حکومت کی ۹۲۳ھ کو انتقال ہوا خاندان لودی کا آخری بادشاہ اسکا بیٹا سکندر سلطان ابراہیم خاں تھا جسنے ۹۳۲ھ میں ایک لاکھ



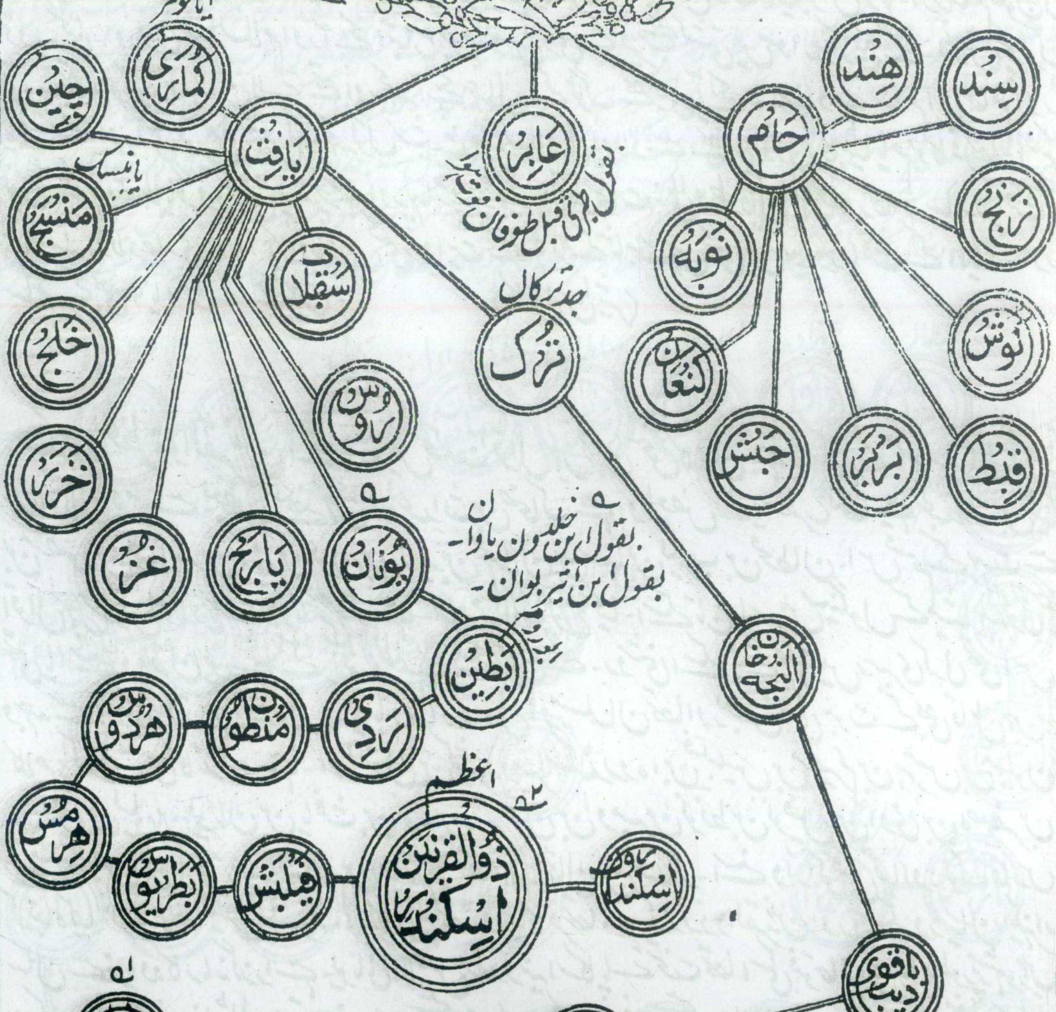
فوج سے بابر شاہ کا مقابلہ کیا باوجودیکہ بابر کی فوج ۱۲ یا ۱۵ ہزار تھی مگر بابر کے مقابلے سے اسنے شکست کھائی اور مارا گیا اسپر خاندان لودی کا خاتمہ ہوا۔

نواب محبوب علیخان　نواب سکندر علیخان

شروانی قبیلہ میں سربی بال ول اپنے باپ شروانی کا جانشین تھا اور سرداری کی اولاد میں مخدوم درسی شیخ صدرالدین یا صدر جہاں ۸۷۶ھ میں مقام ڈرابھن سے (جو بلیج قتال نے آباد کیا تھا) بطور سیاحت ہندوستان آئے اور جہاں اب مالیر آباد ہے یہ ایک چھوٹا سا گانوں تھا یہاں ایک پھونس کا گھر بناکر مشغول عبادت ہوئے اتفاقاً سلطان بہلول لودی انکی زیارت کو آیا اور دعا کی استدعا کی اور دل میں خیال کیا کہ اپنی لڑکی کا نکاح اسسے کردونگا چنانچہ بعد میں اُسنے ایسا ہی کیا اور شیخ صدرالدینؒ کو نذر میں ۶۸ دیہات دیئے شیخ صدرالدین نے بعد نکاح اس گاؤں کو آباد کیا اور مالیر نام رکھا بعمر ۷۱ سال ۵۱۵ء میں انکا انتقال ہوگیا یہ بڑے کامل بزرگ تھے اب بھی مالیر میں انکی قبر زیارتگاہ عام ہے انکے بعد انکی اولاد میں یکے بعد دیگرے جانشین ہوتے رہے محمد بایزید خاں بعہد محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ اپنے بھائیوں سے ناراض ہوکر دہلی گئے اور مورد عنایات شاہی ہوئے۔ شکار کے موقعہ پر اورنگ زیب بادشاہ کے ہمراہی میں شیر کو تلوار سے مارا۔ اس صلہ میں انکو دو پرگنہ قادر آباد اور نو گاؤں ملے اور نواب کا خطاب ۱۰۶۸ھ میں مالیر کے قریب انہوں نے کوٹلہ آباد کیا انکے صاحبزادے شیر محمد خاں کو بھی عالمگیر نے ایک خدمت کے صلہ میں نشتر مواضعات جاگیر میں دیئے اسطرح یہ ریاست ترقی کرتی رہی۔ لیکن اب اسکے بہت سے مواضعات دوسری ریاستوں میں شامل ہوگئی ہیں۔ موجودہ رئیس نواب احمد علیخانصاحب کی خوش انتظامی سے ریاست کی بہت اچھی حالت ہے۔ آپ چیف کالج لاہور کے تعلیم یافتہ اور نہایت

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت آدم ثانی نوح علیہ السلام آپ بہت بڑے برگزیدہ محبوب خدا نبی و رسول ہوئے ہیں۔ اور آپکے پیدا ہونےسے پیشتر دنیا میں کفر اس کثرت سے پھیل گیا تھا۔ کہ اللہ جل شانہ کا کوئی نام تک نہیں لیتا تھا تمام خدائی سپرد کر چند بتوں کو انہوں نے رکھی تھی۔ آپکو اللہ تعالے



ے النجہ خاں کے دو بیٹے ہوئے تاتار خان جو شاہان تاتاریہ کا مورث اعلیٰ اور پہلا بادشاہ ہے۔ دوسرا مغل خاں جسکا سلسلہ صفحہ ۱۳۳ پر درج ہے۔

بلبکا ل سے مغل خا یہ خط

نے اس کفر کے مٹانیکے لئے بھیجا- آپنے قوم کو نرمی اور سختی ظاہر و پوشیدہ ہر طرح سمجھایا- مگر قوم بدنصیب کا ہدایت قبول کرنا تو کجا- آپکو عیوب سے متہم کرنے اور ایذا دینے میں کوئی کمی نہ کی- مگر جسقدر قوم آپکو تکلیف دیتی تھی- آپ اسیقدر صبر کرتے تھے اور جب قوم آپکے ساڑھے نوسو برس کے وعظ میں کفر سے باز نہ آئی تو آپنے قوم پر بد دعا کی- اس کے باعث پانی کا طوفان آیا- زمین و آسمان سے پانی کے فوارے چلنے لگے جس سے روئے زمین پر پانی پھیل گیا- اور ٹیلوں اور پہاڑوں اور درختوں کے اوپر تک چڑھ گیا ہر جگہہ پندرہ پندرہ ہاتھ پانی اوپر چڑھ گیا- اور چھ ماہ دس رات تک جوش رہا- اور تمام مخلوق پانی میں ڈوب گئی- اور نوح علیہ السلام اور آپکے اتباع جو چالیس آدمی کے قریب تھے کشتی میں سوار ہوکر بچ گئے- انمیں کچھ لوگ تو وہ تھے- جو آپ پر ایمان لائے تھے اور کچھ آپکے عیال کے لوگ تھے یعنی آپکے صاحبزادے سام اور حام اور یافث تھے اور انکی عورتیں تھیں اور کچھ لوگ شیث علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور نوحؑ کا بیٹا یام جو کافر تھا- اُسکو نوحؑ نے بہت بلایا مگر وہ کشتی پر نہ چڑھا- اور پہاڑ پر چڑھ گیا بالآخر نجات نہ ملی اور طوفان میں ہلاک ہوا اور حام- سام و یافث سے سلسلۂ اولاد جاری ہوا- انکی اولاد میں کسی روایت سے ۹ لڑکے ثابت ہیں کسی میں ۶- اور یافث کے ۱۱ یا ۸- اور سام کے بھی ۹ یا ۶ لڑکے لکھتے ہیں- (کامل ابن اثیر)

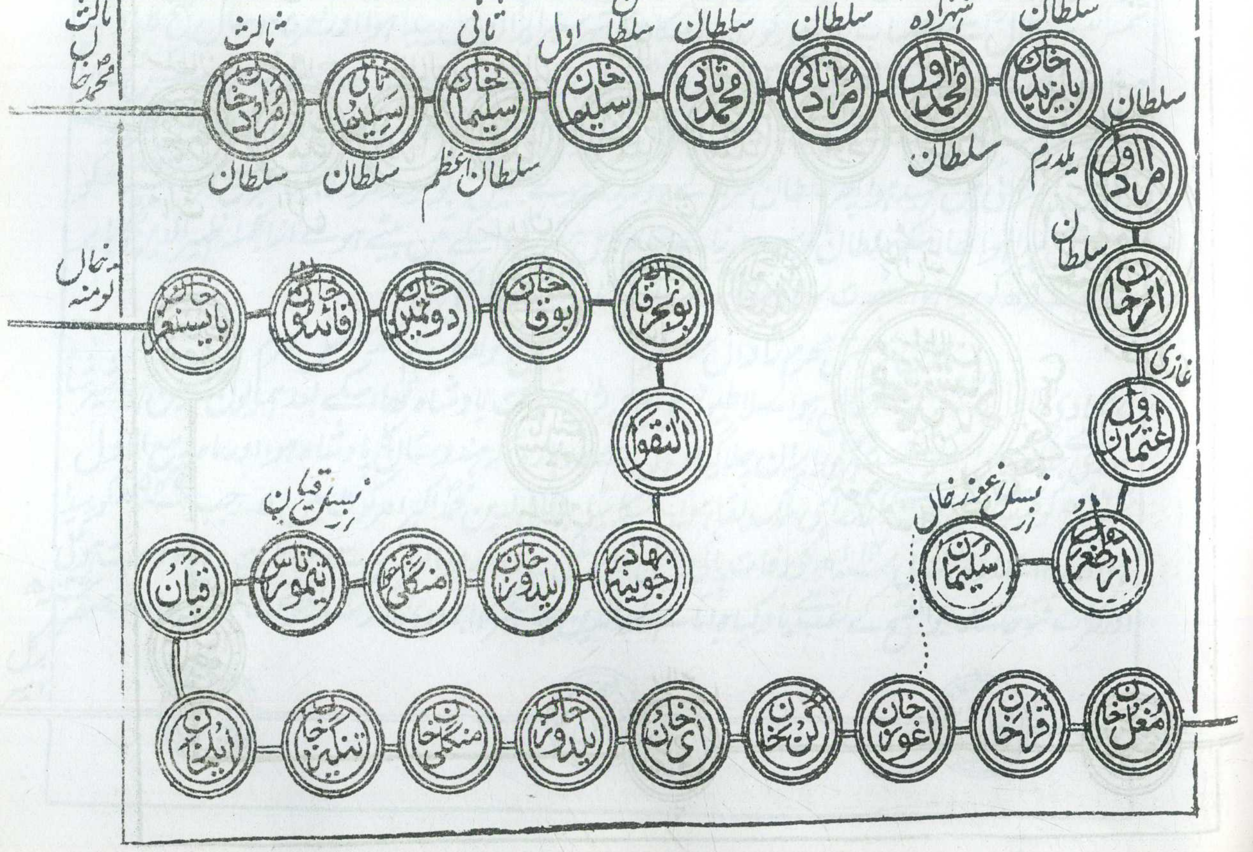
لامک
عمر ۷۸۰ یا ۷۸۲ سال

۵ **اسکندر اعظم ذوالقرنین** انکے بارہ میں مختلف اقوال ہیں ابن اسحٰق کا قول ہے کہ سکندر کا نام مرزبان بن مرذبہ تھا اولاد یافث سے- بعض لکھتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن ضحاک ہے- اور بعض نے اسطرح لکھا ہے عبداللہ بن قینان بن منصور بن عبداللہ بن آزر بن عون بن زید بن کہلان بن سبا بن یعرب بن قحطان- اس قسم کے بہت سے اقوال ہیں لیکن اولاد یافث ہونا صحیح تر ہے- تمام ممالک کو فتح کیا- اسکے تاج یا سر میں سینگوں کے مشابہہ کوئی چیز تھی یا اسنے دو قرن پورے کئے یا نور و ظلمت اسکے تابع تھے- روشنی اسکے آگے چلتی میں رہبری کرتی تھی اس وجہہ سے اسکو ذوالقرنین کہتے ہیں- یہ بادشاہ عادل اور مسلمان تھا اور بعض اسکی نبوت کے بھی قابل ہیں ور کلام پاک میں اسی کا تذکرہ ہے- اور بقول ابن کثیر دوسرا اسکندر وہ ابن فیلبس بن مصریم بن ہرمس بن میطون بن رومی بن لیطی بن یونان بن یافث بن نونہ بن شرخون بن رومیہ بن نوفط بن نوفیل بن رومی بن اصفر بن عیص بن اسحٰق علیہ السلام بن ابراہیمؑ تھا- ہکذا قال ابن عساکر- اسنے دارا کو قتل کیا اور ملوک فارس کو تباہ کیا- ارسطاطالیس فیلسوف اسکا وزیر تھا اور یہ کافر تھا- اسکندر ذوالقرنین اور اسکے درمیان ایک ہزار سال سے زیادہ کا زمانہ گذرا ہے- یونانی الاصل مقدونیہ اسکا پائے تخت تھا اسکی فتوحات بھی عام طور پر مشہور ہیں اسکندریہ کی اسنے بنا ڈالی- مقدونیہ بلاد روم سے پندرہ روز کی مسافت پر ہے- علامہ ابوالسعود لکھتے ہیں کہ میں مغازی سلطانی میں اسموقعہ پر گذرا اسکندر کی شان و شوکت کے آثار قابل عبرت میری نظر سے گزرے مگر اب وہاں کچھ آبادی نہیں ہے کھنڈر



پڑے ہیں (علامہ ابی السعود نے یہ اپنے زمانہ کا حال لکھا ہے) (تفسیر ابی السعود)

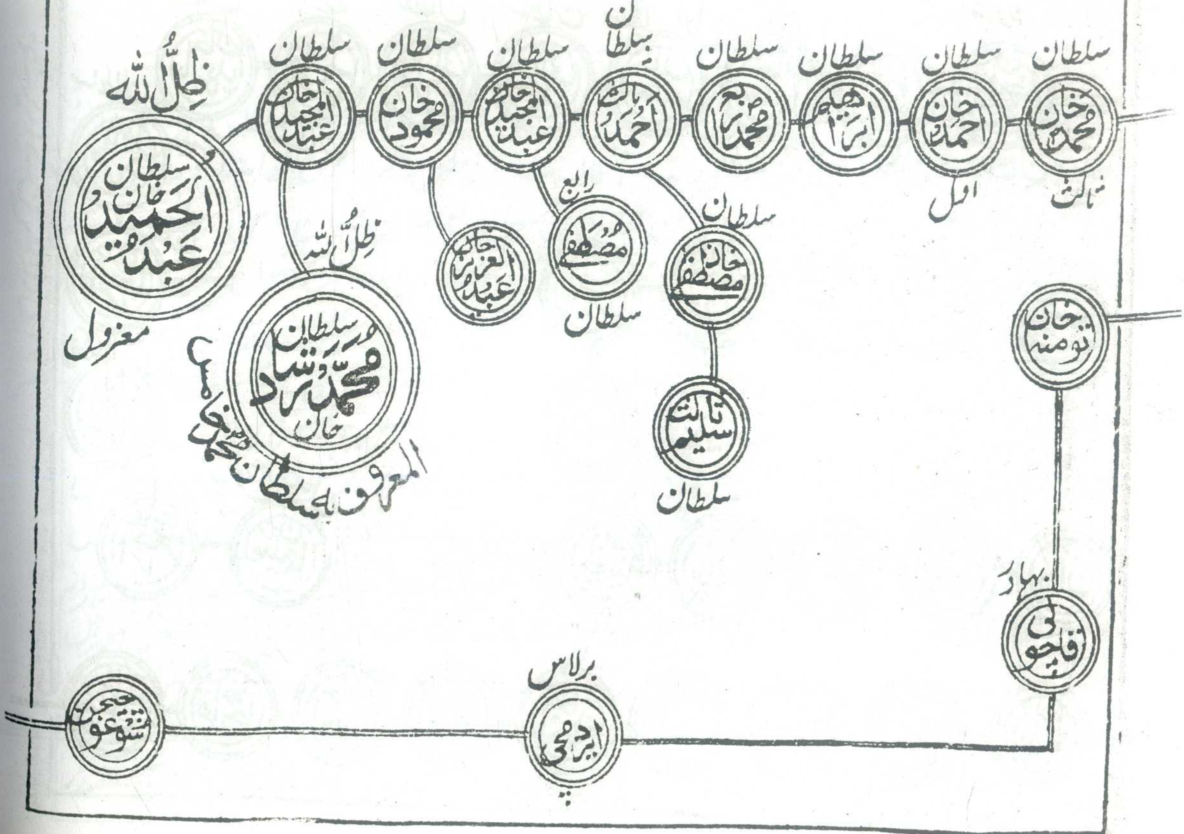
سلاطین عثمانیہ کے سلسلہ میں سلیمان سے اوپر کے حالات تاریکی میں ہیں لیکن اکثر کتب تاریخ سے یہ ضرور ثابت ہے کہ وہ ترکوں کے خاندان اغوز سے تھا جسکی اولاد میں قیفان ہے۔ پہلے انکی آبادی ایک درہ کوہ ارکنہ قون میں تھی جو نہایت وسیع ممالک خراسان میں تھا۔ و ہر طرف سے اسکی مسافت تین ماہ میں طے ہوتی تھی اور قدرت نے انکی سب ضروریات کا سامان وہاں مہیا کر دیا تھا۔ یہاں سے خروج کے بعد ہر چہار طرف ترکوں نے ملک گیری شروع کر دی۔ سلیمان بھی چند سواروں کو ہمراہ لیکر سنہ ۶۲۱ھ میں آرمینیہ آیا اسوقت اتفاقاً میدان آرمینیہ میں علاءالدین سلجوقی اور چنگیز خاں کے جنگ ہو رہی تھی یہ علاءالدین کیطرف ہو کر لڑا اور اسکا سپہ سالار ہو گیا اسکے بعد سلیمان نے سنہ ۶۴۸ھ میں عرب پر چڑھائی کی لیکن دریا میں غرق ہو گیا۔ اسکے بعد ارطغرل اور عثمان امیر لشکر رہے عثمان نے بہادرانہ کارروائی کے صلہ میں غازی کا لقب پایا اور علاءالدین کی بیٹی سے اسکی شادی ہوئی اور سنہ ۶۹۸ھ میں علاءالدین کے انتقال کے بعد رعایا نے اسکو تخت کا مالک بنایا اسنے تاتاریوں کو شکست دی ستر سال کی عمر میں ۲۷ سال حکومت کر کے انتقال کیا۔ مرتے وقت سوائے تلوار کے اسکے پاس کوئی سامان نہ تھا سنہ ۷۲۷ھ میں ارخاں تخت نشین ہوا اور اسنے دار الخلافہ بروصہ قائم کیا اور سلطان مراد خاں ثانی نے سنہ ۸۲۴ھ میں قسطنطنیہ پر حملہ



حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام دنیا میں آپ پہلے شخص ہیں جنہنے راہ خدا میں جہاد کیا۔ حکمائے
کے نزدیک حکیم ہرمس آپ ہی تھے ۳۵۰ سال کی عمر میں آپ زندہ آسمان پر اٹھائے
گئے چھٹے آسمان پر فرشتوں کے ساتھ مشغول عبادت ہیں اور بروایاتِ دیگر ۳۶۵
سال کی عمر میں آپ کا رفع ہوا۔ تیس ۳۰ صحیفے آپ پر نازل ہوئے (الہند) جلد دوم

۲ کیا اور قیصر روم نے ناچار مغلوب ہو کر جزیہ پر صلح کر لی
اسکے بعد اسکے جانشینوں نے کئی حملوں میں قسطنطنیہ
کو فتح کر لیا اور سلطان سلیمان اعظم کے زمانہ
میں سلطنت کو بڑی وسعت ہو گئی سلیمان نے بذات خود تیرہ ۱۳ جہاد کئے۔ ۴۸ سال
سلطنت کی۔ ۷۴ سال کی عمر میں سنہ ۹۷۴ھ کو فوت ہوا۔ آخران سلاطین میں حضرت ظل سبحانی سلطان محمد عبدالحمید خان دام
بقائہ کے مدبرانہ کارنامے ایسے ہیں جو ہمیشہ صفحہ تاریخ پر نمایاں رہینگے مراد و سلیمان اور بہترین سلاطین عثمانیہ کے جسقدر
اوصاف تھے وہ سب انکی ذات میں پائے گئے۔ دینی و دنیوی اعتبار سے ہمیشہ انکی ستائش ہوتی رہی نہایت عقل و فراست سے ۳۴
سال سلطنت کا کام انجام دیا اور ۶۸ سال کی عمر میں سنہ ۱۳۲۷ھ ۶۔ ربیع الثانی کو نوجوانان ترک کی یورش سے معزول کئے گئے
ان خلیفۃ المسلمین خادم الحرمین کے تخت سے علیحدہ ہونیکے بعد سلطنت عثمانیہ میں اسی سال سے ہزارہا خرابیاں پیدا ہو گئیں ۳



شیرازہ سلطنت منتشر ہو کر قومی اخوت و عام حریت کیے ہاتھوں میں پڑ گیا۔ گو انکے قائم مقام ظل رحمانی خاقان البحرین خادم الحرمین سلطان محمد رشاد خاں خامس تخت نشین ہیں اور انکی مدبرانہ اور اولوالعزمی کے خیالات کی وجہہ سے سلطنت عثمانیہ کی ترقی اعلیٰ پیمانہ پر ہو جاتی لیکن پارلیمنٹ کے قیام سے انکی رائے ایسی صورت میں ہے جیسے کہ جمہوری سلطنتوں میں عموماً کا قاعدہ ہے۔ (تاریخ روم)

خاندان مغلیہ

فرزندان قیان جبتک کہ وہ ارکنہ قون میں رہے۔ تقریباً دو ہزار سال کے حالات معدوم ہیں صرف یہاں سے نسب کے خروج کے بعد سے پتہ چلتا ہے کہ آخر زمانہ نوشیرواں میں جب یہ جگہہ کثرت تناسل سے ابتر تنگ ہو گئی تو تاتاریوں و دیگر ملوک سے اپنے ملک واپس لینے کی غرض سے نکلے۔ اسوقت تک شکار انکی خوراک اور جانوروں کی کھال انکا لباس تھا۔ اسی نسل سے تیمور تاش سردار و فرمانروا تھا۔ اسکی اولاد میں یکے بعد دیگرے سرداری منتقل ہوتی رہی اور یلدوز نے بناء دولت مغلیہ کو مستحکم کیا۔ اسکے بیٹے جونبہ بہادر کی لڑکی النقوا کی نسبت لکھتے ہیں کہ بوزنجر قاآن اُسکے بے باپ القاء نور سے پیدا ہوا اور فاضل ابوالفضل نے بھی اکبرنامہ میں نہایت قابلیت سے اس معمہ کو حل کیا ہے۔ اور جو چنگیز خاں کا بھی جد ہم ہے۔ اور ابو مسلم مروزی کا معاصر تھا اسکی اولاد سے تومنہ خاں نے اکثر ممالک ترکستان و مغلستان کو فتح کر لیا۔ قاجونی بہادر آیندہ چلکر سپہ سالار رہا اور دوسری اولاد میں تخت نشینی رہی یہانتک کہ ایجل نویان بحیثیت سپہ سالاری ہلاکو خاں کے ساتھ ایران آیا اور یہاں انکی زمام عقد و حل اسکے ہاتھ میں رہی اور مشرف باسلام ہوا اسکی اولاد میں امیر طراغائی حضرت شیخ شمس الدین کلالؒ سے فیضیاب ہوا۔ تیمور گورگاں اسکا بیٹا شہر سبز ایران میں پیدا ہوا اور بعمر ۳۵ سال بلخ کا بادشاہ ہوا اور بہت سے ممالک خراسان ترکستان وغیرہ کو فتح کیا یہ بڑا اولوالعزم بادشاہ تھا جسنے تمام دنیا کے فتح کا ارادہ کیا تھا اور سنہ ۸۰۱ھ کو ہندوستان فتح کیا۔ اسکا بیٹا جلال الدین میران شاہ سنہ ۷۶۹ھ میں پیدا ہوا تھا سنہ ۸۱۰ھ میں قرا یوسف ترکمان کی لڑائی میں شہید ہوا پھر سلطان محمد مرزا کے دو فرزند ہوے جنمیں سے ابوسعید مرزا کا بیٹا عمر شیخ مرزا سنہ ۸۶۰ھ کو سمرقند میں پیدا ہوا تھا اسکو سلطان ابوسعید مرزا نے حاکم کابل مقرر کیا اسکے تین بیٹے ہوئے ازانجملہ ظہیر الدین محمد بابر ۶۔ محرم سنہ ۸۸۸ھ کو پیدا ہوا۔ حضرت مولانا جامیؒ نے یہ اسکی تاریخ ولادت لکھی تھی

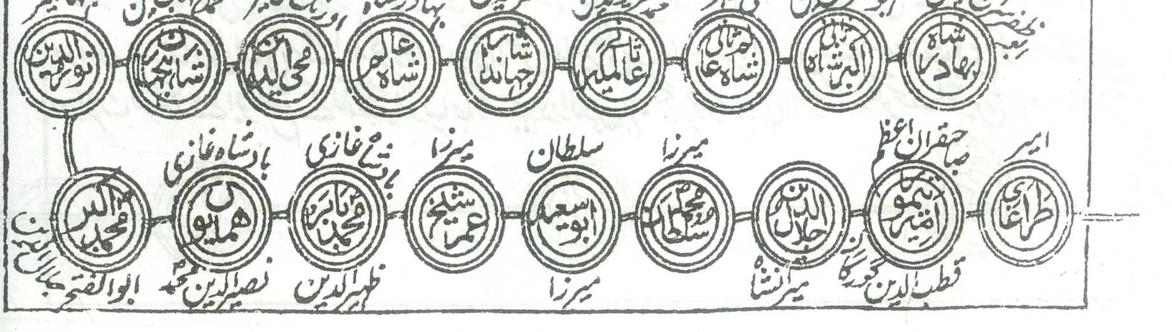
چوں در شش محرم زاد آں شہ مکرم   تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم

۵ جمادی الاول سنہ ۹۳۷ھ کو انتقال ہوا۔ سلاطین دہلی میں یہ بڑا باشوکت بادشاہ تھا اسکے بعد ہمایون جانشین ہوا شیر شاہ سوری سے جنگ میں اسکو شکست ہوئی ایران چلا گیا وہاں سے دوبارہ آکر ہندوستان کا بادشاہ ہوا اور ماہ ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ کو کتب خانہ کی چھت سے گر کر راہی ملک بقا ہوا۔ اسکا بیٹا جلال الدین محمد اکبر امرکوٹ میں ۵۔ رجب سنہ ۹۴۹ھ کو پیدا ہوا اور ۱۲۔ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ کو وفات پائی۔ اسکی تدابیر ملکی اور عام رعایا نوازی سے سلطنت دہلی کو وسعت ہوئی اور کثرت فتوحات سے ابوالفتح کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ نورالدین جہانگیر ۱۴ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۴ھ کو تخت نشین ہوا ۲۸۔ صفر سنہ ۱۰۳۷ھ



کو انتقال کیا اور نور جہاں کے باغ واقع لاہور میں جو دریاء راوی کے اس پار ہے مدفون ہوا اسکا مقبرہ بھی ہندوستان کی یادگار عمارتوں میں شمار ہوتا ہے۔ محمد شہاب الدین شاہجہاں سنہ ۱۰۳۷ھ کو تخت نشین ہوا عجیب عجیب عمارتیں اس کے زمانے میں تیار ہوئیں چنانچہ روضہ ممتاز محل آگرہ میں اور جامع مسجد دہلی میں یادگار ہیں۔ ۲۶۔ رجب سنہ ۱۰۶۷ھ کو انتقال کیا اور روضہ ممتاز محل میں دفن ہوا۔ اور محمد محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کی سنہ ۱۰۲۸ھ میں پیدائش ہوئی۔ غرہ جمادی الآخر سنہ ۱۰۶۸ھ میں تخت نشین ہوئے یہ نہایت دیندار پاکیزہ خیال پابند اوقات حامی اسلام بادشاہ ہوا۔ اگرچہ امن عام اور انتظام سلطنت کی وجہہ سے اپنے بھائیوں کو قتل کیا آخر میں انکے زمانے سے سلطنت دہلی میں کمزوری پیدا ہوئی اور شاہان مغلیہ کا جاہ و جلال انکی ذات پر ختم ہو گیا۔ بروز جمعہ ۲۸۔ ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ کو راہی ملک جاوداں ہوئے۔ انکے بعد شاہ عالم بہادر شاہ ۱۰ محرم سنہ ۱۱۱۹ھ کو تخت نشین ہوا اور ۱۸۔ محرم سنہ ۱۱۲۴ھ کو انتقال ہوا۔ اور اسکا بیٹا جہاندار شاہ جب اسی سال تخت نشین ہوا تو ۲۹ محرم سنہ ۱۱۲۵ھ کو فرخ سیر نے اسکو قید میں قتل کر دیا۔ اور عالمگیر ثانی نے ۱۰ شعبان سنہ ۱۱۶۸ھ کو جلوس کیا اور ۱۸۔ ربیع الآخر سنہ ۱۱۷۳ھ کو انتقال کیا انکے بیٹے شاہ عالم ثانی ۴۔ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ھ کو تخت نشین ہوئے اور ۷۔ رمضان سنہ ۱۲۲۱ھ کو اس ارفانی سے ملک جاودانی کو راہی ہوئے۔ اسکے بعد اکبر شاہ ثانی ۷۔ رمضان سنہ ۱۲۲۱ھ کو تخت نشین ہوئے اور ۲۷ جمادی الآخر سنہ ۱۲۵۳ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسکے بعد سلاطین تیموریہ کا آخری تاجدار ۲۸۔ جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۳ھ کو تخت نشین ہوا اسکے زمانہ میں سنہ ۱۸۵۷ء کا غدر ہوا۔ فوج انگریزی نے زبردستی انکو اپنا بادشاہ بنایا۔ آخر فوج میں تفرقہ پڑا اور یہ مقید ہو کر مع خاندان شاہی رنگون بھیجے گئے وہاں بمرض فالج روز سہ شنبہ ۱۸ جمادی الاول دولت مغلیہ تیموریہ کا نام و نشان ہمیشہ کیلئے زیر خاک پنہاں ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مالک ملک وہی لایزال ہے (اکبر نامہ و تاریخ الاسلام)

بہ یک گردش چرخ نیلوفری نہ نادر بجا ماند نے نادری



مہلائیل سلاطین فارس کا سلسلہ مہلائیل سے شروع ہوتا ہے علماء فارس اور دیگر مورخین کے باہم مختلف اقوال ہیں از انجملہ اہل فارس کا قول کامل ابن اثیر نے یہ نقل کیا ہے کہ انکے نزدیک مہلائیل کا نام ہوشنگ ہے۔ قینان کا افرواک۔ انوش کا سیامک اور شیثؑ کو میشی۔ اور آدمؑ کو جیومرث کہتے ہیں اور ہر قوم اپنے سلاسل کو بمقابلہ دوسروں کے بہتر جانتی ہے اور دیگر مورخین بھی علماء فارس کے اسی قسم کے اقوال نقل کرتے ہیں چنانچہ علامہ ابن خلدون نے بھی ان اقوال کو اسطرح لکھا ہے کہ بعض علماء فارس یہ کہتے ہیں کہ ہوشنگ مہلائیل ہے اور اسکا باپ فراول قینین (قینان) ہے اور سیامک انوش اور میشی شیثؑ اور کیومرث آدمؑ ہیں اور بعض علماء فارس بیان کرتے ہیں کہ کیومرث

مہلائیل
عمر ۹۲۶ یا ۸۹۵ سال

ایرج — افریدون — اشفیان — جمشید — طہمورث

منوچہر — نوذر — میشو — بوذجور — ارنج — وندنج — ہراسف — افرس — زاب

لہراسب — کیوجی — کینموش — کیفاشین — کیبیہ — کیقباد — زاب — طہماسپ — کانجو

بشتاسب — اسفندیار — بہمن — ساسان — ہرس — بابک — ساسان — بابک — ساسان (اصغر)

ہرمز — نرسی — بہرام — بہرام — بہرام — ہرمز — شاپور — اردشیر — بابک

شاپور (ذی الاکتاف) — کرمانشاہ (بہرام) — یزدجرد (اثیم) — گوربہرام — یزدجرد — فیروز — قباد — انوشیروان — ہرمز — ابرویز

گومر بن یافث بن نوح ؑ ہے۔ غرضکہ اصل حال کچھ بھی ہو یہ سب سلاطین جنکا دائرہ سلطنت بہت سی دنیا کو گھیرے ہوئے تھا۔ انوشیروان انمیں بڑا عادل اور نیک خصلت بادشاہ گذرا ہے جسکے زمانہ میں حضور روحی فداہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اسی اولاد میں یزدجرد بن شہریار کے وقت میں اسلام کو ملک فارس میں غلبہ ہوا اور سلطنت فارس کا خاتمہ ہو گیا اسکا باعث یہ تھا جو امام بخاری رح نے بروایت حضرت عبداللہ ابن عباس رض روایت کی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر حاکم

بحرین کے واسطے سے خسرو پرویز بن ہرمز کو فرمان عالی بھیجا اُسنے پڑھ کر چاک کر ڈالا۔ حضور روحی فداہ نے اُسکے لئے بددعا کی کہ یہ سلطنت متفرق ہو جاوے ہر تفرقہ سے۔ چنانچہ شیرویہ نے اپنے باپ خسرو کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ اسی حالت میں پرویز چھ مہینے زندہ رہا جب حیات سے اسکو مایوسی ہوئی تو اپنے دواخانہ سے ایک ڈبیہ زہر کی منگائی اور اُسپر لکھ دیا کہ یہ دوا نافع جماع ہے۔ شیرویہ چونکہ حریص جماع تھا باپ کے مرتے ہی اُسنے دواخانہ کھولا اور زہر ڈبیہ میں سے نکالکر کھاتے ہی مرگیا۔ پرویز نے قتل شیرویہ کے لئے یہ تدبیر کی تھی مگر یہ نہ سمجھا کہ سوء ادبی جو دربار آنے والا ہے اُسکا آغاز میرے ہی ہاتھ سے ہے۔ شیرویہ کی ہلاکت سے اقبال سلطنت فارس پر نحوست و ادبار چھا گیا اور جسوقت عراق پر متوجہ ہوئے رہی سہی حضرت عمر رض کے زمانے میں سعد بن ابی وقاص رض شوکت کسریٰ کو نیست و نابود کر دیا۔

اسمٰعیل
حماد
عبدالصمد
عبدالرشید
عبداللہ

حضرت امام اعظم
ابو حنیفہ
نعمان
رحمۃ اللہ علیہ

ثابت
زوطی
مرزبان
ثابت
قیس
یزدجرد
شہریار
پرویز
شیرویہ
خسرو

رئیس المجتہدین قدوۃ الفقہا امام الہمام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلاطین فارس میں نوشیروان عادل کی نسل سے ہیں۔ حضرت امام رح کا اسلام میں جو مرتبہ ہے اُسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آپکے اجتہادی مسائل تقریباً بارہ سو برس سے تمام ممالک اسلامی میں پھیلے ہوئے ہیں اسلامی سلطنتوں کا قانون آپکے ہی اجتہادی مسائل تھے اور آج اسلامی دنیا کا غالب حصہ انکے ہی مسائل کا پیرو ہے آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت انس بن مالک اور سہل بن سعد عامر بن واثلہ کا زمانہ پایا۔ مگر آپکے مزاج میں ابتدا سے ہی نہایت احتیاط تھی اگرچہ کسی صحابی سے روایت حدیث نہیں کی لیکن آپکے اساتذہ سب جلیل القدر صحابہ کے تعلیمیافتہ تھے امام اعظم رح کیلئے یہ بھی کوئی کم شرف نہیں ہے کہ آپنے تخمیناً چار ہزار تابعین و تبع تابعین سے علم حدیث و فقہ کو اخذ کیا۔ آپکے حالات میں اسقدر کثرت سے تصنیفات ہیں کہ امام شافعی رح کے سوا انکا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ آپکے اباؤ اجداد تجارت پیشہ تھے اسوجہ سے کوفہ آپکا قیامگاہ ہوا۔ خلیفہ منصور نے آپکو بغداد

کے عہدۂ قضا کیلئے منتخب کیا لیکن آپنے منظور نہیں کیا اور قسم کھالی اسپر خلیفہ منصور عباسی آپ پر خشمگیں ہوا اور دس تازیانہ روزانہ مارنے کا حکم دیا حتیٰ کہ سو تازیانہ تک نوبت پہونچی جب بھی آپ انکار ہی کرتے رہے پھر دس روز تک یکا خورونوش بند کر دیا تب آپنے رو کر جناب باری میں اس مصیبت سے نجات کی دعا مانگی۔ پانچ روز بعد ماہ رجب یا شعبان یا یکم ماہ رمضان یا نصف شوال شب جمعہ

قیسنان

عمر ۸۵ تا ۹۰ سال

۱۵۰ھ میں بحالت سجدہ آپنے وفات پائی۔ اور ایک روایت سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ آپکو زہر کا پیالہ جبراً پلایا گیا ابن سماک کہتے ہیں کہ آپکی پیشانی مبارک پر ایک سطر میں آیہ یَآ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور داہنے ہاتھ پر آیہ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا اور بائیں ہاتھ پر آیہ فَادْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور شکم پر یُبَشِّرُھُمْ رَبُّکُمْ بِرَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَرِضْوَانٍ لکھی ہوئی دیکھی گئیں۔ اور آپکو گورستان خیزران میں دفن کیا گیا۔ (حدائق الحنفیہ)

ابوبکر — ابراہیم — مظفر — احمد

حضرت جمال الدین ہانسوی

حضرت برہان الدینؒ

حضرت شیخ المشائخ برہان العارفین مخدوم جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت امام اعظمؒ کی اولاد امجاد سے ہیں جس روز حضرت بابا فرید الدین شکر گنجؒ ہانسی تشریف لائے آپنے اسی روز بیعت کی۔ بابا صاحبؒ کو آپکے ساتھ نہایت درجہ محبت ہو گئی حتیٰ کہ ۱۲ سال آپنے ہانسی ہی کی وجہہ سے قیام کیا اور فرمایا کرتے تھے کہ شیخ جمال جمال ماست۔ جس مرید کو آپ خلافت دیتے پہلے حضرت جمال الدینؒ کی خدمت میں بھیجتے اگر آپ منظور کر لیتے تو خلافت بحال رہتی۔ اور بصورت دیگر بابا صاحبؒ فرماتے پارہ کردہ جمال فرید نتواں دوخت۔ آپ سلسلہ چشتیہ فریدیہ میں بڑے مرتبہ کے بزرگ ہوئے ہیں۔ ۶۵۹ھ میں آپکی وفات ہوئی۔ خاندان چشتیہ جمالیہ آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ آپکے صاحبزادے حضرت مخدوم برہان الدینؒ بھی اجل خلفاء بابا صاحبؒ سے ہوئے ہیں۔ ان بزرگوں کے مزارات ہانسی میں یادگار خلائق ہیں اور مخلوق کو ہر طرح کا فیض ہوتا ہے۔ (جواہر فریدی)

فیروز

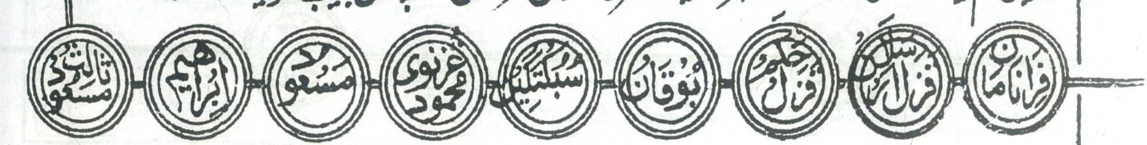
سلطان محمود سبکتگین کا باپ سبکتگین نوشیرواں کی اولاد سے تھا - اتفاق تقدیر سے غلام بنکر الپتگین حاکم غزنی کے ہاتھ بکا مگر سبکتگین کے آثار دانشمندی دیکھکر الپتگین نے بتدریج اپنی فوج کا سپہ سالار کردیا الپتگین کے بعد اسکا بیٹا اسحٰق جانشین ہوا مگر ایک سال کے بعد اسکا انتقال ہونے پر افسران فوج اور رعایا نے سبکتگین کو جانشین تسلیم کیا ۳۶۷ھ کو اسنے لبست کا قلعہ وغیرہ فتح کرکے ہندوستان پر حملہ کیا اور چند قلعہ فتح کئے اور مال غنیمت لیکر غزنی کو واپس ہوا

اُس زمانہ میں راجہ جے پال لاہور ملغان اور کشمیر سے ملتان تک حکومت کرتا تھا اور بھنڈہ میں مقیم تھا - یہ سبکتگین کا حال سنکر ملتان کے میدان میں آیا - ادھر سے سبکتگین معہ اپنے بہادر فرزند محمود کے آگے مقابل ہوا اسکے مقابلہ میں جے پال نے خراج پر رضامند ہوکر صلح کرلی مگر راجہ جے پال نے بعد کو خلاف عہد کیا اسپر سبکتگین حملہ آور ہوا اور بیشمار مال غنیمت و خراج لیکر غزنی واپس ہوگیا اور دس ہزار فوج ایک افسر کے ماتحت پشاور میں چھوڑ کر ۳۸۷ھ میں ۲۲ سال حکومت کرکے فوت ہوا - اسکے بعد سلطان محمود سبکتگین کا جانشین ہوا اور اسنے ۳۸۷ھ سے ۴۱۶ھ تک ہندوستان پر سترہ حملے کئے اور ۴۱۵ھ میں سخت گھمسان لڑائی کے بعد سومنات میں داخل ہوا اور یہاں سے دس کرور کا مال لیکر سومنات کو داشلیم مرتاض کے سپرد کرکے غزنی کو واپس گیا اسی سال خلیفہ بغداد قادر باللہ عباسی نے سلطان محمود کو لواء حکومت خراسان و ہندوستان معہ خطاب کہف الدولہ والاسلام عطا کیا اور اسکے بڑے لڑکے امیر مسعود کو شہاب الدولہ و جمال الملتہ اور دوسرے فرزند امیر محمّد کو جلال الدولہ و جمال الملتہ کے خطابات دئے ۴۲۰ھ میں عراق پہونچا اور سلجوقیوں کا فساد مٹایا اور پرویز پنجشنبہ ۲۳ - ربیع الاول ۴۲۱ھ کو بعارضہ سوء القنیہ ۶۳ برس کی عمر میں ۳۵ سال سلطنت کے بعد خدم و حشم کو بدیدہ حسرت دیکھتا ہوا راہی ملک بقا ہوا اور باغ فیروزہ میں فاتح سومنات دفن کیا گیا اسنے اپنے حسب حال خوب ہی کہا ہے -

ہزار قلعہ کشادم بیک اشارۂ دست | بسے مصاف شکستم بیک فشردن پا
چو مرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت | بقا بقاء خدا ہست و ملک ملک خدا



محمود بڑا عادل نیک خصلت اسلام کی شوکت علم و ہنر کا قدردان تھا ملکوں ملکوں سے اہل علم و کمال غزنی میں جمع کئے عنصری عسجدی - فرخی وغیرہ اسکے ہمنشین تھے - فردوسی بھی اسکا شہرہ سنکر غزنی آیا اور ایک موقعہ پر سلطان نے شاہنامہ لکھنے کی فرمائش کی اور فی شعر ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا فردوسی نے تین سال کے عرصہ میں ساٹھ ہزار شعر لکھکر بامید صلہ پیش کیا اسکے وزیر نالائق خواجہ احمد ابن حسن میمندی نے حسد کی بنا پر سلطان محمود کو دھوکا دیا اور یہ کہا کہ فردوسی کو اسقدر دینار سے شادی مرگ ہوجائیگی روپیہ دیا جاوے تو بہتر ہے - محمود نے ایسا ہی کیا اسپر فردوسی ملول ہوکر طوس چلا گیا اور ایک پیسہ نہ لیا کچھ عرصہ بعد فردوسی کا ایک شعر سنکر محمود رو پڑا اور کہا میں نے فردوسی کے حق میں ظلم کیا اور اُسی وقت ساٹھ ہزار دینار سرخ طوس فردوسی کے پاس بھیجے مگر ایک دروازہ سے



طوس میں بنیار پہونچے اور دوسرے دروازہ سے حسرت و اندوہ کا تابوت یعنی فردوسی کا جنازہ نکل رہا تھا۔ ملازمان سلطان نے یہ دینار اُسکی بہن کو پیش کئے مگر اُس عالی حوصلہ عفیفہ نے انکو واپس کر دیا اور ابن حسن میمندی کی نازیبا حرکت کے مقابلہ میں ایک بے بہا یادگار چھوڑ گئی۔ عارف جامی اگر اپنا یہ مقولہ احمد بن حسن میمندی کیلئے موزوں کرتے تو زیادہ اچھا ہوتا۔

گذشت شوکت محمود و در زمانہ نماند
جز ایں فسانہ کہ نشناخت قدر فردوسی

سلطان محمود کے بعد اسکی اولاد میں حکومت غور و ہندوستان رہی لیکن جدال و قتال سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا بالآخر اسکی اولاد میں امیر ابراہیم بن امیر مسعود تخت نشیں ہوا۔ یہ بادشاہ عادل و عابد تھا۔ ایک سال میں رمضان کے ساتھ دو مہینے آگے پیچھے ملا کر تین مہینے روزے رکھتا تھا۔ ایک سال میں ایک قرآن شریف لکھکر مکہ مکرمہ بھیجتا تھا۔ دوسرے سال مدینہ منورہ سلجوقیوں سے صلح کر کے ۴۷۲ھ ہندوستان پر یورش کی۔ قلعہ اجودھن دیا ک پٹن کو فتح کر کے غزنی میں واپس آیا اور ۴۸۶ھ یا ۴۹۲ھ میں انتقال کیا۔ اسکے بعد امیر مسعود ثالث بن ابراہیم جانشیں ہوا اور ۵۰۸ھ میں انتقال ہوا اور اسکا فرزند امیر کمال الدین شہزاد جانشیں ہوا اسکو قتل کر کے اسکا بھائی امیر ارسلان شاہ تخت پر بیٹھا۔ اسنے اپنے بھائیوں کو قتل کیا۔ اسکا ایک بھائی اسکے پنجہ سے نکلکر اپنے ماموں سنجر سلجوقی کی پناہ میں چلا گیا اور اُسکی مدد سے ۲۰ شوال ۵۱۱ھ میں ارسلان شاہ کو قتل کر کے بہرام شاہ تخت نشیں ہوا اور اپنے داماد قطب الدین محمد غوری کو قتل کیا۔ قطب الدین محمد غوری کے بھائی محمد سیف الدین نے انتقام پر کمر باندھی۔ بہرام شاہ بغیر لڑے بھڑے ہندوستان چلا گیا اور وہاں سے لشکر جمع کر کے غزنی میں آیا باشندگان غزنی نے سیف الدین کو گرفتار کر کے بہرام کے حوالہ کیا۔ بہرام نے اسکو رسوائی کے ساتھ قتل کیا اور اسکے وزیر سید مجد الدین کو پھانسی دی۔ علاء الدین سیف الدین کے بھائی نے غزنی پر چڑھائی کی بہرام شاہ نے مقابل ہو کر شکست کھائی دولت شاہ فرزند بہرام شاہ مارا گیا۔ بہرام شاہ ہندوستان چلا آیا اور لاہور میں آکر ۵۴۷ھ میں انتقال کیا۔ اسکا فرزند خسرو شاہ لاہور میں جانشیں ہوا۔ اور پھر غزنی آیا۔ علاء الدین سے شکست کھا کر لاہور چلا گیا اور وہاں ۵۵۵ھ میں اسکا انتقال ہو گیا۔ اسکے بعد اسکا فرزند خسرو ملک جانشیں ہوا۔ اس سے سلطان معز الدین غوری نے لڑ کے غزنویوں کا نام مٹا دیا۔

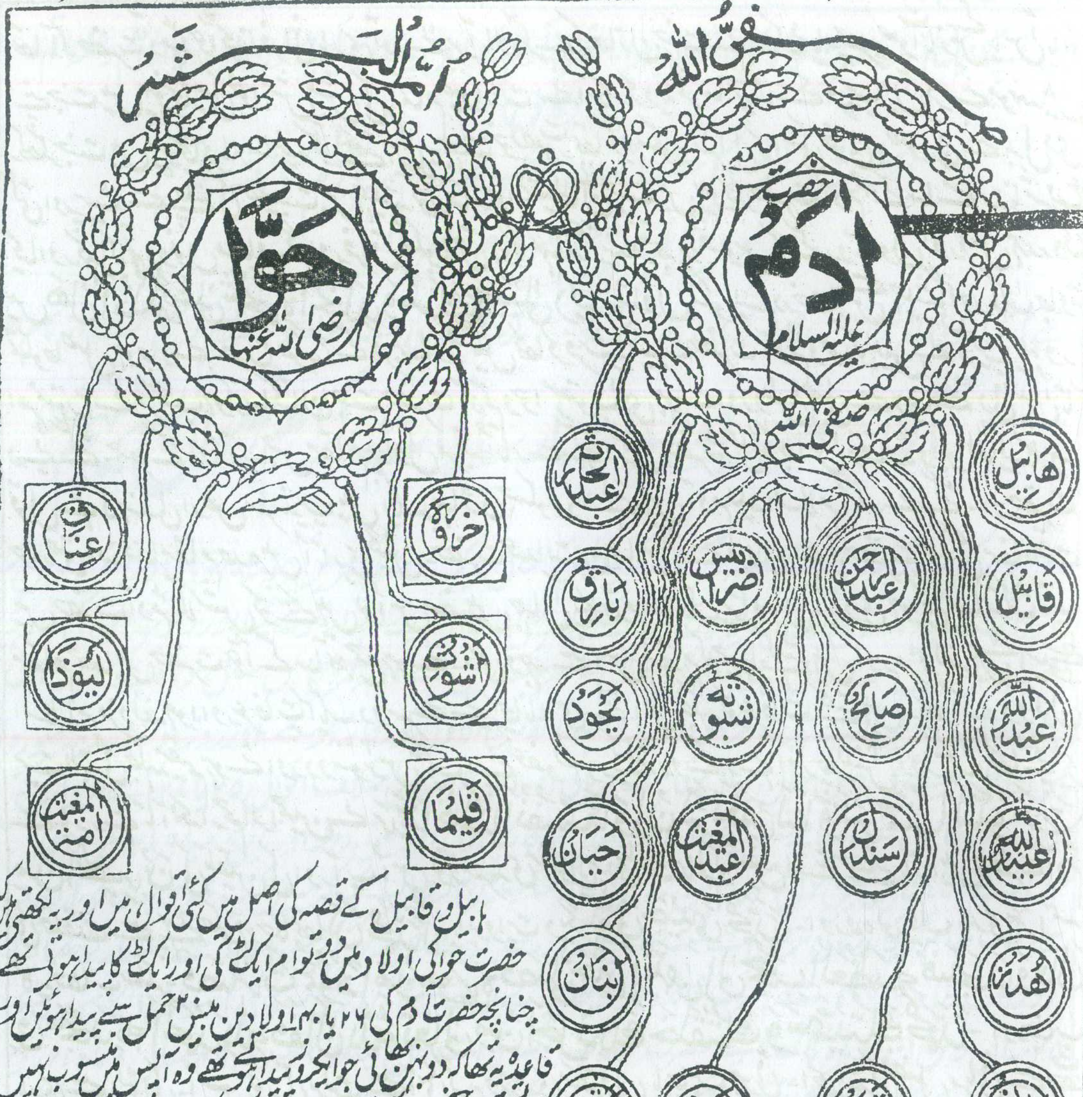
(تاریخ افغانستان)

حضرت شیث علیہ السلام

حضرت شیث علیہ السلام آپکی پیدائش کے وقت حضرت آدم ؑ کی دو سو بئیس ۲۲۲ سال کی عمر تھی اور قیل ہابیل کو پچاس برس گزر چکے تھے۔ حضرت آدم ؑ کی اولاد توام پیدا ہوا کرتی تھی مگر آپ اکیلے پیدا ہوئے لیکن عبداللہ بن عباسؓ سے جو روایت ہے اس سے آپکا بھی توام پیدا ہونا ظاہر ہوتا ہے حضرت آدم ؑ نے اپنی زندگی میں شیث ؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا پچاس صحیفے آپ پر نازل ہوئے ہمیشہ مکہ مکرمہ میں قیام کیا اور ہر سال حج و عمرہ ادا کرتے تھے۔ آپکی اولاد سے نسل انسانی کو ترقی ہوئی اور انکی زندگی میں بہت سی اولاد عبادت الٰہی میں گوشہ نشیں ہو گئی۔ اور شیث ؑ کو حضرت آدم ؑ نے شبانہ روز کی ساعات اور اوقات عبادت تعلیم کئے اور دیگر معارف و طوفان نوح ؑ سے آگاہ کیا اور یہ سب باتیں حضرت آدم ؑ نے اپنی دوسری اولاد سے پوشیدہ رکھی تھیں۔ ۹۵۰ یا ۹۱۲ سال کی آپنے عمر پائی اور جبل ابو قبیس میں حضرت آدم ؑ کے پاس دفن کئے گئے۔ (کامل ابن اثیر)

ابوالبشر حضرت آدم صفی اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام

واضح ہو کہ آپ سے پہلے زمین میں جنات کی حکومت اور آبادی تھی جنات نے سفک دماء اور سرکشی اختیار کی۔ اور ابلیس لعین کو جو اپنی علم و کرامت پر ناز ہو گیا تھا۔ باری تعالےٰ نے ابلیس کا یہ خیال ملائکہ پر پوشیدہ کھا اور ملائکہ سے ارشاد فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط (میں زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کرونگا) ملائکہ جنات کی حالت زمین پر دیکھے ہوئے تھے اور اطاعت خداوندی کا ملائکہ عہد کر چکے تھے عرض کیا کہ اے رب کیا فتنہ و فساد و سفک دماء کرنے والوں کو پیدا کریگا حالانکہ ہم تیری تسبیح و تقدیس میں ہیں اور سر اطاعت خم کئے ہوئے ہیں۔ حق جل و علا کا ارشاد ہوا اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ط اور ملائکہ کو حکم دیا گیا چنانچہ نوبت آخر میں ملک الموت نے کئی جگہ سے تھوڑی تھوڑی مٹی سرخ و سیاہ و سفید لیکر پیش کی اُس سے حضرت آدم ؑ کا چالیس شب یا چالیس سال خمیر کے بعد جسد تیار ہوا۔ آپ میں روح ڈالی گئی۔ جسوقت آنکھوں میں روح پہونچی تو آپنے اثمار جنت کو دیکھا اور پیٹ میں پہونچنے پر آپکو اشتہا غالب ہوئی اور قبل اسکے کہ روح پیروں میں پہونچے آپنے اثمار جنت کی طرف بڑھنے میں عجلت کی اسیواسطے باری تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ پھر ملائکہ کو سجدہ کا حکم ہوا سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس لعین نے تو مردود ہونیکو پسند کر لیا تھا وہ سجدہ کیسے کرتا اس نافرمانی میں ہمیشہ کیلئے مردود ہوا اور جنت سے نکالدیا گیا۔ اور حضرت آدم ؑ جنت میں رہنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت آدم ؑ جنت میں چلتے پھرتے تھے اور آپکی مجالست کیلئے کوئی جوڑا نہیں تھا۔ ایک روز آپ سوکر اُٹھے تو اپنے سرہانے حضرت حواؑ کو بیٹھے ہوئے دیکھا جنکو قادر مطلق نے آپکی



ہابیل و قابیل کے قصہ کی اصل میں کئی اقوال ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ
حضرت حوا کی اولاد میں دو توام ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتے تھے
چنانچہ حضرت آدم کی ۲۶ یا ۴۰ اولادیں بیس ۲۰ حمل سے پیدا ہوئیں اور
قاعدہ یہ تھا کہ دو بہن بھائی جو ایک ہی پیٹ سے پیدا ہوئے تھے وہ آپس میں منسوب نہیں
ہوتے تھے پس حضرت آدمؑ نے قابیل کو حکم دیا کہ وہ ہابیل کی بہن سے نکاح
کرے اور قابیل کی بہن ہابیل سے نکاح ہو قابیل نے اس سے انکار کیا اور

پسلی سے پیدا کیا اور ایک یہ بھی روایت ہے کہ حضرت آدمؑ پر القاء نوم کیا گیا اور بائیں پسلی آپکی نکالی گئی اس سے
حضرت حوا پیدا ہوئیں اور وہ جگہہ پسلی کی گوشت سے برابر ہو گئی اور حضرت آدمؑ سوتے رہے جس وقت آپ بیدار ہوئے
تو حضرت حوا کو دیکھتے ہیں میری جسم و جان کہہ کے ہوئے مانوس ہو گئے۔ اور باری تعالٰی نے دونوں کو جنت میں آزادانہ
رہنے کا حکم فرما کر وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کی ہدایت کی (اس درخت گندم وغیرہ کے
قریب مت جائیو ورنہ اپنے پر ظلم کرنے والے ٹھہرو گے) مجاہد اور قتادہ بھی اس روایت سے متفق ہیں۔ حضرت آدمؑ
و حواؓ عرصہ تک جنت میں تعیش و عشرت کے ایام گذارتے رہے شیطان لعین ایک روز جنت میں داخل ہونا چاہتا تھا

تھا تاکہ حضرت آدمؑ وحواؑ کو نافرمانی باری تعالےٰ پر آمادہ کرے کہ خازن جنت نے روک دیا۔ پھر یہ حیوانات زمین کے پاس آیا اور اپنے جنت میں پہونچانیکی خواہش پیش کی۔ تمام حیوانات نے انکار کر دیا مگر سانپ اسکے فریب میں آ کر اپنے موںھہ میں رکھکر جنت میں پہونچا دیا۔ سانپ کو لکھتے ہیں کہ یہ بہت خوبصورت تھا مگر اسکو یہ سزا ملی کہ اسکی خوبی بدصورتی سے بدل دی گئی اور پیٹ سے چلنے کی مصیبت میں ہمیشہ کو گرفتار رہا۔ شیطان جنت میں پہونچکر حضرت آدمؑ کے سامنے رونا شروع کیا اور کہا کہ تم دونوں مرجاؤ گے اور فراق تمکو لاحق ہوگا تمہارے آیندہ نتیجہ پر افسوس کر کے روتا ہوں اور اس ہمدردی میں هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (کیا نہ بتاؤں تمکو ایسا درخت جس سے ہمیشگی اور ملک جاوید تمکو حاصل ہو جاوے۔ طرح طرح کے فریب اور قسمیں کھا کر فرشتہ سیرت حضرت آدمؑ وحواؑ کو لعین نے فریب دیا اور امر ممنوع کے مرتکب ہو کر ساکنان جنت حضرت آدمؑ وحوا معتوب الٰہی ہوے اور وطن اصلی سے دنیائے دنی میں اتار دیئے گئے۔ جمعہ کے روز آپ جس مقام پر اول مرتبہ اُتارے گئے اسمیں حضرت علیؓ وعباسؓ وقتادہؓ وابو العالیہؓ کا یہہ قول ہے کہ ہند کی ارض سراندیپ میں ایک پہاڑی جسکو نود کہتے ہیں آدم علیہ السلام اُتارے گئے۔ اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا مقام جدہ میں اُتاری گئیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت حواؓ کی مفارقت میں حضرت آدمؑ تلاش کو نکلے ہیں تو اُس سفر میں جہاں آپکا قدم مبارک پڑا وہاں آبادی ہو گئی یہانتک کہ آپ مقام جمعا میں حضرت حواؓ کے ساتھ جمع ہوے۔ اسی وجہ سے اس مقام کو جمعا کہتے ہیں اور مزدلفہ میں ملے اسی واسطے اسکا نام مزدلفہ ہوا اور عرفات پر ایک دوسرے نے پہچانا اسی لئے اس جگہہ کو عرفات کہتے ہیں۔ پھر آپ دونوں بیت اللہ کی جگہہ مقیم ہوئے اور دو سو برس تک اپنے عفو قصور کیلئے روتے رہے اور چالیس روز تک کھانے پینے سے باز رہے تا آنکہ ارحم الراحمین نے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ کی تلقین کی اور آپ اُس نور سرمدی مقبول ایزدی باعث عالم کو شفیع لائے جسکے بارہ میں حضرت آدمؑ کی خلقت سے پہلے حکم ہو چکا تھا کُنْ مُحَمَّدًا۔ یا بروایت دیگر کُوْنِیْ حَبِیْبِیْ مُحَمَّدًا۔ اور وہ نور پاک باری عز اسمہ کا یہ خطاب سنکر۔ فَصَارَتْ عُمُوْدًا مِّنْ نُّوْرِہٖ فَصَلّٰی حَتّٰی انْتَھٰی اِلٰی حُجُبِ الْعَظَمَۃِ فَسَجَدَ وَقَالَ فِیْ سُجُوْدِہٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ خَلَقْتُكَ وَسَمَّیْتُكَ مُحَمَّدًا۔ اور جناب باری سے التجا کی۔ اُس نور کی برکت سے آپکی گریہ وزاری مقرون باجابت ہوئی۔ الحمد للہ کہ فضل ربانی سے حضرت آدمؑ وحوا کا قصور معاف ہوا اور انعامات ایزدی آپ پر عام ہو گئے۔ زمین کا آپکو مالک بنایا گیا آپکی اولاد سے دنیا کو آباد کیا گیا اُنکی ہدایت کو آپ نبی مرسل کئے گئے۔ ۲۱ صحیفے آپ پر نازل ہوے اسطرح پر کہ جبرئیلؑ کی تعلیم سے آپ لکھتے جاتے تھے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا گذرے ہیں جنمیں سے ۳۱۳ نبی مرسل ہوئے اور اول انکے حضرت آدمؑ ہیں جنکو اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی روح پھونکی پھر آدمی بنایا۔ آپنے احکام خداوند عالم اپنی اولاد کو تعلیم کئے جب آپکا وقت آخر ہوا اور نور محمدیؐ آپ سے منتقل ہو چکا تو آپ گیارہ روز بیمار رہے اور بعمر ۹۶۳ یا ۹۳۰ یا بقول اصح ایک ہزار سال اس دنیا ناپائدار میں قیام فرما کر اسی دار اصلی کو جسکی مفارقت کا ہمیشہ آپکو ملال رہتا تھا مراجعت فرمائی۔ جنت سے آپکا کفن آیا اور ملائکہ نے تجہیز وتکفین کر کے دفن کیا اور آپکی قبر کو پوشیدہ کر دیا اور ایک روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز آپکا انتقال ہوا اور جبل ابو قبیس مکہ مکرمہ میں آپکو دفن کیا۔ غار الکنز اُس جگہہ کا نام ہے اور اس بارہ میں اور بھی قول

ہیں۔ آپکے ایک سال بعد حضرت حواؑ کا بھی انتقال ہوا۔ حضرت آدمؑ کے پاس یا جدہ میں مدفون ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

(دکامل)

الحمد للہ والمنہ کہ سلسلۂ نسب حضور فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
و دیگر انبیاء علیہم السلام تمام ہوا

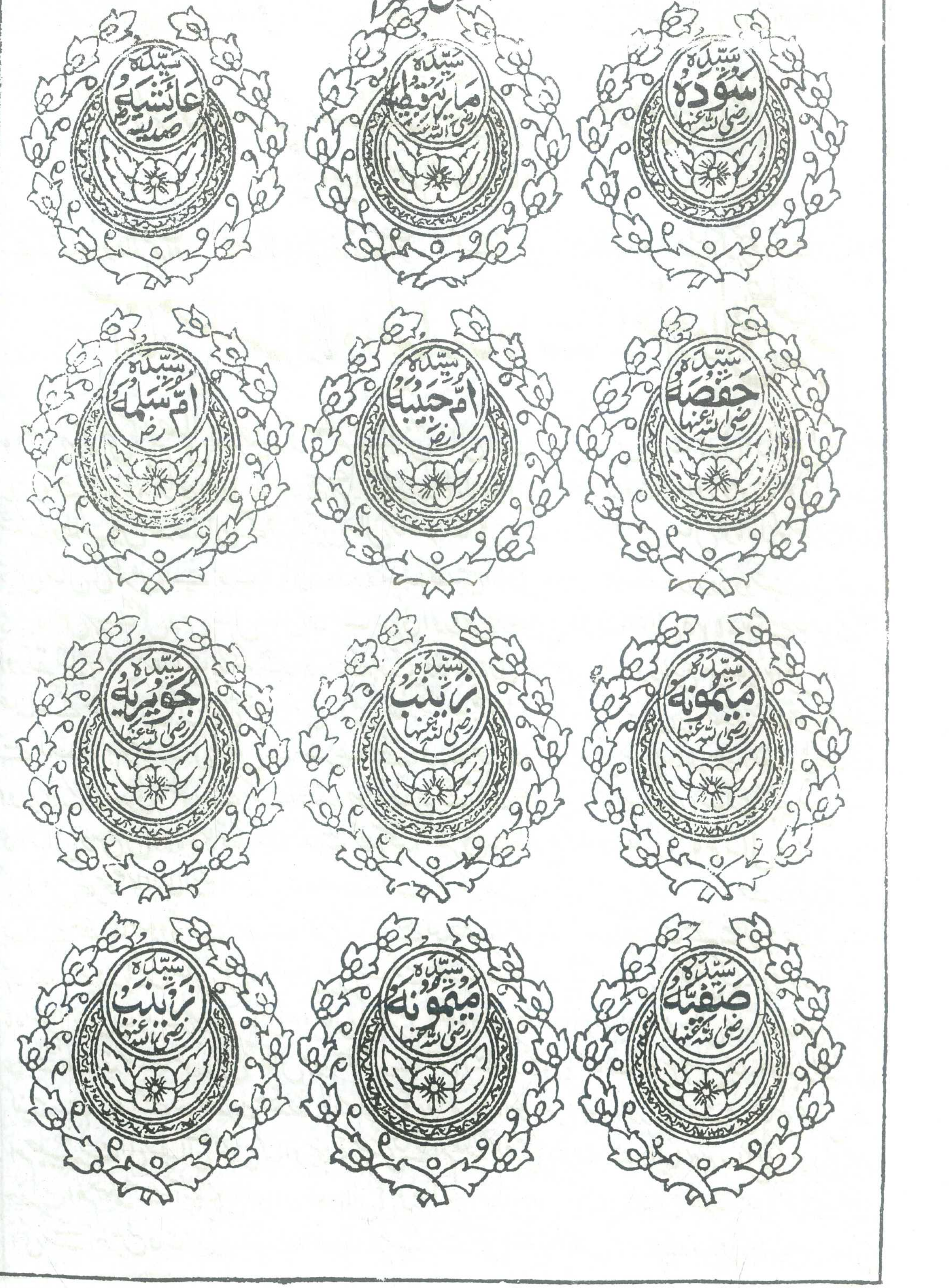
نبیے کہ شاہ دو عالم ہم او | صفیے کہ ہادی و خاتم ہم اوست | کریمے کہ دین است انعام او | نسیمے کہ نہج است از نام او

آغاز سلسلہ اولاد اطہار سادات کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

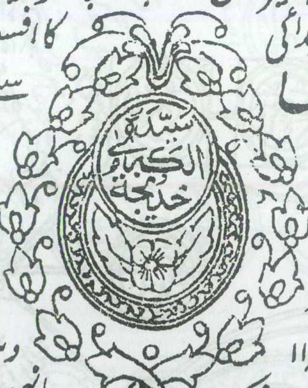
ھ

واضح ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس ۴۰ سال ایک روز کی عمر میں نبوت ہوئی اور بعض اقوال میں روز دوشنبہ تاریخ ۸۔ ربیع الاول کو مبعوث ہوئے۔ اسکے بعد علی الاعلان آپنے اظہار نبوت کیا اور دعوت حق کی۔ اور شعب ابوطالب میں معہ خاندان کے کچھ کم تین سال محاصرہ کفار میں رہے اور بعمر پچاس سال نو ماہ آپکو معراج ہوئی ترپن سال کی عمر میں آپنے ہجرت فرمائی روز دوشنبہ آٹھ ربیع الاول کو روانہ ہوئے۔ اور روز دوشنبہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے کل دس سال یہاں اقامت فرمائی اور اس عرصہ میں باختلاف اقوال ۲۵ یا ۲۷ آپنے غزوات کئے اور تقریباً پچاس مقامات پر لشکر بھیجے اور اسکے بعد آپکی وفات ہوئی اور تعین روز اور تاریخ ۸ یا ۹ یا ۱۲ میں اقوال علماء کے مختلف ہیں لیکن قول مشہور اس بارہ میں آغاز کتاب میں درج کر دیا گیا۔ مکہ مکرمہ میں آپ خدیجہ بنت خویلد کیطرف سے ملک شام کو تجارت کی غرض سے تشریف لیگئے اور خدیجہ بنت خویلد کو آپکی حسن معاملہ سے اعتبار بڑھتا گیا۔ اور برکات ظاہری و باطنی سے بکثرت فائدہ ہوا تو خدیجہ نے آپسے نکاح کی درخواست کی اسوقت آپکا سن رشد ۲۵ سال دس دن دو ماہ کا تھا آپنے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح کیا اور حضور کی ۴۹ سال ۸ ماہ ۲۱ روز کی عمر میں خدیجہؓ کا ابوطالب کے انتقال سے ۳ روز بعد مکہ مکرمہ میں انتقال ہوا۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد آپنے حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے نکاح کیا۔ انکے بعد حضرت عائشہؓ صدیقہ بنت حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ہجرت کے دو یا تین سال قبل ماہ شوال میں جسوقت حضرت عائشہ صدیقہؓ ۶ سال کی تھیں نکاح کیا۔ اور بعد ۳ سال ساتت ماہ شوال میں آپ ہمبستر ہوئے۔ انکی ۱۸ سال کی عمر میں حضورؐ نے وفات پائی اور بعمر ۵۸ سال ۱۷۔ رمضان میں حضرت عائشہؓ صدیقہ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ حضورؐ نے سوائے انکے اور کسی باکرہ سے نکاح نہیں کیا۔ ام عبد اللہؓ انکی کنیت ہے۔ پھر انکے بعد حضرت حفصہؓ بنت فاروق اعظمؓ سے آپکا نکاح ہوا۔ اور آپکا حبشہ میں نجاشی حبش نے ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان سے نکاح کیا اور نجاشی حبش ہی نے ام حبیبہؓ کا مہر آپکی طرف سے ادا کیا ۴۴ سال انکی عمر ہوئی پھر حضرت ام سلمہؓ سے آپکا نکاح ہوا اور ۶۲ سال کی عمر میں انکا انتقال ہوا۔ ایک روایت میں حضرت میمونہؓ کو لکھتے ہیں کہ انکی سب سے آخر میں وفات ہوئی۔ انکے بعد حضرت زینبؓ بنت جحش سے آپکا نکاح ہوا جو پہلے زید بن الحارثہ مولا رسول اللہ صلعم

ازواج مطہرات رض



کے نکاح میں تھیں اُنکی طلاق کے بعد آپکی ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں حضور کی وفات کے بعد یہ پہلی بیوی ہیں جن کا انتقال ہوا اور جنازہ چوبی بہ شکل گہوارہ جنکے لئے تیار کیا گیا۔ انکے بعد جویریہ رض بنت حارث جو غزوہ بنی مصطلق میں گرفتار ہوکر ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی تھیں بعوض مال کتابت اپنی رضامندی سے آپکی نکاح میں آئیں ۶۵ سال انکی عمر ہوئی پھر حضرت صفیہ رض سے آپکا نکاح ہوا جو ہارون ع کی نسل سے تھیں اور غزوہ خیبر میں اسیر ہوکر آئی تھیں۔ انکا آزاد کرنا حضور ص نے مہر قرار دیا تھا۔ پچاس سال انکی عمر ہونے پر آپنے خالد بن الولید اور عبداللہ بن عباس رض کی خالہ میمونہ رض سے نکاح کیا اور موضع سرف جہاں حضور سے انکا نکاح ہوا تھا بعمر ۵۱ یا ۶۶ سال وہیں انکی وفات ہوئی۔ اور اس تقدیر قول آخر پر از روئے انتقال کے یہ آخر ازواج سے ہونگی جیساکہ مذکور ہوا اور یہ سب ۹ ازواج ہیں جو حضور ص کے انتقال کے بعد موجود رہیں۔ سوائے حضرت خدیجہ رض کے۔ پھر آپنے ہجرت کے تیسرے سال حضرت زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا جنکا دو تین ماہ میں انتقال ہوگیا۔ ان سب کے علاوہ کچھ اور عورتیں بھی تھیں جنسے حضور ص نے نکاح یا خطبہ کیا تھا از انجملہ فاطمہ بنت ضحاک بھی آپکے نکاح میں آئیں اور آیہ تخییر نازل ہونے پر آپنے انکو اختیار دیدیا تھا پھر وہ دنیا اختیار کرکے آپسے علیحدہ ہوگئیں لیکن عمر بھر انکو حضور ص کی جدائی کا افسوس رہا۔ اور ماریہ قبطیہ رض سے بھی آپکا نکاح ہوا۔



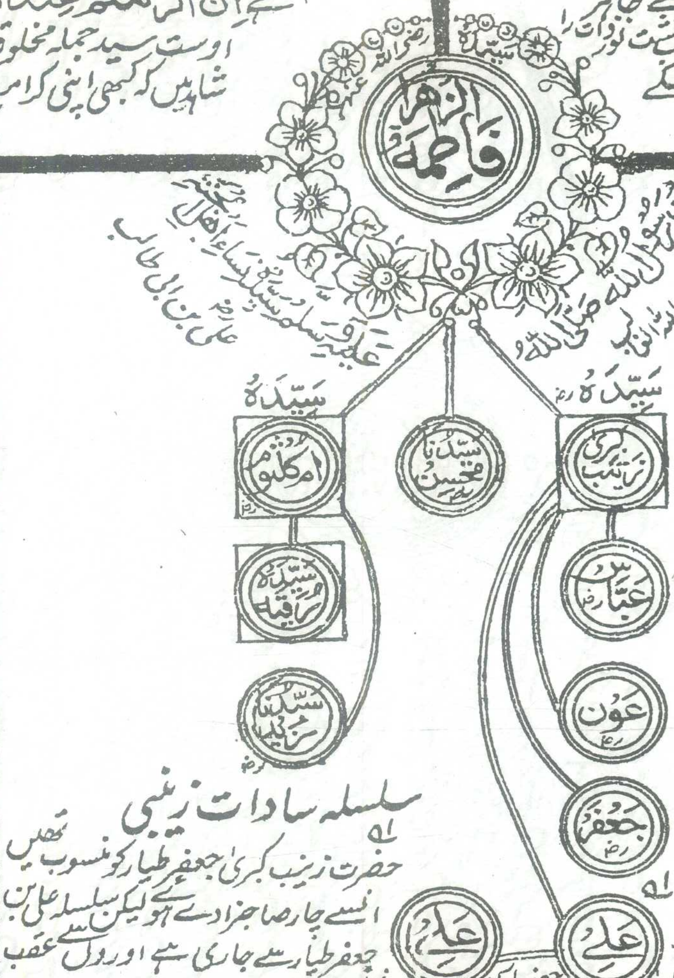
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے حضور ص کے چار صاحبزادیاں ہوئیں جنمیں تین صاحبزادیاں حضرت زینب و رقیہ اور ام کلثوم کا حضور ص کی حیات میں انتقال ہوگیا لیکن حضرت فاطمہ رض زہرا کا حضور ص کی وفات سے چھ ماہ کے بعد انتقال ہوا اور انکا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نکاح ہوا انکے حضرت علی رض سے چھ اولادیں ہوئیں جنمیں سے حسن حسین علیہما السلام و سیدہ زینب رض اولاد فاطمہ و حضرت ابوالقاسم محمد بن حنفیہ جنکا سلسلہ صفحہ ۱۱ و ۱۲ پر درج ہے معہ انکے سادات کے چار سلاسل جاری ہوئے انکے علاوہ سب ہاشمی سلاسل اربعہ کے فروع ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جہاں اپنی ذاتی سیادت ہاشمی کے علاوہ حضرت فاطمہ رض کی وجہہ سے جو شرف حاصل تھا اسکے ساتھ ہی بوجہہ آپکی دیگر فضائل مخصوصہ کے آپکی اولاد کا سیادت انتساب ہونا یقینی ہے لیکن انصاف اور حق یہ ہے کہ حضرت سیدہ کی وجہہ سے جو کرامت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل ہوئی پس اُسی کرامت کا ایک زائد حصہ بنی فاطمہ میں ضرور اضافہ کا مستحق ہے اسلئے کہ یہ فضیلت جزئی باعتبار تعلق رسالت خاص امر ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جہاں بنی فاطمہ کو یہ تخصیص ہے وہاں دیگر اولاد علی کرم اللہ وجہہ بھی اس خصوصیت میں بنی فاطمہ کی سلسلئہ اخوت کیوجہہ سے شریک ہے۔ اور اپنا تو یہ قول ہے۔

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

اظہار شرف نسب کی بہت سی امورات دینی و دنیوی میں ضرورت ہوتی ہے لیکن اسمیں اسدرجہ غلو ہونا جو دوسروں کی تحقیر اور اپنے لئے کبر کا باعث ہوجاوے بیجا ہے جیساکہ بعض لوگوں میں اسکا خیال پیدا ہوجاتا ہے۔ اور حقیقتاً دیکھا جائے تو علاوہ ضروریات دین کے واقفیت نسب کا منشاء یہ ہے کہ انسان اپنی آباء و اجداد کے بہترین اعمال اور اخلاق حسنہ کی واقفیت سے اُنکی پیروی کرے کیونکہ مایۂ کرامت اور سرمایۂ ناز اگر عمل نہو تا یا عمل کے مقابلے میں روز آخرت

میں سیادت و شیوخت کام آنے والی شے ہوتی تو شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم اعملی یا فاطمہ کی تاکید نہ فرماتے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ جو باسیاد ہوتے تھے اصل سیادت ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے ظاہر ہے اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَ اللہِ اَتقٰکُم جسکے معنی حضرت مولانا روم نے بڑی خوبی سے بیان کئے ہیں ہر کہ طالب گشت نور ذات را اورست سید جملہ مخلوقات را چنانچہ خود حالات سیادت بنیاد سید المرسلین و اہلبیت اطہار خلفاء عظام و صحابہ کرام اسکے شاہد ہیں کہ کبھی اپنی کرامت پر کسی نے بھروسہ نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ ان حضرات کی اولاد میں ہمیشہ کے لئے باری تعالے نے وہ دولت ودیعت رکھی کہ اگر یہ وراثت شیر نعمت کا چراغ ہاتھ میں لیکر انکے قدم بقدم چلیں تو علی فرق مراتب فیما بینھم انکی ہمسری کا دوسرا کوئی دعوی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اسکی بہت سی مثالیں گزر چکیں اور ہمیشہ پیش آتی رہینگی۔ جاری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں دو ازواج سے فیضان ہے حضرت عائشہ صدیقہ رض برگزیدۂ رسول جنکے مراتب عالی کا احصاء نہیں ہوسکتا انکی مخدرانہ حیثیت امت مرحومہ کی دینی مربی ہے۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض سے بوستان فاطمہ طہ دو آفتاب و مہتاب حسنین علیہما السلام کی شعاع نورانی سے یہ عالم رونق پذیر ہے یہاں سے ان دو بزرگواروں کے سلاسل شروع ہوگئے ہیں اولاد اطہار سرور عالم چونکہ آغاز کتاب میں مذکور ہوئی اور راس سادات حضرت سیدہ ہیں اسلئے صرف انکا اسم گرامی یہاں پر درج کیا گیا باقی اولاد ناظرین صفحہ اول آغاز کتاب میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔



سلسلہ سادات حسنی

سلسلہ سادات حسینی

حضرت امام مجتبیٰ حسن علیہ السلام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وفات کے بعد ۴۰ھ میں آپ خلیفہ ہوئے اور اہل کوفہ نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ چھ مہینے کوفہ میں رہے بعدازاں حضرت معاویہؓ نے آپ پر لشکر کشی کی امام حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کرلی اس شرط پر کہ معاویہؓ کے بعد آپ خلیفہ ہوں اور آپ مدینہ میں تشریف لائے اہلبیت کے خرچ اخراجات کی خبرگیری کرتے رہے لوگ آپکو کہتے تھے صلح ہمکو عار دلاتی ہے آپ فرماتے تھے آگ سے عار اچھی ہے اور فرمایا میں مکروہ جانتا ہوں کہ ملک کے لئے لڑوں۔ جسوقت آپ نے امارت حضرت معاویہؓ کے سپرد کردی اُسوقت سے اہل اسلام کا نام سنت والجماعت مقرر ہوگیا یعنی ایک امیر کے ساتھ متفق ہوگئے۔ آپکی ولادت ۳ھ میں ہوئی اور آنحضرت

علیؑ — سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام — کرم اللہ وجہہ — ابن

محمد — جعفر — زید — حسین — طلحہ — اسمٰعیل — حمزہ

عبدالرحمن — یعقوب — عمر — عبداللہ (اصغر) — قاسم — عبداللہ (الملقب ...) — عبداللہ (اکبر)

سلسلہ اولاد امام حسن علیہ السلام

محمد (مثلث) — عون (مثنی) — طاہر — قاسم — سالم — امین — شفیع — ناصح — صالح — جعفر

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا واقعہ ایسا ہے کہ وہ روز قیامت تک ہر شی کے زبان پر تازہ رہیگا اور اہل اسلام کے دل میں اسکا جو اثر ہے وہ آپکی یاد اور اہلبیت کی محبت کیلئے ایک ایسا محرک موجود ہے جسکے ہوتے ہوئے کسی دوسرے باعث کی چنداں احتیاج نہیں اور جو احتیاج ہے بود اسی اصل محرک کی ممد و معاون سمجھی جاسکتی ہے۔ اصل شہادت کا واقعہ جو عام طور پر مشہور ہے اسکا اصل منشا یہ تھا کہ ذات محبوب رب العلمین کی تمام کمالات انبیاء مرسلین کی جامع تھی بلکہ خلعت خلق کے ساتھ آپکو اور بہت سے وہ مدارج عطا ہوے جسکے لئے ذات محمدی ہی موزوں تھی از انجملہ ایک مرتبہ شہادت ایسا تھا کہ جسکا حصول بنفسہ نبی امی سرور عالم کیلئے بلحاظ شان محبوبی واقتضاء سر عاشقانہ مناسبت تھا اگر ایسا ہوتا تو ظاہر بین نظروں میں کسر شوکت اسلام اور اختلال دین کی صورت ہوتی۔ اسلئے مشیت ایزدی مقتضی ہوئی کہ بعد وفات حضورؐ کے اس مرتبہ کی بواسطہ آپکے کسی قریب ترعزیز کے اسکی تکمیل ہو اور اسکے لئے قرۃ العین رسول اللہ امام حسنین سے زیادہ کون نزول ہو سکتا تھا جیسا کہ بروایت صحیح ترمذی

علیؑ — سید الشہداء امام حسین علیہ السلام — کرم اللہ وجہہ — ابن

جعفر — محمد — علی (اصغر) — علی (اکبر)

سلسلہ اولاد امام حسین علیہ السلام

سے روایا حدیث کیں۔ آنحضرتؐ نے آپکا
کیا۔ براءؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنی
کہا اے اللہ میں اسکو دوست رکھتا ہوں تو
سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ منبر پر کھڑے ہوئے اور حضرت
ایک دفعہ آپ امام حسنؓ کیطرف دیکھتے تھے اور
اور فرماتے تھے میرا یہ بیٹا سردار ہے شاید اللہ تعالیٰ
میں صلح کردے۔ اور حضورؐ نے فرمایا کہ حسنؓ و حسینؓ
ہیں۔ اور دعا کی یا اللہ جو شخص ان دونوں کو
رکھ۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ
بر اٹھائے ہوئے تھے ایک شخص نے کہا اے
عمدہ ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا سوار بھی بہت
کہتے ہیں۔ امام حسنؓ آنحضرتؐ کے بہت مشابہ
تھے اور امام حسنؓ آپکی گردن پر آکر بیٹھ جاتے
تھے آنحضرتؐ انکو نہیں اتارتے تھے۔ امام حسنؓ
تھے۔ آپنے پچیس حج پیادہ پا ادا کئے۔ کبھی کسی کی
مروان اپنے زمانۂ امارت میں مدینہ منورہ میں ہر جمعہ
کیا کرتا لیکن آپ کبھی اس سے کچھہ نہ کہتے اور نہ
نے امام حسنؓ کیطرف ایک آدمی کو بھیجا اور کہلوایا
تھے اور آپ ایسے اور ایسے ہیں۔ حضرت
کہ تو جاکر مروان کو کہدے کہ میں اسکے معاوضہ
اللہ کے سامنے پیش ہوگا اگر تو سچا ہے تو
کی جزا دیگا اور اگر تو جھوٹ کہتا ہے تو

ساتویں دن ولادت کے بعد عقیقہ
کندھے پر امام حسن کو بٹھایا اور
بھی اسکو دوست رکھہ۔ ابو بکرؓ
امام حسنؓ آپکے پاس کھڑے تھے
ایک دفعہ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے
اسکی وجہ سے دو گروہ مسلمانوں
دونوں جوانان جنت کے سردار
دوست رکھے تو اسکو دوست
ایک دفعہ حسنؓ کو اپنے کندھے
صاحبزادے تمہاری سواری بہت
اچھا ہے۔ عبداللہ بن زبیرؓ
تھے۔ کبھی آنحضرتؐ نماز میں ہوتے
تھے۔ جبتک امام حسنؓ خود نہ اترتے
بہت حلیم الطبع اور بڑے سخی
نسبت سخت کلمہ نہیں کہا تھا
حضرت علیؓ کی شان میں گستاخی
جواب دیتے تھے۔ ایک دفعہ مروان
کہ حضرت علیؓ ایسے اور ایسے
حسنؓ نے اس شخص کو جواب دیا
میں کچھہ نہیں کہتا میرا تیرا معاملہ
اللہ تعالیٰ تجھکو تیرے صدق
اللہ تعالیٰ سخت منتقم ہے۔

ہادی
مہدی
غالب
طالب
مصطفیٰ
مرتضیٰ
حسن
حسین
آل محمد
آل علی

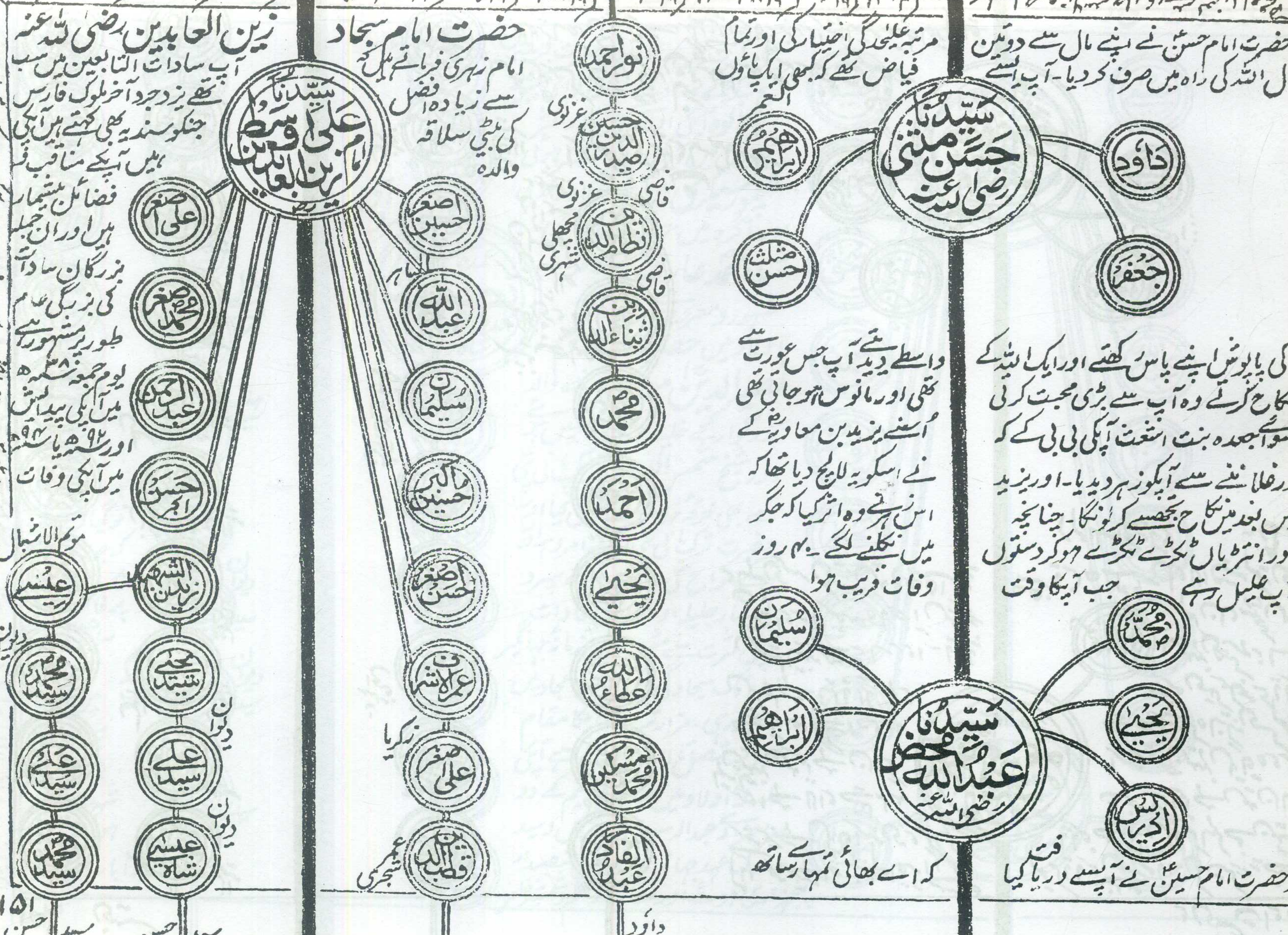
سے مروی ہے کہ آپ دونوں حضورؐ
تھے چنانچہ سینہ سے سر تک
حضورؐ کے مشابہ تھے لہذا
امام حسینؓ پر ظاہری باری
دونوں نونہال نائب صوری
کیا تھی گویا بقاء عالم کی
شہادت سے پتہ چلتا ہے کیونکہ
جائے اور آسمان سے
ہو جن و انس روتے ہوں
کو گرداگرد گھوڑوں میں جسکے
اسکے نانا سرور دو جہاں
زمین و آسمان قائم رہ سکتا
شہادت چونکہ ظاہری تھی
اسباب مذکورہ اسکی شہرت
زبانوں پر جاری رہیگا اور
کام کیلئے مخصوص کر لیا تھا
ہے اور انکے طفیل میں
اندازہ کر سکتا ہے۔ جنکے
ہیں۔ رحمت حق بسجود و بشمار
موجودات علیہ الف الف
آپ امام حسنؓ سے کچھہ مہینے
محرم کو آپکی شہادت ہوئی

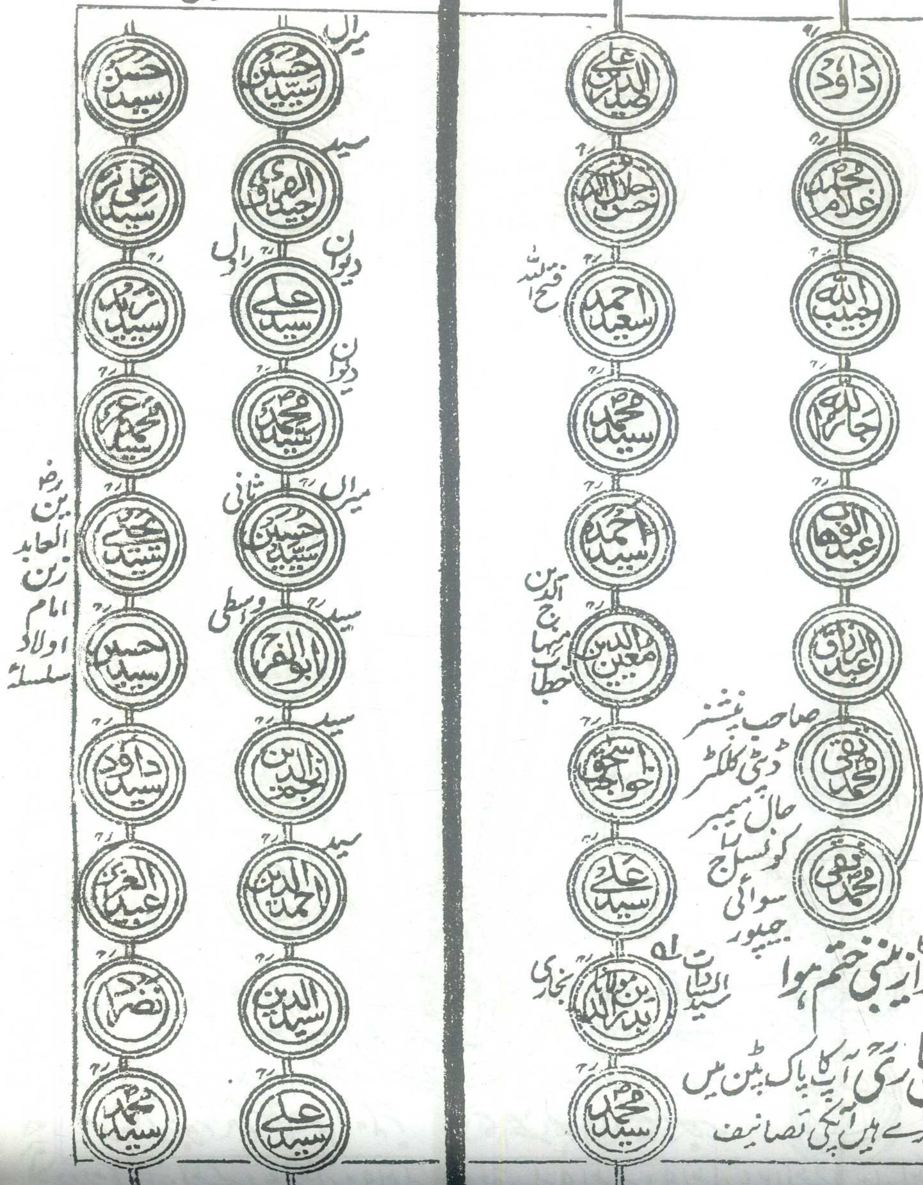
سے صوری و معنوی مشابہت تامہ رکھتے
امام حسنؓ اور سینہ سے پیر تک امام حسینؓ
امام حسنؓ پر شہادت سری اور سید الشہداء
تعالیٰ نے تقسیم کردی اور حضورؐ کے یہ
و معنوی قرار دیئے گئے اور یہ نیابت
مصلحت تھی جسکا حضرت امام حسینؓ کی
جسکی شہادت و مظلومی پر مٹی خون ہو
خون برسے عالم غیب میں گریہ و زاری
درندے جسکے جسد مبارک کی حفاظت
قاتلوں کی ناک میں سانپ گھس جاویں
کے ساتھ اگر یہ واقعہ پیش آتا تو کیا
تھا۔ **دوسرے** حضرت امامؑ کی
جسکے لئے شہرت ضروری ہے اسلئے
کے باعث ہوئے اور قیامت تک یہ ذکر
ان نفوس قدسیہ کو قدرت نے اسی خاص
لہذا انکے مراتب کا کیا اندازہ ہو سکتا
کسقدر افراد امت کو نجات ہو گئی
مصائب و اندوہ امت مرحومہ کی زاد آخرت
اُنپر نثار ہو بحرمتہ سید السادات خلاصۂ
تحیۃ و سلاما۔
چھوٹے تھے۔ ۶۱ ہجری یوم جمعہ عشرہ
(سر الشہادتین)

حضرت امام حسنؑ نے اپنے مال سے دو تین مرتبہ علیحدگی اختیار کی اور تمام مال اللہ کی راہ میں صرف کر دیا - آپ ایسے فیاض تھے کہ کبھی ایک پاؤں کی پاپوش اپنے پاس رکھتے اور ایک اللہ کے واسطے دیدیا آپ جس عورت سے نکاح کرتے وہ آپ سے بڑی محبت کرتی تھی اور مانوس ہوجاتی تھی سوائے جعدہ بنت اشعث آپکی بی بی کے کہ اسنے یزید بن معاویہؓ کے ورغلانے سے آپکو زہر دیدیا - اور یزید نے اسکو یہ لالچ دیا تھا کہ میں بعد میں نکاح تجھسے کرلونگا - چنانچہ اس زہر نے وہ اثر کیا کہ جگر اور انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر دستوں میں نکلنے لگے - ۴۰ روز آپ علیل رہے جب آپکا وقت وفات قریب ہوا تو حضرت امام حسینؑ نے آپسے دریافت کیا کہ اے بھائی تمہارے ساتھ

حضرت امام سجاد زین العابدین رضی اللہ عنہ

امام زہری فرماتے ہیں کہ آپ سادات التابعین میں سب سے زیادہ افضل تھے یزدجرد آخر ملوک فارس کی بیٹی سلاقہ جنکو سندیہ بھی کہتے ہیں آپکی والدہ ہیں آپکے مناقب و فضائل بیشمار ہیں اور ان جملہ بزرگان سادات کی بزرگی عام طور پر مشہور ہے یوم جمعہ ۳۸ھ میں آپکی پیدائش اور ۹۲ھ یا ۹۴ھ میں آپکی وفات

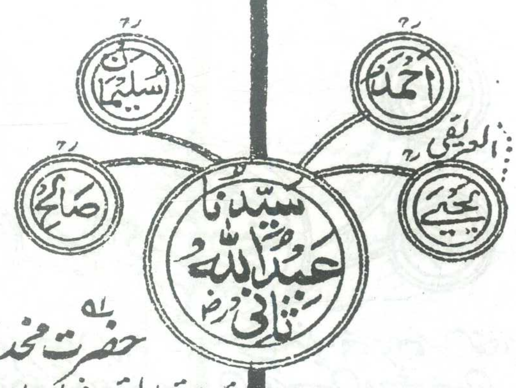






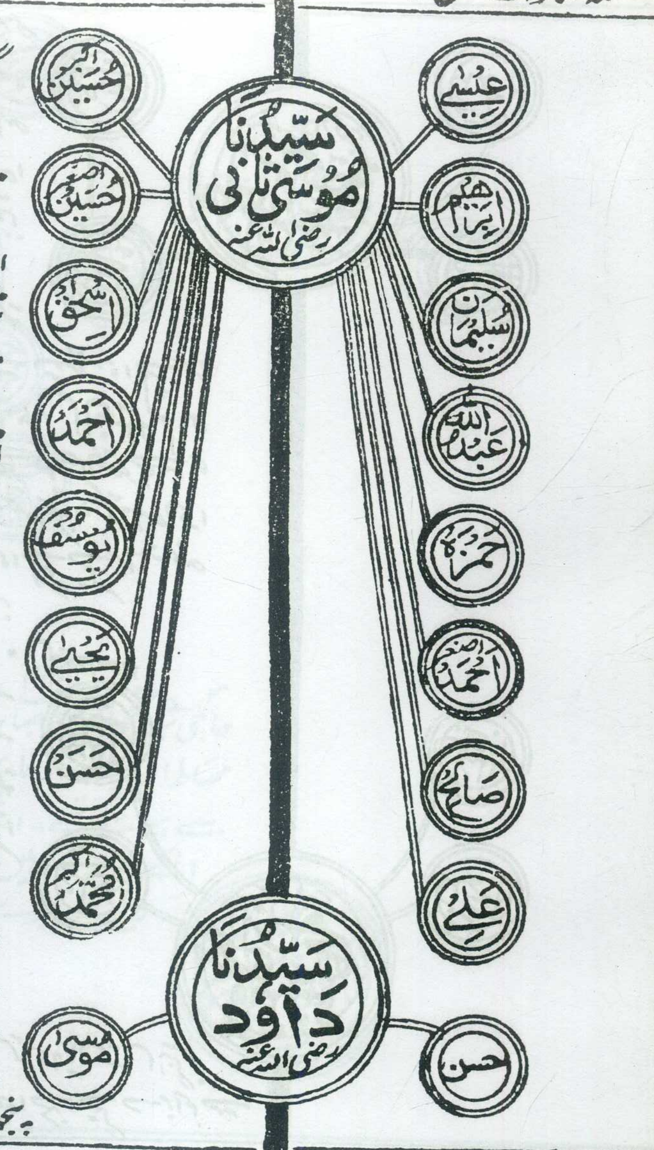
...نے یہ حرکت کی۔ امام حسنؓ نے فرمایا کہ تم ...حسینؓ نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا ...گمان میں ہے تو اللہ سخت ...گر وہ قاتل نہیں جسپر میرا ...تم کسی بیگناہ کو میرے لیے ...فرمایا کہ مجھکو کتنی مرتبہ ...ایسا زہر کبھی نہیں ...میں کچھ دن کم ...کو یکم ربیع الاول ۴۹ھ (یا ۵۰ھ ...ہوئی۔ (تاریخ اسلام)

اُس سے انتقام لینا چاہتے ہو۔ امام کہ اگر وہی میرا قاتل ہے جو میرے بدلہ لینے والا ہے اور گمان ہے تو میں نہیں چاہتا مارو۔ اسکے بعد آپ نے زہر پلایا گیا ہے لیکن پلایا۔ اور ساڑھے سینتالیس عمر میں آخر ماہ صفر یا بروایت یا ۵۱ھ) میں آپکی سری شہادت

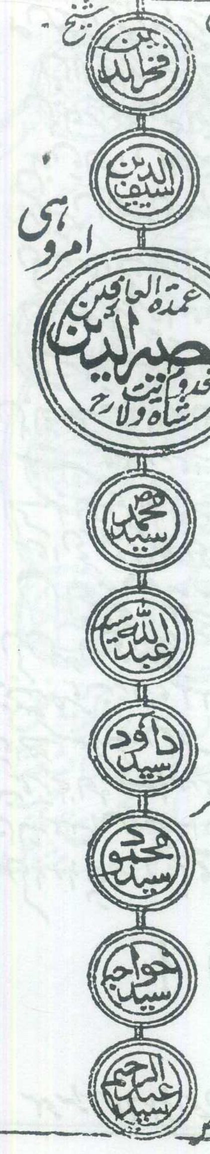


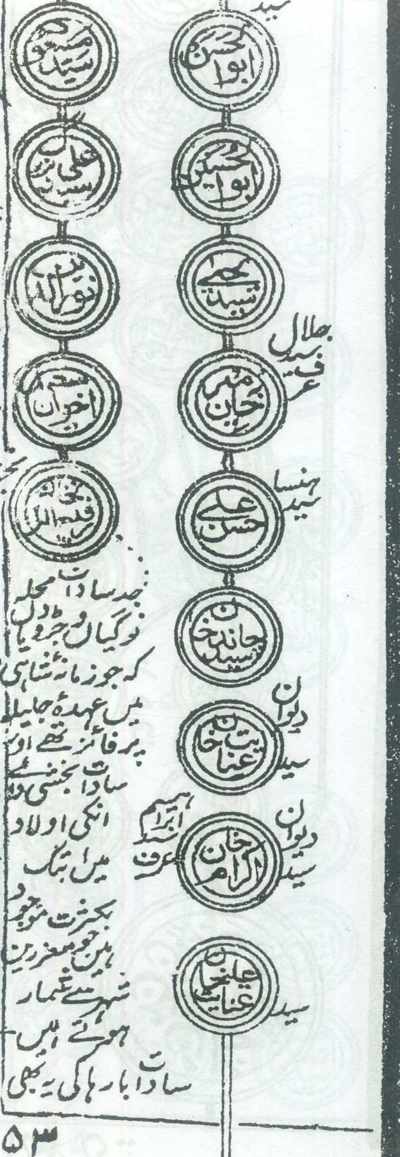
سلسلہ سادات بنی ختم ہوا

حضرت مخدوم بدرالدین بخاری رحؒ آپکا پاک پٹن میں قیام تھا طبقہ مشاہیر اور بزرگان دین گذرے ہیں آپکی تصانیف

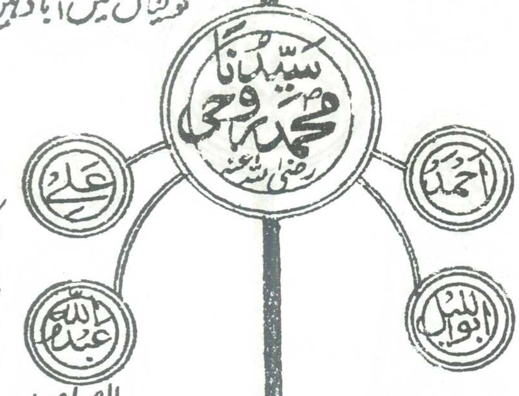


بھی بکثرت ہیں۔ اور آپ حضرت فریدالدین
گنج شکر کے داماد تھے سادات نواحی بجنور
ذنو کالوہ آپکی اولاد ہیں اور اکثر
شہروں میں آپکی اولاد منتشر ہوئی
فتحپور سیکری میں آپکی اولاد دختری
اور آگرہ میں حضرت حاجی
شاہ محمد عارف رح کا مزار
مشہور و معروف ہے۔ اور انکی
اولاد میں حضرت مخدوم
نصیرالدین امروہی اپنے والد
بزرگوار کے خلیفہ و سجادہ نشین ہوئے
اور شیخ شمس الدین ترک پانی پتی
سے بھی خرقۂ خلافت حاصل کیا اور
حضرت ترک پانی پتی رح نے امروہہ اور
اسکے نواح کی ولایت آپکے سپرد
کی آثار جلیلہ اور خوارق عادات
آپکی کثرت سے مشہور ہیں زمانہ جہانگیر
شاہ تک سجادگی آپکی اولاد امجاد میں
بدستور رہی۔ مزار شریف آپکا مقام
امروہہ متصل تالاب بانسدیو ہے آپکی
سلسلۂ اولاد میں سید عبدالرحیم کے دو
صاحبزادے عبدالرسول میراں جی و سید
مبارک عہد جہاندار شاہ میں منصبدار
پنجہزاری ہوئے اور نقارہ و علم و شمشیر خاص





جد سادات محلہ
نوگیاں و جرودیاں
کہ جو زمانہ شاہی
میں عہدۂ جلیلہ
پر فائز تھے اور
سادات بخشی ولد
انکی اولاد
میں ابتک
بکثرت موجود
ہیں جو معززین
شہر سے شمار
ہوتے ہیں
سادات بارہا کی یہ بھی

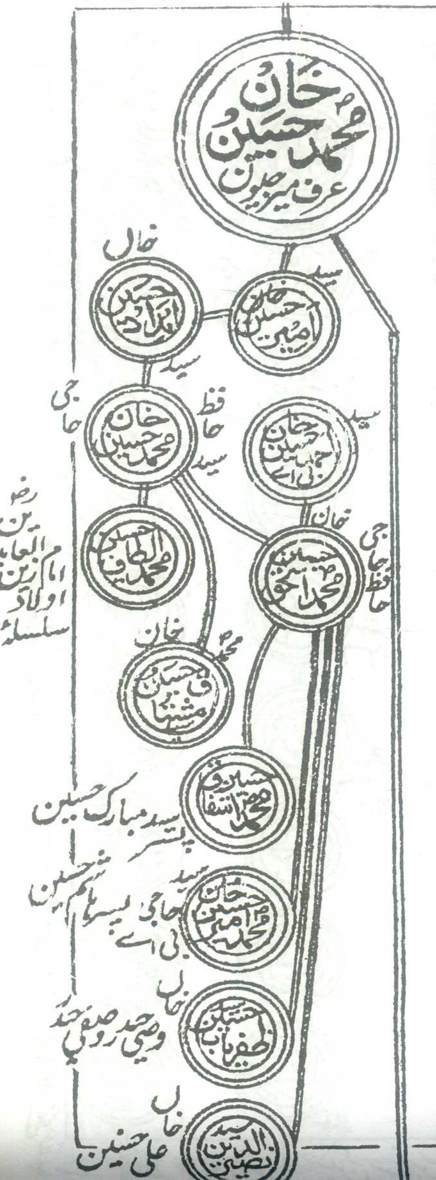


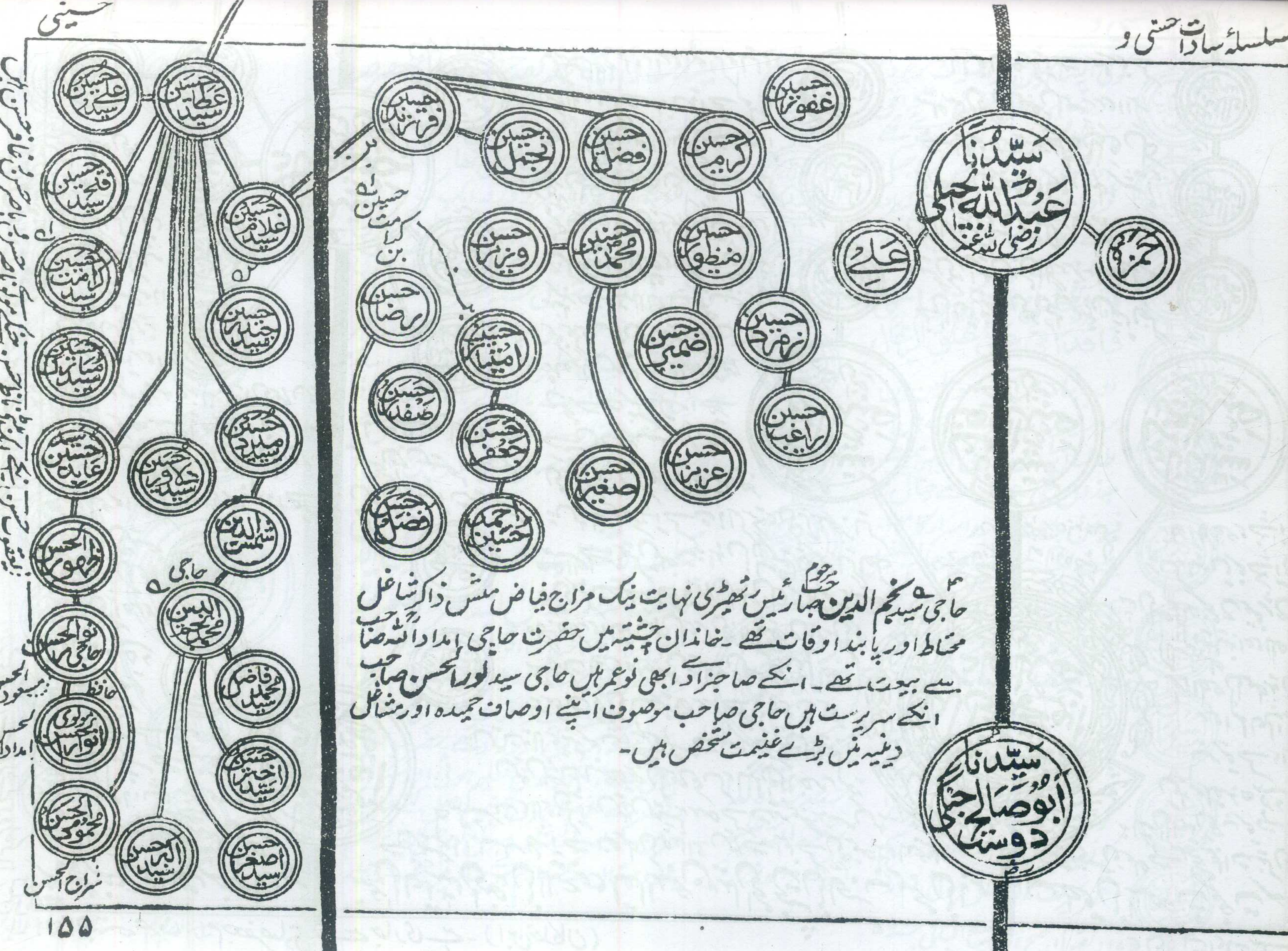
سے نوازے گئے انکے اعقاب موجودہ میں سب معزز و مقتدر ہیں جو ابتک امروہہ محلہ نوگیاں میں آباد ہیں۔

احوال سادات بارہا

سید محمد حسین خان عرف میر جیون سادات بارہا کی ایک شاخ سادات تھیٹری وغیرہ کے مورث اعلےٰ ہیں ہندوستان میں خاندان ہمیشہ سے معزز اور نام آور رہا ہے بلحاظ ثروت سادات بارہا کے مورث اپنی معاصر ریاستوں کے ہمسر تھے اور سلاطین دہلی کے دربار میں مراتب جلیلہ وزارت و منصب صوبہ الصلصیل۔ سے سربلند رہے صلہ خدمات میں نیکنامی حاصل کی زمانۂ فرخ سیر میں بھی امیر الامرا **سید حسین علیخاں** صوبہ دار کئے گئے اور فرخ سیر کو تخت نشینی میں انسے بڑی امداد پہونچی اور اسی صلہ میں انکو صوبہ کیا گیا تھا۔ شاہان دہلی سخت مہمات میں انکو مقابلہ کے واسطے بھیجا کرتے تھے۔ امیر الامراء مذکور کے نایب و برادر زادہ **سید عالم علیخاں** ۶۔شوال ۱۱۳۲ھ نواحی بالاپور میں نظام الملک کے مقابل ہوئے اور بہت سے موقعوں کے انکے شجاعانہ کارنامے کتب تواریخ میں موجود ہیں یہ خاندان کثیر الشعب اور تقریباً سب کی رئیسانہ حیثیت ہے موجودہ حکام میں بھی عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں بالخصوص مہدی علیخاں مقرر اصغر علیخاں مظفر علیخاں عبد اللہ خاں اسحاق خاں صاحبان تھیٹری بلحاظ اپنے محامد کے خاص طور پر قابل تعریف ہیں۔ نواح مظفر نگر میں انکے قصبات موانہ کلاں و خورد و منصور پور و جانسٹھ و تھیٹری وغیرہ عام طور پر مشہور ہیں المیس ۵







حاجی سید نجم الدین مرحوم جبار ئیس رتھیڑی نہایت نیک مزاج فیاض منش ذاکر شاغل محتاط اور پابند اوقات تھے۔ خاندان چشتیہ میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت تھے۔ انکے صاحبزادے ابھی نوعمر ہیں حاجی سید نورالحسن صاحب انکے سرپرست ہیں حاجی صاحب موصوف اپنے اوصاف حمیدہ اور مشاغل دینیہ میں بڑے غنیمت متحض ہیں۔

حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپکی کنیت ابو محمد ہے علوی حسنی ہیں ابو عبد اللہ صومعی کے نواسے ہیں والدہ کی طرف سے آپکا سلسلہ امام حسین رض سے ہے قرب حق تعالیٰ شانہ میں مسند محبوبیت کے صدر نشین ہیں۔ آپکی ولادت ۴۷۰ھ یکم رمضان المبارک کو ہوئی بمقام جیلان جو قصبات جبل میں جیلان کے نام سے مشہور ہے آپ مرتبۂ ولایت میں غوث زمانہ تھے روحانیت کی قوت قدسیہ تھا آپکی مجالس وعظ میں صلحاء و جنات و ملائکہ کی ارواح طیبا کا بھی نزول ہوتا تھا اور بارگاہ ... علیہ وسلم کا نزول اجلال ہوتا تھا قطبیت کبریٰ کا ... سکا گیا بعمر چالیس سال ہدایت خلق کیواسطے ۵۱۱ھ ... کیا منجملہ آپکی دیگر کرامات کے آپکے وعظ میں یہ بھی اثر تھا کہ نزدیک و دور کے آدمی حاضرین سب یکساں سنتے تھے اسقدر کثرت سے مجمع ہوتا تھا کہ دس دس بارہ بارہ کوس کے میدان میں لوگوں کو گنجائش نہیں ملتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو عجیب عجیب کمالات سے بلند شان بنایا تھا۔ بزرگان دین میں آپکی عجیب شان ہے آپکے اوصاف و محامد محتاج بیان نہیں۔ بلکہ جس کسی کو اخلاص اور قلب سلیم ہوا یہی شان آپ نے خود اسپر اظہار فرما دیتے ہیں۔ لکھا ہے کہ آپنے قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ جسوقت فرمایا ہے اسوقت ایک خاص تجلی کا ظہور ہوا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خلعت گروہ ملائکہ اولیاء کرام اور ارواح طیبہ کے ذریعہ سے آپکو عطا فرمایا۔

... بمقام ... کے قریب ... العالم اور ... ید طولیٰ عطا ہوا ... علاوہ انبیاء علیہم السلام ... پر فتوح فخر عالم صلی اللہ ... آپکے فرق مبارک پر ... اپنے وعظ کا آغاز

سیدنا ابن ابو محمد محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ

سیدنا عبد العزیز رضی اللہ عنہ — سیدنا عبد الوہاب رضی اللہ عنہ — سیدنا عبد الرزاق رضی اللہ عنہ

محمد الہادی — شمس الدین — شرف الدین

ابو صالح نصر — عبد الجبار — ابو موسیٰ

سیدنا حضرت ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ

آپ بڑے عالم تھے اسیوجہ سے آپ امام باقر کے لقب سے مشہور ہیں (بقر وسعت کے معنی ہیں) شنبہ یوم دوم ۳ صفر ۵۷ھ بمقام مدینہ منورہ آپکی ولادت ہوئی حضرت امام حسین کی شہادت کے وقت آپ تین برس کے تھے امام باقر کی والدہ کا نام ام عبد اللہ تھا جو بنت الحسین بن الحسن بن علی بن ابی طالب ہیں آپکی وفات ماہ ربیع الاول ۱۱۳ھ یا ۲۳ صفر ۱۱۴ھ یا ۱۱۸ھ کو مقام حمیمہ میں ہوئی آپکا جنازہ مدینہ منورہ بقیع لیگئے اور آپکے والد امام زین العابدین اور امام حسن کی قبر مبارک میں پہلو بھی دفن کیا گیا اسی قبہ میں حضرت عباس بھی مدفون ہیں

سیدنا ابو جعفر محمد باقر — زید — عبید اللہ — ابراہیم — علی ابو تراب

سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ — محمد عبد اللہ — علی عریضی — محمد دیباج — اسحق — عباس — یحییٰ — اسمعیل — علی ضیاء الدین

یا محمد المامون

آپکی کل اولاد میں کسی قول سے ۱۳ لڑکے اور کسی قول سے ۵ لڑکے اور دو لڑکیاں ... صرف امام جعفر صادق رض سے جاری ہے۔ (ابن خلکان)

کوئی ایسا نہیں تھا جو اُس وقت موجود نہو
اور تمام رجال الغیب و ملائکہ افق
آسمان و زمین کو گھیرے ہوئے تھے
اور کوئی ولی ایسا نہیں رہا جسکی
گردن پر آپکا قدم نہو۔ اسی کیطرف
آپنے دوسرے موقعہ پر بھی اشارہ
فرمایا ہے

انا الحسنی محی الدین اسمی
واقدامی علی عنق الرجال

اور ابتک جو آپکے متوسلین ہیں
برابر فیضیاب ہوتے رہتے ہیں
طالبان صادق پر آپکی توجہ ہمیشہ
مبذول رہتی ہے ذرا سے خیال پر
فیوض و برکات انوار و اسرار کا مینہہ
برسنے لگتا ہے۔ خداوند عالم بطفیل
نبی کریم آپکے فیضان سے عامہ مسلمین
اور مریض دل کو بہرہ اندوز کرے
اور آپکے توسل کی توفیق دے
آمین

فکر بہبود خود اے دل زدر جیلان کن
درد عاشق نشود بہ بمداوائے حکیم
گوہر معرفت اندوز کہ باخود ببری
کہ نصیب دگران است نصاب زروسیم

عمر شریف ۹۱ سال ہوئی اور ۹
یا ۱۷ او بقول صحیح ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۵۶۱ھ
کو آپکا وصال ہوا۔ (فیوض یزدانی)

حضرت
شاہ گدا
امروہی

حضرت شاہ گدا
رحمۃ اللہ علیہ
آپکے والد بزرگوار

سید السادات امام الطریقہ حضرت امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ

آپ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے صنعت کیمیا
و دیگر معارف میں کمال حاصل تھا
انکے شاگرد کی ہزار ورقہ ایک کتاب ہے
جسمیں حضرت امام کے پانچسو رسائل جمع ہیں
سنہ ۸۰ھ یا سنہ ۸۳ھ ۸۔ رمضان بوقت صبح آپکی
ولادت ہوئی اور ماہ شوال سنہ ۱۴۸ھ میں وفات پائی
جنت البقیع مدینہ منورہ میں اپنے والد اور جد امجد کی قبر
میں رکھے گئے۔ آپ بھی حضرت امام ابو حنیفہ کے اساتذہ
سے ہیں آپکی اولاد بقولے ۷ لڑکے یا ۳ لڑکیاں اور
بقولے ۷ صاحبزادے تھے۔ آپکی ذات قدس سے
سلاسل صوفیہ کو بڑا فیضان ہے۔ (ابن خلکان)

قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین
قطب مدار قدس اللہ سرہ العزیز

آپکی ولادت باختلاف اقوال سنہ ۱۸۲ھ یا سنہ ۳۰ھ
یا بقول صحیح سنہ ۲۴۲ھ میں شہر حلب اطراف
شام میں ہوئی آپکے واقعات صغر سنی سے معلوم
ہوتا ہے کہ آپ ولی مادر زاد تھے حضرت حذیفہ
شامی سے آپکی ابتدائی تعلیم ہوئی اور مناسب
وقت سے علوم ظاہری آپنے حاصل کئے حاضری
حرمین کے بعد بارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ہندوستان کے عازم ہو جہاز میں جس وقت سوار

حضرت
بدیع الدین
قطب مدار

سید ابراہیم

سید علاء الدین صابر ۱۵۷



سید سراج الدین اکبرآباد میں بند آ مقیم تھے اور
سلسلہ قادریہ کا فیض آپ سے جاری تھا۔ نیز
جمال الدین اکبر میں صابر سید محمود میر عدل او ربار شاہ
حضرت رسالت پناہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم
امروہہ تشریف لائے اور یہاں شادی کی سلسلۂ
مادری آپکا بواسطہ غوث پاک اسطرح ہے بی بی
فاطمہ والدہ غوث پاک بنت سید عبداللہ
بن ابو جمال بن سید محمد بن ابو طاہر بن ابو العطا
بن ابو عبداللہ بن ابو کمال بن سید عیسی بن ابو
عبداللہ بن سید محمد بن سید علی العریض بن امام
جعفر صادق آپکی اولاد میں بہت سے دربار
شاہی میں مناصب عالی سے سرفراز تھے اور
اور بہت سے جادۂ توکل و ارشاد پر مسند نشیں

سلسلۂ حسنی تمام ہوا

ہے آپکے فرزند ارجمند حضرت شاہ گدا صاحب مقاماً عالی و تصرفات نافذہ
رکھتے تھے علوم ظاہر و باطن کے جامع کمالات طریقت سے آراستہ تھے
آپکے انتقال پر تجہیز و تکفین کے بعد صحن مسجد میں نماز کیواسطے جہاں آپ اپنی
جا میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ جنازہ رکھا گیا۔ بعد نماز ہر چند لوگوں نے
کوشش کی مگر وہاں سے جنازہ نہ اٹھا۔ لوگوں نے آپکی بیوی صاحبہ کو اسکی
اطلاع دی انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر نہیں اٹھتے ہو تو میں خود آتی ہوں
اسوقت جنازے پر یہ جواب سناکر اٹھایا گیا جنازہ فوراً اٹھ گیا۔ گنبد شیہ
مقام امروہہ میں آپکا مزار ہے۔ آپکے سلسلہ میں سید نوازش علی قادری
اور مولوی سید رمضان علی کی اولاد محلہ کوٹ میں مقیم اور صاحب ثروت
موجود ہیں۔

ہو کر روانہ ہوئے تو آپنے اہل جہاز کو ہدایت او رنصیحت شروع
کی جہاز والے چونکہ کفار تھے انہوں نے آپکے ارشاد کی پروا
نہ کی اس گستاخی سے جہاز ٹوٹکر غرق ہو گیا اور آپ ایک
تختہ پر بیٹھے ہوئے کنارۂ دریا پر پہونچے وہاں ایک شخص
غیبی نے حضرت شاہ مدار کو ۹ لقمے غذاء ملکوتی کے کھلائے
اور لباس بہشتی پہنایا جب سے آپکو یہ کرامت عطا ہوئی کہ کبھی
کھانے پینے کی خواہش نہیں ہوئی اور آپکا لباس کبھی میلا
اور پرانا نہوتا تھا اسکے بعد آپ ہندوستان آئے اول گجرات
کالنجر وغیرہ میں چند روز قیام کیا اور بہت سی مخلوق آپکی ہدایت
و فیضان سے داخل اسلام ہوئی پھر آپنے حج کا ارادہ کیا
اور اثناء راہ میں بغداد شریف پہونچے حضرت غوث پاک رح
کی ہمشیر کے اولاد نہیں ہوتی تھی انہوں نے آپسے دعا کی استدعا
کی۔ حضرت مدار کی دعاء برکت سے انکے اولاد ہوئی پھر حضرت
مقامات متبرکہ حج و زیارت سے فارغ ہو کر پھر ہندوستان تشریف
لائے اور اجمیر شریف میں کوہ کلا پہاڑی پر قیام فرمایا۔ اور
حضرت خواجہ بزرگ سے ملاقات ہوئی یہاں سے آپ کالپی تشریف
لائے اور اکثر مقامات میں بغرض ہدایت خلق دورہ فرماتے ہے مکن پور
میں آپکا مزار مرجع خلائق ہے ۸۳۸ھ ۱۷ جمادی الاولی کو
آپکا وصال ہوا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت
سے آپکو فیض ہوا تھا اسواسطے آپ اویسی ہیں۔ آپکی کشف
و کرامات و خدمات اسلام بیان سے باہر ہیں۔ (مرآۃ المداری)
سلسلۂ مداریہ جسمیں آپ ہی کی برکت صاحب تصرف بزرگان اولیاء
کرام گذری ہیں آپکی ہی طرف منسوب ہے۔

حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ



ذکر فرماتے تھے تو آپکے اعضاء سے

پیران کلیری آپ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے بھانجے اور اولوالعزم خلفاء سے تھے آپکے والد بزرگوار کے بعد انتقال آپکی والدہ حضرت
باباصاحبؒ کی خدمت میں پہونچا دیا۔ حضرت مخدومؒ فیضان خاص گنجشکرؒ سے فیضیاب ہوتے رہے اور تقسیم لنگر کی خدمت حضرت صابرؒ
کے سپرد ہوئی۔ آپنے ایک سال یا بقول بعض بارہ سال تک لنگر تقسیم کیا لیکن حضرت مخدومؒ نے ایک روز کھانا نہ کھایا۔ باوجود
اسکے مجاہدات و ریاضات سے آپکا کوئی وقت خالی نہیں رہتا تھا جسم ظاہری آپکا نہایت لاغر ہو گیا اتفاقاً آپکی والدہ پھر حضرت بابا
کی خدمت میں آئیں اور حضرت صابرؒ کو لاغر اور نحیف دیکھکر بہت رنجیدہ ہوئیں۔ حضرت باباؒ سے شکایت کی اور کہا کیا علاءالدینؒ
کا حصہ آپکے لنگر میں نہیں ہے۔ چونکہ حضرت باباؒ اپنی ہمشیرہ سے زیادہ محبت رکھتے تھے یہ شکایت سنکر حضرت صابرؒ کے حالات سے
رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے تمام لنگر کا انکو مختار کر رکھا ہے اس تکلیف کی کیا وجہ ہوئی آپنے حضرت صابرؒ کو بلا کر دریافت
کیا۔ آپنے عرض کیا کہ حکم تقسیم کا ہوا تھا کھانیکے لئے اجازت نہیں ہوئی تھی اسوجہ سے میں نے کھانا لنگر سے نہیں کھایا یہ سنکر حضرت
باباؒ کو جوش آیا اور دولت عرفان سے آپکو مالامال کر دیا اور آپکے حق میں بہت سی دعاء برکت فرمائی۔ سلسلہ صابریہ آپکی طرف
منسوب ہے۔ ۱۳۔ ربیع الاول ۶۹۰ھ بحالت وجد سماع آپکا وصال ہوا۔ پیران کلیر شریف آپکا مزار ہے۔ ہر سال آپکے عرس
میں مخلوق کا اژدحام ہوتا ہے۔

(جواہر فریدی)

سید ابوتراب منصور

عجیب قسم کی دلکش آواز پیدا ہوتی تھی اسوجہ سے حضرت آ... نے آپکو ارغون (باجہ کا نام) لفظ سے ملقب فرمایا آپکی تلاوت قرآن میں جانور تک آپکے گرد جمع ہو کر بیہوش ہوجاتے تھے ۶۹۷ھ میں آپکی وفات ہوئی اور حضرت ابوالحسن طیفورؒ آپکے چھوٹے بھائی مثل اپنے بھائی کے جامع تھے اور رحؒ عبادت سیر و سلوک کے باعث

سید موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ — سید ہارونؒ — سید مرتضیٰؒ — سید علی اصغرؒ — سید عبداللطیفؒ — سید بابا مسعودؒ — سید عبداللہؒ — سید یوسفؒ

آپکا لقب طیفور (تیز پرواز کبوتر) ہوا اور سید ابوتراب منصور اور یہ دونوں بزرگوار حضرت شاہ مدارؒ کے جانشین ہوئے اور فیضان سلسلہ حضرت مدارؒ کا انسے جاری ہوا۔

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
۱۲۹ھ میں یوم سہ شنبہ مدینہ منورہ آپکی ولادت ہوئی اور بعمر ۵۴ سال بغداد میں ۱۸۳ھ آپکا انتقال ہوا۔ بغداد شریف میں آپکا مزار ہے آپکی اولاد بقول ۲۳ صاحبزادے ۳۷ لڑکیاں یا ۱۹ جسمیں ۱۴ صاحبزادے سے آپکا سلسلہ جاری ہوا۔

(خلکان۔ عمدۃ الطالب)

سید علی اکبر رحمۃ اللہ — سید فخرالدینؒ — سید نقیؒ — سید بلاقؒ — سید محمودؒ

رحمۃ اللہ علیہ کو بعض مہدی بن امام حسن عسکری و صفی بن خلکان وغیرہ امام محمد عسکری بن علی نقی کی نسبت ہوتا ہے کہ آپکا کوئی عقب مہدی تک پہونچاتے ہیں مناقب المحبوبین اسکو ابن علی نقی سے لکھتے ہیں تھے علی ہذا حضرت خواجہ ہیں دونوں مصنفین عبدالعزیزؒ کو ابن ابراہیم لکھتے ہیں نہیں اقوال ہیں

سید ادریس رحمۃ اللہ — سید ابراہیمؒ — سید عبدالعزیزؒ — سید نجم الدینؒ — سید احمد حسنؒ — سید کمال الدینؒ

حضرت سید عبدالعزیزؒ
مورخین نے ابن سید ابراہیم بن بن امام علی نقی لکھا ہے لیکن ابوالقاسم بن مہدی بن حسن چند اقوال لکھتے ہیں جس سے علوم نہیں تھا۔ گو سادات کنہر اپنا سلسلہ لیکن صاحب اقتباس الانوار و تحقیق میں ابوالقاسم کو فرزندان نہ یہ کہ وہ حسن عسکری کے صاحبزادے بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ اور صاحب مراۃ الاسرار سید بن ادریس بن امام موسیٰ کاظمؒ



صحت پر حضرت خواجۂ بزرگ کا بھی سلسلہ درج کیا گیا واللہ اعلم۔

حضرت قطب العارفین سلطان الہند معین الدین غوث المشائخ رحمت عالمیاں خواجۂ خواجگاں حسن السنجری الچشتی اجمیری رضی اللہ عنہ

آپکے حالات میں صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ آپکی ولادت سنہ ۵۳۰ھ میں بمقام اصفہان میں ہوئی لیکن نشو و نما آپکی سنجان میں ہوئی جو سنجر کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ابتدا کسب حلال سے اپنا گزر بسر کرتے تھے۔ فقرا و مساکین کی خدمت آپکا مشغلہ تھا اور ترکہ پدری سے ایک باغ آپکو ملا تھا۔ اسکی آمدنی سب آپ اہل اللہ کی خدمت میں صرف کرتے تھے۔ ولولۂ شوق و عشق حقیقی کا جوش ہوا سب خانماں محبوب مطلوب حقیقی پر نثار کر دیا اول علم ظاہری کی تکمیل میں حضرت مولانا حسام الدینؒ کی بخارا میں تیئس ۲۳ سال خدمت کی اور مرتبۂ کمال حاصل کیا۔ اسکے بعد آپ طلب حق میں حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بغداد پہنچے اور حضرت عثمانؒ ہارونی کی شفقت و عنایات سے بہت جلد دولت عرفاں سے کامیاب ہوئے۔ آپکے کثرت مجاہدات و ریاضات و عبادات مقبول بارگاہ لم یزلی ہوئے۔ یہانتک کہ آپ ایک مرتبہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ جناب باری سے خطاب ہوا اے معین الدینؒ میں تجھ سے راضی ہوں اور تو میرا مغفور ہے جو چاہتا ہے وہ مانگ لے۔ اسکے علاوہ آپکو وہ وہ مدارج عطا ہوئے جسکی مثال نہیں پائی جاتی۔ جناب باری تعالیٰ شانہ اور حضور رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ پر جو انعام و اکرامات ہوئے اسکا احصا و شمار دشوار ہے بحکم حضور فخر جہاں روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ہندوستان تشریف لائے سر تاج چشت بہشت آشیانی اور سلطان الہند کا لقب آپکو عطا ہوا۔ سرزمین ہند جو دھواں دھار کفر سے تیرہ و تاریک ہو رہی تھی آپکے قلب نورانی کی شعاعوں سے جگمگا اٹھی فیضان

حضرت سید مخدوم کیسہ باز

رحمۃ اللہ علیہ بزرگان کاملین سے ہوئے ہیں آپکے اجداد میں سے سید علی رومیؒ نواح ہرات سبزہ وار سے اول مظفر نگر آکر مقیم ہوئے بعد ازاں زمانہ لودیاں میں امروہہ سکونت اختیار کی حضرت مخدوم کیسہ باز کی اولاد میں مولوی سید عبدالعزیز صاحب بڑے فاضل علماء سے ہوئے ہیں مولانا سید امانت علی و مولانا احمد حسن مراد آبادی کے شاگرد رشید تھے انکے برادران میں حافظ چھجو و حافظ علیم اللہ و سید دلاور علی

مقیم محلہ چاہ طالامان ہیں اور سید لطف اللہ

ظاہری و باطنی آپکا سب پر عام ہوگیا۔ ایک مخلوق تھی کہ راہ یاب ہوئی۔
...راہ حرماں نصیب تھے کہ بادۂ وحدت سے سرشار ہوکر وصال
حضرت خواجہ کا ۶۔ رجب سنہ ۹۳۲ھ میں روز یکشنبہ ہوا۔ لیکن آپکا
...یا فیض باطنی اور جود و سخائے ظاہری تا ہنوز جاری ہے۔ اہل حاجت
...نہایت شفقت ہر شخص بنے مرتبہ کے موافق اپنی مراد کو پہونچتا
ہے۔ اہل خلاص کیلئے دربار عام کھلا ہوا ہے۔ محرومی کا آپکے
...ں نام نہیں۔ آپکی شان عالی کا کوئی بیان نہیں ہو سکتا۔

جاں فدائے تو کہ ہم جانی و جانانی | ہر کہ شد خاک درت رست ز سرگردانی
سر سری از سر کوئے تو نخواہم برخاست | کار دشوار نگیرند بدیں آسانی
فاش کردند رقیباں تو سر دل من
چند پوشیدہ بماند خبر پنہانی

افسوس ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ رح کے بعد بھی ایک وہ زمانہ تھا کہ ہر طرف
...کی صدائے ہو حق سے بارگاہ گونجتی رہتی تھی۔ اور آج ہماری وہ حرماں نصیبی
ہے اور دنیوی مخصمات میں ایسے گرفتار ہیں کہ حضرت خواجہ سے حصول
...فیضان کی توفیق بھی نہیں ہوتی ہمنے اس حیات ناپائدار کو ایسا دوامی سمجھ
...لیا ہے کہ شبانہ روز دنیوی تفکرات میں گھر رہتے ہیں بخلاف ہمارے سلف کے کہ وہ
...زندگی کو ایک مسافر کے قیام سے زیادہ خیال نہیں کرتے تھے۔ اسپر ہمکو
...شکایت ہے کہ پہلے سے بزرگ نہیں ملتے وہ فیضان و برکات تصرفات بزرگان دین
...ب ظاہر نہیں ہوتے اور یہ خیال نہیں ہوتا کہ ہم بھی کسی قابل ہیں یا نہیں جب کبھی
...بار خواجہ یا کسی دوسرے بزرگ کے ہاں حاضر ہوتے ہیں سوائے نفع دنیا و حصول
...جاہ اور کوئی التجا پیش نہیں ہوتی سبحان اللہ ان بزرگان دین کے کمالات
...ہمنے کیا ہی سرمایہ جمع کر رکھا ہے۔ صد افسوس کہ اصل مراد کیطرف کیسکو توجہ

حضرت سلطان الاولیا و مشکلکشا خواجہ



قدس اللہ سرہ

...شنہ ھ میں آپکی ولادت
...سے ہویدا تھے حضرت
...میں قبول فرمایا۔ اور بظاہر
امیر کلال سے ہوئی لیکن
عبد الخالق غجدوانی رح کی روحانی تربیت آپکی مربی ہے
راز و نیاز کا مرتبہ حاصل ہوا نفوس ذکیہ جسکے فربی
جاذبۂ رحمت سے جسکی رہبری ہوا سکے انتہائے مراتب
تعالیٰ مظہر آیات الٰہی خواجۂ خواجگاں نقشبند کا فیضان
بحرمتہ النبی و آلہ الامجاد۔ اس حقیر کا حوصلہ نہیں جو حضرت
کر سکے

آنچہ ندیدست دو چشم زماں
در گل ما رنگ نمودہ است آں

حضرت خواجہ جاذبۂ غیبی سے مراتب علیا کو فائز ہوئے
و اخبار مصطفوی پر مامور کئے گئے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ
کے لئے اس سے بہتر کوئی تعلیم نہیں ہو سکتی تھی کسی نے
کی بنیاد کیا ہے ارشاد ہوا کہ خلوت در انجمن یعنی
آپ فرمایا کرتے تھے کہ توحید سے پرے تو پہنچ سکتے ہیں لیکن معرفت
حضرت خواجہ سفر مبارک میں گئے تھے۔ خراساں تجنی ایک
لوٹنے کیوقت آپسے کہا گیا۔ کہ فلاں شخص نے کہ ذکر کے
اسنے مشغولی کم کر دی ہے۔ فرمایا مضائقہ نہیں۔ پھر

فرید العصر خواجۂ خواجگاں بہاء الحق والدین نقشبند

آپکا اسم گرامی محمد بن محمد بخاری ہے
ہوئی۔ آثار رشد آپکی پیشانی مبارک سے
خواجہ محمد بابا سماسی نے آپکو اپنی فرزندی
آداب طریقت کی تعلیم حضرت سید
در حقیقت آپ اویسی تھے حضرت خواجہ
آپکو شان محبوبی اور باری تعالیٰ سے
ہوں اسکی شان محبوبی کا کیا بیان
کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ باری
برکات ہمیشہ طالبان حق پر نازل فرمائے
خواجہ کے اوصاف کا شمہ بھی ادا

و آنچہ نہ شنید دو گوش زمیں
خیز و بیا در گل ما آں بہ بیں

اور عالم خواب میں اتباع سنت نبوی
سرعت سیر اور جلد تکمیل مقامات
آپ سے دریافت کیا کہ آپکے طریقہ
بظاہر لوگوں میں اور دل خدا کیساتھ ہو
تک پہنچنا دشوار ہے جس زمانہ میں کہ
صاحبزادے کو ذکر کی تعلیم فرمائی تھی
بارہ میں مشغولی حاصل کی تھی۔ اب
اس نے آپنے فرمایا کہ کبھی ہمکو تمنے خواب

...میں ہوگی جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔

...بر تا از در میخانہ کشادے طلبیم — بر در دوست نشینیم و مرادے طلبیم
زاد راہ حرم دوست نداریم مگر
بہ گدائی ز در میکدہ زادے طلبیم

...اجہ صاحبؒ کے بقاء سلسلۂ اولاد میں اختلافات
...سے پیش آرہے ہیں اسلئے ہمنے صرف حضور کی
...صلبی اولاد تک آپکا سلسلہ درج کتاب کیا ہے
...صل اختلافات جو کچھ بھی ہو۔
آپکے صاحبزادوں میں حضرت **خواجہ فخرالدینؒ** کا بعد وفات
...اجہ بعمر ستر سال ۶۶۱ھ میں وصال ہوا۔ قصبہ سرواڑ
...ل اجمیر سے سولہ کوس سانبھر کے قریب آپکا مزار مشہور
...معروف ہے اور **خواجہ حسام الدین سوختہؒ**
...بدالوں میں شامل ہوگئے تیسرے **خواجہ ضیاء الدین**
...و سعیدؒ آپکا مزار حضرت خواجہ کے بائیں میں ہے۔
...ی **حافظ جمالؒ** آپکی صاحبزادی زہد و تقوی میں کمال
...ھتی تھیں بھائی آپکے مزار کے پاس جو مشہور اور مستقل شاندار قبہ ہے اسمیں
...ون ہیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

شجرۂ مبارکہ حضرت نقشبندیہ

...دا وندا بحق اسم اعظم — بنور سید اولاد آدم
...شاہ صفدر کرار حیدر — کہ از نیروش واشد باب خیبر
...ل سرو گلستان نبوت — بآں شمع شبستان فتوت
...ل نوباوۂ باغ رسالت — بآں یکتائے میدان بسالت
...ل چشم و چراغ اہل بینش — کہ بودی بدمدار آفرینش
...ان کان صفا و منبع نور — کہ بود اندر قبائے عز مستور
...بحق مجمع البحرین انوار — کہ شد داور از صدیق و علی بار

سید معروف — عبد العزیز — عبد الشکور — ابراہیم
جعفر
سید جنید
علی مبتلا
محمود الخیر
سید امیر محمد
سید محمد
عبد الخالق
محمود اماد (ثانی)
سید محمد (کرمانی)

میں دیکھا ہے۔ اُسنے کہا ہاں۔ فرمایا کہ یہی کافی ہے۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو تھوڑا سا تعلق بھی ان
بزرگوں سے ہو۔ امید ہے کہ آخرالامر انہیں سے ملجائیگا اور
وہ انکی نجات اور بلندی درجات کا سبب ہو جائیگا۔
آپکی وفات پیر کی شب ۳۔ ماہ ربیع الاول ۷۹۱ھ
میں ہوئی۔ مزار بخارا (نفحات الانس)
شجرۂ ذیل میں حضرت خواجہ نقشبند کے پیران اور آپکے
اولیاء طریقہ حضرت مولانا خالد رحمۃ اللہ علیہ نے
ترتیب فرمائے ہیں وھو ہذا

قدس اللہ اسرارہم

۲ بسوز سینۂ صدیق اکبر — بسلمان و بہ قاسم بار دیگر
بہ فصلے بروز کار زارش — ز عزرائیل و ضرب ذوالفقارش
حسن کز محض لطف خیر خواہی — فرود آمد ز تخت بادشاہی
حسین آں سرور جمع سعیداں — سپہ سالار افواج شہیداں
علی ابن الحسین آں زین عباد — کہ بود از غیر ذات حق آزاد
محمد باقر آں کوہ مفاخر — کہ از تحریر شش گفتند باقر
بحق جملہ اہل بیت اطہار — کلان و خورد و مرد و زن بیکبار

سیدنا علی رضا رضی اللہ عنہ

ہادی — محمد موسی — حسن ابو جعفر

سیدنا ابو الحسن
امام علی رضا رضی اللہ عنہ

آپکی ولادت ۶ یا ۷ یا ۸
شوال ۱۵۱ھ یا
۱۵۳ھ میں جمعہ کے روز
ہوئی مدینہ منورہ میں
خلیفہ مامون کی صاحبزادی
سے آپکی شادی ہوئی
خلیفہ مامون نے آپکے
فضل و کمالات کی وجہ
سے بڑی عزت کی اور
جسوقت خلیفہ مامون شہر مرو میں
تھے ۳۳ ہزار بنو عباس
کو جمع کیا اور حضرت امام
کے ہاتھ پر بیعت کی
خلافت بغداد آپکے
سپرد ہوئی اور آل
عباس نے اُس روز
سیاہ لباس ترک کیا اور
سیاہ علم بھی بدل دیا

محمد عون
سید علی
سید حسین
سید حسن
سید عبد اللہ
محمد باقر
محمد جعفر

سلسلۂ سادات حسینی

امام صادق و مصدوق جعفر | کہ این منصب وراثت بسر
رئیس عشقبازاں قطب بسطام | کہ در این رہ نہ بز دیوں اوکس کام
بحق بوعلی آں قطب فایق | بخواجہ یوسف آں غوث خلائق
کہ پا ننہادہ آں فرخندہ اختر | بجز اندر قدم گاہ پیمبر
بمکین عزیزاں پیر نساج | کہ بر چرخ بریں بگذاشت از شرف تاج
امیر شہ کلال آں پیر کامل | کہ فکر غیر نگذشتی است در دل
بہاء الدین والدنیا محمد | کہ این راہ ہدی زو شد مجدد
رئیس کوی گرہ از کار واشد | خطابش خواجہ مشکل کشا شد
باں پیری کہ چرخ آمد مقامش | ازاں یعقوب چرخی گشت نامش
چہ گویم من بوصف آں گرامی | کہ در وصفش چنیں گفت است جامی

بآں سرمست صہبائے محبت | کہ بد غواص دریائے محبت
بشرب بو الحسن از جام عشقیت | کہ بد شائستہ اقدام عشقیت
بعبد الخالق آں البرز تمکیں | امام پیشوایاں پیر دیں
بحق خواجہ عارف کان معنی | بحق خواجۂ انجیر فغنی
بحق خواجۂ بابا سماسی | باں خورشید برج حق شناسی
بحق پیر پیران بخارا | کزو شد سنگ خارا ذرہ سا
بہ بے نقشی جو کردی سر بلندش | نہادی نام شاہ نقشبندش
بقطب حق علاء الدین عطار | کہ از عالم کشادی قفل اسرار
بحق آبروئے پیر احرار | کزو زیب دگر بگرفت این کار
مقام خواجہ برتر از گمان است | بروں از حد تقریر و بیان است
دلش بالجملہ بست از اسرار الٰہی | کزو یک قطرہ از مہ تا بماہی
بخواجہ زاہد آں پیر صفا کیش | بجان نازنیں مولانا ئی درویش
بحق خواجگی کاندر ہدایت | نمودی درج اسرار نہایت
باں مہر سپہر ارجمندی | ختام خواجگان نقشبندی
کہ صہبائے محبت است ساقی | در دریائے عرفان خواجہ باقی
باں ستار سیر بے نہایت | باں سرہنگ رباب ذرات
باں ینبوع اسرار نہانی | باں شہباز اوج لامکانی
کزو شرع محمد شد مجدد | ازو سرہند شد وادی ایمن
سپہ سالار فوج پاک دیناں | نگاہ تیکیش بے نقش نالش
سعید و عروۃ الوثقیٰ و معصوم

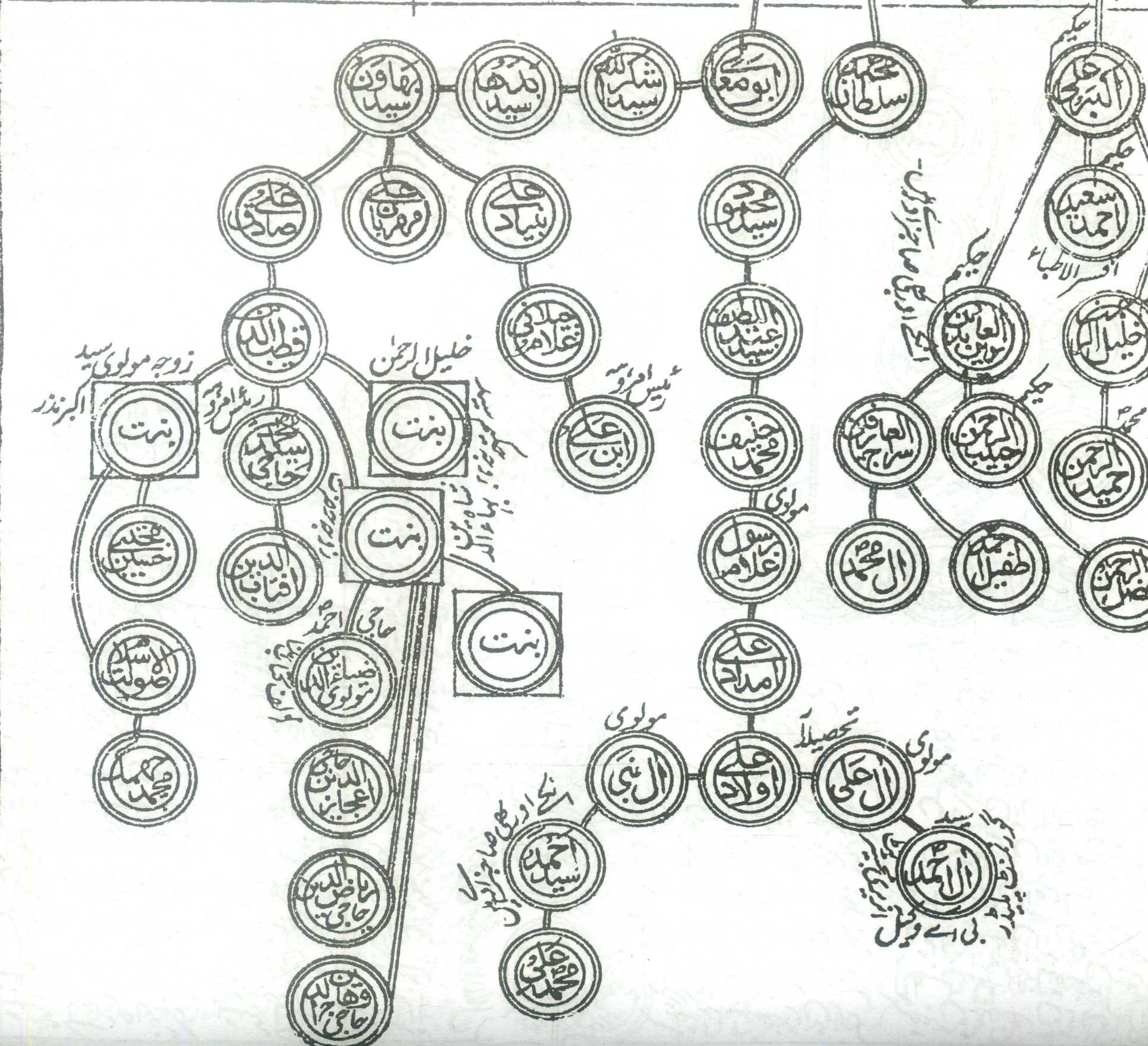
حقائق آگاہ شمس العارفین

بنور دیدۂ فاروق احمد | زنورش شد سواد ہند روشن
چراغ محفل باریک بیناں | نسخہ ہر کہ داند ار نقابش
بہر دو دیدۂ آں غوث و قیوم

حضرت سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف شیخ ابن بدر چشتی منتخب التواریخ میں لکھتے ہیں کہ آپ باکمالات

اولاد امام علی رضا

گیا خاندان عباسیہ جو عراق میں تھا اُسکو بھی بیعت امام کے لئے طلب کیا انہوں نے انکار کیا اور اموں سے برگشتہ ہو کر ابراہیم بن مہدی خلیفہ مامون کے چچا سے بیعت کرلی ۲۰۲ھ یا ۲۰۳ھ کا یہ واقعہ ہے۔ آخر ماہ صفر یا ۵۔ ذوالحجہ یا ۱۳ ذیقعدہ ۲۰۳ھ شہر طوس میں آپکی وفات ہوئی۔ خلیفہ مامون نے آپکی نماز پڑھائی اور اپنے والد خلیفہ ہارون رشید کے پاس آپکو دفن کیا۔ آپکو انگور زہر آلودہ نوش فرمانے سے تکلیف ہوئی اور یہی آپکے باعث وفات ہوئی۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ آپکی اولاد بعض کے قول سے سوائے امام محمد تقی کے اور نہیں ہوئی لیکن روایت اصح سے آپکے ۳ لڑکے اور ایک اعتبار سے پانچ لڑکے ایک لڑکی لیکن سلسلہ تقی الجواد اور موسیٰ اور







آپ بڑے صاحب نسبت
اور بزرگان اہل تصرف
سے گذرے ہیں
۲۰۔ رمضان ۱۳۰۸ھ
میں آپکا وصال ہوا
فی جنت الخلد
آپکی تاریخ وفات
ہے اور جامع مسجد
ریاست الور میں
آپکا مزار ہے
قاضیان بہادرپور
ریاست الور کے
اس سلسلۂ مذکورہ
میں سید عبدالقیوم صاحب
نقشبندی بہت نیک
مزاج خیرخواہ قوم
شخص ہیں جنکی سکونت خاص الور میں ہے

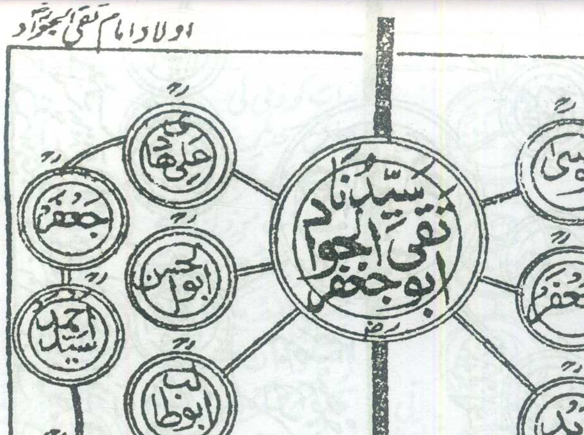
بشیخ عبدالاحد آں نجم ثاقب
بسیف الدین آں نور محمد
بپیری کہ ہست اندر زمانش
نشد جز بندگی آرام گاہش
بگویم از کمالاتش کہ چون است
بمولانا شاہ عبدالرحمن
رموز حقائق شد عام از وے
باں شاہ کہ شد ثانی باقی
بنامش ہم یکے رہبر نہانی
غریب و بیکسم بر من ببخشای
دری بکشای از خوشنودی خویش
بہر کس از کرم کردی نگاہے
ز بحر فیوضت گشت ریزاں
برحمت رسمے ہم بر دل من
زمین ہرگز نشد کارے کہ باید
زاعمال بد خود شرمسارم
چو بر خود بینم از بس شرمساری
بیامرز و مپرس از کار خامم
اگرچہ من ستم بر خویش کردم
چو می اندیشم از دریا جودت

محمد عابد آں والا مناقب
بشمس الدین حبیب اللہ ارشد
ہدایت حصر اندر آستانش
ازاں شد نام عبداللہ شاہش
نہ ہر وصفیکہ اندیشم فزون است
کہ در ذاتش عیاں گنج عرفاں
مقامے یافت ہر ناکام زوکی
نگاہ ہمتش تریاق ورقی
کہ نسبت دارد از شاہی ثانی
چو کس مشکلکشا نبود تو بکشای
بریں گشتہ مہجور دلریش
دو عالم رامی سنجد بکاہے
زعین مکرمت برایں عزیزاں
اگر دیدی شود حل مشکل من
گنہ زیں سان کہ در گفتن نیاید
زطاعت نے زبان عذر دارم
بروئے خود شرمم از ستمگاری
برسوائی نیم زد انتقام
قباحت ہائے از حدیش گیرم
خوشم باایں ہمہ نقص عبودت

بمحض فضل تو امید دارم
تو خود فرمودہ آمرزگارم

صوری و معنوی کے جامع علوم شریعت و طریقت کے ماہر تھے کشف و کرامات اور تصرفات آپکے بہت ظہور میں آئے۔ باوجود سالک مجذوب ہونے نیکے اداے احکام شرعیہ میں کوئی قصور آپسے نہیں واقع ہوتا تھا آپ بارادۂ حج روانہ ہو کر اثناء راہ میں ایک مقام پر شیخ احمد نامی مجذوب سے ملے۔ انہوں نے حسب ایماء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دہلی جانے کی ہدایت کی اور اسی بارہ میں حضرت شاہ ابن کو بھی حضور کی جانب سے بشارت ہوئی آپ بجائے حج کے دہلی پہونچے اور حضرت علاء الحق والدین جد خواجہ قطب الدین رابطۂ اخلاص رکھتے تھے اور قیل پست لقب سے مشہور تھے انسے آپنے بیعت کی اور خرقۂ خلافت و تاج مشیخت حاصل کیا اور کچھ عرصہ بعد امروہہ تشریف لائے طریقہ چشتیہ کا فیض آپ سے جاری ہوا۔ خلفاء و مریدین بھی آپکے بڑے بڑے صاحب کمال ہوئے ۹۸۷ھ میں آپکا وصال ہوا (روضہ شاہ ابن) امروہہ آپکا مزار ہے اور ہر سال آپکے عرس میں مخلوق کا ہجوم ہوتا ہے۔ آپکے پانچ صاحبزادے ذی عقب ہوئے جنمیں شاہ نور آپکے صاحبزادے کی نسبت لکھتے ہیں کہ وقت سماع میں آپکے سینہ سے آگ نکلکر کپڑے جل جایا کرتے تھے۔ شاہ جہانگیر کو اسکی خبر ہوئی اور بغرض امتحان آپکو طلب کیا آپنے دربار میں پہونچکر فرمایا کہ سماع فقرا کا زاویہ فقر میں ہوا کرتا ہے اسپر جہانگیر نے ناراض ہوکر آپکو کشمیر قید کرکے بھیجدیا کہ مزاج میں گرمی زیادہ ہے وہاں اصلاح ہو جائیگی وہاں آپسے خوارق و کرامات ظاہر ہوا اور دربار جہانگیر میں واپس آکر منصب وزارت و صدارت صوبہ سنبھل پر مامور ہوئے۔ آپکی اولاد میں ابتک فقر و درویشی کا اثر موجود ہے حضرت شاہ ابن کے اور صاحبزادوں

بقیہ بر صفحہ ۱۶۹

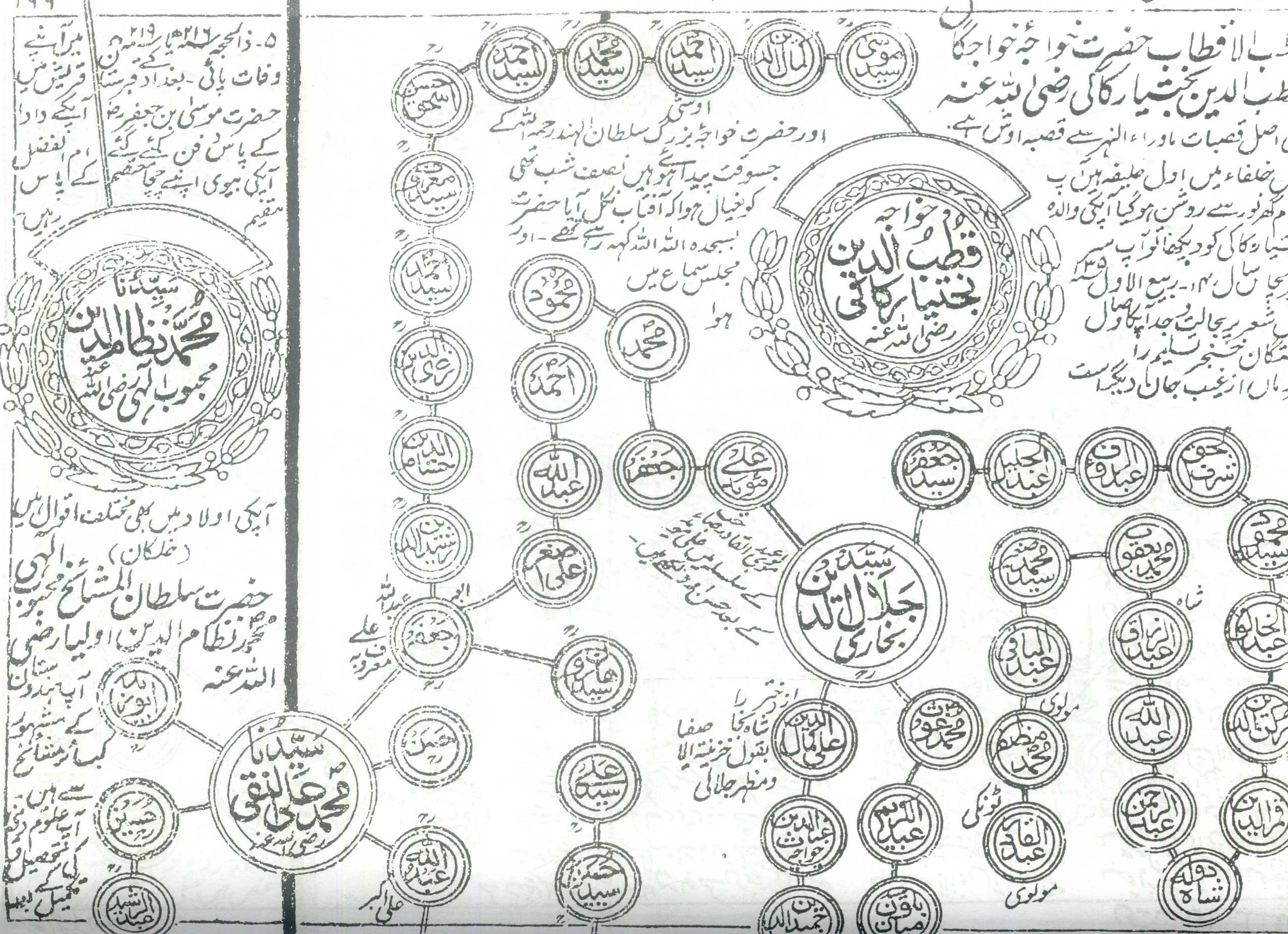




سیدنا حضرت ابو جعفر محمد تقی الجواد رضی اللہ عنہ

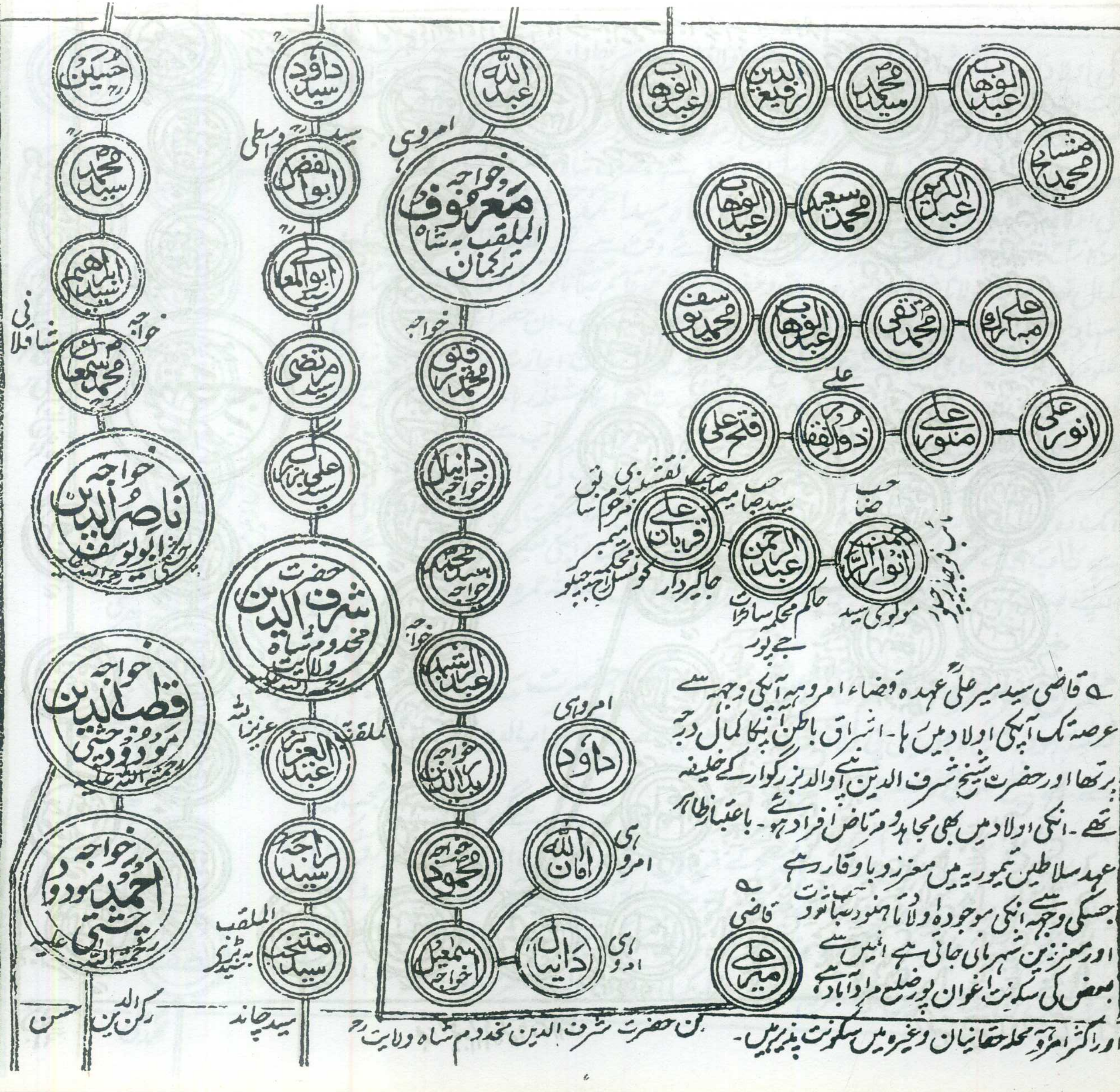
آپ نبی بیوی ام الفضل بنت مامون کے ہمراہ معروف کے خلیفہ معتصم باللہ کے زمانہ میں بغداد آئے اور یہاں وفات پائی آپ احادیث کی روایا کرتے تھے حضرت علی رضا سے کتب معتبرہ میں آپکے اخبار و حکایا کثرت سے مروی ہیں آپ بروز ۵ یا ۱۵ رمضان ۱۹۵ھ میں ولادت ہوئی اور پیر روز

حضرت نظام الدین اولیا


قطب الاقطاب حضرت خواجہ خواجگان
قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ
سیدنا محمد نظام الدین محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ
سید جلال الدین بخاری
سیدنا محمد علی النقی رضی اللہ عنہ
حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی محمد نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہ
آپکی اولاد میں بھی مختلف اقوال ہیں
اور حضرت خواجہ بزرگ سلطان الہند رحمۃ اللہ کے
۵۔ ذالحجہ ۷۲۶ھ یا ۷۱۹ھ
وفات پائی۔ بغداد قبرستان قریش میں
حضرت موسیٰ بن جعفر رض آپکے دادا
آپکی بیوی اپنے چچا معتصم کے پاس رہیں



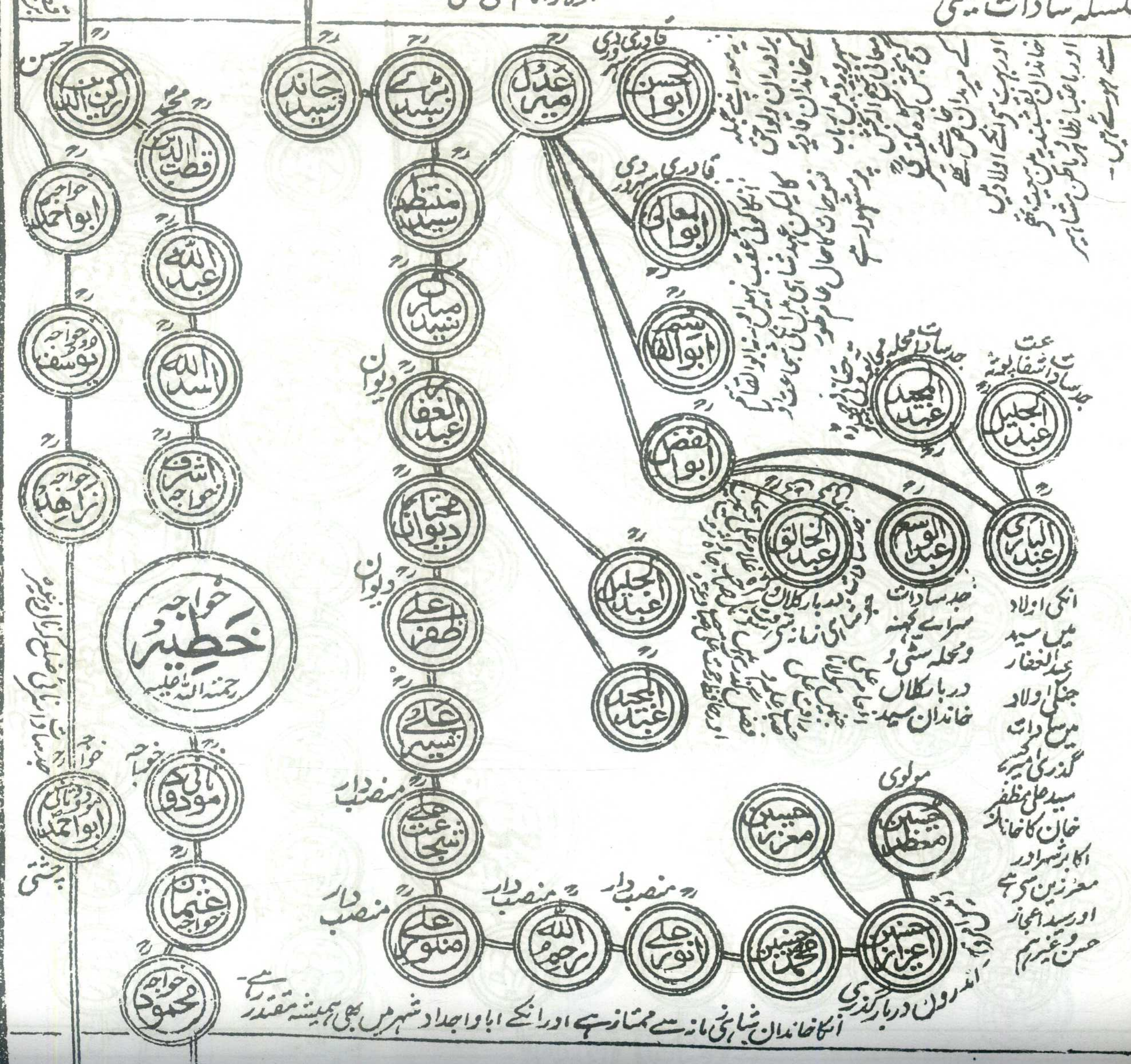
رات کو دہلی کی
جامع مسجد میں
رہتے تھے۔ صبح
کے وقت موذن نے
منارہ پر چڑھ کر یہ آیت
پڑھی الم یان للذین
امنوا ان تخشع
قلوبھم لذکر اللہ
یعنی کیا ایمانداروں کا ابھی
وہ وقت نہیں آیا۔ کہ انکے
دل اللہ کے ذکر سے ڈر
جائیں۔ جب یہ آیت آپنے
سنی۔ تو آپکا حال بدل گیا
اور ہرطرف سے آپ پر
انوار برسنے لگے۔ جب
صبح ہوئی تو بغیر سفر خرچ
وغیرہ کے شیخ فریدالدین
شکر گنج کی خدمت میں روانہ
ہوگئے۔ وہاں جاکر انکے مرید
ہوئے اور مرتبہ کمال تک
پہونچے۔ شیخ نے ان کو
اوروں کی تکمیل کی اجازت
دیکر دہلی روانہ کیا۔ یہاں
طالب علموں اور مریدین کی
تربیت میں مشغول ہوئے۔



٥ قاضی سید میر علی عہدہ قضاء امروہہ آپکی وجہ سے
عرصہ تک آپکی اولاد میں رہا۔ اشراق باطن آپکا کمال درجہ
پر تھا اور حضرت شیخ شرف الدین آپکے والد بزرگوار کے خلیفہ
تھے۔ انکی اولاد میں بھی مجاہد و مرتاض افراد ہوئے۔ باعتبار ظاہر
عہد سلاطین تیموریہ میں معزز و باوقار رہے
جسکی وجہ سے انکی موجودہ اولاد تاہنوز سب باتوقیر و باعزت
اور معززین شہر مانی جاتی ہے انہیں سے
بعض کی سکونت اغوان پور ضلع مرادآباد ہے
اور اکثر امروہہ محلہ حقانیان وغیرہ میں سکونت پذیر ہیں۔

حضرت شاہ باسط علی قلندر

خاندان قلندریہ کے مشہور ومعروف بزرگ ہیں انکے اجداد میں سے میراں سید محمد بایماء رسالت پناہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم موضع ڈگاؤں پرگنہ سکر ضلع صوبہ الہ آباد میں تشریف لائے اور اقامت فرمائی اس نواح میں حضرت میراں کے وجود با جود سے اشاعت اسلام ہوئی اور فیض باطنی آپ سے جاری ہوا اس سلسلہ میں اکثر بزرگان ذی کمال صاحب تصرف اور اکابر دین ہوئے ہیں انکے تفصیلی حالات میں بہت سی کتابیں ہیں سلسلہ قلندریہ ان حضرات سے فروغ ہوا (فصول مسعود)



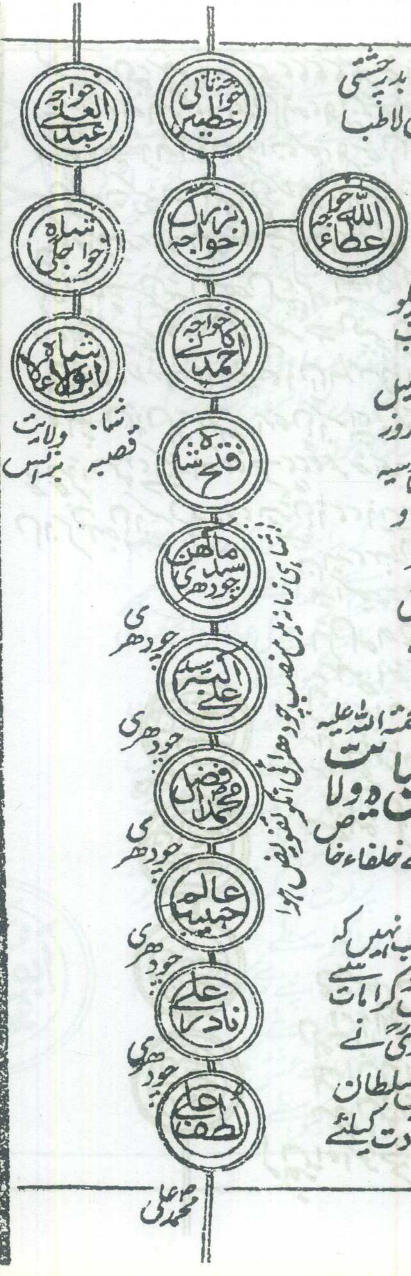
کی اولاد بھی زمانۂ شاہی میں مقتدر رہی آپکی اولاد میں سید ببر بھاون صوبہ سنبھل رہے حضرت بدر چشتی
رحمۃ اللہ علیہ کی برکات سے آپکے سلسلۂ اولاد میں ہمیشہ صاحب علم وفضل ہوتے رہے۔ حاذق الاطبا
مولوی حکیم عسکری و مولوی سبحان علی و حکیم اکبر علی و مولوی محمد نظر وغیرہ مشاہیر روزگار ہوئے
اور احال اس خاندان کو خاص اعزاز وامتیاز حاصل ہے حضرت شاہ قاسم بن شاہ ابن
کی اولاد سے استاذی حبر الکامل علامہ مولانا شاہ سید احمد حسن صاحب محدث امروہی
جنکا ۱۳۳۰ھ کو انتقال ہوا مشاہیر روزگار اور فضلائے وقت سے تھے۔ علوم عقلیہ ونقلیہ میں آپکو
کمال تھا حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب وحضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی و مولانا احمد علی صاحب
سہارنپوری و قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی و مولوی عبدالقیوم صاحب دہلوی۔ ان حضرات سے آپنے تحصیل
علوم کی اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے مکہ مکرمہ میں خرقۂ خلافت و اجازت حاصل کی شبانہ روز
احادیث نبوی کا دور اور درس وتدریس علوم عقلیہ ونقلیہ مدت العمر آپکا مشغلہ رہا۔ آج وہ نفس قدسیہ
نَم کنومۃ العروس کی خواب راحت میں ہے جنکا نام سنکر لوگ ہر جانب سے فیضان حدیث و
تفسیر حاصل کرنیکو پروانہ وار آیا کرتے تھے کیا وقت تھا کہ نکات حدیث کی درافشانی ہوتی تھی اور
ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ معانی قرآن کا مینہہ برستا تھا آج وہ دن ہے کہ اسوقت کی یاد پر آنسو لاتی
ہے طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ کثرت سے طلباء آپکی تعلیم سے فاضل ہوئے
آپکے صاحبزادے مولوی حافظ سید محمد تحصیل علوم درسیہ میں مصروف ہیں۔ مد اللہ عمرہ وقدرہ۔

مخزن اسرار عرفانی اعظم الواصلین قدوۃ العارفین حضرت سید شرف الدین شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ

قصبہ سہودرہ ضلع لاہور میں آپکی ولادت ہوئی۔ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلفاء خاص
سے تھے۔ شیخ سعدیؒ کا قصہ جو بوستاں میں درج ہے

یکے دیدم از عرصۂ رودبار — کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار

عجب نہیں کہ
وہ آپکا ہی ہو کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایک شیخ کے مرید ہیں اور حضرت شرف الدین کے حالات و خوارق کرامات سے
یہ ظاہر ہے کہ آپ شیر پر سوار رہتے تھے اور جمیع وحوش وطیور آپکے تابع تھے۔ حضرت سہروردیؒ نے
دریائے گنگ سے کوہ ہمالیہ تک آپکو ولایت تفویض کی تھی جسکی وجہ سے آپ شاہ ولایت مشہور ہیں سلطان
فیروز تغلق کے زمانہ میں آپنے امروہہ وطن اختیار کیا اور کوہ ہمالیہ کے قریب ایک مقام عبادت کیلئے



حضرت عبد العلیؒ اپنے والد
بزرگوار کے ہمراہ معہ اپنے بھائی
خواجہ احمدؒ کے اول مقام
سرنائی ضلع کرنال میں تشریف
لائے کچھ عرصہ بعد یہاں کی آب وہوا
پسندیدہ ہونیکی وجہ سے خواجہ
عبد العلیؒ کو یہاں قیام کا حکم دیا
اور آپکے والد نخشب کو واپس
جانیکے عازم ہوئے اور خواجہ احمد
کو اپنے ہمراہ لیجانا چاہا خواجہ احمد
بھی چونکہ یہاں رہنا پسند کرتے تھے
نخشب جانے سے انہوں نے انکار
کیا اور یہاں کے قیام کی اجازت
چاہی۔ اسپر حضرت **خواجہ مودود
ثانیؒ** نے فرمایا کہ اگر میرے ہمراہ
نہ آؤگے تو تمہارا جنازہ ہمارے پیچھے
آویگا۔ آپنے جواب دیا کہ تم بھی نخشب
نہ پہنچوگے راستہ میں انتقال ہوگا
چنانچہ ایسا ہی دونوں صاحبوں کا
واقعہ ہوا اور اولاد ان دونوں
بھائیوں کی یہاں مقیم رہی۔

تجویز کیا۔ جب آپکا وقت وفات قریب ہوا تو امروہہ تشریف لائے بیان کیا جاتا ہے کہ چار درخت آپکے ہمراہ اس مقام
سے آئے اور آپ ان پر سوار تھے۔ ۲۱ ماہ رجب ۶۸۲ھ آپکا وصال ہوا کشف و کرامات آپکے بیحد ہیں اب تک
آپکی درگاہ میں بچھو نہیں کاٹتا اور مزار کے باہر وہ اپنی خاصیت ذاتی سے مجبور ہے چنانچہ زائرین اب تک اسکا
ملاحظہ کرتے ہیں۔ آپکے صاحبزادے عزیز اللہ کی اولاد میں سے بڑے صاحب مراتب گذرے ہیں خاندان مع لالا عارف علی
صاحب در بار کلاں و خاندان سید مظفر علی صاحب و سید اعزاز حسین و سید اعجاز حسین و غیرہم حسب تصریح
سلاسل مذکورہ رؤساء باوقار و معززین اسوقت موجود ہیں۔ (از اسراریہ)



حضرت سلطان العارفین خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ

آپکی اصل چشت ہے۔ علامہ نجم الدین عمر سے تحصیل علم کی اور اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ ابو یوسف رح سے خلافت پہونچی اور
بعمر ۲۰ سال اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ حضرت خواجہ احمد جام رح سے بھی آپکو اجازت ہوئی۔ آپکے دس ہزار نامدار
اور جلیل القدر خلفاء ہوئے ۴۳۰ھ میں آپکی ولادت ہوئی۔ اور غرہ رجب ۵۲۷ھ میں آپکا انتقال ہوا۔ خواجہ احمد رض
حضرت مودود کے صاحبزادے اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ اور کمال باطن میں حضرت مودود کیطرح عروج حاصل کیا
اور بکثرت مخلوق آپکے فیضان سے راہ یاب ہوئی آپکا طریقہ یہ تھا کہ شہر و دیہہ میں مکان نہیں بناتے تھے۔ حضرات
چشت کے تصرفات ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ جاری ہیں اور ان حضرات کی اولاد بھی ہندوستان
میں کثرت سے آباد ہے سادات مودودی سنبھل و امروہہ و سہسوان و بریلی و خیر آباد و قادر آباد و دکن حیدر آباد و پانی پت و برانس و سرائی ضلع کرنال
و بستی سرہند و اجمیر شریف و دائرہ ریاست جیند و چاند پور ضلع بجنور کے۔ خواجہ مودود کی اولاد سے ہیں۔ خواجہ مودود کے دو صاحبزادے ہیں ایک خواجہ
احمد جنکی اولاد میں خواجہ خطیر رح ہیں دوسرے ابو احمد رح جد شاہ ابو الاعلی صاحب رح ہیں انکی اولاد میں سادات سرائی و برانس ضلع کرنال ہیں۔ شاہ
ابو الاعلی صاحب قصبہ برانس کے شاہ ولایت تھے اور بادشاہ وقت سے یہ قصبہ آپکو جاگیر میں ملا آپکی اولاد اب تک یہاں آباد ہے۔ اور مارہرہ و بریلی و
اجمیر و خیر آباد وغیرہ خواجہ احمد کی سلسلہ اولاد سے ہیں جیساکہ مذکور ہوا۔ اور اولاد خواجہ خطیر سب سادات نخشبی سے معروف ہیں (مقام نخشب کیطرف)
اولاد خواجہ خطیر اسوقت تک موجود ہیں اور زمانہ سلطنت اسلام میں انکے مراتب و اعزاز کی ہمیشہ ترقی ہوتی رہی صاحب علم و فضل حضرات انمیں ہوئے ہیں موجودہ
حضرات بھی علم و لیاقت جاہ و تمول میں خاص طور پر ممتاز ہیں۔ آخر میں حضرت مولانا امام الدین صاحب رح اکمل اولیاء مشاہیر علماء اور مقتداء وقت
سے ہوئے ہیں حضرت شاہ غلام علی صاحب کے خلیفہ خاص تھے۔ طریقہ نقشبندیہ کا آپ سے فیض جاری ہوا آپکے علوم ظاہری و باطنی سے بکثرت مخلوق کو
فائدہ ہوا۔ قوم جنات سے دو خادم ہمیشہ آپکی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور بعد انتقال آپکے مکان میں ان اجنہ کا تصرف اب تک پایا جاتا ہے حضرت
جدی امین اللہ شاہ آپکے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ ۹ جمادی الاول ۱۲۸۰ھ میں حضرت مولانا امام الدین کا وصال ہوا۔ اور مقام امروہہ میں آپکا
مزار ہے۔ سادات اس سلسلہ میں حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف و خواجہ مودود و خواجہ احمد رضی اللہ عنہم

۵ سید سعید حسن کے ہمجدی اشخاص
ہیں سید علی حسن و امیر حسن ابنائے
سید احمد علی بن چودھری سید اکبر علی
بن سید لطف علی مذکور بسلسلہ و سید
امداد حسین بن سید اکرم علی بن سید
اکبر علی مذکور انکا سلسلہ اولاد موضع
کرت پور میں ہے۔

سیدنا حضرت حسن عسکری رضی اللہ عنہ

آپکی ولادت ۲۳۲ھ یا ۲۳۱ھ
بروز پنجشنبہ ہوئی جمعہ کے روز ماہ
ربیع الاول یا جمادی الاول ۲۶۰ھ
مقام سرمن رای میں وفات پائی اور
اپنے والد بزرگوار کے قریب دفن کئے
گئے (عسکر) مقام سرمن رای کو
کہتے ہیں۔ اسی کی طرف آپ منسوب
ہیں۔ خلیفہ معتصم باللہ نے اس مقام
کو رونق دی اور لشکر یہاں منتقل
کر دیا تھا۔ اور وجہ نسبت یہ ہی بیان
کیگئی ہے کہ خلیفہ متوکل باللہ نے
آپکے والد کو اس لشکر پر امیر کرکے

جملہ حضرات سلسلۂ مشائخ چشت بڑے پایہ کے اولیاء کرام ہوئے ہیں انمیں سے ہر ایک کے حالات کیلئے ایک مستقل تصنیف درکار ہے تبرکاً ان حضرت کا شجرۂ طریقت درج کیا جاتا ہے اور کتاب ان گرامی قدر بزرگوں کے اسم گرامی پر ختم کیجاتی ہے۔ باری تعالےٰ اپنے لطف و احسان و طفیل سید اکرم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بزرگوں کی برکت اور فیضان سے عام مسلمین اور ناظرین کو انکے سایہ میں روز قیامت محشور فرمائے اور اس مولف ناچیز کا ان حضرات کی برکت سے خاتمہ بخیر ہو اور بقیہ زندگی قرب حق اور اسکی طلب میں اختتام پاوے۔ ناظرین کتاب سے بھی امید کرتا ہوں کہ وہ اس ہیچمدان بے بضاعت کو دعائے خیر سے فراموش نہ فرماوینگے۔ اور سرکار محمد عبد الواحد علیخاں صاحب جنکی مساعیٔ جمیلہ اور علم و اہل علم کی قدردانی سے یہ کتاب آج حلۂ تکمیل سے آراستہ ہوئی اور بحسن تقدیر جناب کو حضرت خواجہ غریب نواز سے ایک خاص نسبت ابتدائے عمر سے حاصل ہے۔ اور بخوبی اتفاق حضرت چشت پر ہی اسکا اتمام ہوا جسکو میں حضرات خواجگان چشت کی بندہ نوازی کا یقین کرکے نعمت بے بہا خیال کرتا ہوں۔ اسلئے ممدوح کے حق میں خاص طور پر دست بدعا ہوں کہ معاون حقیقی انکے مقاصد دارین میں مدد فرماوے۔ مشاغل دینیہ اور اپنی اطاعت سے دولت ایمانیہ انکی بدر کامل فرماوے آخرت کی رہبر ہو جو اصل منشاء آفرینش اور متاع زندگانی ہے۔ اور اصل دعا میں جملہ بزرگان کا توسل اختیار کرتا ہوں

وھوھذا

(۱)

ہے تمنائے قبولیت دعا کیواسطے — عرض ہے یارب محمد مصطفےٰ کیواسطے
حمد ہے سب تیری ذات کبریا کیواسطے

ہے درود و نعت ختم الانبیا کیواسطے — اور سب اصحاب و آل مصطفےٰ کیواسطے
فضل کر میر الٰہی مجتبےٰ کیواسطے

دربدر پھرتی ہے خلقت التجا کیواسطے — آسرا تیرا ہے پر مجھ بینوا کیواسطے
رحم کر مجھپر الٰہی اولیا کیواسطے

ان بزرگوں کو شفیع لاؤں میں جو کر قبول — کیجیو یہ عرض میری انکی برکت سے قبول
ہاتھ اٹھاؤں جب یہ آگے دعا کیواسطے

پاک کر ظلمات و عصیاں سے الٰہی دل مرا — کر منور نور عرفاں سے الٰہی دل مرا
حضرت نور محمد پرضیا کے واسطے

ایسے مرنے پر کروں قرباں یارب لاکھ عید — اپنے تیغ عشق سے کر لے اگر مجکو شہید
حاجی عبد الرحیم اہل عزا کیواسطے

کر دے پیدا درد و غم میرے دل افگار میں — بار پاؤں جس سے ای باری ترے دربار میں
شیخ عبد الباری نہ بے ریا کیواسطے

(۲)

شرک و عصیان و ضلالت سے بچا کر اکرم — کر ہدایت مجکو راہ صراط المستقیم
شاہ عبد الہادی پیر ہدیٰ کیواسطے

دین و دنیا کی طلب سے سرفرازی مجھے — اپنے کوچے کی عطا کر ذلت و خواری مجھے
شاہ عضد الدین عزیز دوسرا کیواسطے

دے مجھے عشق محمد اور محمد کی لگن — ہو محمد ہی محمد ورد میرا رات دن
شہ محمد اور محمدی اتقیا کیواسطے

حب حق حب الٰہی حب لا احب — الغرض کر دے مجھے محو محبت سب کا سب
شہ محب اللہ شیخ باصفا کیواسطے

گرچہ میں غرق شقاوت ہوں سعادت سے بعید — پر توقع ہے کہ کر دے مجھ سے شقی کو تو سعید
بو سعید اسعد اہل ورا کیواسطے

قال اپنا حال ہے سب مراتب مرا کام — لطف سے اپنے مرا کر ملک دیں کا نظام
شہ نظام الدین الٰہی مقتدا کیواسطے

ہے یہی بس دین میرا اور یہی ملک و مال — یعنی اپنے عشق میں کر مجکو باجاہ و جلال
شہ جلال الدین جلیل اصفیا کیواسطے

سر من رای میں بھیجا تھا اور وہ بیس سال ۹ ماہ یہاں مقیم رہے اسی وجہ سے آپ انکی اولاد عسکری کے لقب سے مشہور ہے آپکے ایک ہی صاحبزادے ابو القاسم تھے سادات کبیر ولایت صوابیر والے اپنا سلسلہ آپ کیطرف منسوب کرتے ہیں (خلکان)

سیدنا حسن عسکری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو القاسم محمد المعروف بہ مہدی

رضی اللہ عنہ۔ آپکی تاریخ ولادت میں کئی قول ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ ۸۔ شعبان ۲۵۵ھ میں آپکی ولادت ہوئی۔ مذہب امامیہ میں انکو مہدی موعود کہتے ہیں اور بہت تاویلیں کیجاتی ہیں۔ امام حسن عسکری رض کے انتقال کے وقت امام محمد کی عمر پانچ سال کی تھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ اپنے گھر کے تہ خانہ میں اترے اور آپکی والدہ خمط یا نرگس نامی برابر آپکو دیکھتی رہی لیکن آپ واپس نہیں آئے اور یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ظاہر کیا جاتا ہے اور یہ کہ عمر آپکی ۹ سال کی تھی یا ۲۷۵ھ میں واقعہ ہوا۔ اور عمر آپکی ۱۷ سال کی بھی آئی اصل حال کیا ہے اسکا باری تعالیٰ بہتر داناہے۔ (خلکان)

سیدنا ابو القاسم محمد رض

حضرت خواجہ کے نذر کر دیا تھا۔

[illegible] رب دنیا دی سے کر کے پاک مجھکو اے حبیب — اپنے باغ قدس کی کر سیر میرے تو نصیب
عبد قدوس شہ قدس و صفا کیواسطے

کر معطر روح کو بوئے محمدؐ سے مری — اور منور چشم کر روئے محمدؐ سے مری
ایضاً شیخ محمد رہنما کیواسطے

کر عطا راہ شریعت روئے احمدؐ کی مجھے — اور دکھا تو حقیقت روئے احمدؐ سی مجھے
شیخ احمد عارف صاحب عطا کیواسطے

کھولدے راہ طریقت قلب یا حق پر مرے — کر تجلی حقیقت قلب یا حق پر مرے
احمد عبد الحق شہ ملک بقا کیواسطے

[illegible]ین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال — ایک ذرہ درد کا یا حق مری دلمیں تو ڈال
شہ جلال الدین کبیر الاولیا کیواسطے

ہے مکدر ظلمت عصیاں سے میرا شمس دیں — کر منور نور سے عرفاں کے میرا شمس دیں
شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کیواسطے

[illegible]ے مرا اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار — عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بیتاب و قرار
شیخ علاء الدین صابر با صفا کیواسطے

[illegible]ے ملا مجھکو حق تمکین ایماں سے — اور حلاوت بخش گنج شکر عرفان سے
شہ فرید الدین شکر گنج بقا کیواسطے

عشق کی رہ میں ہی جوں اولیا کر شہید — خنجر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید
خواجہ قطب الدین مقتول ولا کیواسطے

[illegible]بے تر ہے نفس و شیطان درپئے ایمان و دیں — جلد ہو آکر مرا یارب مددگار و معیں
شہ معین الدین حبیب کبریا کیواسطے

[illegible] الٰہی بخش ایسا بیخودی کا مجھکو جام — جس سے جز عشق نبی مجھکو نہو کوئی کام
خواجہ عثمان باشرم و حیا کیواسطے

[illegible] دور کر مجھسے غم موت و حیات مستعار — زندہ کر ذکر شریف حق سے ای پروردگار
شہ شریف زندنی با التقا کیواسطے

(۴)

(۵) آتش شوق اسقدر دلمیں مرے بھڑکا دو — ہر بن مو سے مرے نکلے تری الفت کا دود
خواجۂ مودود چشتی پارسا کیواسطے

رحم کر مجھپر تو اب چاہ ضلالت سے نکال — بخش عشق و معرفت کا مجھکو یارب ملک و مال
شاہ بو یوسف شہ شاہ و گدا کیواسطے

مست و بیخود بنا بو محمدؐ سی مجھے — محترم کر خواری کوئی محمدؐ سے مجھے
بو محمد محترم شاہ ولا کیواسطے

صدقے احمد کے یہ ہے ای میری ذات سے — کہ بدل کر دے مرے عصیاں کو حسنات سے
احمد ابدال چشتی با سخا کیواسطے

حد سے گذرا رنج فرقت اب تو ای پروردگار — کر مری شام خزاں کو وصل سے روز بہار
شیخ ابو اسحٰق شامی خوش ادا کیواسطے

شادی و غم سے دو عالم کی مجھے آزاد کر — اپنے درد و غم سے یارب دلکو میرے شاد کر
خواجہ ممشاد علوی نعم العلا کیواسطے

ہے مگر تو پاس ہر دم لیکن میں اندھا ہوں پر — بخش وہ نور بصیرت جس سے تو آوے نظر
بو ہبیرہ شاہ بصری پیشوا کیواسطے

عیش و عشرت سے دو عالم کے نہیں مطلب مجھے — چشم گریاں سینہ بریاں کر عطا یارب مجھے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہ صفا کیواسطے

نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے — بخش اپنے در کی طاقت سائی کی مجھے
شیخ ابراہیم ادھم بادشا کیواسطے

[illegible] میرا ہے درد فراق یار سے — [illegible] فریاد کو میری کہیں [illegible]
شہ فضیل ابن عیاض اہل دعا کیواسطے

کر مرے دل سے تو اب دوئی کا حرف دور — دلمیں اور آنکھوں میں بھر دے سرور وحدت کا نور
خواجہ عبد الواحد ابن زید شا کیواسطے

کر عنایت مجھکو توفیق حسن اے ذوالمنن — تاکہ ہوں سب کام میرے تیرے بحمد حسن
شیخ حسن بصری امام اولیا کیواسطے

(۶)

(۷) دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرا اب — کھولدے دلمیں در علم حقیقت میرا اب
ہادی عالم علی مشکلکشا کیواسطے

کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے — کر مشرف مجھکو تو دیدار پر انوار سے
سرور عالم محمد مصطفیٰ کیواسطے

آپڑا در پر ترے میں طرف سے ہو ملول — کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول
یا الٰہی اپنی ذات کبریا کیواسطے

ان بزرگوں کے تئیں یارب غرض ہر کار میں — کر شفاعت کا وسیلہ انکو دربار میں
مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کیواسطے

اس دوئی نے کر دیا دور وحدت سے مجھے — کر دوئی کو دور کر تو رنگ وحدت سے مجھے
تا ہوں سب میرے عمل خالص رضا کیواسطے

کر دیا اس عقل نے بیعقل و دیوانہ مجھے — کر ذرا اس ہوش سے بیہوش و مستانہ مجھے
یا حق اپنے عاشقان باوفا کیواسطے

کشمکش سے ناامیدی کی ہوا ہوں میں تباہ — دیکھ مت میرے عمل کر لطف سے اپنے نگاہ
یارب اپنے رحم و احسان و عطا کیواسطے

چرخ عصیاں سر پہ ہے زیر قدم بحر الم — چار سو ہے فوج غم کر جلد اب ابر کرم
کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کیواسطے

گرچہ میں ناکارہ و نالائق ہوں اے شاہ جہاں — پر ترے در کو بتا اب چھوڑ کر جاؤں کہاں
کون ہے تیرے سوا مجھ بینوا کیواسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کیواسطے — اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کیواسطے
ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کیواسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب — نے عبادت نے زہد نے خواہش علم و ادب
درد دل پر چاہیئے مجھکو خدا کیواسطے

عقل و ہوش و فکر و نعماء دنیا بیشمار — کی عطا تو نے مجھے پر اب تو ای پروردگار
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کیواسطے

(۸)

(۱۰) گرچہ عالم میں الٰہی ہیں سعی بسیار کی ۔ پر نہ کچھ تحفہ ملا لایق تری دربار کی
جان و دل لایا ہوں بے تجھ پر فدا کیو اسطے

(۱۰) گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابل منظور ہے ۔ پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے
کشتگان تیغ تسلیم و رضا کیو اسطے

(۱۱) حد سے بد تر ہو گیا ہی حال مجھ ناشاد کا ۔ کر مری امداد اللہ وقت ہی امداد کا
اپنے لطف و رحمت بے انتہا کیو اسطے

(از حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ)

تمام شد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ

باری تعالیٰ عز اسمہ بطفیل سرور کائنات و اہلبیت اطہار و صحابہ کرام و مشایخ سلاسل اربعہ اس کتاب کو قبول فرماوے اور ناظرین کے حق میں مفید ثابت ہو۔ آخر میں ناظرین کرام سے مکرر التماس کرتا ہوں کہ اگر بوجہ کمی معلومات کوئی لغزش ہوئی ہو تو معاف فرماویں اور اسکی اصلاح سے نامۂ سیاہ کو مشکور فرمائیں تا کہ اس کار خیر میں شریک ہو کر اجر دارین کے مستحق ہوں وَالْعُذْرُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

ہزار آفرین از جہاں آفرین ۔ بر اولاد و اصحاب و اجمعین

و یلیہ ضمیمہ

اقوال

اکثر مورخین اسلام اور تاریخ ہنود سے معلوم ہوتا ہے کہ راجگان ہند کا سلسلۂ نسب یافث سے ملتا ہے۔ رؤساء لال خانیاں انہیں کی اولاد سے ہیں باری تعالیٰ جسکو جاہ و ثروت و عطا کرتا ہے اسکو عقل سلیم بھی عنایت فرماتا ہے جو کبھی نہ کبھی اسکو راہ راست پر لے ہی آتی ہے مگر یہ امر مخصوص بفضل ضرور ہے۔ اور فضل و رحمت اسکے قبضۂ اختیار میں ہے جسکو چاہے سرفراز فرمائے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ اور بسا اوقات قدرت کسی خاص وجود کیلئے کسی دوسرے کی ہدایت کو اسکا سبب قرار دیتی ہے چنانچہ اس خاندان میں حاجی سرکار احمد علیخاں صاحب و نواب محمود علیخاں صاحب و نواب فیض علیخاں صاحب وغیرہ کے وجود نہایت مغتنمات سے تھے جنکو خلاصہ قوم کہنا بجا ہے اور انکی ذات سے کثرت سے دینی و دنیوی مفاد حاصل ہوا۔ اول الذکر ممدوح کو تصوف میں ایک خاص مرتبہ حاصل ہوا عرصہ تک خانقاہ دہلی کے آپ سجادہ نشین رہے اور انہیں حضرات کی موجودہ اولاد بھی فخر خاندان اور عمائد روزگار خیال کی جاتی ہے۔ ناظرین کو ظاہر ہے کہ میری اس تالیف جسکا اصل باعث سرکار محمد عبدالواجد علیخاں صاحب کا شوق علمی ہے اور آپ اس خاندان کے سربرآوردہ رئیس ہیں اسلئے خصوصیت سے آپکے سلسلے اور خاندانی حالات اس طریقے سے درج کئے جاتے ہیں جس سے اس خاندان کے دیگر رؤساء و عمائد و معززین بھی اپنے سلاسل و حالات کی واقفیت سے فائدہ اٹھائیں اور ناظرین کی معلومات میں ایک واقعہ تاریخی کا اضافہ ہو۔

اس خاندان کا مورث اعلیٰ جسکا اس خاندان کے اسلام لانے سے قریب تر زمانہ گذرا ہے لال سنگھ ہے جو قوم بڈگوجر کے اعیان و ممتاز افراد سے تھا جسکی بکثرت اولاد ہے۔ اور بیشتر اپنے قدیمی ہندو مذہب پر قائم ہیں اور وہ بھی اسی لقب سے لال خانی مشہور ہونے چاہئیں ہم چونکہ اسلامی طبقہ کا حال لکھتے ہیں اسلیے دیگر سلسلۂ اولاد ہنود سے قطع نظر اولاً یہ اظہار کرنا ضرور ہے کہ لال خاں اپنے والد کا فرزند کلاں و لیعہد تھا جو اپنے باپ کے فوت ہونے پر جانشین ہوا۔ اور جائے مستقر چوندہیر کو خوب رونق دی۔ دربار اکبری میں خاص اعزاز و وقار حاصل کیا اور خدمات شاہی بحسن اسلوبی انجام دیکر اکبر کے دل میں ایک خاص اعتبار کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ محلات خاص بیگمات شاہی کی محافظت اسکے سپرد ہوئی اور مور د عنایات خاص ہوئے۔ خطاب خانی جو اسوقت تک کسی راجپوت کو حاصل نہیں ہوا تھا اسکو عطا ہوا اور یہ خطاب چونکہ اسلامی تھا اسوجہ سے بعض مورخین نے محض لفظ خانی سے اسکا مسلمان ہونا سمجھ لیا حالانکہ اسکی کوئی اصل نہیں کیونکہ بظاہر اسکے اسلام لانے کا تاریخ میں پتہ نہیں چلتا البتہ اسکے جاہ و حشمت کا آفتاب دبدبہ کمال پر تھا آخر عمر تک داروغہ محلات شاہی رہا۔ اسکے گیارہ لڑکے تھے۔

راجہ سالباہن

لعل خاں کا بڑا لڑکا جو انجام خدمات شاہی میں اپنے باپ کے ہمراہ رہتا تھا بعد فوت ہونے لال سنگھ کے مناصب شاہی پر مامور ہوا اور بجائے باپ کے شاہجہاں بادشاہ نے اسکو راجہ تسلیم کیا اور صلہ خدمات شاہی میں منصب چار ہزاری کا اعزاز حاصل ہوا۔ چونکہ یہ ایک روشنخیال عالی دماغ شخص تھا دربار شاہی میں اسنے کمال درجہ رسوخ پیدا کیا اور منصب پنجہزاری کا اضافہ ہوا چونکہ یکے بعد دیگرے اسکو دو منصب حاصل ہوئے۔ اسوجہ سے بعض نے اسکا منصب چار ہزاری لکھا اور بعض نے پنجہزاری۔ اسوجہ سے بظاہر اسکے منصب میں اختلاف واقع ہو گیا حالانکہ در حقیقت کوئی اختلاف کی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ ہمنے بیان کیا کیونکہ منصب کے بارہ میں دونوں روایتیں مستند ہیں پس تطابق کیلئے صورت مذکورہ سے بہتر کوئی اور صورت نہیں ہے۔ جو فتح مواضعات کا علاقہ سالباہن پور بعہد صاحبقران شاہجہاں ۱۷۔ شوال ۱۰۴۹ھ کو حاصل ہوا اور اپنے آباء سے زیادہ مرتبہ حاصل کیا۔ عقل و فراست سے چونکہ دنیوی عروج کو پہونچ چکا تھا۔ اسی عقل رسا نے اسکی رہبری کی اور فضل خداوندی سے انقیاد اسلام قبول کیا جسکی مختلف روایات ہیں اور بعض مورخین نے اس بارہ میں بھی غلطی کی ہے۔ لہذا اصل واقعہ اسلام سے متعلق جسقدر احوال ہیں وہ درج کئے جاتے ہیں۔ ۱ اشرف نامہ جسکو نواب اشرف خاں بہادر بڈگوجر نے اپنے خاندان کے حالات میں ۱۸۵۵ء میں لکھا جو اب

قریب قریب نایاب کے ہے اسمیں لکھا ہے کہ راجہ اعتماد رائے بلا طمع جاہ و مال خلوص نیت سے اکبر بادشاہ کے عہد میں اسلام لائے۔ ۲ تاریخ برن میں جو شرف نامہ سے
بعد کو تالیف ہوئی لکھا ہے کہ جاٹو جی کی نسل میں لال سنگھ کو خطاب خانی دربار اکبر سے عطاء ہوا اور سالباہن بادشاہ کی خوشنودی مزاج کی غرض سے معہ پسر اعتماد رائے کے مسلمان
ہو گیا۔ اور ۴۷ مواضعات کا علاقہ سالباہن کو پہنچا۔ شوال ۱۰۴۶ھ کو حاصل ہوا۔ ۳ مصنف تاریخ بلند شہر لکھتا ہے کہ سالباہن نے عہد شاہجہاں میں پہاسو کے گرداگرد اطراف میں
چونسٹھ مواضعات کی ریاست حاصل کی اور اسکا بیٹا اعتماد رائے عالمگیر کے زمانہ میں مشرف باسلام ہوا۔ ۶۴ مواضعات جس فرمان کے ذریعہ سے ملے وہ ۱۰۴۹ھ ۱۷ شوال کا ہے
علاقہ کا نام پرگنہ سالباہن پور لکھا ہے۔ ۴ مرقع فیض میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ بوجہ عنایات شاہی سالباہن کے نام سے یہ علاقہ موسوم کیا گیا۔ مگر سنہ اسمیں ۱۰۲۹ھ لکھا ہی
غالباً یہ چھاپے کی غلطی ہوگی جو بجائے ۱۰۴۹ھ لکھا گیا اور واقعہ اسلام بحوالہ اشرف نامہ عہد اکبر اول کی نسبت منسوب کیا ہے لیکن اشرف نامہ و مرقع فیض کے اقوال مذکورہ
میں یہ ہی اقوال صحیح ہیں کہ سالباہن مع پسر اعتماد رائے کے بصدق و خلوص نیت زمانہ جہانگیر میں مشرف باسلام ہوئے جسکی نسبت صحیح روایات زبانی سے بھی اسطرح
ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام ربانی جسوقت دہلی تشریف لائے ہیں جیساکہ آپکا واقعہ خاص طور پر مشہور ہے۔ اور سالباہن کو صحبت علماء فضلاء اسلام کا اثر ابتدا سے ہی
حاصل تھا حضرت مجدد صاحبؒ کے خوارق عادات اور تصرفات سے اسمیں ایک اور اضافہ ہو گیا اور انکے طالع نے یاوری کی حضرت مجددؒ کے دست مبارک پر اسلام قبول کر لیا
اور بیعت سے مشرف ہو کر شبانہ روز حضرت مجددؒ کی خدمت سے برکات دارین حاصل کرتے رہے۔ پس اس خاندان میں برکات اسلامی حضرت مجددؒ کا فیضان ہے جو شرف اسلام کے ساتھ
ایک دوسری خصوصیت کو بھی شامل ہے۔ چونکہ ہر قوم اپنے انساب و واقعات خاندانی سے جیسے خود واقف ہوتی ہے دوسرے انکو چنداں واقفیت نہیں ہو سکتی۔ بالخصوص وہ خاندان
جسکی ہمیشہ سے اولوالعزمی رفیق ہو اور حفاظت و حالات نسب کا مثل عرب کے اہتمام ہو۔ چنانچہ اس خاندان میں قوم جگا کا خاص اسی خدمت پر مامور ہے اور انکا یہی کام ہے کہ نسب و
حالات کو محفوظ رکھتے ہیں۔ ابتک ان لوگوں کے مکانات میں کوٹھے کے کوٹھے کاغذات کے بھرے رہتے ہیں جو محض نسبی یادداشت ہیں اور انکی تمام عمر کا سرمایہ یہی ہوتا ہے۔ ان
وجوہات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو روایات مشہورہ خواص خاندان ہیں ضرور ہے کہ صحیح ہوں۔ اور حضرت مجددؒ کے حالات سے اسکی مزید تائید ہوتی ہے کہ آپکی بدولت ہزارہا خاندان
گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ سالباہن کے پانچ پسر ہوئے جنمیں راجہ **اعتماد رائے** جانشین اور مقرب دربار جہانگیری ہوئے۔ تواریخ میں انکا تذکرہ بضمن دیگر واقعات
مذکور ہے اور موافق قول مصنف مرقع فیض کے عہد نورالدین جہانگیر میں مہم پشاور کو سر کیا اور سرکشان ملک کی تسخیر کی اور ہمیشہ انسے شجاعانہ کارنامے ظاہر ہوئے
ذوالفقار خاں قوم چوہان ریہہ جوندلہ کی لڑکی نتھا کنور سے انکی شادی ہوئی جنسے راجہ رمست خاں پیدا ہوئے۔ راجہ **رمست خاں** کی تین شادیاں ہوئیں
ایک عاقل خاں کی بیٹی راج النساء موضع رجھیٹی ضلع میرٹھ جس سے رستم خاں قطب خاں دیوان رشید خاں طاہر خاں ہوئے۔ اور دوسری شادی قوم چوہان منڈاور
راج الور میں ہوئی جس سے ترسم خاں دلاور خاں ہوئے قوم چوہان کا سلسلہ نسب آخر میں درج ہے

آخر میں اس سلسلہ اس خاندان میں **سردار علیخاں و مردان علیخاں** ہوئے ہیں۔ سردار علیخاں اپنے بھائی مردان علیخاں کے پاس چھپاری سکونت رکھتے تھے
مگر کہ ترکی پورہ وکمونہ سے پہلے علاقہ اھار میں بدست دہقاناں شہید ہوئے اور بعد انتقال انکے **عوض علیخاں** پیدا ہوئے جنکو **مردان علیخاں** نے پرورش کیا
سن شعور کو پہونچکر گورنمنٹ عالیہ میں بعہدہ منصفی و صدر اعلیٰ ممتاز ہوئے اور جب مردان علیخاں نے اپنی اولاد کو جائداد تقسیم کی اسوقت انکو علاقہ ہردواگنج دیا اور بڈھانسی
سردار علیخاں نے دیا تھا عوض علیخاں نے بڈھانسی میں سکونت اختیار کی اور یہیں انکا انتقال ہوا۔ عوض علیخاں کے صاحبزادے **سرکار احمد علیخاں** صاحب نقشبندی بجائے

بقول اصح بڈھانسی کے ڈہاکہ میں کسی شکاری کی گولی سے شہید ہوئے۔ ۵ سردار علیخاں کے انتقال کے وقت یہ بشکم مادر میں ۳ یا ۴ ماہ کے تھے انکی والدہ بعد چہلم منڈاور ۶، ۷ اچلی آئیں
یہاں پر یہ پیدا ہوئے اور بعد دس بارہ سال حسب الطلب ٹھاکر مردان علیخاں چھپاری آئے وہاں اپنے تایا زاد بھائیوں کے ساتھ تعلیم پاتے رہے۔

انکے مالک ریاست ہوئے۔ یہ نہایت پاک طینت اور نیک نیت شخص تھے۔ طبابت میں خاص دخل تھا۔ دو مرتبہ حج ادا کیا اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب مہاجر مدینہ منورہ قدس سرہ سے اول شرف بیعت حاصل کیا اور حضرت شاہ صاحب کی ہجرت کے بعد بحکم حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری رحمۃ اللہ جو حضرت شاہ صاحب کے اجل خلفاء سے تھے مولوی رحیم بخش صاحب اجمیری ہرصوری جو حضرت حاجی صاحب کے خلیفۂ خاص ہونیکی وجہ سے خانقاہ دہلی میں سجادہ نشین تھے انکی توجہات سے اکتساب سلوک و اجازت مطلقہ سے فائز ہوئے اور بعد انتقال مولوی صاحب جبکہ حاجی صاحب بغرض انتظام خانقاہ شریف مظہریہ دہلی تشریف لائے تو حاجی صاحب نے اپنی جانب سے آپکو خلافت عطا فرماکر بجائے مولوی رحیم بخش صاحب خانقاہ شریف میں سجادہ نشین فرمایا حالانکہ آپنے بخیال تعلقات خانگی و کسر نفسی انکار بھی کیا لیکن پذیرا نہوا۔ اسکے بعد جب آپ حرمین شریفین حاضر ہوئے تو بوجہ انتقال ہوجانے حضرت حاجی صاحب مرحوم کے مولانا شاہ عبدالغنی صاحب و صاحبزادگان حضرت شاہ احمد سعید صاحب سے استدعا کی کہ مجھکو اس خدمت سے معاف فرمایا جاوے۔ اور خانقاہ شریف کیواسطے کسی اور کو تجویز فرماویں چنانچہ آپکی درخواست پر مولوی ابی النبی صاحب مجددی رامپوری کی تجویز ہوئی اور بعد میں خانقاہ شریف انکے سپرد فرماکر وطن مراجعت فرمائی۔ سنہ ۱۲۹۶ھ میں آپکا وصال ہوا۔ آپکے خاندان میں جنکا انتقال ہوتا اکثر بڈھانسی آپکے مزار کے قریب دفن کئے جاتے ہیں قاعدہ ابتک جاری ہے

ریاست پہاسو اس ریاست کی نیکنامی کی مزید شہرت اور قابل قدر خدمات گورنمنٹ انگریزی کی ابتدا **نواب فیض علی خانصاحب** سے ہوئی۔ بوجہ انکے تعلقات قدیمی کے جو ریاست جیپور سے تھے اپنے والد **محمد مراد علی خان** کی حیات میں جیپور تشریف لائے۔ یہاں اتفاق ملاقات ہز ہائنس مہاراج ادھراج مہاراجہ رام سنگھہ صاحب بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی والئے جیپور سے ہوا۔ مہاراجہ صاحب نے پہلی ہی ملاقات میں انکو راج کے معزز عہدوں کیلئے موزوں خیال کرکے سنہ ۱۸۵۳ء میں اپنے ظل عاطفت میں لیا اور چند عہدوں کی تبدیلی کے بعد سنہ ۱۸۵۶ء میں بخشی فوج ریاست جیپور مقرر کیا اس عہدہ پر ہنوز ایک سال نہ ہوا تھا کہ سنہ ۱۸۵۷ء میں غدر ہوا۔ چونکہ نواب صاحب کے فوجی انتظام سے راج جیپور آفات غدر سے محفوظ تھا اسلئے ہز آنر لفٹننٹ گورنر آگرہ نے بذریعہ مسٹر ایڈن صاحب پولیٹیکل ایجنٹ راج جیپور ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر سے بغرض انطفاء نائرہ غدر استدعاء امداد کی ہز ہائنس نے نواب صاحب کو معہ دس ہزار فوج و چند نمبر گن بارہ ضرب توپ روانہ دہلی کیا۔ پہلی منزل میں نواب صاحب نے دو میم اور چند بچوں کو میواتیوں کی قید سے چھڑایا اور پھر بارہ اعلیٰ عہدہ داران انگریزی سرکار کی جان بچائی جسمیں ایک مسٹر ڈانلڈ اسٹوارٹ صاحب تھے جو بعہدہ کمانڈر انچیف ہند اور پھر فیلڈ مارشل انگلینڈ مقرر ہوئے بعد رفع غدر نواب مرحوم کی خدمات ایام غدر کی قدر فرماکر گورنمنٹ انگریزی نے خلعت گراں بہا اور سند زمینداری چار ہزار روپیہ مالگذاری دوام کیلئے معہ معافی بہ ہمیں تمام حصہ مالگذاری حین حیات و خطاب خان بہادر اور مہاراجہ صاحب بہادر نے آٹھ ہزار سات سو روپیہ کی جاگیر دوام کیلئے عطا فرمائی۔ سنہ ۱۸۶۹ء میں ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر جیپور نے بصلہ حسن کارگذاری معاہدہ سانبھر جو باہم گورنمنٹ انگریزی و راج جیپور ہوا تھا خلعت معہ زنجیر فیل و خطاب ممتاز الدولہ عطا فرمایا جسکو گورنمنٹ انگریزی نے بھی منظور فرمالیا۔ سنہ ۱۸۷۰ء میں گورنمنٹ نے نواب صاحب کو خطاب و تمغہ کمپینین سٹار آف انڈیا سی۔ ایس۔ آئی۔ عطا فرمایا۔ سنہ ۱۸۷۱ء کو بادخال ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ مالگذاری علاقہ پہاسو گورنمنٹ سے مرفوع القلم کرائی۔ سنہ ۱۸۷۵ء کو بصلہ حسن ترتیب ریورٹ انتظامیہ راج بڑودہ و حسن انتظام راج کوٹہ گورنمنٹ نے نواب صاحب کو خطاب و تمغہ نائٹ کمانڈر سٹار آف انڈیا کے۔ سی۔ ایس۔ آئی عطا فرمایا اور سنہ ۱۸۸۸ء میں گورنمنٹ نے خطاب ممتاز الدولہ نواب صاحب کو نسلاً بعد نسل عطا فرمایا۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں نواب صاحب بعد زیارت حرمین شریفین واپس آئے اور بلا ضرورت تقرر محکمہ بورڈ آف کنٹرول پیشگاہ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر جے پور سے دل برداشتہ ہوکر اپنے عہدہ ممبر رائل کونسل سے استعفیٰ دیدیا۔ اگرچہ مہاراجہ رام سنگھہ صاحب بہادر نے اور انکے بعد ہز ہائنس مہاراجہ دھیراج سر سوائی مادھو سنگھہ صاحب بہادر بالقابہ نے بہت چاہا کہ نواب صاحب اپنے عہدہ کو سنبھالیں مگر نواب صاحب عذر ضعیفی کرکے ٹلتے رہے۔ بتاریخ ۲ صفر سنہ ۱۳۱۲ھ میں نواب صاحب مرحوم کا بمقام پہاسو انتقال ہوا۔

سرکار حاجی محمد عبدالواجد علی خاں صاحب چشتی نقشبندی مجددی قادری رئیس بڈھانسی و جاگیردار جگ سابق ممبر جوڈیشل کونسل ریاست جیپور

بقیہ بر صفحہ ۱۶۷

ضمیمہ اولاد نوح علیہ السلام مذکورہ صفحہ ۱۳۱ سلسلہ رؤساء لال خانیاں

حضرت نوح علیہ السلام

طبری نے لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نبی اللہ کا ایک لڑکا کنعان جسکو عرب یام کہتے ہیں طوفان میں ہلاک ہوا اور دوسرا لڑکا عابر نامی قبل طوفان انتقال کر چکا تھا ہشام نے لکھا ہے کہ نوح ع کے ایک لڑکا اور تھا جسکا نام یوناطر تھا لیکن جسپر تمام علماء نے اتفاق کیا ہے وہ یہ ہے کہ سلسلہ توالد و تناسل انہیں تین لڑکے حام۔ سام۔ یافث سے چلا اور یہی بعد ابوالبشر ثانی نوح علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام تمام عالم کے مورث اعلیٰ ہیں۔ حضرت نوح ع کے مزار کی زیارت سرکار محمد عبد الواجد علیخانصاحب رئیس ٹھ ہانسی جاگیردار حصار کو اپنے ممالک مقدسہ کے سفر میں مقام منصورہ متصل خلیل الرحمٰن ملک شام میں ہوئی

عابر — یام — حام — سام

یافث — یاوان (یا یاون) — سرداس (یا داس) — برہا — دھونلہ مار — دیرا جلنو

ہرسو — نکوسپا — درناسو — یادسوا — سجنتا — ماندھاتا (یا سوبندھو) — پورکوچھ — ارونا — تری دھونا — اتراردا — ستبرتا — تری سونکھ — ہرچندرا

سین سروپ — بھاگرتھ — دیپسا — اسوناں — ھمنجس — کیسے — ساگر — بھوکا — درکشا — برکا — بجیا — چمپیا — سرہی تا — [illegible]

بناگھ — ایمبر بتسا — سید ہودر — ابوبابو — رتوپرنا — نالا — [illegible] — سیوالداس — اسمک — ملوکا — ستبرتا — ایلو — دسو — [illegible]

بنادیت — لو — راجچند — جسر — راجا — راگھو — دلیپا — [illegible]

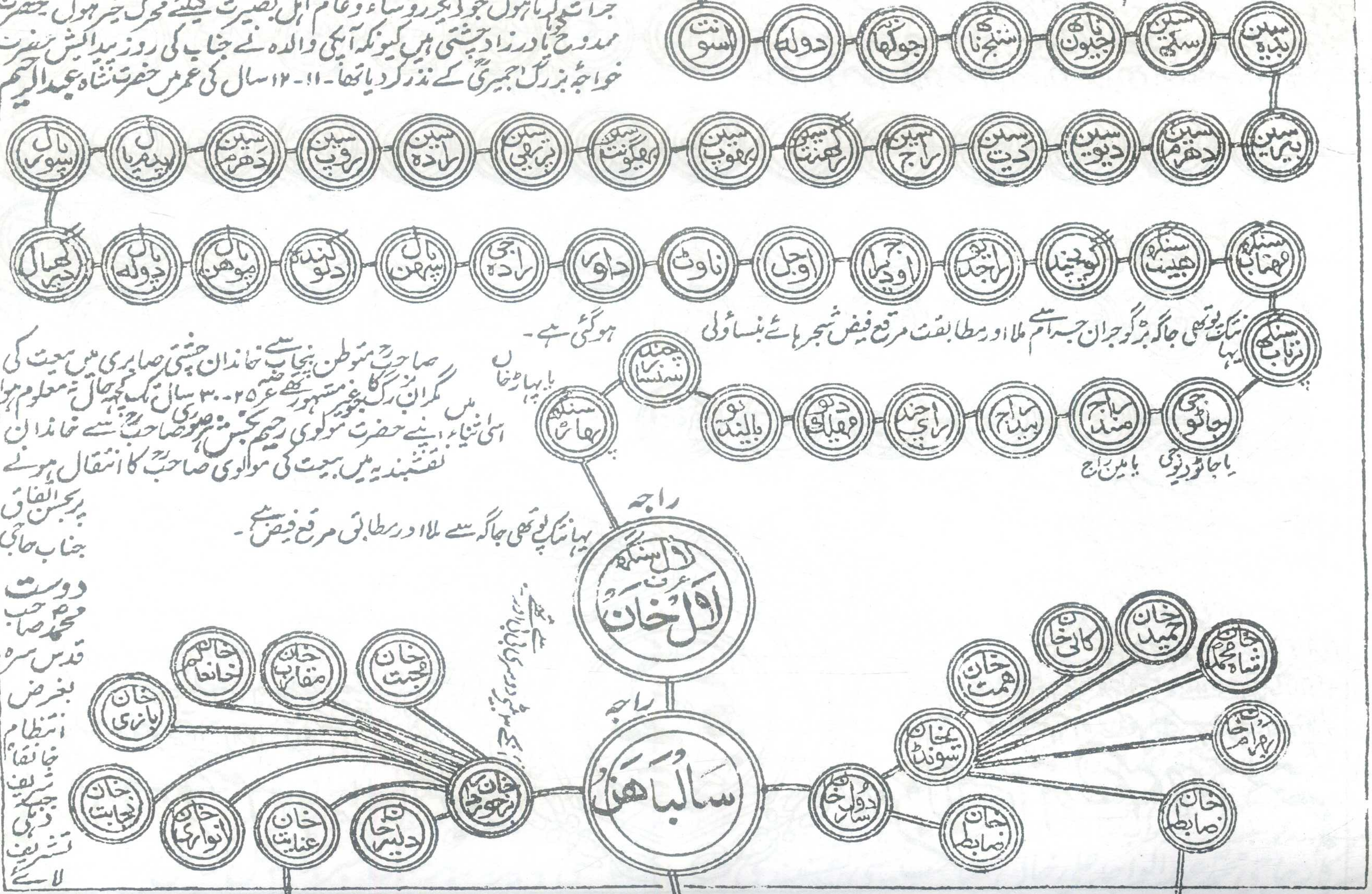
یہانتک کتب ہندی سے ملا ہے

اسونت

پس آپکے وہ اوصاف جو دنیاوی ناموری اور افتخار پر مبنی ہیں نہیں لکھنا چاہتا کیونکہ ایسی تعریف و توصیف سے حقیقتاً نہ خود ممدوح کو عام طور پر فائدہ ہوتا ہے اور نہ تحسین کنندہ کیلئے کوئی بہتری بلکہ ممنوعات شرعیہ کا اکثر ارتکاب ہونے سے دونوں کیلئے وبال آخرت ہو جاتا ہے۔ علاوہ اسکے یہ کتاب آپکے ارشاد

بقیہ بر صفحہ ۱۷۸

سے تالیف ہوئی اور میرا قیام آپکے دولتکدہ پر ہے پھر آپکی ممانعت توضیح حال لکھنے کو مانع ہے۔ البتہ بحکم من لایشکر الناس لایشکر اللہ میں آپکے خصائل لکھنے کی جرأت کرتا ہوں جو دیگر رؤساء و عام اہل بصیرت کیلئے محرک خیر ہوں۔ حضرت ممدوح مادرزاد چشتی ہیں کیونکہ آپکی والدہ نے جناب کی روز پیدائش حضرت خواجہ بزرگ اجمیریؒ کے نذر کر دیا تھا۔ ۱۱-۱۲ سال کی عمر میں حضرت شاہ عبدالرحیم



یہاں تک پوتھی جاگہ بزرگوار جس سے ملا اور مطابقت مرقع فیض شجرہائے بنسائولی ہو گئی ہے۔

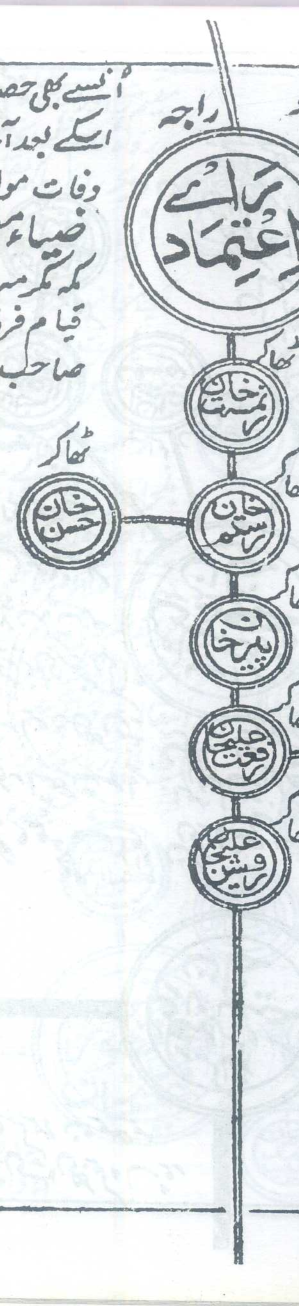
صاحبؒ متوطن پنجاب سے خاندان چشتیہ صابریہ میں بیعت کی مگر ان بزرگ کا مشہور عرف تھے عرصہ ۲۵-۳۰ سال تک کچھ حال نہ معلوم ہوا اسی اثناء میں اپنے حضرت مولوی رحیم بخش صاحب صوفیؒ سے خاندان نقشبندیہ میں بیعت کی مولوی صاحبؒ کا انتقال ہونے پر بحسن اتفاق جناب حاجی دوست محمد صاحب قدس سرہ بغرض انتظام خانقاہ شریف جبکہ ذہنی تشریف لائے

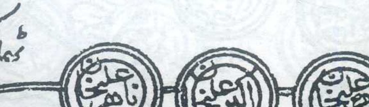
یہاں تک پوتھی جاگہ سے ملا اور مطابق مرقع فیض ہے۔



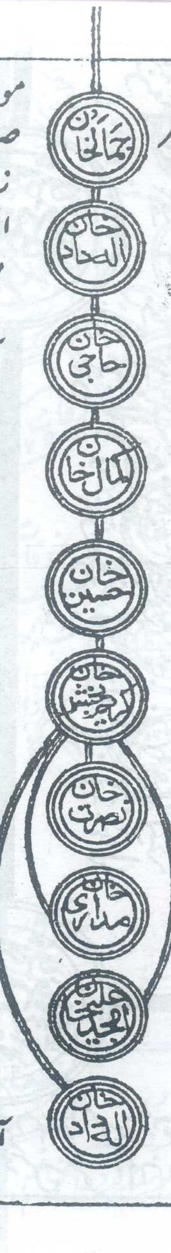
تو آپنے حاجی صاحبؒ
ہی عرصہ میں حضرت
کرکے ۲۰ سال سے
مشرف ہوئے تو
فیضان حاصل کیا
لائے اور جیپور
[illegible] کو بھی
دونوں اعتبار سے
انصاف سے کام
اور قدیمی ریاست
جاگیر ہے اسوجہ

موصوف سے تجدید بیعت کی۔ قضاء الٰہی آپکو
حاجی صاحبؒ کا بھی وصال ہوگیا
زائد ملازم خدمت رہے بعد
مدینہ منورہ میں حضرت شاہ
اور جب حضرت موصوف
میں جناب ممدوح کے ہاں
حضرت خواجہ ضیاء معصوم
قابل شکر ہے۔ عرصہ تک آپ
انجام دیا۔ ایک زمانہ کے بعد
بڈانسی اپنی جملہ اولاد ذکور واناث
سے آپکا قیام ہمیشہ جیپور





اُنسے بھی حصول فیض کا اپنے شوق کے
اسکے بعد آپنے مولانا مولوی محمد عمر
وفات مولوی صاحبؒ جب آپ
ضیاء معصوم صاحب مدظلہ
مکہ مکرمہ سے عازم کابل ہوکر
قیام فرمایا تو اجازت طریقہ سے مشرف
صاحب سے بیعت کرایا۔ بحمداللہ
جو ڈسٹرکٹ ممبر کونسل ہے
آپ نے پنشن لیکر
کو تقسیم کردی۔ چونکہ
رہتا ہے۔ آپ



موافق موقعہ ملا اور تھوڑے
صاحب رحمۃ اللہ سے استفادہ
زیارت حرمین شریفین سے
العالی سے شرف نیاز او
ہندوستان تشریف
ہوئے اور دونوں صاحبزادگان
آپکی زندگی دینی و دنیوی
اور نہایت احتیاط و
دنیوی تعلقات کم کردئے
ریاست جیپور سے بھی آپکو
باوجود ریاست صوفی
منش متحمل مزاج منکسر
ونہایت متواضع ہیں
ہمدرد اسلام و
قیصر ثانی آپکا خاصہ
ذاتی ہے۔ درحقیقت
آپکی فارغ البالی
بالخصوص دیگر
امرا کے لئے
قابل غبطہ ہے

خوں شد دلم از حسرت آن لعل روان بخش
[illegible]
باری تعالے دیگر

رؤساء کو بھی ایسی ہی توفیق دے تاکہ فارغ البالی کے شکریہ میں پابندی اسلام سے موصوف ہو کر دار آخرت میں بھی ریاست پر متمکن ہوں کیونکہ دنیوی جاہ و حشمت چند روزہ

ٹھاکر محمد سردار علیخان

ٹھاکر حیدر علی خان

ٹھاکر محمد مردان علیخان

متصل چھتاری مدفن

قادری تاریخ انتقال ۱۸ رجب ۱۳۱۴ھ
مقام پنڈراول مدفن

ہے تلک الایام نداولہا بین الناس - ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے سلاطین و تاجدار صفحۂ ہستی سے نابود ہوگئے مگر اُنکے اخلاق و اعمال حسنہ بدستور دنیا میں گونج رہے ہیں اور وہی اُنکے عاقبت میں کام آنیوالے ہیں - باری تعالیٰ

نواب محمود علیخاں خان بہادر آپکی وجہ سے ریاست چھتاری ہمیشہ نیک نام اور اداء خدمات گورنمنٹ میں بھی یہ ریاست خاص طور پر مشہور ہے نواب جنت مغفور کی مخیری اور یتیم بیوؤں کی دستگیری کا آوازہ ہند سے عرب تک پہونچا آپ اپنی فیاضی اُلوالعزمی کے کارناموں میں اپنی خود ہی مثال تھے - ۱۸۵۷ء میں آپنے اداء خدمات گورنمنٹ میں نہایت سرگرمی ظاہر کی گورنمنٹ نے بھی مغفور کی خدمات ایام غدر کی قدر فرما کر اُسکے صلہ میں خلعت گرانقدر اور سند زمینداری مواضعات مالاگڈھ - ڈھکولی شجاعت پور جمعی چار ہزار چھ سو روپیہ معہ خطاب خان بہادر عطا فرمایا ۱۸۷۷ء میں یکم دربار قیصری پر خطاب نوابی عطا ہوا مغفور نے کئی حج کیے عرصہ تک حرمین شریفین میں

متصل چھتاری مدفن
سدہ پور ۱۳۱۶ھ کو انتقال ہوا
تاریخ ۲۴ جمادی الاول

نواب محمود علی خان

نواب عبد الصمد خان — کنور عبد السمیع خان

آنریبل نواب یوسف علیخان

نواب محمد لطف علیخان

خان بہادر ۲۰ رمضان ۱۳۱۸ھ کو بگ انتقال ہوا طالب نگر میں دفن کئے گئے۔

حاجی عبد العلی خان — حافظ نواب احمد سعید خان

حاجی عبد الغفور خان

حاجی عبد الرحیم خان

محمد حسین علیخان

جمشید علیخان

ظہور علیخان

حاجی عبد اللہ خان

حاجی عبد الرحمن خان

فرحت علیخان

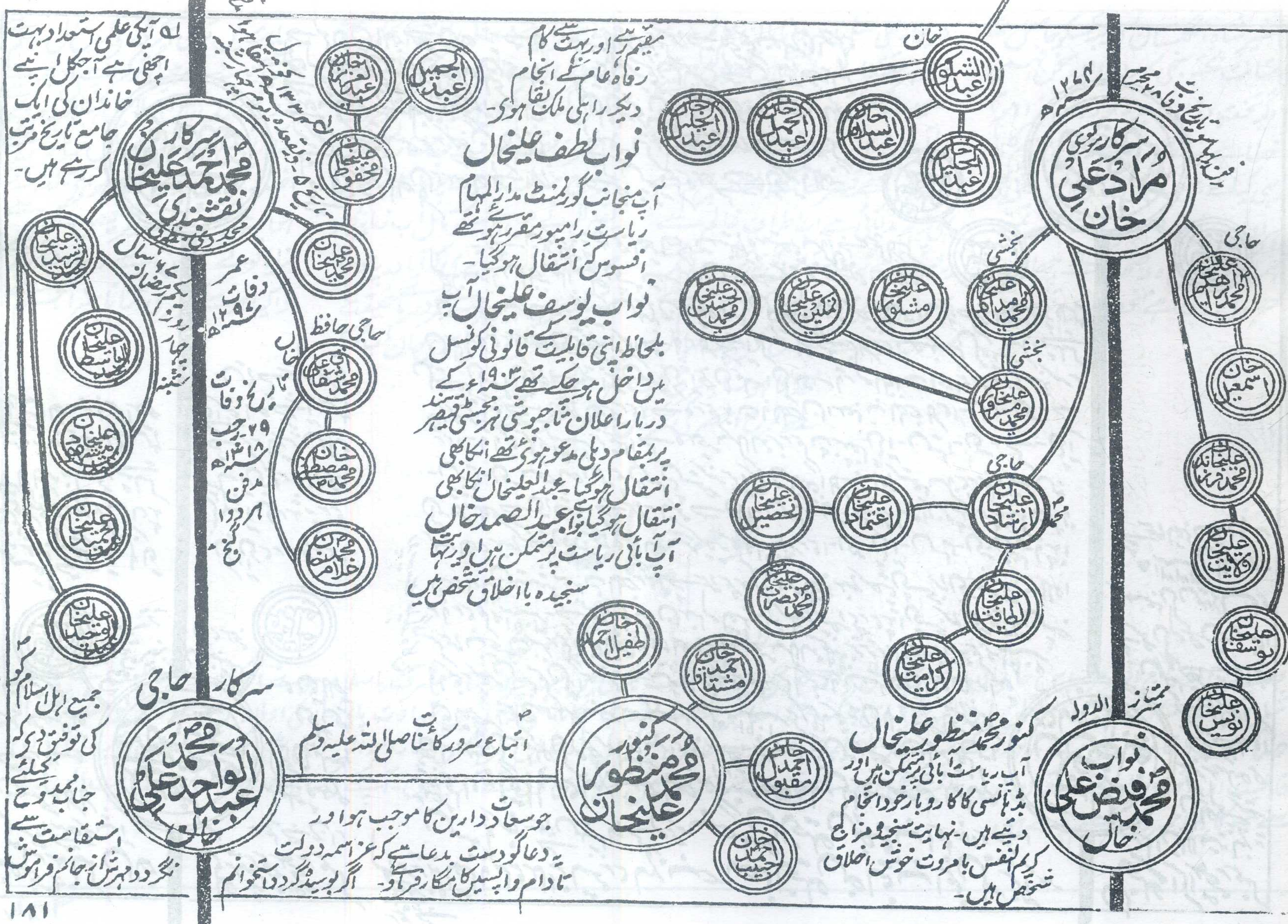
عبید اللہ خان

قمر علی خان

فرزند علیخان

دلدار علیخان

سرکار محمد عیوض علیخان


سرکار مراد علی خاں
نواب محمد فیض علی خاں
کنور محمد منظور علیخاں
سرکار حاجی محمد عبد الواحد علی خاں
سرکار محمد احمد علیخان نقشبندی
مقیم رہے اور بہت سے کام
رفاہ عام کے انجام
دیکر راہی ملک بقا ہوئے۔
نواب لطف علیخاں
آپ منجانب گورنمنٹ مدار المہام
ریاست رامپور مقرر ہوئے تھے
افسوس کہ انتقال ہو گیا۔
نواب یوسف علیخاں آپ
بلحاظ اپنی قابلیت کے قانونی کونسل
میں داخل ہو چکے تھے ۱۹۰۳ء کے
دربار اعلان تاجپوشی ہز مجسٹی قیصر
بمقام دہلی مدعو ہوئے تھے انکا بھی
انتقال ہو گیا۔ عبد العلیخاں انکا بھی
انتقال ہو گیا نواب عبد الصمد خاں
آپ بانی ریاست پر متمکن ہیں اور نہایت
سنجیدہ با اخلاق شخص ہیں
کنور محمد منظور علیخاں
آپ ریاست بانی پر متمکن ہیں اور
بذات خود کاروبار خود انجام
دیتے ہیں۔ نہایت سنجیدہ و مزاج
کریم النفس با مروت خوش اخلاق
شخص ہیں۔
آپکی علمی استعداد بہت
اچھی ہے آجکل اپنے
خاندان کی ایک
جامع تاریخ مرتب
کر رہے ہیں۔
اتباع سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
جو سعادت دارین کا موجب ہو اور
یہ دعا گو دست بدعا ہے کہ عزاسمہ دولت
تادام واپسیں کا سگار فرماو۔ اگر بوسید گرد د استخوانم
نگردد مہرش از جانم فراموش

سر آنریبل نواب فیاض علیخان صاحب بہادر ممتاز الدولہ بالقابہ وزیر اعظم جے پور

اپنے والد نواب فیض علیخان صاحب مرحوم کے جانشین ہوئے۔ ہز ہائنس
مہاراجہ سر سوائی مادھو سنگھ صاحب بہادر بالقابہ والی جے پور
اس نقصان کو محسوس فرما رہے تھے کہ جو نواب صاحب مرحوم کی علیحدگی سے راج
کو پہونچا جسکی تلافی یہ فرمائی کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں نواب صاحب ممدوح کو باستحقاق
قدامت و ذاتی قابلیت یاد فرماکر بطور اپنے نائب کے ممبر رائل کونسل مقرر فرمایا
سنہ ۱۹۰۲ء کو ممتاز الدولہ ریزیڈنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ منجانب گورنمنٹ منتخب ہو کر
جشن تاجپوشی ہز مجسٹی ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند بمقام لندن شامل ہوئے۔ سنہ ۱۹۰۳ء کو دربار
اعلان تاجپوشی ہز مجسٹی قیصر ہند بمقام دہلی مدعو ہوئے اور خطاب تمغہ کمپینین سٹار آف
انڈیا یعنی سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ اور سنہ ۱۹۰۵ء کو بتقریب سالگرہ ہز مجسٹی قیصر ہند خطاب
نائٹ کمانڈر انڈین امپائر کے سی۔ آئی۔ ای سے ممتاز ہوئے۔ آپ ہی کے عطیہ پچاس ہزار
میں ممتاز بورڈنگ تعمیر ہوا جسکا افتتاح ہز آنر سر جیمس ڈگس لاٹوش صاحب سی۔ ایس۔
آئی۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ نے اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کو فرمایا۔ اور
کے۔ سی۔ وی۔ او کا خطاب بعد ان خطابات مذکورہ کے اور عطا ہوا۔ آپکے مراتب عروج
و سربلندی کے واقعات نظام ریاست کی اسلوبی جو آپکی حسن تدابیر سے ہوئی اسکی تفصیل
کیلئے ایک مستقل تصنیف درکار ہے نیز یہ کہ آپکے کارنامے اکثر انگریزی اور اردو رسالوں
میں شائع ہو چکے ہیں اس مختصر میں تفصیل کی احتیاج نہیں۔ آپ کے خطاب کے۔ سی۔
وی۔ او ملنے پر میرے قابل دوست منشی حکیم الدینخان نائب ناظم
گنگا پور نے ایک قصیدہ تہنیت لکھا تھا جو ہدیہ ناظرین ہے۔

جلایا تیری نعمت نے عدو کو آتش غم سے — ہوا ہے حاسدوں کا حال ابتر فرط ماتم سے
اگر جلنے سے ہو بیزار حاسد کیا تعجب ہے — نہیں ممکن بھرے زخم حسد مجلت کی مرہم سے
مہاراجہ نے دی دربار میں جب کرسی اول — یہ ثابت ہو گیا افضل ہے تو ہر یک قدم سے
نہایت ہی قلق ہے دشمنوں کو تیری نعمت کا — ہنسیں کیا خاک وہ انکو نہیں فرصت غم و ہم سے
وزیران سلف کو تجھ سے ہو کیونکر بھلا نسبت — ملا ہے رتبہ عالی تجھے خلاق عالم سے

سر نواب فیاض علی خان بہادر

کنور محمد اکرام علیخان
یہ نہایت لائق اور
سیر چشم عالی
حوصلہ مدبر تھے
اور انکے بڑی
اُلوالعزمی کے
خیالات تھے لیکن
افسوس مرحوم کی عمر نے
وفا نہیں کی بعمر
۳۱ سال سنہ ۱۳۳۳ھ میں
راہی ملک بقا ہوئے۔

کنور اکرام علیخان

علیخان معظم

علیخان اعظم

علیخان سلیم

کنور محمد خورشید علی
راج جے پور
عہدۂ جلیلہ
اسلوبی انجام
ہیں علمی
اخلاق و

کنور محمد خورشید علی خان

عبد الرؤف خان

نقشبندی مجددی

اور ہمدردی آپکی
ورثہ پدری آپ نے
دی اور اپنی آسائش
وہاں پر تیار کرائے
ہیں آپکے صاحبزادے
کا کام کرتے ہیں۔

خاں کمانڈر [illegible]
آپ عرصہ سے [illegible]
کا کام [illegible]
وسے رہے
قابلیت پر
مروت

احسان الطاف

قابل تعریف ہے تقسیم
ڈاک کو بہت تجربہ و فن
کیلئے رئیسانہ مکانات
ہیں جو اعلیٰ پیمانہ پر
عبد الوہاب خاں یا [illegible]

عبد الوہاب خان

مشیر شاہِ انگلستان کا رتبہ کسکو حاصل تھا
متانت نکتہ سنجی کاردانی اور سخن فہمی
اگر تخت وزارت پر نہ تو رونق فزا ہوتا
خطا ہے ہر خطابوں کے زبان پر نام کا لانا
یہی کیا کم ہے سی۔ آئی۔ ای اور سی ایس۔ آئی بھی
ہراول ہے ترے اعزاز کے لشکر کا یہ تمغہ
ہما کی جستجو میں کوہ و صحرا اسلئے چھانیں
حصول مدعا ہے منحصر تیری توجہ پر

دریچانہ تھی کسکی بزم دانایان عالم سے
یہ جوہر حق تعالیٰ نے بھرے ہیں تجھ میں اکرام سے
مصیبت جھیلتی ہر لحظہ خلقت دست ظالم سے
دل آوا بے ال واقف ہے ممدوح مکرم سے
دیے ہیں تحفے قیصر نے تجھے الطاف پیہم سے
یہی پیہم ندا آئی ہے اب اطراف عالم سے
یہ بس ہے تیرے قدموں کا نہ ہو یہ جدا ہم سے
وسیلہ کی نہیں حاجت کسی کو نوع آدم سے
مبارک ہو مرے ممدوح کو یہ بہجت شایاں

دقایت اپنے بندوں کی خدا نے تجکو سونپی ہے
رئیسوں کی یہ حالت ہے کہ تیری آستانہ کو
مثال گربۂ مسکیں بنایا تو نے شیروں کو
امیرانہ لقب نواب اور ممتاز دولت ہیں
عروج منزلت کا تیرے چرچا ہے زمانہ میں
یقیں لانے ہیں ہو کسکو تامل اب زمانہ بھر
صفت ادنیٰ یہ ہے تیری کہ آیا در پہ جو سائل
شناور میں نہیں جب تیرے دریائے حقیقت کا
مبارک ہو تو قلق دشمن کو جو ہے جان بلب غم سے

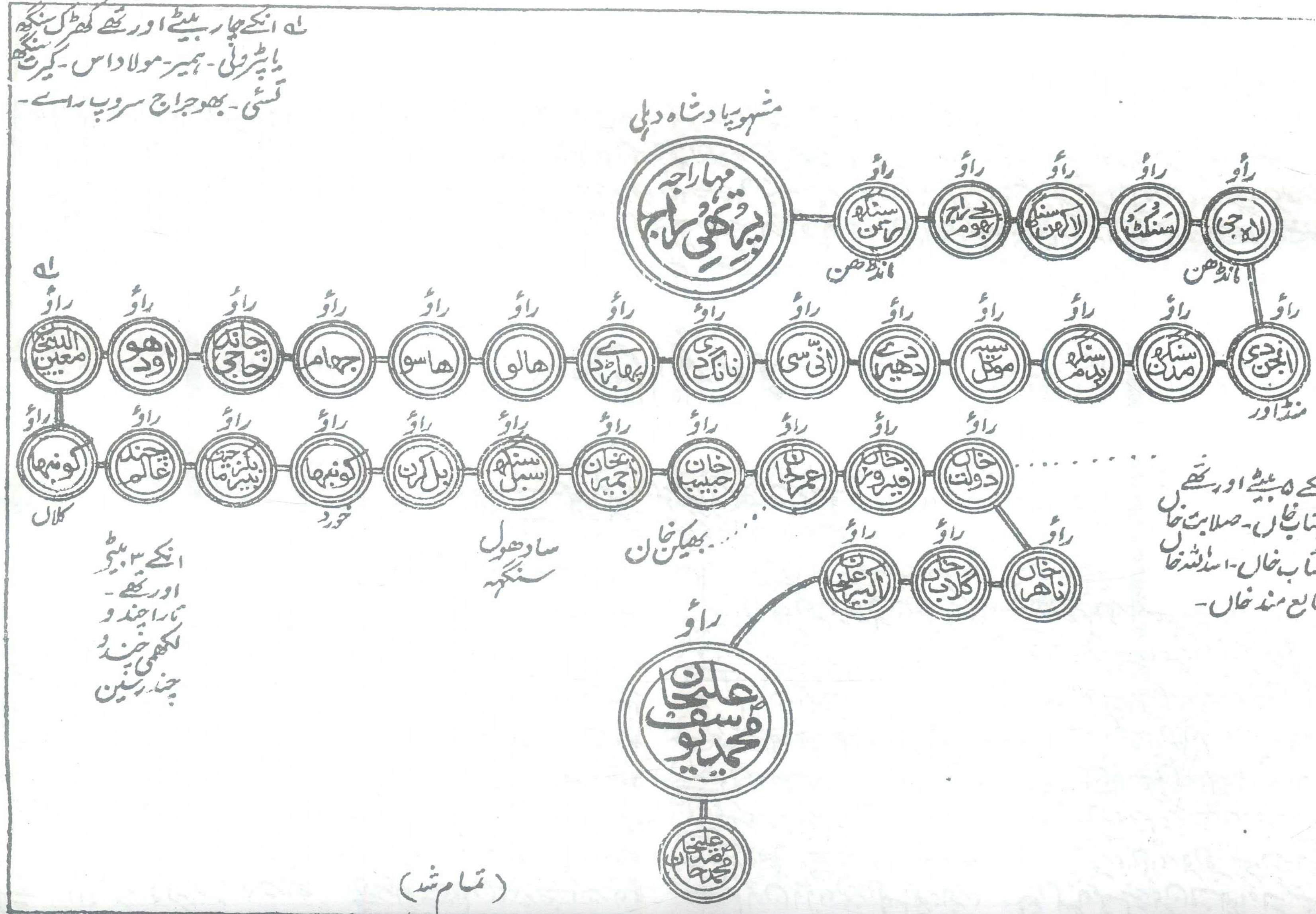
حمایت میں تری آ کر ڈری کیوں آل رستم سے
ادب سے بوسہ دیتے ہیں ترکرا نیچے ادہم سے
دروغ اسمیں نہیں اصلا ہیں کہتا ہوں دم وخم سے
سر آنرابل بہادر بھی مفتخر ہیں تری دم سے
اضافہ کے سی۔ وی۔ او کا ہوا ہی تازہ جلدم سے
ہوا ہے یکقلم سیراب تیرے فیض کے یم سے
بنایا تو نے مستغنی اُسے دینار و درہم سے
ادا کیا ہو سکے تیری ثنا نا چیز اعجم سے

محمدؐ کا ہو سایہ فرق فیاض علی خاں پر
ملے نوح و خضر کی عمر یمن اسم اعظم سے

قوم چوہان

اولاد مہاراجہ پرتھی راج

قصبہ منڈا اور راج الور میں اس خاندان کے مورث اعلیٰ راؤ حاجی چاند سمت ۱۴۹۹ بکرمی میں بعہد فیروز شاہ مشرف باسلام ہوئے انکی خداداد قابلیت کے باعث شہزادی سے شادی ہوئی اسی تعلق کی بنا پر بحکم شاہی جنگ منڈا ساتیں لڑے اور انجام کار اسی لڑائی میں شہادت پائی۔ انکی اولاد میں سے راؤ یوسف علیخاں صاحب کا خاندان ریاست مذکورہ کے سرداران تعظیمی اور معززین خاص میں اول درجہ ہیں ہز ہائنس مہاراجہ الور انکی بڑی قدر کرتے ہیں۔ آپ اپنی ذاتی قابلیت اور اخلاق میں ممتاز اقران ہیں۔ راقم کو بھی عرصہ سے آپ سے نیاز حاصل ہے بڑی خوبی کے آدمی ہیں۔ آپکے ایک ہی صاحبزادہ ہیں جو ریاست الور کی طرف سے میو کالج اجمیر میں تعلیم پاتے ہیں



۵ انکے چار بیٹے اور تھے کھڑک سنگھ
پاپٹرولی - ہمیر - مولاداس - کیرت سنگھ
تسئی - بھوجراج سروپ داسے -
مشہور بادشاہ دہلی
مہاراجہ پرتھی راج
راؤ
لاکھن
سنگھ
مانڈھن
مانڈھن
مندآور
انکے ۵ بیٹے اور تھے
مہتاب خاں - صلابت خاں
شتاب خاں - اسد اللہ خاں
طالع مند خاں -
بھیکن خان
سادھول سنگھہ
خورد
کلاں
انکے ۳ بیٹے اور تھے -
تاراچند و
لکھمی چند و
چنار سین
دولت خان
فیروز خان
جبیب خان
اجمیر خان
کونبھا
عالم چند
ناہر خان
گلاب خان
علیخان
محمد یوسف علیخان
محمد فضل علیخان
(تمام شد)

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع سلیم فکر مستقیم عالم معقول و منقول حاوی فروع و اصول مکرمی جناب مولوی عبد الواحد صاحب فاروقی تھانوی میر منشی دربار الور دام بالمجد والفضائل

ایہا الاخوان! شرع میں ہے گو، فخر بالآبا منہی عنہ
اس سے کسی کو ہو نہ یہ شبہہ، حکم بالاضداد اسمیں ہے حاشا
بات یہ ہے احکام شریعت۔ جتنے ہیں سب ہیں مبنی بحکمت
فخر و تعلّی اپنے نسب پر۔ کبر کا اک شعبہ ہے مقرر
کوئی گنہ۔ ایسا نہیں صاحب، کبر نہ جسکا ہو باعث و موجب
اسکے سوا ہرگز نہیں کچھ شے، یہ کہ فلاں شخص ابن فلاں ہے
نفس تعلّم علم نسب کا۔ حال نہیں جس حال میں ایسا
ہوتی ہے کمعلوم اس سے قرابت بڑھتا ہے اس سے جوش محبت
اصل تمدن گر ہے کوئی شے غور سے دیکھوگے تو یہی ہے
شبہہ نہیں کچھ اسمیں بھی اصلا۔ علم انساب و رجال و سیر کا
راز یہی ہے اسمیں کچھ ہو۔ ذکر سلف نافع ہے خلف کو
انمیں سے جو تھے عاقل و کامل، اور تھے اچھے جنکے شمائل
اور جو بری بھی کسی کی تھی حالت۔ ذکر سے اسکے ہوگی عبرت
خاصکر ایسوں کا ذکر کہ جنسے، سلسلے بھی ملتے ہوں نسب کے
ایسا مبارک علم عزیزو، نفع رساں اس حد تک ہو جو
ہائے مسلمانان جہاں میں۔ اب جو نہیں اگلوں کی سی شانیں
دین پہ جبتک پورے ہم تھے قایم، رو بہ ترقی رہتے تھے دائم
جیسے ہوئی ہے اس سے غفلت، حال ہے اپنا قابل عبرت
اب بھی جو چاہیں ہم کہ ہماری، بدلیں یہ حالت حضرت باری
کیونکہ جناب رب العزت، انکی بدلتے ہی نہیں حالت
اسلئے بہتر ہے کہ مسلماں، دل سے ہوں دین کے تابع فرماں
علم نسب کا سیکھنا بھی جب، مانتے ہیں مامور بہ سب
بھول گئے تھے اہل قبائل، اپنے نسب ناموں کے سلاسل
بسکہ جناب فخر اماجد، حامی ملت عابد و زاہد
رکھتے ہیں درد دین منور، اپنے دل شفاف میں مضمر
آپنے اور علوم دین میں، عالموں سے لکھوا کے کتابیں
ویسے ہی یہ سرکار ذیشان، علم نسب کے لیئے تھی کوشاں

پھر بھی تعلم علم نسب کو، شرع نے ٹھیرایا ہے ضروری
جو ہے محال اور ہونا جسکا۔ شان شریعت کے ہے منافی
چاہیئے لیکن چشم بصیرت۔ مصلحتیں سب دینگی دکھائی
اور ہے کبر اے جان برادر، اصل اصول جمیع مناہی
نہی تھی اس سے علت مناسب، ہوتی نہ کیسے ممانعت اسکی
جبکہ ہے ننگ ہنر نسب وہی۔ وہ جو نہ رکھتا ہو جوہر ذاتی
بلکہ ہیں اسمیں فائدے صدہا۔ جو ہیں نمایاں اور بدیہی
اور صلہ رحم اسکی بدولت۔ ہوتا ہے آساں سبکو کماہی
نشۂ الفت رکھتی ہے یہ۔ رہتا ہے ملکر جیا اسکی
دل میں ہر اک کے کرتا ہے پیدا خود بخود اک تحریک ترقی
گذرے ہیں انپر واقعے جو جو۔ انکے لیئے ہیں ہیرو ہادی
ایسوں کے ذکر خیر کا حاصل، یوں تو بہر حال اچھا ہے ہی
دونوں میں ہے القصہ نصیحت۔ اہل سعادت کیلئے حکمی
ولولے پیدا کرتا ہے جیسے۔ شرح عیاں ہے سب پر ان کی
کیوں نہ بھلا مامور بہ ہو۔ شرع شریف کی رو سے قطعی
اسکا سبب گر غور سے دیکھیں، پائینگے ترک شرائع دیں ہی
کرتے تھے پورے اپنے عزائم، روک نہ سکتا تھا ہمیں کوئی
چھان رہے ہیں خاک مذلت، راہ سپر ہیں جانب پستی
پھر جو یہ غفلت ہم پہ ہے طاری، چاہیئے پہلے ہمکو بدلنی
اپنے قلوب کی جو کیفیت، وہ نہ بدلنا چاہیں خود ہی
حکم ہیں جتنے حتی الامکاں، دھیان رکھیں تعمیل کا سبکی
فکر تھی اسکی بھی سبکو انسب، اسمیں مگر اک دقت یہ تھی
اور نہ تھا ہر شخص اسکے قابل، آپ ہی سلجھا لیتا یہ گتھی
حاجی محمد عبد الواجد العلیخاں سرکار بڈھانسی
اسلئے ساعی رہتے ہیں اکثر، بہر رواج شرائع دینی
جیسے بتائی ہیں دین کی باتیں، اور دکھائی ہے رہ ترقی
شکر ہے آج وہ کار نمایاں، ہوگیا ختم بفضل الٰہی

جنکے سپرد یہہ کام ہوا تھا، قابل تحسین کام ہے اُنکا
والد ماجد شیخ طریقت، جنکے ہیں حضرت والا درجت
اُنکی یہ تالیف اللہ اللہ، قابل داد ہے ماشاء اللہ
کام کیا ہے دیکھو کیسا۔ رکھ دیا بھر کر کوزہ میں دریا
نام بھی **مرآۃ الانساب** اسکا، رکھا ہی کیسا صاف و مجلی
حکم لحضور رسول مکرم، صلی اللہ علیہ وسلم
اب وہ ہلال ملت بیضا، مطلع مطبع سے لو نکلا
اسمیں نسب کے شجروں کے شامل، ہی یہہ کمال مولف کامل
ہے یہہ عجالۂ نافعہ گویا، علم نسب دانی کے علاوہ

اور ہیں وہ صاحبزادۂ والا، **خواجہ ضیاء الدین ہروی**
خواجہ بہاء الدین والملت قطب زمان و مہاجر مکی
اس سے ہر ایک کو انشاء اللہ، پہونچیگا بیشک نفع کلی
کیوں نہو، ہے کس باپ کا بیٹا، اُس سے یہ حد کیونکر بن آتی
دیکھینگے اسمیں، سب آئنہ سا، شکل و شمائل اپنے نسب کی
بہر نسب دانی جو تھا محکم، سہل ہوئی تعمیل اب اسکی
دیکھیں مسلماں جلوہ اسکا، اور منائیں عید قومی
تذکرے بھی کچھ کرکے داخل، ڈالی ہی طرح رجال و سیر کی
کنز علوم رجال و سیر کا، خوبیاں جسمیں ہیں نامتناہی

اسکا سنین طبع جو چاہو سب سے یہی **فاروقی** کہہ دو
مرآۃ الانساب اب ہی عزیزو، مطلع عکس رجال و سیر بھی
سنہ ۱۳۳۵ھ

تقریظ دلپذیر ذو الفضل والمکارم عالی مناقب والا مناصب مجی جناب محمد محمود علیخانصاحب صاحبزادہ ریاست ٹونک لازال مجدہم

تمام حمد و ثنا اُس ذات کو ہے جو یکتا ہے اپنی ذات و صفات میں اور یگانہ ہے اپنے بقا و ثبات میں اور درود و سلام بعد سرور کائنات **محمد مجد صلی اللہ علیہ وسلم** اور آپکی اولاد و اصحاب پر جنکا اتباع ہدایت عظمیٰ ہے۔ **اما بعد**

اہل عرب میں۔ علم الانساب ہمیشہ قدر و منزلت و ضرورت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ جو مرتبہ فن سپاہگری و شاعری کو عام نظروں میں حاصل تھا وہی حیثیت علم انساب کو بھی حاصل تھی۔ عربوں کو نہ صرف اپنے خاندان کا صحیح نسب یاد رہتا تھا بلکہ دیگر قبائل کے انساب بھی حفظ یاد رکھتے تھے۔ اکثر مواقع تفاخر پر اپنے نسب کے فخریہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اُنکی عورتیں بھی اس فن شریف سے خوب واقف ہوتی تھیں اس میں کلام نہیں کہ ہندوستان کے موخرین مسلمانوں نے اسلاف کے خلاف اس فن شریف سے ضرور تغافل برتا حالانکہ بوجہ امتداد زمانہ اور بوجہ بعض ازدواج و اختلاط اقوام و نسل خاص اعتنا کی ضرورت ہے۔ تاہم ہزارہا خاندان ایسے ہیں کہ جنکے انساب کتابوں میں درج ہو چکے ہیں اور ہزارہا ایسے ہیں کہ اُنکے نسب نامہ اُنکے پاس محفوظ ہیں۔ ہندوستان میں عام وسیع کتب خانوں کی کمی بلکہ فقدان مصنفین و مولفین کے حوصلوں کو پست اور اُنکے کاموں کو تنگ کر دیتا ہے۔ یہ شکایت ہر صنف تصنیف و تالیف میں ہے۔ فاضل مولف کی امنگوں کے واسطے ضرور تھی کہ ہر حیثیت سے اُنکو استغنا حاصل ہوتا۔ میرے مکرم مولف نے جو بقصد جانفشانی و عرقریزی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کا شجرہ لکھا ہے وہ بہت سی خوبیوں کے لحاظ سے قابل تحسین و قدر ہے۔ باقتضاء ترتیب شجرہ تو مناسب تھا کہ سیدنا حضرت آدم کا اسم گرامی مقدم ہوکر بیخ شجرہ قرار پاتا اور پھر انشعاب سلاسل ہوتا۔ مگر بلحاظ ترتیب تکوین عالم اسم اقدس (نور اول) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم الفاً الفاً کو سب سے اول درج کرنا فاضل مولف کی بہت اچھی جدت ہے اور سادات کرام کے سلاسل علیحدہ درج کرنے سے سیدنا حضرت آدم کا صلبی سلسلہ بھی صحیح رہتا ہے۔ **مرآۃ الانساب** میں آدم علیہ السلام سے لیکر ابتک ہم اپنے آبا و اجداد کے نام دیکھ رہے ہیں۔ صدہا اولیا۔ علماء فضلاء حکماء سلاطین۔ نوابوں کے نام اور بہتوں کے مختصر کام ہمارے پیش نظر ہیں۔ گویا آدم علیہ السلام سے لیکر ابتک کی ایک دنیا کو ہم عالم مثال میں دیکھ رہے ہیں۔ یا اولاد آدم کا ایک چھوٹا سا مگر نہایت معزز و مقتدر رقبہ ہمارے سامنے ہے۔ اسلاف ہمارے ناموں اور کاموں کو نہیں جانتے مگر ہم اُنکے ناموں اور کارناموں سے واقف ہو رہے ہیں۔ اگر فاضل مولف جیسے حضرات دنیا میں نہوتے تو ہمکو وہ دن کیسے

کیسے میسر آتی جس سے ہزار ہا برس گزشتہ کے بزرگوں کو ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ کتاب کا ہر ورق عبرت اور معرفت کا منظر ہے

ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

تحقیق حالات و صحت انساب میں فاضل مؤلف نے حق سعی ادا کیا ہے۔ اکثر سلاسل اپنی خاص تحقیق کے مطابق لکھے ہیں بعض حضرات کے مرسلہ نسب نامے فاضل مؤلف کی تحقیق میں غیر صحیح ثابت ہوئے اور اپنی تحقیق کے مطابق لکھے ہیں محض مرسل کے بھیجنے پر اعتبار نہیں کیا۔ نہایت استقصا سے کام لیا ہے تقطیع موزوں کاغذ عمدہ غرض ہر طرح قابل تحسین و قدر ہے۔ احقر فاضل مؤلف کی حسن سعی کی داد دینے میں دعا کرتا ہے کہ کتاب مرآۃ الانساب کو مقبولیت عام حاصل ہو اور قدر دانی کے ہاتھ اسکی طرف کو شوق سے بڑھیں۔ مجھے امید ہے کہ کافۂ انام خاص و عام ضرور قدر کرینگے اور انشاء اللہ تعالےٰ طبع ثانی میں بہت سے حضرات اپنے نسب نامے درج کرنیکو بھیجینگے۔ میں اُن حضرات کی خدمت شریف میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں جو اپنے نسب اور اسلاف کے ناموں اور کاموں سے تغافل برتتے ہیں۔ وہ ایسی کتابوں کی طرف بھی ضرور توجہ فرمائیں اور اُنکی قدر شناسی فاضل مؤلف جیسے حضرات کے واسطے اعلےٰ علمی قومی کاموں کی زبردست تحریک ثابت ہوگی ورنہ ہماری بے توجہی کا آیندہ نتیجہ ہوگا

امروز گر از رفتہ حریفاں خبرے نیست ۔۔۔ فردا است درین غم کہ از ما اثرے نیست

یا الہ العالمین ہمکو ہمارے صالح اور تیرے مقبول بارگاہ اسلاف کا سچا اخلاف بنا دے اور "لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ" کے مصداق افراد سے دور رکھ۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ فقط

تقریظ نتیجہ فکر نقاد طبع و قاد ادیب اریب جناب منشی ظفر احسن صاحب علوی جھنجھانوی مقیم دہلی دائرۃ الادب

بحمد اللہ تاریخ مسلمانوں کا مخصوص فن ہے۔ مسلمان اگر اُسپر فخر کریں تو خود ستائی کے مجرم نہیں ٹھہرائے جاسکتے کیونکہ گذشتہ زمانے کو زندہ و حاضر رکھنے کا صحیح طریقہ دنیا کو اگر کسی نے بتایا تو وہ صرف فرزندان اسلام ہی ہیں۔ **مرآۃ الانساب** کو دیکھکر مجھکو اسکے مرتب و تالیف کرانیوالے عالی حوصلہ اور ستودہ صفات بزرگ **نواب محمد عبد الواجد علیخاں صاحب** عم فیضہ کی علم دوستی اور تاریخ نوازی پر پہلے خوشی ہوئی پھر تعجب (۱) خوشی اسلئے ہوئی کہ تاریخ کا بہت بڑا جزو علم الانساب ہے۔ اس عظیم الشان صنف میں اب تک کوئی مستقل تصنیف اس تہذیب آئین کے ساتھ اور دوربین نہ تھی۔ اور میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ مؤلف نے مختلف سمندروں کو ایک کوزہ میں بند کر دیا۔ بلاشک وہ خانوادے جو تہذیب حاضرہ کی مہلک شعاعوں سے متاثر ہو کر اپنی نسبی وجاہت و شرافت کو ناقابل التفات سمجھکر از یاد رفتہ کر چکے تھے پھر زندہ اور تاریخ لکھنے والے انساب کی تلاش و تحقیق کی فکر سے ماضی کیلئے ہمیشہ کیواسطے اور استقبال کیلئے کم از کم دو صدیوں تک سبکدوش ہو گئے۔ بہت کم حضرات ایسے ہونگے جنکا سلسلہ یا جنکے اجداد اعلےٰ کا نام اسمیں نہو یعنی صرف اپ اپنا سلسلہ معلومہ درج فرماکر اس کتاب کو اپنا نسب نامہ بنا سکتے ہیں۔ درحقیقت نواب صاحب کی اسلامی دنیا اور فن تاریخ میں یہ ایسی یادگار ہے جسپر آیندہ نسلیں فخر کیا کرینگی (۲) تعجب یوں ہے کہ سبحان اللہ اس زمانہ میں بھی ایسے علم دوست افراد اہل دولت میں موجود ہیں جو ہزاروں روپے علمی کاموں میں بلا کسی اثر و داب کے شہرت طلبی سے بے نیاز ہو کر محض علم پروری کیلئے عہد ماضی کی مثال میں و سرو نکے لیے صرف فرما سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ مرآۃ الانساب کی واقعی تعریف جو اسکے بیش بہا فوائد پر حاوی ہو۔ میری زبان اور قلم سے ممکن نہیں

جناب نواب صاحب کی ذات کیلئے میں حضرت رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں اور کہہ سکتا ہوں کہ موصوف کا وجود منجملہ افضال خداوندی کے ایک فضل ہے۔ مرآۃ الانساب کی ترتیب و تالیف کہ حبیب جلیل مولانا ضیاء الدین صاحب علوی امروہی کی فکر و کوشش کا نتیجہ ہے۔ جو حضرات تاریخی مشکلات سے واقف ہیں وہ ہمارے معزز دوست کی محنت و تلاش و تحقیق کا اندازہ فرما سکتے ہیں ایک ایک نام کیلئے ہزاروں اوراق پھیرنے پڑتے ہیں۔ بنیادوں کا استوار کرنا تھا جسکو مولانا نہایت اچھے اسلوب سے کر چکے اور راسپردہ قوم کی جانب سے مبارکباد کے مستحق ہیں اسقدر فخر اس کتاب سے مجکو حاصل ہوا کہ یہ مہتم بالشان کارنامہ میرے ایک ہم نسب کے قلم سے وجود پذیر ہوا۔ میں ان بزرگوں کے ساتھ دائمی ہمنشینی کی خوشی میں حضرت رب العزت سے مستدعی ہوں کہ بطفیل رحمۃ اللعالمین نواب صاحب اور مولانا ضیاء الدین علوی اور مجکو اپنی دائمی برکت عنایت فرمائے۔ آمین

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر بیمثال ناظم باکمال طباع بے نظیر واقف اصول و فروع جناب چودھری محمد امتیاز علیخاں صاحب الصبا سنبھلی نقشبندی مجددی خلیفہ حضرت محمد عثمان صاحب سجادہ نشین خانقاہ موسیٰ زئی و خانقاہ عثمان متصل قلات

بارشاد جناب عبد واجد	ضیاء الدین احمد کرد انشا
عجائب نسخۂ دلکش کتابے	بالفاظش درنا سفتہ سفتہ
جدا و لہا و تدبیر دوائر	زہر کارے خرد کارے گرفتہ
زہر اصل و فرع چوں شجر طوبے	ہمہ صفحات را در بر گرفتہ
بصرف نقد و جنس و جہد ابلغ	بدار الطبع حبیبؒ طبع گشتہ

چہ گفتہ امتیاز خستہ تاریخ
کتاب مرآۃ الانساب علیہ
۱۳۳۵ھ

خاتمۃ الطبع از مالک مطبع

علم انساب کی غالباً اردو زبان میں یہ ایسی کتاب ہے جسکو مؤلف مولانا ضیاء الدین احمد صاحب علوی امروہی نے نہایت محنت شاقہ و جانکاہ کوشش سے ایک عرصہ میں فراہم کیا۔ فی الواقع یہ ایک بحر ذخار در یاء ناپید کنار تھا جسکو متعدد اوراق میں مجتمع کرکے ہدیۂ ناظرین کیا۔ جس سے مؤلف کی قابلیت علمی و لیاقت ذاتی کا کافی ثبوت واضح و لائح ہوتا ہے اسپر یہ جدت ہے کہ ہر قرن کے مشاہیر زمانہ حال سے تا حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام مخصوص طور پر بطرز جداگانہ عجیب و غریب طریق سے مع حالات ضروری مستثنی پیرایہ میں درج فرمائے ہیں کہ جسکے دیکھنے سے ہر صاحب علم کو علاوہ معلومات تاریخی و سلسلۂ انساب ایک خاص مرقعہ ہبوط آدم علیہ السلام سے زمانہ حال تک گذشتہ واقعات و موجودہ حالات کا معلوم ہوگا۔ اگرچہ کتب تاریخ صفحہ ہستی پر اس سے ضخیم و مطول مدون ہیں مگر اُن کے دیکھنے سے ہمارے طبائع کو جیسی چاہیے سیری نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ مولف اور معاون کو اس عرق ریزی و محنت کے صلہ میں بحق نبی کریم و جمیع انبیاء کرام علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام و اصحاب کبار و آل اطہار و شہداء و صلحاء ابرار قبولیت وافر بخشنے اور جزائے نیک عطا فرمائے

این دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد

احقر محمد عبدالرحیم

ضمیمہ صفحہ ۳۵ سلسلہ اعلیحضرت نظام الملک آصف جاہ

سابع اولاد حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضور نظام عالی دماغ مدبر مستقل مزاج حلیم الطبع سخی خلیق خوش مزاج



ہیں اپنے فرائض کو خداداد لیاقت اور دانائی سے انجام دیتے ہیں۔ آپکے آباء کرام
میں سے **میر عابد خان** بعہد شاہجہاں بادشاہ دہلی میں آکر شہزادہ اورنگ زیب کے
مقربوں میں داخل ہوئے جب اورنگ زیب اورنگ آرائے سلطنت ہوگئے تو عابد خان
کو بتدریج منصب پنجہزاری عطا فرمایا اور دوبارہ منصب صدارت کل پر فائز ہوئے۔ ۲۴
ربیع الاول ۱۰۹۸ھ کو محاصرہ قلعہ گولکنڈہ میں بصدمہ گولہ توپ گذرائے عالم بقا ہوئے
انکی شادی دختر سعد اللہ خان وزیر شاہجہاں سے ہوئی تھی جنکے بطن سے میر شہاب الدین
پیدا ہوئے۔ انکو بپیشگاہ عالمگیر سے بتدریج منصب ہفت ہزاری و خطاب غازی الدین
خاں بہادر فیروز جنگ عطا ہوا۔ اور ۱۱۲۲ھ میں انتقال ہوا۔ انکے بعد انکے فرزند
میر قمر الدینخاں جنکو بادشاہ عالمگیر نے خطاب چین قلیچ خان و منصب پنجہزاری عطا
کرکے صوبہ داری بیجاپور مقرر کیا۔ شاہ عالم نے خطاب خان دوران خاں اور صوبہ
داری اودھ عطا کی مگر انہوں نے کچھ عرصہ کے بعد بوجہ ناموافقت امراء حضوری شاہی سے ترک
منصب فرماکر لباس فقیری پہن کر دہلی میں گوشہ نشینی اختیار کی جہاندار شاہ نے کنج
عبادت سے نکالکر منصب سابقہ پر بحال کیا۔ محمد فرخ سیر نے خطاب نظام الملک فتح
جنگ۔ و منصب ہفت ہزاری و صوبہ داری دکن عطا کی۔ اور کچھ عرصہ بعد ۱۱۳۱ھ
کو ملک دکن بزور شمشیر تسخیر کیا سلسلہ نسب آپکا جو تاریخ دکن میں لکھا ہے
اسمیں اسماء اسطرح پر ہیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین بن شیخ محمد بن بہاء الدین
بغدادی بن عبداللہ بغدادی بن عبدالرزاق بغدادی بن عبداللہ بغدادی صوفی
بن محمد سعید کشلی بن قاسم علی ردمی بن نصیر الدین بصری بن محمد قاسم کشلی بن
عبداللہ بصری بن عبدالرحمن مکی بن ابوالقاسم مکی بن ابو محمد مکی بن محمد بن حضرت
ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور آداب المریدین تصنیف حضرت ابوالنجیب
ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ میں جو سلسلہ لکھا ہے وہ متن کتاب میں درج
ہے۔

(تاریخ جامع و تاریخ دکن)

ضمیمہ صفحہ ۴۰ سلسلہ امیر کبیر نواب شمس الامراء بہادر حیدر آباد دکن
اولاد حضرت شیخ الشیوخ قطب الاقطاب فرید الدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ
روساء حیدر آباد میں آپکا خاندان بڑا ذی عزت مانا جاتا ہے اور ریاست



میں انکے مراتب و اعزاز ہمیشہ سے نہایت عالی رہے - انکی اولاد موجودہ بھی مثل اپنے آباء کرام کے معزز و باوقار ہے - سلسلہ نسب انکا فاروق اعظم رض سے ملتا ہے - اکثر سلاسل فاروقی راقم کی نظر سے گذرے لیکن کمی و بیشی اور بعض بعض اسماء کا فرق ہر سلسلہ میں پایا جاتا ہے جسمیں کوئی رائے قائم کرنا دشوار امر ہے اسلئے مجدد صاحب رح کا سلسلہ جو حضرت ضیاء معصوم صاحب نے تصحیح فرمایا تھا متن کتاب میں درج ہے - اور طبع جدید مکتوبات امام ربانی میں خواجہ یوسف رح اور شہاب الدین رح کے مابین خواجہ محمد اور خواجہ شہاب الدین و نصیر الدین کے درمیان خواجہ محمد نہیں لکھا ہے - اور تاریخ دکن میں واعظ اصغر اور شیخ مسعود کے درمیان شیخ عبداللہ ثالث اور لکھا ہے جو دیگر سلاسل میں نہیں دیکھا گیا اور شیخ مسعود کے بعد شیخ نصیر الدین محمود سمعان بن شیخ شہاب الدین احمد فرخ کابلی لکھے ہیں -

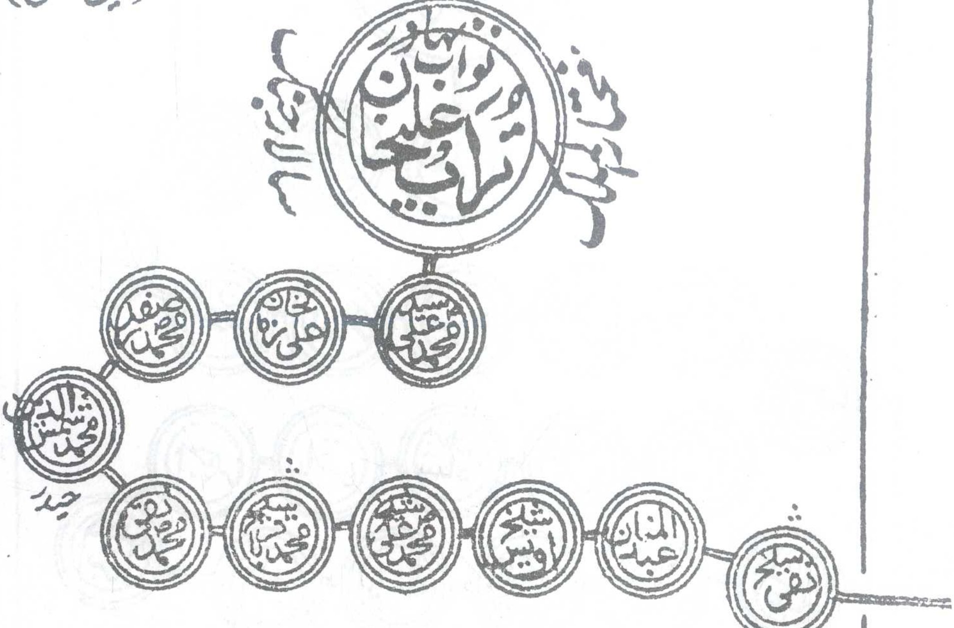
(تاریخ دکن)

ضمیمہ سلسلہ نسب علی زماں خاں نواب منیر جنگ منیر الدولہ المخاطب بہ حیدر یار خاں بہادر امیر الملک سابق مدار المہام دولت آصفیہ

آپ دولت نظامیہ دکن کے اراکین و عمائد خاص سے ہیں نواب فیضمآب لہ

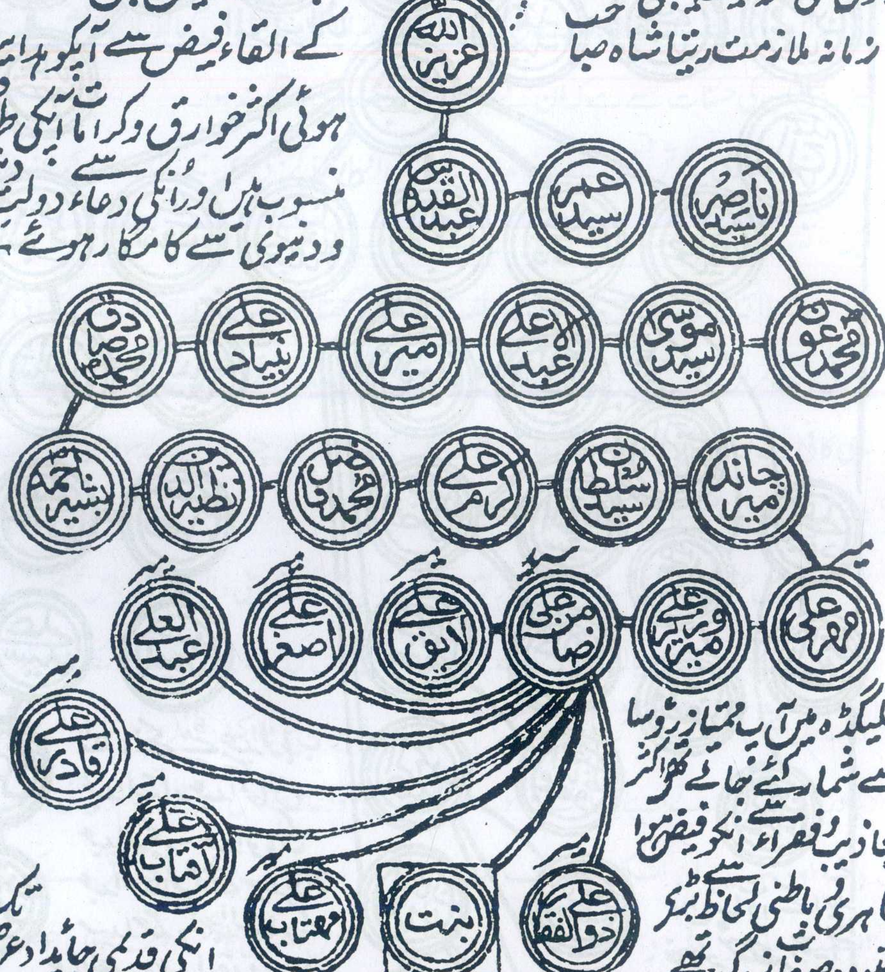


آصف جاہ ناصر الدولہ کے عہد میں اول عہدہ دیوانی پر مامور ہوئے اور دیگر خدمات
بھی انجام دیں آپ ریاست کے اولو العزم رؤساء سے تھے سلسلۂ نسب آپکا
خیر التابعین حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے جنکے مراتب
اظہر من الشمس ہیں اصابہ میں بروایات صحیحہ نقل کیا ہے کہ حضرت اویس رض کی نسبت
حضور صلعم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آویگا جسکا نام
اویس رض ہوگا اور اسکی صرف والدہ ہوگی (اُسکے سوا کوئی عزیز نہ ہوگا) اُسکو برص
کی بیماری ہوگی اللہ تعالےٰ اُس (**اویس رض قرنی**) کی دعا سے شفا دیگا
مگر ایک دینار کے برابر سفیدی باقی رہیگی (گویا حضور نے انکی یہ علامت
بتلائی تھی) پس تم میں سے جو کوئی اسکو دیکھے اپنے لئے مغفرت طلب
کرے۔ بہت روایات میں آپکی فضیلت آئی ہے حضور روحی فداہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے عاشق زار تھے۔ غلبہ محبت میں شہادت دندان مبارک حضور
کا حال سنکر اپنے تمام دانت توڑ ڈالے۔ عالی مرتبہ بزرگوں سے ہوئے ہیں
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ جنگ صفین ۳۷ھ میں آپ شہید ہوئے۔ (اصابہ)
(تاریخ دکن)



ضمیمہ صفحہ ۱۶۷ اشاخ سادات نقوی مودودی اولاد سید کرم علی سنبھلی

سید کرم علی سادات سنبھل میں مشہور واعیان سے گذرے ہیں شاہی بارہ میں انکو جاگیر عطا ہوئی ضلع علیگڈھ میں بھوج پور نوگانوہ نیلبڑی روڑا بڑ وغیرہ نسلا بعد نسل انکی اولاد میں ہی آخر میں میر وزیر علی صاحب مشاہیر روزگار ہوئے انکے مزاج میں آزادی تھی اکثر لطیفہ غیبی سے زمانہ ملازمت رہتا شاہ صاحب بن خواجہ احمد مودود جد مودودیان سنبھل کے القاء فیض سے آپکو ہدایت ہوئی اکثر خوارق وکرامات آپکی طرف منسوب ہیں اور انکی دعاء سے دولت دینی و دنیوی سے کامگار رہے۔

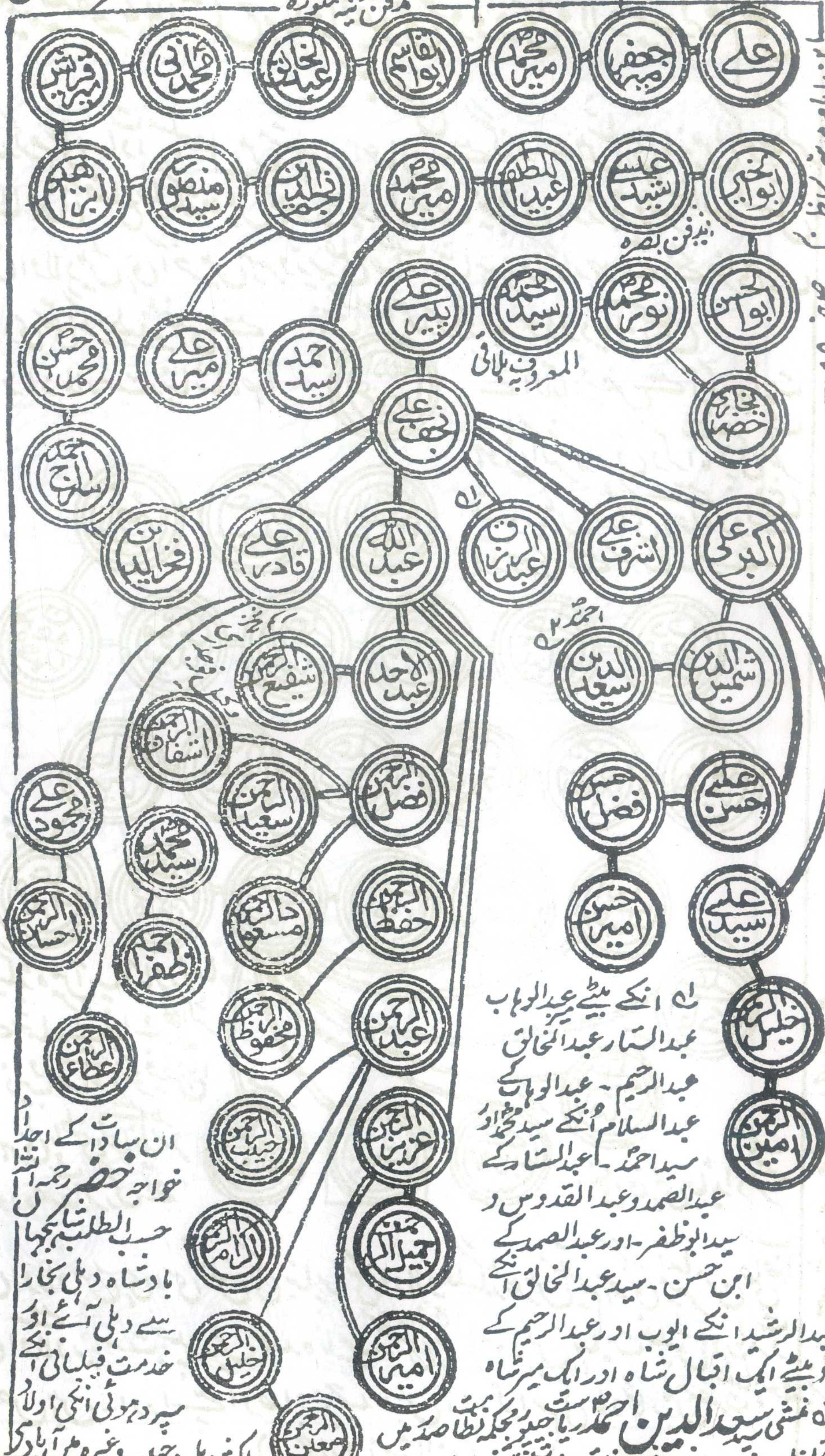


علیگڈھ میں آپ ممتاز رؤسا سے شمار کئے جاتے تھے اکثر مجاذیب وفقراء سے انکو فیض ہوا ظاہری وباطنی لحاظ سے بڑی ستودہ صفا بزرگ تھے

انکی قدیمی جائیداد عرصہ تک انکی اولاد میں ہی اسی تعلق کی بنا پر انکی اولاد علیگڈھ میں مقیم ہو گئی میر ضامن علی صاحب انکی اولاد سے ریاست جیلپور میں عہدہ نایب بخشی فوج پر مامور ہیں نہایت خلیق اور بامروت شخص ہیں۔ اور اپنے اوصاف حمیدہ میں آباء کرام کی یادگار ہیں حضرت ضیا معصوم صاحب

(از خوارق مستان)

ضمیمہ اولاد امام موسیٰ کاظم مذکورہ صفحہ ۱۵۹ خواجہ خضر بخاری رحمۃ



۱ انکے بیٹے عبدالوہاب
عبدالستار عبدالخالق
عبدالرحیم - عبدالوہاب کے
عبدالسلام انکے سید محمد اور
سید احمد - عبدالستار کے
عبدالصمد و عبدالقدوس د
سید ابوظفر - اور عبدالصمد کے
ابن حسن - سید عبدالخالق انکے
عبدالرشید انکے ایوب اور عبدالرحیم کے
دو بیٹے ایک اقبال شاہ اور ایک میر شاہ
۲ منشی سعید الدین احمد ۳ ریاست مہتمم محکمہ نظامت میں

ان سادات کے اجداد
خواجہ خضر رحمۃ اللہ
حسب الطلب شاہجہان
بادشاہ دہلی بخارا
سے دہلی آئے اور
خدمت فیلبانی انکے
سپرد ہوئی انکی اولاد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

ناموروباکمال شخصیات کے تذکرے وسوانح عمریاں عموماً ان کی وفات کے بعد لکھی جاتی ہیں تاکہ ان کے مکارم اخلاق وکارنامے آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیں، یہاں جن نامور شخصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے، ان کی منجملہ دیگر خصوصیات، ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ انہوں نے غیر علمی شہر میں رہ کر اپنی اولاد کی تربیت کچھ اس انداز سے کی کہ ان کا مزاج سراپا علمی و تحقیقی بن گیا اوران کا فیض دور تک پہنچا، نیز یہ بھی ان کی حسنات سے ہے کہ ان کے خاندان کا تذکرہ پہلی بار قلمبند ہوا۔

ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ خاندان کے بعض افراد کا ذکر بھی اس میں آیا ہے وہ بحمد اللہ بقید حیات ہیں، انہیں میں نے جب دیکھا اور پایا ان کے متعلق اپنے تاثرات ومشاہدات صفحۂ قرطاس پر نقل کرتا چلا گیا، میں انہیں اس دور میں خیر خلف خیر سلف کا مصداق سمجھتا ہوں، ممکن ہے اخلاف میں کسی کی طبع نازک پر کوئی بات گراں گذرے لیکن یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ یہ بھی ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ آدمی کے فخر کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کی خامیاں بتائی جائیں تاکہ لوگ سمجھ سکیں کہ ان چند باتوں کے سوا اس میں سب خوبیاں ہیں، یہ باتیں دراصل اس کے کمال کا اعتراف ہے۔

میں عقیدت کو حقیقت سے بالاتر نہیں سمجھتا چنانچہ میں نے اپنی دانست میں اس مختصر تذکرے میں بزرگوں کی خوبیاں وخامیاں بیان کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے جہاں تک ہوسکا تصویر کو اپنے اصلی رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ہم ''خذما صفا و دع ما کدر'' (وہ لو جو ستھرا ہے جو میلا ہے چھوڑو)۔ پر عمل کرکے اپنے اسلاف کا نمونہ بن سکیں، یہی وہ دعا ہے جس کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔

رب اوز عنیی ان اشکر نعمتک التی	اے میرے رب، مجھے توفیق دے کہ میں تیرے
انعمت علی و علی و الدی	اس احسان کا شکرادا کرتا رہوں جو تونے مجھ پر
و ان اعمل صا لحا تر ضاہ وادخلنی	اور میرے والدین پر کیا ہے اوراپنی رحمت سے
برحمتک فی عبادک الصالحین	مجھ کو اپنے صالح بندوں میں داخل کر۔

(سورۃ النمل: آیت نمبر ۱۹)

محمد عبدالحلیم چشتی

۱۷/اپریل/۱۹۸۵ء

سینئر لائبریرین بیرو یونیورسٹی، کانو، نائیجریا۔

یہ تحریر چوبیس برس پہلے لکھی تھی جن کے متعلق لکھا تھا ان میں سے اکثر اللہ کو پیارے ہوگئے۔ میں نے اب ان میں چند مفید معلومات کا اور اضافہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس سے پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچے اور اسے حسن قبول حاصل ہو۔ (آمین)

محمد عبدالحلیم چشتی

۲۸/ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۱۶/دسمبر ۲۰۰۹ء

مشرف تخصص فی الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

تذکرۂ رحیمی

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

ہیں حسیں اور بھی پر تجھ میں ہے بات نئی
دھج نئی، گھات نئی، وضع نئی، بات نئی

میں نے جب آنکھیں کھولیں گھر کا کیا ذکر آس پڑوس تک سے صبح سویرے قرآن شریف پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ اپنے بزرگوں کو قرآن مجید پڑھتے، خوشنویسی اور اللہ اللہ کرتے دیکھا کسب معاش کے لئے سوداگری کرتے تھے، یہی ان کا آبائی مشغلہ تھا، دس گیارہ بجے دن چڑھے دکان پر جاتے اور دن چھپے گھر آتے کھانا کھاتے نماز پڑھتے یاد اللہ کرتے کرتے سو رہتے تھے۔

محمد بخشؒ:۔ ہمارے دادا محمد بخشؒ المتوفی ۱۲۳۷ھ بمطابق 1919ء کے اللہ بخشے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ سب سے بڑے محمد عبدالغنی، منجھلے حافظ محمد عبدالکریم اور سب سے چھوٹے محمد عبدالرحیم تھے۔

محمد عبدالغنیؒ:۔ غالباً ۱۲۷۷ھ بمطابق ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے جنہیں ہم بڑے ابا کہتے تھے، کتابی چہرہ اور دراز قد تھے، ڈاڑھی لمبی اور رنگ صاف تھا، ممکن ہے جوانی میں ڈیل ڈول اچھا ہو میں نے انہیں بڑھاپے

میں دیکھا تھا جب وہ ڈھل چکے تھے، صوم وصلوٰۃ کے پابند نیک و متقی تھے، اپنا دھندا کرتے اور مست رہتے تھے، ان کی پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا اس کے بطن سے دو بیٹیاں ہوئیں ایک کا نام صفیہ اور دوسری کا نام حمیدہؔ تھا دونوں صاحب اولاد تھیں صفیہ کا انتقال متھرا میں ہوا اور حمیدہؔ کا انتقال کراچی میں ہوا، دوسری شادی غالباً ۱۸۹۸ء میں کی، جن سے ایک لڑکی فاطمہ تھی اور تین لڑکے محمد عبد المغنی، محمد عبد الخالق اور مصطفےٰ تھے، مصطفےٰ سب سے چھوٹا تھا۔ اس نے میٹرک کیا پھر تجارت کرنے لگا لیکن عمر نے وفا نہ کی جوانی ۱۹۳۹ء میں داغ مفارقت دے گیا، بڑے ابا کو جب اس کی یاد آتی تڑپ اٹھتے سچ ہے۔

ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد

محمد عبد المغنیؒ:۔ موصوف ۱۷ شعبان ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے، ۱۹۲۳ء میں بی۔اے کیا، ۱۹۲۴ء میں منشی فاضل کیا، ۱۹۲۸ء میں فارسی میں ایم۔اے کیا، ۱۹۳۰ء میں آبکاری کے محکمہ میں ملازم ہوئے، کچھ ہی دنوں بعد ۱۹۳۰ء میں مہاراجہ کالج جے پور میں لیکچرار کی آسامی پر ان کا تقرر ہوا، ۱۹۳۶ء میں ایم۔اے کو پڑھانے لگے اور پروفیسر ہو گئے، جب ۱۹۴۷ء میں راجپوتانہ یونیورسٹی کا جے پور میں قیام عمل میں آیا تو عربی و فارسی کے صدر شعبہ رہے، ۱۹۵۲ء میں اس منصب سے سبکدوش ہوئے، اس زمانے میں یہ ڈگریاں اور یہ منصب شہرت کا اچھا ذریعہ تھے، یہ وہ دور تھا جب انگریز بہادر کا طوطی بولتا تھا، اور اس کی قلمرو میں سورج نہیں ڈوبتا تھا مسلمانوں میں انگریزی تعلیم کا بہت کم چلن تھا پھر راجستھان اور جے پور میں خاص طور پر مسلمانوں میں کسی کالج سے۔ بی۔اے کر لینا ہی بڑی بات تھی۔ ایم۔اے اس دور میں بہت بڑی بات تھی، ایم اے کرنے والا اس دور میں بڑا خوش نصیب ہوتا تھا، میں اگر یہ کہوں کہ راجپوتانہ میں پروفیسر صاحب پہلے ایم۔اے تھے تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ دوسرے مسلمان پروفیسر حامی الدین خان تاریخ کے ایم۔اے تھے۔

موصوف نے ۱۹۳۷ء میں جب ہماری زیریں منزل پر بالائی منزل تعمیر کرائی، جس کے استعمال کا انہیں جدی اعتبار سے حق حاصل تھا، اس منزل کے بالائی حصہ پر نہایت جلی حروف میں ابا میاں نے ''محمد عبد الغنی۔ ایم۔اے۔ منشی فاضل، پروفیسر مہاراجہ کالج جے پور'' بھی لکھ کر کندہ کرایا تھا جسے ہر آتا جاتا

پڑھتا اوران کے منصب سے آگاہ ہوتا تھا۔

انہوں نے معلوم ہوتا ہے طالب علمی کے زمانے میں اتنا پڑھ لیا تھا کہ پھر انہیں کتاب سے مراجعت کی کم ہی حاجت ہوتی تھی میں نے انہیں ایم۔اے کے پرچے جانچتے دیکھا ہے کتاب پڑھتے کم ہی دکھائی دیئے، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور ذاکر وشاغل بزرگ تھے، حضرت حافظ شبیر علی چشتیؒ اور حضرت شیخ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مجاز بیعت بھی تھے۔(۱)

ان کی زندگی بہت آسودہ وخوش حال گذری ہے یہ'' دنیا خورد وعقبیٰ برد کا مصداق تھے، میری سب سے بڑی بہن عائشہ آپا کے جو ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئی تھیں، ان کے شوہر تھے۔ ۱۹۴۷ء میں اہلیہ کے ساتھ حج کیا پھر ۱۹۶۷ء میں انہیں دوبارہ یہ سعادت حاصل ہوئی، سو یہ بھی چل بسے، اللھم اغفر لہ و ارحمہ و انت خیر الراحمین۔ ان کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں، سب سے بڑے بیٹے۔ محمد عبدالقدوس ہیں۔

محمد عبدالقدوس:۔ یہ ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے، منشی فاضل کیا اور پھر ایم۔اے کیا یہ عمر میں مجھ سے تین برس بڑے ہیں، کمشنر آفس کراچی میں گورنمنٹ ملازم تھے، بھٹو کے دور حکمرانی میں جب شریفوں پر بن آئی تھی، عزت سے سبکدوشی حاصل کی، موصوف کی پنشن پر گذر بسر ہے کنبہ بڑا نہیں رکھتے ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے، لڑکی بھی ایم۔اے تھی، اس کی شادی آغا بھائی کے لڑکے حافظ محمد عبدالودود ایم۔اے سے ہوئی تھی اس کا بھی انتقال ہوگیا، یہ بینک میں اسسٹنٹ ڈائرکٹر کے عہدۂ پر ممتاز رہے اور ان کا بیٹا محمد عبدالقوی ہے اس نے بھی ایم۔ایس۔سی کیا ہے اور اس کے بعد سینڈوز کمپنی میں ملازمت اختیار کی بعد میں کسی اور پرائیویٹ کمپنی میں ملازم رہا، اور اب اپنے والد کے ساتھ مستقلاً مسی ساگا کینیڈا منتقل ہوکر وہیں کی سکونت اختیار کرلی ہے اور الحمد للہ بقید حیات ہیں۔

محمد عبدالوھاب:۔ یہ ۱۳۴۸ھ بمطابق ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے، ایم۔اے کیا ہے۔ بھولے بھالے

---

(۱) تاریخ وفات مورخہ ۷ رجمادی الثانی سن ۱۴۰۷ ابمطابق ۸ رجنوری ۱۹۸۷ء۔ یہ چاشت کی نماز کے لئے وضو کررہے تھے دایاں پاؤں دھویا تھا کہ دل کا دورہ پڑا اور دن گیارہ بج کر بینتالیس منٹ پر ہوا تھا غسل کے فرائض مولانا نعمانی کی نگرانی میں بھائی غضنفر صاحب نے انجام دیئے۔ اللہ مغفرت کرے۔ آمین۔

ہیں ریش مبارک بالکل سفید ہوگئی ہے۔ جو دیکھتا ہے کسی خانقاہ کا درویش سمجھتا ہے اسکول میں پڑھاتے تھے، باتیں مزے کی کرتے تھے مردوں سے زیادہ خاندان کی خواتین اور لڑکیاں ان کی باتوں سے مزے لیتی تھیں، یہ بزرگ دیدنی وشنیدنی تھے، بہت ہی مختصر کنبہ رکھتے ہیں نہ پوچھیں تو اچھا ہے ایک لڑکا عبد القادر ہے اسے بزرگی وسادگی میں باپ سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ عبد الوہاب کا بھی مورخہ ۱۰ مئی ۲۰۰۹ء کو انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ و ارحمہ و انت خیر الراحمین۔

ڈاکٹر محمد عبد الباری عرف شمیم:۔ یہ ۱۳۵۳ھ بمطابق ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوا۔ ۱۹۵۹ء میں ایم۔ بی۔ ایس کیا عابدہ خاتون سے جو ایف۔ آر۔ سی۔ ایس تھی شادی کی پھر لندن جا کر خود بھی ایف۔ آر۔ سی۔ ایس کیا، ناک، کان، حلق کا اختصاصی ڈاکٹر تھا۔ پھر مسقط صلالہ میں ملازمت اختیار کی۔ عابدہ خاتون سے ایک لڑکی ہے جس کا نام ڈاکٹر عارفہ ہے اس کی شادی بھی اس کے والد ہی نے کی تھی اس کے بعد ۱۹۸۸ء میں ڈاکٹر عابدہ خاتون کا بھی انتقال ہو گیا، دوسری شادی شمیم نے اپنے عزیزوں میں کی جس سے ایک لڑکا عمر ہے۔

محمد عبد الباسط عرف نسیم:۔ یہ ۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۴۰ء میں پیدا ہوا، ایک اسکول میں استاد ہے، اس کا کنبہ بڑا ہے، بیگم بھی ایم۔ اے ہے اور خود بھی ایم۔ اے ہے۔ اب میاں بیوی دونوں رٹائرڈ زندگی گذار رہے ہیں اور خوش ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھے۔

پروفیسر صاحب کی چار لڑکیاں ہیں۔

زھرہ:۔ یہ حافظہ ہے عبد التواب سے اس کی شادی ہوئی ہے، اس کے آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں، جن میں دو عالم ہیں۔ عبد المعز اور دو لڑکیاں حافظہ ہیں اور باقی ڈاکٹر انجینئر ہیں۔

قدسیہؒ:۔ اس کی شادی عبد الرؤف سے ہوئی، اس کی چار لڑکیاں ہیں اور چار ہی لڑکے ہیں، اس کی بھی ایک لڑکی خالدہ حافظہ ہے اور فرح بھی حافظہ ہے۔

اُمّ الخیر عرف زاہدہ :۔ یہ ایم۔ایس۔سی ہے اس کی شادی ڈاکٹر عابدہ خاتون کے بھائی حفیظ الرحمٰن سے ہوئی یہ نواب شاہ گرلز میڈیکل کالج سندھ میں لیکچرار تھی اور میڈیکل کالج سندھ کراچی سے رٹائر ہوئی۔اس کے تین لڑکے ہیں۔

اسماء :۔ یہ سب سے چھوٹی ہے، ایم۔اے ہے دہلی اسکول کراچی میں پڑھاتی تھی۔

محمد عبدالخالق :۔ پروفیسر صاحب سے چھوٹے ہیں ۱۳۲۴ھ بمطابق ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے، ۱۹۳۱ء میں بی۔ایس۔سی کیا، ۱۹۳۵ء میں ریلوے میں ہیڈ کلرک رہے اور ۱۹۶۹ء میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔

ان کی شادی عائشہ آپا کی چھوٹی بہن ہاجرہ آپا سے ہوئی تھی وہ ایک لڑکی سردار زمانی کو چھوڑ کر جوانی میں اللہ کو پیاری ہوگئی غفر الله لها وجعل الجنة مثواها ، یہ محمد عبدالقدوس صاحب کے عقد نکاح میں تھی، اس کا انتقال ۱۹۹۸ء میں ہوا۔محمد عبدالخالق صاحب فارغ اوقات میں طلبہ کو میٹرک کی تیاری کراتے تھے، یہ چھوٹا موٹا تعلیمی ادارہ ان کے گھر ہی میں قائم تھا، یہ ادارہ اپنی نوع کا غالباً پہلا ادارہ تھا اور علم کی بقا اور ان کی آمدنی کا اچھا ذریعہ تھا، اس عارضی تعلیمی ادارہ کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جے پور میں ان کے شاگردوں کا سلسلہ پھیلتا چلا گیا اور ۱۹۴۷ء کے جے پور میں پڑھے لکھے اکثر ان کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

قوم جو حکمرانی کرتی ہے محکوم قوم اس کی تہذیب کو اپنا فخر سمجھتی ہے، خاندان میں پروفیسر صاحب کو پتلون پہنے ہیٹ لگاتے کبھی کبھی دیکھا، گھر میں انہیں انگریزی بولتے نہیں اخبار پڑھتے دیکھا تھا۔بھائی عبدالخالق صاحب کو انگریزی بولتے خوب دیکھا، ہیٹ لگانا اور نیکر پہننا تو گویا ان کی عادت سی تھی یہ اس وقت کی بات ہے لیکن قوم میں ایسے افراد کی کبھی کمی نہیں رہی جو شعوری یا غیر شعوری طور پر نظریہ درِ حیث دار (چلو ادھر کو ہوا ہو جدھر کی) کے قائل و عامل رہے ہیں۔جز رسی سے انہیں اپنے بھائی بہنوں میں زیادہ حصہ ملا ہے، آدمی اچھے اور مرنجان مرنج تھے، تقریباً ۱۹۵۷ء میں انہوں نے دوسری شادی کی اب ماشاء اللہ بڑا کنبہ ہے، ان کا ایک لڑکا محمد ذاکر مظاہر العلوم سہارنپور سے فارغ التحصیل ہے اور (مولانا حکیم

مفتی احمد حسن خان ٹونکی کے زیرنگرانی مفتی بھی بن گئے، باقی بچے انگریزی پڑھاتے ہیں)۔

الٰہی غنچۂ امید بکشا

گلی از روضۂ جاوید بنما

بخندان از لبان غنچۂ باغم

وزین گل عطر پرور کن دماغم

مشقہ فقیر حقیر بن حافظ محمد عبدالکریم غفرلہ

مادہ تاریخِ وفات عمِ محترم

حافظِ فرقان مجید محمد عبدالکریم خیپوری

۱۹۳۶ء

حافظ محمد عبد الکریم:۔ یہ ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے تھے۔

حلیہ:۔ درمیانہ قد، آفتابی چہرہ، چوڑی پیشانی، چندیا صاف، موٹے اور توانا تھے، میرے بچپن میں ڈاڑھی میں مہندی لگاتے تھے، مزاج میں حدت تھی، سردی میں بھی کبھی پیشانی پر پسینہ آتا تھا، خوش خوراک و خوش پوشاک تھے، بچپن میں قرآن شریف حفظ کیا پھر حافظ ظفریاب خاں کو سنایا، انہیں قرآن مجید ایسا پختہ یاد تھا کہ پورا قرآن مجید محراب میں سناتے حفاظ سنتے رہتے کہیں متشابہ نہیں لگتا تھا، قرآن مجید سے انہیں بہت شغف تھا تجوید سے قرآن نہیں پڑھا تھا، لیکن ان کے مخارج ٹھیک تھے اور پڑھتے رہتے تھے، قرآن مجید سے انہیں سیری نہیں ہوتی تھی۔

خوشنویسی:۔ منشی بہاری لال جی اور ان کے چھوٹے بھائی منشی ہیرالال جی سے خوشنویسی سیکھی تھی۔ خط پختہ و پاکیزہ تھا بطور پیشہ اس فن کو کبھی نہیں اپنایا تھا لیکن فن کو قابو میں کیا ہوا تھا، بڑھاپے میں بھی ان کی مشق جاری تھی۔

ابتداء میں ترپولیہ بازار جے پور میں دکان پر سوداگری کرتے تھے، غالباً ۱۹۳۰ء میں دکان چھوڑی اور قرآن مجید کی خدمت میں لگ گئے ۱۹۳۰ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام جے پور سے ایسے وابستہ ہوئے کہ آخر دم تک بچوں کو قرآن مجید پڑھاتے اور حفظ کراتے رہے، فارغ اوقات میں گھر پر بھی یہی مشغلہ تھا، خاندان کے بچوں بچیوں کو قرآن اور اردو فارسی پڑھاتے لکھنا سکھاتے تھے، اور خود بھی خوشنویسی کی مشق کرتے رہتے تھے، موصوف نے مدرسہ سے وابستہ رہ کر قرآن مجید کی ایسی خدمت کی کہ کم کسی کو نصیب ہوگی۔

جوانی میں رنگین مزاج تھے ستار بجاتے تھے، اور دل بہلاتے تھے، میں نے بچپن میں انہیں ستار بجاتے دیکھا تھا، لیکن (التائب من الذنب کمن لا ذنب له) جس نے گناہ سے توبہ کی اس نے گویا گناہ کیا ہی نہیں کا مصداق تھے۔ بہت وضع دار بزرگ تھے دوستوں اور ان کی اولاد کے حقوق کی بھی رعایت کرتے تھے ہر ایک کے دکھ درد میں کام آتے، صلہ رحمی ان کا شعار تھا سب قرابت داروں کا خیال رکھتے تھے سب سے ملتے، سب کی خدمت کرتے تھے، ان کی شخصیت بہت بارعب تھی، چھوٹا بڑا ہر ایک ان کا ادب و

لحاظ کرتا۔ قرآن ان کے سینے میں نقش تھا ہر شخص ان کی تعظیم کرتا اور عزیز رکھتا تھا، طبیعت میں ایثار، مزاج میں انکساری تھی، کاموں کا تجربہ تھا بصیرت اچھی تھی ان گوناگوں صفات کی وجہ سے خاندان میں بڑوں کی موجودگی میں سربراہی انہی کو حاصل تھی سچ ہے۔ بزرگی بعقل است نہ بسال۔ غرض خاندان میں ہر مرض کی دوا حافظ جی تھے، ہم انہیں حافظ جی ابا کہتے تھے۔

حافظ جی ابا کے کوئی اولاد نہ تھی ان کی اہلیہ شکور آبی بی اور میری اماں بی حبیبا بی بی دونوں سگی بہنیں تھیں، میری سب سے بڑی ہمشیرہ عائشہ آپا اور میرے سب سے بڑے بھائی مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کو انہوں نے گود لیا تھا، عائشہ آپا کی شادی میری ولادت سے بہت پہلے ہوگئی تھی، اس لئے ان کو تو میں نے ان کے مکان میں رہتے نہیں دیکھا، ابا میاں کو چچا جان کہتے سنا ہے ابا میاں کو ان کے شوہر بھی چچا جان کہتے تھے، ممکن ہے اسی نسبت سے وہ بھی ابا میاں کو چچا جان کہتی ہوں مولانا نعمانی کو میں نے حافظ صاحب کے یہاں کھاتے پیتے رہتے سہتے دیکھا ہے لیکن ان کی زبان سے ہمیشہ ابا میاں کو ابا میاں کہتے ہی سنا اور دیکھا ہے۔

حافظ صاحب ہم سب کے مربی تھے ہمیں غصہ کے ذرا تیز لگتے تھے، مگر میں نے انہیں مولانا نعمانی یا بڑے بھائی مولانا عبدالعلیم ندوی صاحب پر کبھی خفا ہوتے نہیں دیکھا یا تو یہ دونوں سدا کے نیک تھے کہ ان کے خلاف مزاج کوئی بات نہیں کرتے تھے یا وہ از راہ شفقت ومحبت ان سے چشم پوشی کرتے تھے یا ہمارے سامنے ڈانٹنا خلاف مصلحت سمجھتے تھے، یا ان کی طرف سے مطمئن تھے، اللہ انہیں غریق رحمت کرے مجھ پر تو بہت ہی مہربان تھے پاپوش مبارک سے میری تواضع کرتے تھے کیا مجال ہے ابا میاں، اماں بی، یا کوئی چھڑائے یا ان سے دو لفظ کہے یا میری ہمدردی کرے، گھر میں ایک بڑی بوڑھی تھیں جنہیں ہم منی اماں کہتے تھے اور ابا میاں انہیں پھوپھی منی کہتے تھے اللہ انہیں جنت نصیب کرے ان سے نہیں دیکھا جاتا وہ بیٹھی صدا لگاتی کہ بہت پتھر دل ہے اس کے اولاد نہیں دوسروں کی اولاد کا اسے کیا درد ایسا مارے ہے توبہ توبہ کبھی چوک میں جوتے پڑتے تو وہی آکر چھڑاتی تھیں۔ ہائے وہ دوسروں کی اولاد کو کب مارتے تھے وہ تو اپنی اولاد سمجھ کر مارتے تھے ان کے یہاں دوئی کب تھی اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے وہ

میری خیر خواہی کرتے تھے، انہوں نے بہت کوشش کی کہ مجھے قرآن حفظ کرائیں لکھنا پڑھنا سکھائیں تجارت سکھائیں لیکن میں ایسا بدشوق اور نکما، نالائق واقع ہوا تھا کہ پٹتا تھا میری سسکیاں بندھ جاتی تھیں مگر سبق یاد ہی نہیں کرتا تھا سچ ہے۔ **تہی قسمت راچہ سود از رہبر کامل**

اپنی جہالت میں اضافہ ہی کرتا رہا ان کی عنایت و مہربانی کا یہ عالم تھا کہ وہ جب کہیں جاتے مجھے ساتھ لیتے، راستے میں سبق یاد کراتے، میلے ٹھیلے میں لے جاتے، کھیل تماشے دکھاتے، مٹھائی دیتے، دلجوئی ودلداری کرتے طرح طرح سے بہلاتے، وقت ضائع نہ ہونے دیتے، اپنی گرفت میں رکھتے، غیرت دلاتے مگر میری روش میں فرق نہیں آتا، میں نہیں کہہ سکتا کہ انہیں میری اس روش سے کیسا کچھ دکھ پہنچا ہوگا اور میں نے انہیں کتنا آزردہ کیا ہوگا، ان کی برداشت وخیر خواہی دیکھئے، اور میری بدخواہی ملاحظہ فرمائے، میں انہیں دل میں کوستا، اللہ معاف کرے ایسے ناصح ومشفق کو کیا کچھ دل میں کہا ہوگا میری کیفیت بالکل ایسی ہی تھی جیسا قرآن نے کہا ہے۔ (**ولکن لا تحبون الناصحین**) تم خیر خواہوں کو نہیں چاہتے، اللہ تعالیٰ انہیں ان کی دلسوزی و ہمدردی کا اپنی شایان شان بدلہ دے وہ کیسے شفیق ومحسن تھے اور ہم کیسے نالائق و ذلیل۔ **اللھم اغفرلہ و وسع مدخلہ وارحمہ، واجزہ عنا خیر الجزاء.**

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے میری نالائقی وبدشوقی کو دیکھ کر معلوم نہیں بارگاہ الٰہی میں میرے لئے کس درد واخلاص ودلجمعی سے دعائیں کی ہونگی کہ میں اس لائق ہوسکا کہ آج ان کے متعلق دو لفظ لکھ سکا ورنہ اس کے سرچشمہ وفیض سے کتنے بندگان خدا سیراب ہوئے یہ سعادت کس کے حصہ میں آئی۔ **اللھم واعف عنہ وارفع درجتہ، واجعل الفردوس منزلہ۔**

میں جب ۱۹۴۲ء میں حیدرآباد دکن سے آیا، منشی کیا اور عربی پڑھنے لگا تو ایسے پیار سے مجھے اچھے میاں کہہ کر یاد فرماتے کہ دل پسیجنے لگتا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی مراد بر آئی جو چاہتے تھے وہ پالیا باتیں اس انداز سے کرتے جیسے کوئی اپنے بڑے سے کرتا ہے، میں ان کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر دل میں پشیمان ہوتا اللہ اکبر کیا اخلاص وللّٰہیت تھی۔

بہت نفاست پسند تھے ان کا کمرہ اور بسترہ نہایت صاف اور ستھرا رہتا ہر چیز قرینہ سے جگہ پر رکھی ہوتی

تھی کمرے کی دیواروں پر طغرے آویزاں تھے قرآنی آیات وسبق آموز وعبرت انگیز اشعار سے جو نامور خوشنویسوں کے لکھے ہوئے تھے، کمرہ سجا ہوا تھا یہ چیزیں ہر آنے والے کے قلب ونظر کو اپنی طرف کھینچتی تھیں، سرہانے گھنٹہ لٹکا ہوا تھا اس کے پاس ایک وصلی پر ان کے ہاتھ سے یا کسی خوشنویس کے قلم سے نہایت خوش خط حسب ذیل شعر لکھا ہوا تھا۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی　　　گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

ان کا ذکر بھی مولوی احترام الدین شاغل عثمانی مرحوم نے اپنی کتاب ''صحیفۂ خوشنویساں میں حسب ذیل الفاظ میں کیا۔

حافظ عبدالکریم :۔ جے پور وطن تھا۔ بساط خانہ کی تجارت کرتے تھے، منشی احسان الٰہی نارنولی کے شاگرد تھے اور عبدالرحیم خاطر کے برادر کلاں، صرف خط نستعلیق لکھتے تھے، خفی وجلی دونوں کی یکساں صفائی وشان تھی۔ جے پور میں انتقال ہوا۔

وفات :۔ آخری وقت برادر محترم آغا بھائی سورۂ یٰسین سنا رہے تھے کہ ایک جگہ متشابہ لگا تو دوبارہ پڑھنے کا اشارہ کیا اور جب صحیح پڑھا بس آخری ہچکی آئی اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مادۂ تاریخ وفات

حافظ فرقان مجید محمد عبدالکریم (۱۹۴۶ء) علامہ روزگار حافظ عبدالکریم (۱۹۴۶ء)

حافظ عبدالکریم (۱۳۶۶ھ) (۱۹۴۶ء)

محمد عبد الرحیم خاطر جیپوری

نام ونسب:۔ محمد عبد الرحیم بن محمد بخش بن بلاقی بن چراغ محمد بن ھمت رحمھم اللہ تعالیٰ۔

ولادت:۔ موصوف نے تقریباً اٹھتر ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی تھی اس حساب سے سال ولادت ۱۲۹۵ھ بمطابق ۱۸۷۸ء قرار پاتا ہے۔

حلیہ:۔ گول چہرہ، دراز قد، کشادہ پیشانی، کشادہ سینہ، چندیا پر تھوڑے تھوڑے بال، موٹی آنکھیں بھری اور لمبی ڈاڑھی گلابی رو اور ڈیل ڈول اچھا تھا، بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے، ماں باپ کے فرمانبردار اور لاڈلے تھے۔

تعلیم وتربیت:۔ ابا میاں نے حافظ ظفریاب خان صاحب رام پوریؒ سے قرآن شریف پڑھا تھا اور منشی تک مہاراجہ کالج جے پور میں تعلیم حاصل کی، اس کالج سے فارسی میں منشی کا امتحان بھی پاس کیا تھا۔(۱) ابا میاں کو اردو فارسی دونوں زبانوں میں اچھی دستگاہ حاصل تھی۔ زبان وادب کا ذوق ان کی فطرت میں ودیعت کیا گیا تھا، ان کے ادبی ذوق سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اردو فارسی ادب کا گہرا مطالعہ کیا تھا، عربی کی تحصیل کسی مدرسہ میں رہ کر نہیں کی تھی، انگریزی اور ہندی کی عبارت بھی لکھتے تھے جو ان کی زبان وادب سے طبعی مناسبت محنت وذہانت کی روشن دلیل ہے حافظہ ویادداشت اچھی تھی جو پڑھتے یاد رہتا تھا۔

---

(۱) شمس العلماء مولانا عبد الرحمٰن جے پوری:۔ صاحب مرأۃ الشعراء اور مترجم مقدمہ ابن خلدون جو دہلی کے مشن کالج میں عربی وفارسی زبان کے پروفیسر تھے اس میں ۲۰ برس پڑھایا تھا کراچی میں ۱۹۵۳ء میں انتقال کیا۔ یہ ابا میاں کے مہاراجہ کالج جے پور میں ہمسبق تھے۔ میں بھی مولانا نعمانیؒ کے ساتھ ان سے ملا تھا دراز قد وجیہہ خوبصورت وخوب سیرت تھے اردو وفارسی کے ادیب وشاعر اور ادب عربی کے بالغ نظر عالم تھے جے پور کے وہی ایسے عالم تھے جنہیں انگریزی سرکار نے شمس العلماء کے خطاب سے نوازا تھا۔

تلاوت قرآن وادعیہ ماثورہ:۔ انہوں نے قرآن مجید اگر چہ تجوید سے نہیں پڑھا تھا لیکن قرآن صاف اور خوش الحانی سے پڑھتے تھے اور مخارج بالکل درست تھے، ان کی قرأت میں درد وکیف اور دلکشی وجاذبیت تھی، وہ تلاوت شاہ عبدالقادر وشاہ رفیع الدین دہلوی کے اردو ترجمہ والے مصحف میں کرتے تھے، نماز میں جو رکوع اور سورتیں پڑھتے تھے ان کے معانی ومطالب سمجھتے تھے، اس لئے جب پڑھتے ان پر کیفیت طاری ہوجاتی تھی جس سے سننے والا بھی لطف اٹھاتا اور متاثر ہوتا تھا، وہ پارہ تبارک الذی کے علاوہ سورۃ التغابن، سورۃ یسٰین، سورۃ الطارق، سورۃ الحشر، سورۃ الصّف، سورۃ المنافقون، سورۃ الجمعہ، سورۃ یوسف، سورۃ لقمان وسورۃ الفتح عموماً نماز میں پڑھتے تھے، انہیں حدیثیں بکثرت یاد تھیں، حدیثوں کے سینکڑوں چھوٹے چھوٹے جملے انہیں زبانی یاد تھے، اسی طرح ادعیہ ماثورہ کا بیشتر حصہ انہیں یاد تھا۔ الحزب المقبول از بر تھی۔ نماز کے بعد دعاؤں میں ادعیہ ماثورہ پڑھتے تو بلند آواز سے پڑھتے تاکہ بچوں کے کان ان دعاؤں سے مانوس ہوجائیں، اور یہ دعائیں انہیں بآسانی یاد ہوسکیں، کھانا کھانے کے بعد کی دعا، مسجد میں داخل ہونے اس سے نکلتے وقت کی دعا، سوتے وقت کی دعا ہمیں ان کے زور سے پڑھنے سے یاد ہوئی تھیں۔

شعروشاعری:۔ طبیعت موزوں پائی تھی، شعروادب سے طبعی مناسبت تھی، زبان وادب کا ذوق پاکیزہ وبلند تھا، اردو فارسی کے نامور شعراء کے ہزاروں شعر انہیں زبانی یاد تھے، برمحل پڑھتے تھے، گاہ بگاہ خود بھی شعر کہتے اور خاطر تخلص کرتے تھے، چنانچہ شاغل عثمانی نے موصوف کا تذکرہ صحیفۂ خوشنویساں میں کیا ہے نمونۂ کلام ہدیہ ناظرین ہے۔

حمد

حمد کے لائق تو ہی کرتا رہے — تو نے ہی پیدا کیا سنسار ہے
کرتا ہے تو عیب پوشی خلق کی — نام تیرا ساتر و ستار ہے
رحم کرتا ہے تو ہی اور تو ہی قہر — ہے تو ہی رحمان، تو ہی قہار ہے

عمر گذری ہے گنہ کرتے مجھے میں ہوں عاصی اور تو غفار ہے
ہوگی طے کس طرح راہِ پُل صراط سر پہ عصیاں کا بہت سا بار ہے
کچھ نہ کی نیکی اے خاطر جزبدی اس کی رحمت پر ہی بیڑا پار ہے

(مطبوعہ غنچۂ نو بہار مطبع ابوالعلائی، آگرہ۔۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء/۱۹۶۱ء بکرمی ہندی۔ص ۲۹،۲۸)

نعت

سلامُ اللہ وصلّی اللہ اے فیضانِ ربّانی تری صورت سے ظاہر ہے مکرم رحم و رحمانی
ترے دربار اقدس میں ہر اک کو باریابی تھی نہ پہرہ تھا، نہ چوکی تھی، نہ حاجب تھا، نہ دربانی
تری وہ شان ارفع ہے کہ جبریلِؑ امیں جیسے کیا کرتے تھے آ آ کر خوشامد سے مگس رانی

خدا توفیق دے تم کو تو اے خاطر کبھی تم بھی
شریکِ بزمِ اقدس ہو کے کرلو قلب نورانی

(مطبوعہ ''مظہر معرفت''، طبع شدہ ۱۹۳۵ء بحوالہ تذکرۂ شعرائے جے پور۔ص ۳۶ مرتبہ احترام الدین شاغل)

نعت

ملا ہے تجھ کو پٹّہ دوجہاں کی پاسبانی کا بجاتا ہے دوعالم ڈنکہ تیری شہنشاہی کا
گرے بے ہوش ہو کر طور پر حضرت کلیم اللہ کھلا پھر بھی نہ کچھ عقدہ انہیں رازِ نہانی کا
برہمن ہوگیا مومن، شجر آیا، حجر بولا بیاں کیا ہو سکا مجھ سے تری مُعجز بیانی کا
ہوا منظور جب شاہِ دوعالم کو وصالِ حق نہ رہنا پھر پسند آیا انہیں اس دارِ فانی کا
یہ نعتِ احمدِ مرسل ہے اے خاطر، ادب سے لکھ ملے گا حشر میں ثمرہ تجھے اس جاں فشانی کا

(مطبوعہ غنچۂ نور بہار مطبع ابوالعلائی، آگرہ۔۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء/۱۹۶۱ء، بکرمی ہندی۔ص ۲۹،۲۸)

(مطبوعہ غنچۂ نور بہار مطبع ابوالعلائی، آگرہ۔ ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴/۱۹۶۱، بکرمی ہندی۔ ص ۲۸، ۲۹)

نعت بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم (بزبان فارسی)

اے شہنشاہ جمال واے کمالِ دلبری — وے شہِ خوبانِ عالم، سرورِ پیغمبری

ہر دو عالم جاں نثارِ نرگس شہلائے تو — نرگسِ بیمار کے آرد بچشمت ہمسری

خادمِ درگاہِ والائے تو جبریلؑ امین — عاشقِ شیدائے تو جن و بشر حور و پری

جلوۂ معراج تو اندر مکان ولا مکاں — از ملک ہم بہتری از انبیاء شُد برتری

حضرتِ موسیٰ کلیم اللہ شُد برکوہ طُور — تو کلیم اللہ شدی بر عرشِ خاصِ داوری

قم باذنی و انا الحق خود ازیں جا گفتہ اند — در دلِ منصور سمشی کردۂ جلوہ گری

ایں تمنا دار خاطر از خدائے لایزال — بہر خلّاقِ جہاں برسُوئے عاصی بنگری

آخری نظم

اے مری اردو زبان اللہ رے تیری یہ دھوم — کابل و زابل مدینہ اور مکہ شام و روم

جرمن و امریکہ جاپان وفرانس واندلس — سب جگہ پر بولتے ہیں تا بہ لندن بالعموم

قائدملت(۱) نے تیرا خود کیا تھا انتخاب — جانتے تھے گو زبانیں اور بھی عالی جناب

سندھی پنجابی بلوچی بنگلہ وانگلش بھی سب — سب کی سب موجود تھیں پیش نظر زیر نصاب

تیرے سر سہرا بندھا اور تو ہی سرکاری ہوئی — اوج پر اردو ترے بنگالی اب حاسد ہوئی

رشک آتا ہے اسے اب ہائے میں سوکن بنوں — کیونکہ یہ تو سب جگہ جاری و ساری ہوئی

شور و غوغا اب مچاؤ تاکہ ہووے کچھ فساد — ہے یہی بنیاد بنگلہ دیش کی اے خوش نہاد

یہ اشعار بالکل آخری ایام کے ہیں۔ جب کہ بنگالی اور اردو زبان کے درمیان تنازعہ پیدا ہو گیا تھا۔

(۱) قائدملت لیاقت علی خان شہید مرحوم وزیر اعظم پاکستان۔

خوشنویسی:۔ نامور خوشنویس منشی ہیرالال مونس بہار گو آنجہانی سے سیکھی تھی، خط پاکیزہ و پختہ تھا نوک پلک، کشش اور دائرے دیکھنے کے لائق تھے، اس فن کو شوقیہ سیکھا تھا، پھر اسے بھی کسب معاش کا ذریعہ بنایا، فن خوشنویسی میں انہیں کمال حاصل تھا، خط نسخ و نستعلیق کے استاد تھے، خط غبار و شفیعہ کیا ہر نوع کا خط لکھنے پر قادر تھے، انگریزی ہندی لکھنے پر بھی پوری قدرت حاصل تھی، جلی و خفی دونوں خط بلا تکلف خوب لکھتے تھے، ان کے نوشتے پر کسی شاعر کا حسب ذیل شعر صادق آتا ہے۔

قابل دید اس کی ہے ندرت　　　نظر آتی خدا کی ہے قدرت

ان کے قطعات و وصلیاں دیکھئے مرصع نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہیں، حرفوں کی ساخت اوران کے جوڑ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے جواہر جڑے ہوئے ہیں۔

کاتب نرا نہیں ہے مرصع نگار ہے　　　حرفوں کو کیا کہوں جو جواھر جڑے نہیں

وصلیوں پر اردو فارسی کے عبرت انگیز و سبق آموز اشعار لکھتے تھے جن سے ان کے پاکیزہ مذاق، للّٰہیت و دین سے شیفتگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جس میں بعض بطور گلے ازگلزارے۔ مرقع رحیمی میں ملاحظہ فرمائیں۔

موصوف نے خوشنویسی کے فن میں ایسی بصیرت پیدا کی تھی کہ نامور خوشنویسوں اور ماہر خطاطوں کے قطعوں اور وصلیوں کو ان کے دستخطوں کے بغیر ایک نظر دیکھتے ہی طرز خط سے پہچانتے اور اساتذہ فن کے نوشتوں کے مابین فرق و امتیاز کو بتاتے تھے، ان کے طرز نگارش و خصوصیات قلم کو خوب جانتے تھے فرماتے تھے یہ عبدالرشید دیلمی کا قلم ہے یہ میر پنجہ کش کا لکھا ہوا ہے۔ یہ آغا مرزا کی تحریر ہے، یہ اعجاز رقم کا شاہکار ہے، یہ پروین رقم کا نوشتہ ہے۔

ایسے ارباب بصیرت اور اساتذۂ فن متحدہ ہندوستان میں معدودے چند تھے، جے پور میں ان کا اس فن میں کوئی ہمسر نہ تھا، حیدرآباد دکن میں ان کا سارا وقت دفتر میں پورا ہو جاتا تھا، فن کے مظاہرہ کا وہاں کوئی موقعہ نہ تھا، ساری عمر جے پور میں گوشۂ گمنامی میں بسر ہوئی اس لئے ان کی شہرت پورے ہندوستان

میں نہ ہوسکی۔

شادی:۔ والدین نے ان کی شادی ان کے بڑے بھائی حافظ محمد عبدالکریم صاحب کے ساتھ کی تھی دو حقیقی بھائیوں کو دو حقیقی بہنیں شکوراً بی بی اور حبیباً بی بی بیاہی گئیں۔

دکان:۔ غالباً ۱۹۰۰ء میں کسب معاش کی خاطر ترپولیہ بازار میں نواب فیاض علی خان صاحب کی حویلی کے نیچے بساط خانہ کی ایک دکان کی تھی، یہ دکان کیا تھی جے پور کی نامور شخصیات کی بیٹھک اور چھوٹی موٹی علمی اکیڈمی تھی، یہاں سوداگری و کتابت کی جاتی اور خوشنویسی سکھائی جاتی تھی، علمی چرچا رہتا تھا سہ پہر کو یہاں علماء، شعراء، صوفیا اور ہندوستان کے مشاہیر اہل علم جن کا ورود جے پور میں ہوتا آتے تو علمی گفتگو شعر و سخن کی باتیں ہوتیں لطیفے بیان ہوتے تاریخی واقعات معرض بحث میں آتے تھے۔ جے پور میں یہی اس دکان کی وہ خصوصیات تھیں جن میں یہ سب سے ممتاز و یکتا تھی۔

میں نے بچپن میں صوفی ہدایت علی نقشبندی رامپوری مولانا قدیر بخش بدایونی صدر مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام المتوفی ۱۹۵۲ء(۱) مولانا بدرالدین سہوانی داماد مولانا شبیر احمد سہوانی، حافظ حمید اللہ پیش امام جامع مسجد جے پور حامد حسن خان ان کے بڑے بھائی حامی الدین خاں رامپوری، مولانا حیدر حسن خان شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ(۲) برادر خورد مولانا محمود حسن خان ٹونکی صاحب معجم المصنفین، سید طلحہ پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور اور ہندوستان کے نامور لغوی ادیب مولانا ابوعبداللہ محمد سورتی المتوفی ۱۹۴۴ء جیسی نادرۂ روزگار ہستیوں اور پاکیزہ نفوس کو گفتگو کرتے دیکھا اور بھی شخصیات تھیں جن کی صورتیں یاد ہیں نام حافظہ میں محفوظ نہیں۔

ایک زمانے میں اس دکان پر اہلحدیثوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے، ابا میاں دیندار و خداترس انسان تھے، حافظ یوسف مرحوم صاحب حقیقۃ الفقہ آتے انہیں حدیثیں سناتے دکھاتے کہتے یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے اسے مسلم نے نقل کیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا مسلک اس حدیث کے سراسر خلاف ہے، انہیں حدیثیں سننے کے بعد مجال سخن نہ تھی سر تسلیم خم کرتے اور عمل پیرا ہوجاتے ان کی یہ کیفیت تھی۔

اگر بخشے زہے قسمت، نہ بخشے تو شکایت کیا

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔

بچپن میں ابا میاں کو رفع یدین کرتے اور بلند آواز سے آمین کہتے دیکھا تھا، یہ اسی کا اثر تھا، اس دور میں ان پر اہلحدیثوں کا رنگ چڑھا ہوا تھا چنانچہ حافظ یوسف کی کتاب حقیقۃ الفقہ کی کاپی ابا میاںؒ نے لکھی تھی، اس کے آخر میں ایک قطعہ میں اس کی تاریخ طبع چھپی ہے فرماتے ہیں۔

اس سے ان کی حدیث وسنت سے گرویدگی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے بھائی جان (مولانا نعمانیؒ) نے دوران تعلیم دکان پر جب اہل حدیث کے دلائل کو سنا اور ابا میاں کو حنفیہ کا مسلک جن احادیث وآثار پر مبنی تھا، ان سے آگاہ کیا، انہوں نے حافظ یوسف کو وہ حدیثیں دکھائیں بتائیں دونوں طرف سے احادیث کا تبادلہ ہونے لگا جس طرح شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے جواب نے ان کے بھتیجے شاہ اسماعیل شہیدؒ کو لاجواب کیا تھا کہ ایک مردہ سنت پر عمل کرنے سے سو شہیدوں کا اجر اس وقت ملتا ہے جب اس کے مقابلے میں کوئی دوسری سنت موجود نہ ہو یہاں دوسری سنت آہستہ آمین کہنے اور رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی موجود ہے یہ بات جب ابا میاں کے علم میں آئی، انہوں نے دونوں باتیں چھوڑ دیں۔(۱)

امیر دیر وحرم سے الگ جو جاتے ہیں وہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتے ہیں

یہ دکان جس کی حیثیت ایک مجلس علمی (Academi) کی تھی اس نے مولانا نعمانیؒ کو مناظرانہ ادب کے مطالعہ پر مائل کیا انہوں نے احناف کی کتابوں کو غائر نظر سے دیکھا ان کی بالغ نظری اور تفقہ کے قائل ہو گئے اسی تعلق سے وہ اپنے آپ کو نعمانی لکھتے ہیں۔

(۱) اہل حدیث اور ظاہریہ میں فقہی بصیرت وگہرائی نہیں ہے اس لئے یہ (امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ) کے مسلک سے گریز کرتے اور شاذ حدیثوں پر عمل کر کے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتے ہیں۔

یہ دکان ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق تھی اس سے گھر کا خرچ چلتا اور ان کے علمی ذوق کی تسکین ہوتی تھی اس لئے انہوں نے ۱۹۴۲ء میں دکان اس وقت چھوڑی جب ان کی آنکھیں جواب دے رہی تھیں اور اس پر بیٹھنے والا کوئی نہیں رہا تھا، یہ دکان جے پور میں بیالیس ۴۲ برس تک اہل علم کی بیٹھک رہی اور یہاں علم کا چراغ روشن رہا۔

مطبع رحیمی :۔ ابا میاں کے استاد منشی ہیرالال جی نے غالباً ۱۹۰۰ء میں ایک پریس اپنے نام پر (ہیرالال پریس) ترپولیہ بازار میں قائم کیا تھا۔ جس سے ہندی اور فارسی کی متعدد کتابیں شائع کی گئی تھیں، اُپنشد اور داراشکوہ کی "سرِ اکبر" اس پریس میں اشاعت پذیر ہوئی تھیں، منشی ہیرالال جی کے مرنے کے بعد ۱۹۲۱ء میں اس پریس کو ابا میاں نے خریدا، اور اس کا نام رحیمی پریس (مطبع رحیمی) رکھا یہ ترپولیہ بازار میں نواب صاحب کی حویلی کے سامنے واقع تھا، اردو کی بعض کتابیں اس پریس سے شائع کی گئی تھیں، مرآۃ الانساب، مولفہ ضیاء الدین امروہوی جس کی کاپی بھی ابا میاں نے لکھی تھی، ۱۹۳۵ء میں اس پریس میں پندرہ ہزار کی تعداد میں سفید اور حنائی کاغذ پر طبع کی گئی تھی، میں نے بچپن میں وہ پتھر دکان اور گھر پر دیکھے تھے۔

اس دور میں جن پریسوں نے جے پور میں اردو کی خدمت کی ان میں رحیمی پریس کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، انہی وجوہ سے شاغل جے پوری نے اس پریس کا تذکرہ اپنی کتاب "صحیفۂ خوشنویساں" میں کیا ہے۔

دفتر معجم المصنفین سے وابستگی :۔ ۱۹۳۸ء میں جب مولانا محمود حسن خان ٹونکی (۱) کی تالیف معجم المصنفین (جو عربی زبان میں ان علماء اسلام کے تذکرہ وتراجم پر مشتمل ہے جن سے کوئی تصنیف وتالیف یادگار ہے) کی تدوین وترتیب نو کے لئے حیدرآباد دکن میں دائرۃ المعارف العثمانیہ کے زیر انتظام دفتر کا قیام عمل میں آیا اس میں مولانا نعمانی اور ابا میاںؒ کا تقرر بھی ہوا موصوف نے کم وبیش چھ ۶ برس یہاں کام کیا

---

(۱) ولادت تقریباً ۱۲۷۸ھ۔ انتقال ۱۳۶۶ء یہ مولانا حیدر حسن خان صاحب سے چار برس بڑے تھے۔

اور ۱۹۴۴ء میں حج پورا آگئے۔

اخلاق وعادات:۔ اخلاق وعادات ایسی تھیں کہ ہر شخص ان سے مل کر خوش ہوتا کبھی کسی کو ان سے شاکی نہیں پایا۔ جواحباب واہل علم دکان پر آتے نہایت خندہ پیشانی سے انہیں خوش آمدید کہتے خوش اخلاقی و انکساری سے باتیں کرتے خود بھی ہنستے اوران کو بھی ہنساتے تھے۔

شفقت ومحبت:۔ وہ بہت نرم دل ونہایت شفیق تھے اولاد پر بہت شفقت فرماتے تھے آیت شریفہ

یاایھاالذین آمنو اان من ازواجکم واولادکم عدوالکم فاحذروھم وان تعفواوتصفحووتغفروافان اللہ غفورالرجیم۔

(آیت نمبر ۲۴ سورۃ التغابن)

اے لوگوں جوایمان لائے ہو،تمہاری بیویوں اورتمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں،ان سے ہوشیار رہو،اورتم عفوودرگذر سے کام لواور معاف کردوتو اللہ غفوررحیم تمہارے مال اورتمہاری اولادتوایک آزمائش ہیں اوراللہ ہی ہے جس کے پاس بڑااجر ہے۔

اس آیت پرعمل کرتے تھے، بڑے سے بڑانقصان کرتے کچھ نہ کہتے،خفانہیں ہوتے ہاتھ لگاناجانتے نہ تھے مارنا پیٹنا آتا نہ تھا۔بہت پیارمحبت سے باتیں کرتے،اورساتھ بٹھاکرکھلاتے تھے،ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانے میں مزہ آتاتھا،ادلے کی بوٹیاں،گودے والی نلیاں،گردے اورسینے کی کڑیاں مجھے بہت پسند تھیں۔ فرماتے بیٹے کھاؤروٹیوں میں گھی لگواتے،دکان سے تشریف لاتے،مجھے کندھوں پربیٹھاکرلاتے،راستے سے مٹھائی کے دونے دلواتے جن سے صبح کاہماراناشتہ ہوتاتھا۔

اللھم الرحمھما کمار بیانی صغیرا (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر۲۴)

ترجمہ:۔ پروردگارعالم ان پررحم فرما،جس طرح انہوں نے رحمت وشفقت کے ساتھ مجھے پالاتھا۔

صبروشکراوررضابالقضاء:۔ وہ بہت ہی صابروشاکر تھے،جوان بیٹی ہاجرہ کاانتقال ہوابعض لڑکے اورلڑکیاں بچپن میں مرگئیں،صبرکیا،اماں بی سے سناتھا کہ پیارے میاں کاجب انتقال ہوا،بہت دل

گرفتہ ہوئے اور دعا کی! بارالہی بہتر نعم البدل عطا فرما۔اس کے بعد میں پیدا ہوا۔ آنکھیں جیسی نعمت چھن گئی، پڑھنے لکھنے سے جاتے رہے، دنیا تاریک ہوگئی، گھر پکڑلیا کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں آیا، میری والدہ ماجدہ جوان کا ہر طرح خیال رکھتی تھیں، جب انتقال کرگئیں، دم نہ مارا۔ان کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا اس کی رضا پر راضی اور ہر حال میں شاکر رہے، یہی شان عبدیت ہے، یہ اونچا مقام ہے۔

تحمل وبرداشت:۔تحمل و برداشت کے پیکر تھے، خلاف مزاج بات پر انسان کو جلد غصہ آجاتا ہے، بعض اوقات اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مشکل ہوتا ہے، عزت نفس ہر ایک کو عزیز ہوتی ہے، اس پر جب بن آتی ہے انسان جان کی پرواہ نہیں کرتا، برسرعام مجمع میں کسی شریف کو برا بھلا کہنا گالیاں دینا اور اس کا سب کچھ سننا کچھ نہ کہنا، انتقام کی قدرت کے باوجود خاموش رہنا اور اپنوں کو بھی خاموش رہنے کی تاکید کرنا بہت برداشت ہے، ایک بار میں نے دیکھا کہ ان کے عزیز اور چھوٹے نے انہیں گالیاں دیں، انہوں نے اس کے ارمان نکلنے دیئے، یہ انہی کا ظرف تھا۔

جگر میں چٹکیاں لیتے ہیں وہ دل کو مسلتے ہیں
جو کچھ کہئے تو کہتے ہیں میرے ارماں نکلتے ہیں

ایک مرتبہ غالباً ۱۹۴۶ء میں مظفر میاں انہیں بتائے بغیر میرے پاس دیوبند آگئے جواں سال جگر گوشہ جو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتا ہو اس کا گھر میں اطلاع کیئے بغیر پردیس چلے جانا کیا کچھ ماں باپ کی پریشانی، رنج وناراضگی کا موجب ہوگا اس امر کا اندازہ ایک باپ ہی کرسکتا ہے۔

اس نے جب مجھے یہ بات بتائی، میں نے اسے جلدی واپس بھیجا، یہ جب ان کے پاس پہنچا اس سے یہی کہا، شاباش بیٹا شاباش۔ان کا یہ طنز بھی بہت شفقت آمیز تھا، مقصد یہ تھا، ہائے کوئی ایسا کام کرتا ہے، طنز بہت لطیف کرتے تھے، جو شئی لطیف سے بہرہ ور ہوتا ہے وہی اس سے لطف اٹھاتا ہے، یہ اسلوب شفقت ومحبت کی وجہ سے اختیار کیا تھا کچھ اور کہتے تو اس کا دل آزردہ ہوتا اور اسے آزردہ پاتے خود بھی آزردہ ہوتے، خاموش ہوگئے۔

جگر کو داغ، کلیجے کو زخم، دل کو ملال جناب عشق نے بھیجے ہیں ارمغاں کیا کیا

اماں بی:۔ بہت بھولی بھالی، سیدھی سادھی خاتون تھیں، ہیرا پھیری، چالاکی جانتی نہ تھیں ابا میاں کے خلاف مزاج کوئی بات ہو جاتی، ان پر خفا ہو جاتے تھے، میاں بیوی میں اس قسم کی نوک جھونک ہو جاتی ہے۔

ایثار و سخاوت:۔ طبیعت میں سخاوت تھی کوئی فقیر دکان پر آتا کہتا اللہ کے نام پر دو جو ہوتا دیتے، ورنہ معذرت کرتے، مجھے یاد ہے، ایک مرتبہ گھر میں آٹا نہ تھا دکان سے واپسی پر آٹا گھر لانا تھا تاکہ گھر میں چولھا جلے، اور روٹی پک سکیں، راستہ میں فقیر ملا، اس نے کہا، میں فاقہ سے ہوں، اللہ کے نام پر دو، جو پاس تھا اسے دے دیا اور خالی ہاتھ گھر آ گئے۔

ویو ثرون علی انفسھم اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی
ولو کان بھم خصاصہ (سورۃ الحشر آیت نمبر ۹) جگہ خود محتاج ہوں۔

دکان سے جو لاتے گھر میں دیتے یا راہ خدا میں، پاس کچھ نہ رکھتے تھے، اللہ پر توکل تھا۔ فرماتے تھے جس نے صبح دیا وہ شام کو بھی دے گا پھر حدیث پڑھتے۔

تغدو اخما صا و تروح بطانا پرندے صبح خالی پیٹ بھوکے نکلتے ہیں اور شام پیٹ بھرے لوٹ جاتے ہیں۔

خودداری و بے نیازی:۔ طبیعت میں خودداری و غیرت اور مزاج میں بے نیازی تھی، زندگی میں انہیں اولاد سے کوئی مالی فائدہ نہیں ہوا، نہ انہوں نے کبھی کسی سے کوئی توقع رکھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب ذیل دعا ان کے ورد زبان رہتی تھی۔

اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک اے اللہ حرام کے بدلے تو مجھے بقدر حاجت حلال
و اغنی بفضلک عمن سواک روزی عطا فرما اور اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر۔

انہوں نے خوب کمایا اور خرچ کیا ان کے جب تک ہاتھ پاؤں چلتے رہے قرض لیا تو ادا بھی کیا

جب گھر بیٹھ گئے پھر اپنی اولاد سے بھی کسی کام کے لئے نہیں کہا نہ کسی قسم کی خدمت لی، ان کا اصول ہی یہ تھا۔۔۔ دیکھو اپنی بات اپنے ہاتھ ہے۔انہوں نے اپنے اخلاص وصدق نیت کو کبھی مجروح نہیں کیا۔ ان اجری الا علی اللہ اللہ ہی اجر دے گا پر نظر رکھی۔

وعدہ کی پاسداری و پابندی:۔ وعدہ کرتے نبھاتے، وقت دیتے پابندی کرتے، کوئی کچھ لکھواتا جو وقت کسی کو دیتے اس کا کام وقت سے پہلے تیار کر کے رکھتے، وہ وعدہ خلافی سے بچتے تھے، کسی کو شکایت کا موقعہ نہیں دیتے کسی وجہ سے تاخیر ہوتی، شرمسار ہوتے، وجہ بتاتے، معذرت کرتے تھے۔

قرض کی ادائیگی اور قرض داروں سے خاموشی:۔ تاجروں میں لین دین ہوتا ہے تجارت اس کے بغیر نہیں ہوتی ابا میاںؒ کا ابتدائی دور نہایت خوشحالی کا دور تھا، پریس تھا، دکان تھی، نوکر چاکر تھے، آمدنی خوب تھی، بیٹیوں کی شادی دھوم دھام سے کی دولت ٹھکانے لگی، پریس چھوٹا، دکان اور کتابت سے گھر کا خرچ چلنے لگا، سیر چشم تھے، خرچ خوب کرتے تھے، جو سامان لیجاتا روپے دینے میں ہیرا پھیری کرتا نوبت قرض کی آگئی، ادائیگی جب ہو جب قرض داردیں وہ لے لوٹ ہو گئے جن سے لیا تھا ان کی ادائیگی رہ گئی، دکان میں سامان گھٹنے لگا، آمدنی کم اور تنگ دستی بڑھنے لگی ۱۹۳۸ء میں مولانا محمود حسن خان ٹونکیؒ کی معجم المصنفین کی تدوین وترتیب نو کے سلسلہ میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن گئے، تو مجھے دکان پر بٹھایا گیا، میں لاابالی، نہ علم نہ تجربہ نہ ہر وقت کسی بڑے کی سر پر موجودگی، حافظ صاحبؒ نگرانی کرتے تھے، لیکن ان کے اوقات مقرر تھے مجھے کھلی چھٹی مل گئی اس طرح دکان کی بربادی میں جو کمی رہ گئی تھی وہ میرے ہاتھوں پوری ہوئی، حیدر آباد میں سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ہر ایک کا قرض ادا کیا جن پر قرض تھا انہیں دو چار بار یاددہانی کرائی، انہوں نے کچھ اثر نہ لیا، فرمایا ان کی نیت ادا کرنے کی نہیں، خاموشی اختیار کی تقاضا کرنا بھی چھوڑ دیا، اللہ مغفرت کرے کھا کر ہی مر گئے۔

تصوف وسلوک:۔ غالباً ۱۹۰۸ء میں سلسلہ نیازیہ نظامیہ چشتیہ میں مولانا محمد ابراہیم روحی ٹونکیؒ المتوفی ۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۹۳۶ء سے بیعت ہوئے انہی سے منازل سلوک طے کئے اور خرقہ خلافت سے سرفراز

ہوئے ،(۱) انکساری وفروتنی اور اخفاء حال طبیعت میں بہت تھا کسی کو یہ بھی نہیں بتاتے تھے کہ وہ کسی سے بیعت ہیں یا کسی صاحب نسبت بزرگ کے خلیفہ ومجاز ہیں نہ کسی کو بیعت کرتے تھے ،فرماتے تھے ،تصوف کا حاصل ،احکام شریعت کی بجا آوری کرتے رہنا اور کسی لمحہ یاد الٰہی سے غافل نہ رہنا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ بات کہنا آسان ہے اس پر عمل کرنا اسے نبھانا آسان نہیں ،وہ اپنے معمولات کے بہت پابند تھے ،نماز پنجگانہ مسجد میں جماعت سے ادا کرتے ،جلد مسجد جاتے اور کوئی کام نہ ہوتا تو دیر سے آتے تھے ،نماز بہت اطمینان سے پڑھتے تعدیل ارکان کا خیال رکھتے تھے ،جے پور میں دکان پر ہوتے تو ظہر وعصر نواب صاحب کی حویلی کی مسجد میں پڑھتے مغرب کا وقت راستے میں ہو جاتا تو کسی بھی مسجد میں پڑھ لیتے ،ورنہ عموماً مغرب عشاء اور فجر منھیاروں کی مسجد میں ادا کرتے تھے ،تہجد کا بہت اہتمام فرماتے تھے ،رات میں جلد سوتے اور آخر شب میں جلد اٹھتے تھے۔

حیدر آباد دکن میں صوفی صاحب سے شہرت کی وجہ: ۔ اللہ کی شان ہے انہوں نے جتنا اخفاء حال چاہا اتنی ہی ان کی شہرت وقبولیت ہوئی ۱۹۴۰ء میں جب میں ابا میاںؒ کے ہمراہ حیدر آباد دکن گیا تو معجم المصنفین کے دفتر میں ہر شخص کو انہیں صوفی صاحب قبلہ کے لقب سے یاد کرتے پایا یہ لقب میرے لئے اجنبی تھا ،میں نے اپنے ہوش میں کبھی ابا میاںؒ کو صوفی صاحب کہتے کسی کو نہیں سنا تھا کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ یہ دار الشفاء (بلدیہ حیدر آباد) کی مسجد میں تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے ،بجلی کڑکی یہ اس کی زد میں تھے ، اس کے گرتے وقت یہ ذرا جگہ سے ہٹے منارہ مسجد کا کنارہ اسی جگہ آکر سجدہ ریز ہوا۔

توڑی واعظ نے اگر گردن مینا ناسخ   مے پرستوں نے بھی مسجد کا منارہ توڑا

سچ ہے ، جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے ، ورنہ کبھی کے واصل بحق ہو گئے ہوتے صبح جب اس واقعہ کی شہرت ہوئی تو مولانا عبد القدوس صاحب ہاشمی ندویؒ نے انہیں صوفی صاحب قبلہ کہنا شروع کیا پھر کیا تھا اس لقب سے مشہور ہو گئے۔

تربیت: ۔ ابا میاں کی تربیت کا انداز نرالا تھا۔ راست کم ہی کچھ کہتے ،جب موقع پاتے ایسا انداز اختیار

کرتے کہ بات بچے کے ذہن میں نقش ہو جاتی، کہیں دو میں تکرار ہوتی، ایک دوسرے کو برا بھلا کہتا ہوتا، فرماتے جو کسی کو برا بھلا کہتا ہے ویسا ہی سنتا ہے، جو گالی دیتا ہے گالی کھاتا ہے، ذوق نے کیا خوب کہا ہے۔

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

کبھی صائبؒ کا مصرعہ پڑھتے۔

ایں زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

یہ کھوٹا سکہ تو جسے دے گا وہ تجھے لوٹا دے گا۔

دکان پر سائل وفقیر آتا رہتا تھا میں جانتا تھا کہ یہ روز آتا ہے پیشہ ور فقیر ہے، کہتا بابا آگے بڑھو، کبھی لہجہ بدل جاتا، فرماتے فقیر سے نرمی سے کہتے ہیں پھر آیت شریفہ پڑھتے۔

وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ جو مانگتا ہو اس کو نہ جھڑک۔

بچوں کی عادت ہوتی ہے، راہ چلتے جانور کو چھیڑتے مارتے ہیں، میں تھا ہی نالائق چھیڑ دیتا، فرماتے، جانور کو نہیں ستاتے اور یہ شعر سناتے۔

چہ خوش گفت فردوسی پاک زاد — کہ رحمت بر آں تربت پاک باد

میازار مورے کہ دانہ کش است — جاں دارد و جان شیریں خوش است

دیکھا گیا ہے بعض لوگوں کو بات بات پر غصہ آتا ہے، ذرا سی بات میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں، حدود کا خیال نہیں رکھتے، کسی کو طیش میں دیکھتے تو شاہ ظفر کا یہ شعر پڑھتے۔

ظفر ہرگز آدمی نہ جانئے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم وذکا

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

وہ فجر کے وقت مسجد جاتے ہمیں جگاتے، نماز پڑھو، ہم اٹھتے پھر پڑ جاتے نیند آتی سو جاتے، عشاء کی

نماز کے لئے اٹھاتے ،فرماتے نماز پڑھ کر سو جاؤ ،ایسی عادت ڈال گئے کہ فجر وعشاء بھولے سے بھی نہیں چھوٹتیں۔

وہ نہایت خاموشی واطمینان سے لڑکوں کے رجحان طبع کو دیکھتے تھے ان کا میلان علم کی طرف پاتے تو اس راہ پر گامزن رہنے دیتے چنانچہ مولانا نعمانی کی علم سے دلچسپی دیکھی اور مطالعہ کا شوقین پایا کوئی مداخلت نہیں کی بلکہ ان کی معلومات کو سراہا جن کتابوں کی فرمائش کی انہیں مہیا کیں دلائل سے خصم کو قائل کرنے پر ان کی حوصلہ افزائی کی لیکن جس بیٹے کا رجحان طبع کھیل کود کی طرف دیکھا اس کا ماحول بدلا دینی علوم کے لئے جگر گوشوں کو دیس سے پردیس بھیجنے میں بھی تامل نہ کیا چنانچہ مجھ سے بڑے آغا میاں (مولانا عبدالعلیم ندویؒ) جنہیں کشتی وکبوتر بازی کا شوق تھا جے پور سے سورت ڈابھیل بھیجا، جب علم کا شوق ہوگیا، انہیں مولانا حیدر حسن خاں شیخ الحدیث ندوۃ العلماء المتوفی ۱۳۶۱ھ کی خدمت میں پہنچایا انہوں نے ندوۃ العلماء لکھنؤ میں پڑھا اس نسبت سے ندوی لکھتے ہیں۔

میں نرا نکما، نالائق تھا گھر کے کم وبیش ہر فرد کی میرے بارے میں یہی رائے تھی، کہ یہ سرکش ونالائق ہے۔ اس لئے کہ میں کسی کی سنتا نہ تھا ہر ایک کے منہ آتا تھا، ایسے لڑکے کے بارے میں کب کوئی اچھی رائے رکھ سکتا ہے، اسے ہر شخص برا کہتا اور برا سمجھتا ہے، بقول ریاضؔ میری یہ کیفیت تھی۔

ریاض ان کو چھیڑا ہے تم نے ہم نہ مانیں گے

وہ تم کو کوستے ہیں جب تمہارا نام آتا ہے

جب میری نالائقی وسرکشی کی داستان سنی اور دکان دیکھی، مجھ سے کچھ نہیں کہا، بس کہا تو یہ کہا تم میرے ساتھ حیدر آباد چلو، مجھے کب تامل تھا، یہ غالباً ۱۹۴۰ء کا واقعہ ہے، ہم جے پور سے حیدر آباد دکن کو چلے، سفر سقر بھی ہے اور ظفر بھی، یہ سفر میرے لئے سقر ہی کا نمونہ تھا، بقول میرؔ۔

بس کے پہلے پہل کا تھا یہ سفر — آفتیں ساری آپڑیں سر پر

یہ دوسری جنگ عظیم کا زمانہ تھا ریل گاڑی کے ڈبوں میں ریل پیل بہت ہوتی تھی، آدمی مور وملخ کی طرح بھرے ہوتے تھے، تل دھرنے کو جگہ نہ ہوتی تھی، جس ریل گاڑی میں ہمیں سوار ہونا تھا اس ریل

گاڑی کے ڈبوں میں فوج براجمان تھی اسے سکندر آباد (حیدر آباد دکن) اترنا تھا، جوں توں کر کے باپ بیٹے ڈبے میں گھس گئے، نہ لیٹنے کی جگہ نہ بیٹھنے کا آرام، سفر لمبا مثل ہے سولی پر بھی نیند آتی ہے، میں سہارے سے نیند بھر کر سورہا مگر ابا میاں اللہ اللہ کرتے رہے اور اسٹیشنوں پر اتر کر نماز پڑھتے رہے انہیں نیند نہ آتی تھی نہ آئی، وہ بے کل ہی رہے، قہر درویش بر جان درویش اردو میں مثل ہے سفر اور سقر میں ایک نقطہ کا فرق ہے، اس کی حقیقت اسی سفر میں کھلی لیکن۔

یہ سفر میرے لئے وسیلہ ہے ظفر کا۔

یہ سفر میری زندگی کا ایسا موڑ اور ایسا سفر ہے جہاں سے میں جہالت سے تو نہیں نکل سکا لیکن جہالت کا احساس ہوا، اور میرے علمی سفر کا آغاز سمجھئے، اسی منزل سے ہوا۔ جس کا اس وقت مجھے شعور بھی نہ تھا، کسی عربی شاعر نے خوب کہا ہے۔

اتانی ھواھا قبل أن أعرف الھویٰ   فصادف قلبا فارغا فتمکنا

اس محبوبہ (علم) کی محبت اس وقت آئی جب میں محبت کو پہچانتا نہ تھا۔ اس نے دل خالی پایا تو دل میں جم گئی۔

حیدر آباد پہنچے تو دار الشفاء منزل میں اترے یہ مجمع المصنفین کا دفتر تھا، یہاں مجھے نورتن کا دربار ملا، نہایت شائستہ، مہذب، تعلیم یافتہ افراد کا مجمع دیکھا، کھانے کی نشست ہوتی، میر مجلس مولانا سید عبد القدوس ہاشمی ندویؒ ہوتے یہ بلا کے ذہین، سخن فہم، سخن سنج، فی البدیہ شعر کہنے والے ہر موضوع پر بولنے والے شگفتہ قلم، شگفتہ مزاج، مولانا عبد الرحمٰن چشتی ٹونکی، مولانا نعمانی، محمد رمضان کاتب، ڈاکٹر میر معظم علی علوی، زکریا مائل، علمی نکتوں، لطیفوں، ادبی چٹکلوں، سیاسی تبصروں سے مجلس باغ و بہار ہوتی تھی، اس ادارے میں نامور علماء ادباء و شعراء کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ماہر القادری یہاں آتے رہتے تھے بھائی صاحب کو گھیر گھار کر کبھی شطرنج کھیلنے لگتے تھے، اس زمانے میں محسوسات ماہر کی کتابت ابا میاں نے کی تھی۔

یہاں مجھے ابا میاں نے مولوی اسماعیل میرٹھی کی کتاب مکمل اردو پڑھائی، قرآن مجید پڑھایا، ایک ادھ بار کسی فاحش غلطی پر چٹکی بھی بھری تھی، یہ ابا میاں کی خفگی کی انتہا تھی، اللہ اکبر حدود شریعت کا کتنا لحاظ رکھتے تھے، پھر مدرسہ نظامیہ میں داخل کرایا۔

اس علمی مجلس نے مجھے شعر وسخن سے آشنا کیا میں کتب خانہ آصفیہ میں جاتا اور اردو شعراء کے دواوین نکلوا کر پڑھتا تھا، شعر سے طبعی مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے شعر گوئی نہ کر سکا لیکن نامور شعراء کے نام وکلام سے واقف ہوا۔

معلوم نہیں ابا میاں کی فراست ودانائی تھی یا باطنی تصرف تھا کہ وہ سمجھ گئے اسے علم کا نشہ چڑھا ہے جو مرتے دم تک اترتا نہیں، ع یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔

انہوں نے ڈیڑھ دو سال بعد ۱۹۴۲ء میں مجھے بھائی جان (مولانا نعمانی) کے ساتھ گھر بھیجا، فرمایا منشی کرو، بڑے بھائی (آغا میاں) کے ایک دوست مولانا شریف الحسن صاحب شیر کوٹی فاضل دیوبند جے پور میں سلاوٹوں کے محلہ میں قیام پذیر تھے، دار العلوم دیوبند کی طرف سے سفیر بن کر آئے تھے چندہ جمع کر کے مدرسہ دیوبند بھیجتے تھے، اور پنجاب یونیورسٹی سے منشی کے امتحان کے طلبہ کو تیاری کراتے تھے، ان کے پاس مجھے بٹھایا گیا، انہوں نے چھ ہفتوں میں تیاری کرائی، چمڑے کے بستہ بند کے پٹکے سے پٹائی کرتے تھے، گاہ بگاہ میری بھی ہوئی۔

ابا میاںؒ کی دعاء وتوجہ نے علم کی محبت دل میں ایسی بٹھائی تھی کہ یہ سختی بھی جھیل گئے، امتحان دیا ۱۹۴۲ء میں بزرگوں کی دعا سے کامیاب ہوا۔ حوصلہ بڑھ گیا بھائیوں کی رائے ہوئی کہ اسے منشی فاضل کرایا جائے، یا انگریزی پڑھائی جائے، فوری طور پر منشی فاضل کی تیاری میں لگا، تھوڑے دنوں بعد ابا میاںؒ حیدر آباد سے جے پور آ گئے، فرمایا عربی پڑھو، دینی تعلیم حاصل کرو، چنانچہ جہاں بڑوں نے پڑھا تھا، میں بھی وہیں پہنچا، مولانا قدیر بخش بدایونیؒ سے مدرسہ تعلیم الاسلام میں کافیہ تک پڑھا تھا کہ ابا میاںؒ نے بھائی جان (مولانا نعمانی) سے کہا اسے دیوبند بھیجو، یہ ندوۃ المصنفین کے رفیق تھے، لغات القرآن لکھ رہے تھے، انہوں نے حامد الانصاری غازی کو (جو قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند کے داماد تھے اور ندوۃ المصنفین چھوڑ کر دار العلوم کے دفتر اہتمام سے وابستہ ہو گئے تھے، خط لکھا داخلہ ہو گیا)۔ یہاں چھ برس شوال ۱۳۶۳ء سے ۱۳۶۹ھ مئی ۱۹۴۹ء تک علوم دینیہ کی تکمیل کی یوں ابا میاںؒ کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی بعد ازاں مولانا نعمانی کا ساتھ رہا اور ان کی تربیت وعلمی صحبت نے نکھارا اوروں سے بھی فائدہ پہنچا، لیکن ابا میاںؒ کی دعاؤں سے

علم کا چسکا ایسا لگا کہ میں اب تک تین مرتبہ دائیں آنکھ کا کورنیا corneaلندن جا کر تبدیل کرا چکا ہوں۔ لیکن پڑھنا لکھنا نہیں چھوٹتا، دن بغیر مطالعہ نہیں گذرتا۔اپنی جہالت کا احساس ہر لمحہ بڑھتا ہے اور علم کی جستجو رہتی ہے، جی نہیں بھرتا، رب زدنی علما۔میرے رب میرا علم بڑھاتا رہ۔

ابا میاں نے ہر موڑ پر کچھ اس انداز سے تربیت ورہنمائی کی کہ ان کی مراد برآئی اور ہم علمی راستے سے نہ بھٹکے اس ڈگر پر چلتے رہے، یہ انہی کی نیکیوں کا صلہ ہے۔

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

راج ہٹ، بالک ہٹ، تریا ہٹ، جوگی ہٹ، ایک مشہور مثل ہے، ان کی ضد کو طرح دیجاتے تھے، بھائیوں میں اختلاف ہونا خاص طور پر جہاں الفت ومحبت ہوتی ہے اختلاف ہو جاتا ہے، پھر خدانخواستہ مولویوں میں اختلاف ہو تو ہر طرف دلائل ہوتے ہیں، اور ہر ایک اپنے آپ کو بر سرحق سمجھتا ہے، ایسا کوئی موقعہ آتا تو کسی کی جانبداری نہیں کرتے، دونوں کو سمجھاتے پھر خاموشی اختیار کرتے، انہوں نے زمانہ دیکھا تھا، سمجھتے تھے وقتی جوش ہے، جاتا رہے گا، حالات معاملات سلجھا دینگے، آگے چل کر دونوں کو پشیمانی ہوگی، ایسا ہی ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوا۔

اخلاص وحسن عمل:۔ دین سے محبت اور علماء وصوفیاء کی صحبت نے ان کے قلب ونظر میں دین ایسا رچایا اور اس کی عظمت ایسی بٹھائی تھی، کہ وہ دینی تعلیم کی تحصیل اور اس کی خدمت ونشر علم کو حاصل زندگی سمجھتے تھے، ان کی دلی آرزو تھی، کہ میری ساری اولاد عالم بنے اور دین کی خدمت کرے ان کی کیفیت فقیہہ شمس الائمہ ابو محمد عبدالعزیز حلوائی بخاری المتوفی ۴۵۶ھ کے باپ احمد بن نصر حلوائیؒ کی سی تھی جو مٹھائی بیچ کر پیٹ نہیں بھرتے، علماء وفقہاء کو مٹھائی پیش کرتے ان سے دعا کی درخواست کرتے کہ میرا بیٹا بھی عالم وفقیہہ بن جائے، چنانچہ ان کے اخلاص نیت ودعا کی برکت سے ان کے بیٹے کو شمس الائمہ کا اعزاز ملا اس نسبت سے یہ حلوائی مشہور ہوئے ورنہ یہ تو فقیہہ تھے حلوائی نہ تھے۔

ابا میاںؒ نے اس دور میں اولاد کو دینی علوم سے آراستہ کرانے کا فیصلہ کیا جب کہ کم وبیش ہر شخص اپنی اولاد کو انگریزی پڑھانے کا خواہش مند تھا۔

داغ نے کیا خوب کہا ہے۔

بعد مدت کے یہ اے داغؔ سمجھ میں آیا　　وہی دانا ہے، کہا جس نے نہ مانا دل کا

اس لئے عالم کیلئے مسجد کی امامت، یا کسی دینی مدرسہ کی ملازمت یا کہیں کی خطابت زندگی کی معراج تھی، پھر عیش و آرام کو تجنا، سرکاری منصب و وجاہت کے دروازے اپنے اوپر بندھ رکھنا، یہ وہ کٹھن مراحل تھے جن سے ہندوستان میں برطانوی سامراج میں ایک عالم کا گذرنا ناگزیر تھا ایسے ناساز گار حالات میں ارباب عزیمت نے اپنی اولاد کے لئے یہ راستہ اختیار کیا، ان حوصلہ مند ارباب صدق وصفا میں ابا میاںؒ بھی تھے، یہ ان کا اخلاص وحسن عمل تھا کہ ان کے اس اقدام سے اپنوں اور غیروں سب کو فائدہ پہنچا جب تک ان کی آنکھوں میں دم اور ہاتھ میں قلم رہا اولاد پر خرچ کیا کتابیں نقل کر کے دیں۔ جب آنکھیں پڑھنے لکھنے کے لائق نہ رہیں، گھر بیٹھ رہے، اپنے توکل واخلاص کو کبھی مجروح نہیں کیا، انہیں زندگی میں اگر کسی امر کا افسوس رہا تو اس امر کا رہا کہ وہ اپنے دو چھوٹے بیٹوں محمد عبدالعظیم عرف مظفر لطیف اور محمد عبدالرحمٰن عرف غضنفر میاں کو عالم نہ بنا سکے، لیکن نِيَّةُ الْمُومِنِ خير من عمله، مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے، ان کا ارادہ انہیں بھی عالم بنانے کا تھا لیکن انہیں موقعہ نہ مل سکا اس لئے ان کا اجر کہیں نہیں گیا (مظفر لطیف تو اللہ کو پیارے ہو گئے، غضنفر میاں ان شاء اللہ دینی علوم کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں الرحیم اکیڈمی کے نام سے ان کا ایک اشاعتی ادارہ ہے جس سے سینکڑوں نادر علمی تصانیف شائع کر کے اہل علم میں قبول عام حاصل کر رہے ہیں)۔

یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ انہوں نے اپنی زندگی میں دیکھا کہ ان کا سب سے بڑا بیٹا مدرس، مصنف اور وقت کا نامور عالم بنا، جس کی تصنیفی وتدریسی خدمات سے علمی دنیا کو فائدہ پہنچا، جس نے اردو عربی میں نہایت مفید تالیفات کیں، بعض اہم علمی گتھیوں کو سلجھایا، تاریخی حقائق سے پردہ اٹھایا، ہندوستان اور اسلامی دنیا کے نامور اہل علم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنیؒ، مفتی مہدی حسن شاہجہانپوریؒ، عبد الفتاح ابو غدہؒ نے ان کی تحقیقات سے فائدہ اٹھایا اور ان کی علمی تحقیقات سے بیرونی دنیا کو روشناس کرایا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں سب کو صاحب اولاد کیا ان کا سلسلہ بہت پھیلا، ان کی اولاد کے علوم

میں بھی برکت رکھی، انہیں اہم موضوعات پر لکھنے اور نئی تحقیقات پیش کرنے کی توفیق بخشی، ان کے پوتا پوتیوں نواسے نواسیوں کی اولاد میں بہت حافظ ہیں، ایسے خوش نصیب خانوادے ہندوستان و پاکستان میں انگلیوں پر شمار کئے جاسکتے ہیں اور پھر ان کی اولادوں میں یہ سلسلہ جاری ہے اس میں عالم بھی بن رہے ہیں، اور جدید علوم سے بھی بہرہ ور ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس میں مزید اضافہ فرمائے۔ (آمین)

کلمة طيبة كشجر ة طيبة اصلها	ایک بات ستھری، جیسے ایک درخت ستھرا، اس کی جڑ
ثا بت و فر عها فی السماء تو ء تی	مضبوط ہے، اور ٹہنی آسمان میں لاتا ہے پھل دیتا ہے
ا كلها كل حين با ذن ر بها	وقت پر اپنے رب کے حکم سے۔

(آیت ۲۴/۲۵ سورۃ ابراہیم)

ان کا حسن عمل اس امر کا مصداق ہے، ذ لک فضل الله یو تیه من یشاء و الله و اسع علیم (آیت ۵۴ سورۃ مائدۃ) یہ اس کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اللہ وسیع ذرائع کا مالک ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

زندگی میں تین کام :۔ ان کے اوقات زندگی بہت منضبط تھے وہ وقت ضائع کرنا نہیں جانتے تھے، زندگی میں ان کے تین ہی کام تھے، ۱۔ دکان پر سوداگری، ۲۔ کتابت، ۳۔ اور اللہ اللہ کرنا، فضول کاموں سے بچتے، بے کار باتوں سے گریز کرتے تھے، دکان پر ہر قسم کے لوگ آتے رہتے تھے، ایک بار بعض کیمیا کے شوقین اور مہوس بھی آئے، انہوں نے سونا بنانے کے نسخے بتائے یقین تو نہ آیا لیکن ان کے کہنے سے دو چار نسخے آزمائے، کامیابی کے آثار نہ پائے، چھوڑ دیا فرماتے تھے۔

حرص وطمع سہ حرف دارد و ہر سہ تہی، حرص وطمع میں تین حرف ہیں، اور تینوں نقطوں سے خالی ہیں، حرص وطمع سے کبھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

جوانی میں پان کھاتے اور حقہ پیتے تھے، فرماتے تھے دانت پان کھانے سے جلدی گرے، گورے چٹے تھے، پان ان پر خوب کھلتا تھا، بدن سڈول تھا، شیروانی کرتا پہنتے خوب سجتا تھا چلتے تیز تھے اور ان کی زبان ذکر اللہ سے تر رہتی تھی۔

اہلیہ کا انتقال:۔ اماں بی بہت نیک خدمت گذار وخدا رسیدہ خاتون تھیں بھری گود خالی ہوجاتی، جوان بیٹی مرجاتی، ان کے صبر کا دامن نہیں چھوٹتا ہر حال میں شاکر رہتی، چولھے ہانڈی اور گھر کے کام کاج کر کے نماز روزہ کرتی تھیں اس میں ان کی زندگی پوری ہوگئی، ۱۹۴۹ء کے آخر میں جب دیوبند سے آیا تو دیکھا بیماری سے سوکھ کر کانٹا ہوگئی تھیں، تھوڑے دنوں میں حالت غیر ہوگئی جانکنی کے وقت سرہانے بیٹھے سورہ یسین سنا رہا تھا۔ جب میں آیت شریفہ ''سلام قولا من رب الرحیم'' ترجمہ رب رحیم کی طرف سے ان کو سلام کہا گیا ہے، پر پہنچا روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، یہی ان کے حسن خاتمہ کی دلیل ہے ان کی قبولیت کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے کیا جاسکتا ہے۔

ایک مرتبہ بستی نظام الدین (دہلی) سے تبلیغی جماعت جے پور آئی اس نے ہمارے چوک میں تقریر کی میواتیوں کی تقریر بہت سادہ دل پذیر ہوتی ہے وہ دل سے نکلتی اور دل میں اترتی ہے۔

اماں بی ان کی تقریر سے متاثر ہوئیں ان کے منہ سے بیساختہ نکلا اے اللہ جب مروں یہ نیک بندے میری نماز جنازہ پڑھیں مجھے کندھا دیں۔

عجیب حسن اتفاق ہے ۱۹۴۹ء میں جب انتقال ہوا۔ وہی تبلیغی جماعت ہندوستان سے آکر مکی مسجد کراچی میں ٹھہری ہوئی تھی، انہیں اطلاع کی گئی، نماز جنازہ وتدفین میں شریک رہی میوہ شاہ قبرستان کراچی کے دھوبی گھاٹ کی طرف قبرستان میں انہیں دفن کیا گیا تھا، اللہ کی شان ہے آج مزار کا نام ونشان بھی نہیں ہے، جس جگہ دفن کیا گیا تھا، وہاں مکان تعمیر ہوچکا ہے۔

کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام	ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہوجانے والی ہے اور صرف تیرے رب جلیل وکریم
(سورۂ الرحمٰن آیت ۲۷)	ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

بر مزار ما غریباں نے چراغاں نہ گلے

نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

بے گناہوں کی اسی کوچہ میں مٹی ہے خراب

داد خواہوں کو یہاں زیست سے ملتا ہے جواب

وفات:۔ ابا میاں ۱۷ ارجمادی الاولیٰ ۱۳۷۳ھ کو میری سب سے بڑی ہمشیرہ عائشہ آپا سے ملنے بہار کالونی گئے شام ہوگئی انہوں نے کھانے پر اصرار کیا کھانا تناول کیا، رات گئے پی اینڈ ٹی کالونی آئے طبیعت خراب ہوئی علاج کے لئے عرض کیا گیا، آمادگی ظاہر نہ فرمائی۔ لیٹے رہے ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۵۴ء کو جب کاروان عمر غالباً اٹھترویں منزل طے کر رہا تھا، قبیل مغرب حالت بگڑی اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

ابا میاں کا ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۳ء تک شو مارکیٹ لارنس روڈ پر لکشمی نواس مینشن میں قیام رہا تھا، قریب ہی گاڑی احاطہ میں ایک چھوٹی سی مسجد الانہ تھی پھر وہ دوبارہ کئی منزلہ بنائی گئی اس مسجد میں پنجگانہ نمازیں جماعت سے پڑھتے تھے، امام وموذن اور پابندی سے مسجد میں آنے والے نمازی انہیں جانتے تھے، اس مسجد میں ایک مجذوب بھی پانچ وقت کی نماز جماعت سے پڑھتا تھا، اس کا جذب بھی عجیب تھا ہمہ وقت طاری رہتا تھا، جو کہتا تھا وہ سمجھ میں نہیں آتا تھا، لیکن امام کی تکبیر تحریمہ پر اس کا جذب ختم ہوتا اور سلام امام کے بعد اس کا جذب شروع ہو جاتا تھا نماز جنازہ سے قبل دیکھا کہ امام وموذن اور مقتدی اور یہ مجذوب، پی اینڈ ٹی میں جہاں جنازہ تیار تھا، آئے نماز جنازہ میں شرکت کی گذری کے قبرستان میں تدفین تک شریک رہے مگر اس عرصہ میں اس مجذوب پر خاموشی طاری رہی بعد تدفین اس کا جذب پھر عود کر آیا، اور ایک ہی رٹ زبان پر جاری تھی، کامیاب گیا کامیاب گیا گذری کے پہاڑی قبرستان میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر دفن کئے گئے، قبر پر نہ کوئی لوح ہے اور نہ کتبہ لیکن مزار آج تک محفوظ ہے۔(۱)

---

(۱) گورکن بھی صاحب قبر کا منتظر تھا، پوچھا گیا" کس کا انتظار ہے "، کہنے لگا کہ مجھے ایک عرصہ دراز گذرا کہ میں یہاں قبریں کھودتا ہوں یہ سارا پہاڑی علاقہ ہے، یہاں کی زمین انتھائی سنگلاخ پتھریلی ہے اور بہت دیر میں ایک قبر کھد کر تیار ہوتی ہے لیکن اس قبر کو جب میں نے کھودنا شروع کیا تو بغیر کسی زحمت کے کھودتا چلا گیا، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مٹی از خود اوپر آرہی ہے۔ اس لئے میں بھی صاحب قبر کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اللھم اغفرله و ارحمه و انت خير الراحمين۔ غضنفر عفی عنہ

کتب خانہ واساتذۂ فن کی مشقوں اور وصلیوں کا ذخیرہ:۔ انہوں نے اپنی اولاد کو عالم ہی نہیں بنایا ان کی علمی سرگرمیوں کی بقاء وترقی کے لئے ناسازگار حالات میں بھی اردو عربی وفارسی کی نادر واہم کتابیں فراہم کیں، بعض قلمی نسخے خریدے، بعض کتابیں خود نقل کر کے ان کے علمی تشنگی کو دور کیا چنانچہ موصوف نے توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار مؤلف محمد بن اسماعیل الامیر المتوفی ۱۱۸۲ھ کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ نسخہ اپنے بیٹے محمد عبد الرشید کے لئے نقل کیا ہے۔

خود چونکہ خوشنویس، ناشر وصاحب مطبع تھے، ذوق علمی ونظر وسیع تھی، اس لئے بہترین مطبعوں اور نامور خوشنویسوں کی لکھی ہوئی، اچھے کاغذ پر چھپی ہوئی کتابیں جمع کی تھیں، ہندوستان کے قدیم ومشہور ترین مطابع میں مصطفیٰ خان بن روشن خان حنفی کے مطبع مصطفائی لکھنوء اور ان کے برادر خورد عبد الرحمن خان کے مطبع نظامی کانپور کی مطبوعات کو منشی نولکشور کی مطبوعات کے مقابلہ میں زیادہ پسند کرتے تھے، آگرہ کے مطابع میں مفید عام پریس آگرہ کی مطبوعات کی تعریف کرتے تھے، جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے۔

مفید عام پریس آگرہ کا اچھا ہے　　　کہ ہند میں چھپائی کا یاں شہرہ ہے۔

رعد پریس کانپور کی چھپی ہوئی کتابوں کے بھی دلدادہ تھے، دلی کے قدیم مطابع میں مطبع العلوم دہلی، مطبع امو جان اور عبد الاحد کے مطبع مجتبائی کی شائع کی ہوئی کتابوں کی قدر کرتے تھے، مطبع مجتبائی میرٹھ کی شائع شدہ کتابوں کو دل سے چاہتے تھے، اس لئے کہ ان کے یہاں اچھے کاتب اور نامور خوشنویس کاپی لکھتے تھے، تصحیح کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا، کاغذ، چھپائی اور سرورق قابل دید ہوتا تھا، ایسی کتابیں کیوں مرغوب خاطر نہ ہوں۔

کتاب ایسی نہ کیوں ہو دل کو مرغوب　　　خط نسخ اچھا تو نستعلیق تھا خوب

یہ ذخیرہ کتب کم وبیش ہر فن کی کتابوں پر مشتمل تھا، اور اتنا زیادہ ذخیرہ تھا کہ میں نے جے پور میں کسی کے یہاں ذاتی ذخائر کتب میں نہیں دیکھا یہ کتب خانہ مولانا نعمانی کے تصرف میں رہا اور صحیح معنی میں انہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا، آنکھیں بنوانے کے بعد ابا میاںؒ جب لکھنے پڑھنے کے لائق نہیں رہے کسی

سے کچھ نہیں کہا، نہایت خاموشی سے گھر بیٹھ رہے، مظفر میاں سے چھوٹا موٹا دھندہ کرایا وہی ان کی روزی کا حیلہ ہو گیا، یہ اس کی سعادت مندی تھی کہ یہ ان کی خدمت کرتا رہا انہوں نے ساری عمر کھلایا تھا وہ بہت غیرت مند تھے ان کی طبیعت پر اس کی یہ خدمت بھی گراں تھی۔

بقول ناسخ ان کی یہ حالت تھی۔

وہ تو کیا مرتا ہے بس غیرت سے مرا جاتا ہوں میں۔

آخری ایام میں ان کے پاس نقد کچھ نہ تھا مکان وسامان جے پور میں رہ گیا تھا، یہاں ایک کتب خانہ اور اساتذۂ فن خوشنویسوں کی وصلیوں اور مشقوں کا نادر ذخیرہ ہی عمر بھر کا سرمایہ تھا، بڑے لڑکے سب عالم اور برسر کار تھے گو آمدنی زیادہ نہ تھی لیکن ان کی گذر بسر ہوتی تھی، وہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے اپنے ذوق کے مطابق کتابوں کا کچھ نہ کچھ ذخیرہ کیا ہے، ان کا ذوق علمی ہے یہ احتیاج کے مطابق آج نہیں کل کتب خانہ بنالیں گے اب انہیں ان کتابوں کی چنداں احتیاج نہیں، (الحمد للہ آج ہر ایک کے پاس اپنی ضروریات کے مطابق نہایت عمدہ کتب خانہ موجود ہے) انہوں نے اپنا سارا علمی ذخیرہ مظفر میاں کو دے دیا، یہ علم سے محروم رہا ہے، تو ان کے علمی سرمایہ سے کیوں محروم رہے، اس نے خدمت کی اس کا صلہ بھی انہوں نے اسے اپنی زندگی میں دے دیا، اس نے رفتہ رفتہ پورا ذخیرہ فروخت کر دیا جس کی بیشتر کتابیں آج نیشنل لائبریری کراچی میں موجود ہیں اور وصلیاں وقطعات نیشنل میوزیم کراچی کی زینت ہیں۔ (۱)

اولاد واحفاد:۔ ابا میاں کے پہلے چار لڑکیاں ہوئیں، اور پانچ لڑکے اور درمیان کے اللہ کو پیارے ہو گئے سب سے بڑی عائشہ آپا، دوسری حاجرہ آپا تیسری قریشی آپا اور چوتھی رقیہ آپا تھی محمد عبد الرشید نعمانی موصوف میرے بڑے بھائی ہیں۔ ۱۸؍ذی العقدہ ۱۳۳۲ھ بمطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۱۵ء میں محلہ بساطیان میں پیدا ہوئے، میں نے انہیں شیروانی پہنے اور عربی کی موٹی موٹی کتابیں اٹھائے مدرسہ تعلیم الاسلام جاتے دیکھا ہے ان کے سرہانے کتابوں کی الماری اور صندوق رکھے ہوئے تھے، انہیں جب دیکھا کتاب پڑھتے اور کتابیں الٹ پلٹ کرتے جھاڑتے دیکھا کھانا کھا کر بستر پر جاتے تو بھی سرہانے سے کتاب اٹھاتے اور

---

(۱) مظفر بھائی کے بقول کچھ وصلیاں لاہور میوزیم میں منتقل ہوگئی ہیں۔

لیٹے لیٹے کتاب پڑھتے رہتے ، جب نیند کا غلبہ ہوتا کتاب تکیہ کے پاس رکھتے اور سو رہتے ، میں نے اپنے خاندان میں ان سے زیادہ پڑھنے کا شوقین اور کتابوں کا رسیا نہیں دیکھا۔

اس دور میں انہیں اسماعیل بن اسحاق القاضی المتوفی ۲۸۲ھ کا مثیل پایا، جس کے متعلق ابوھفان عبداللہ بن احمد المتوفی ۲۵۷ھ کا بیان ہے۔

اما اسماعیل بن اسحا ق فانی مادخلت الیه الاّ رأیته ینظر فی کتاب او یقلب کتباًاو یقضها۔	لیکن اسماعیل بن اسحاق کے پاس جب بھی میں آیا انہیں کتاب دیکھتے یا کتابیں الٹتے پلٹتے یا جھاڑتے دیکھا۔

ہروقت ان کے منہ سے کتاب لگی رہتی تھی چنانچہ نوعمری میں آنکھوں پر زور پڑا اور ان کے عینک چڑھی، ساری عمر لکھا پڑھا اور پڑھایا اس لئے انہیں اصلاح کی کبھی حاجت نہیں ہوئی، اردو عربی دونوں زبانیں خوب لکھتے تھے مطالعہ نہایت وسیع تھا، جس موضوع پر قلم اٹھاتے تھے، خوب داد تحقیق دیتے تھے ۱۹۳۳ء میں مولوی فاضل و ۱۹۳۴ء میں منشی فاضل کیا، لیکن ان امتحانات سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی، ۱۹۳۴ء میں ندوۃ العلماء لکھنوء میں رہ کر شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان سے ترمذی پڑھی اور خصوصی استفادہ کیا جوانی ۱۹۳۷ء میں کمانے کا خیال ہوا تو گھر میں نہ کہا کہ اجازت نہ ملتی بریلی کا رستہ لیا۔ مجھے یاد ہے سہ پہر سے گھر میں کھسر پھسر ہونے لگی، آپا بی (میری خالہ) حافظ جی ابا، ابا میاںؒ اور اماں بی کی نیندیں اڑگئیں، پڑھے لکھے تھے، ہشیاری کی، اسٹیشن سے خط ڈاک میں ڈالا کہ میں بریلی مولانا یٰسین کے مدرسہ میں جارہا ہوں دوسرے دن خط ملا تو دھوم مچی کہ بریلی گئے ہیں۔

۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۳۸ء دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن میں دفتر معجم المصنفین سے وابستہ ہوئے اور چار برس اس میں کام کیا ۱۹۴۰ء میں شادی ہوئی ۱۹۴۲ء کے اواخر میں ندوۃ المصنفین دہلی میں لغات القرآن لکھنا شروع کی ۱۹۴۵ء کے اواخر میں ایک سال تبلیغ کے سلسلے میں بستی نظام الدین میں قیام رہا اگست ۱۹۴۶ء میں جے پور آگئے اور یہیں لغات القرآن لکھتے رہے غالباً اکتوبر ۱۹۴۷ء میں کراچی پاکستان آئے، یہاں مولانا محمد صادق صاحب سندھی المتوفی ۱۹۵۳ء کے مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کے کتب خانہ کی

فہرست مرتب کی ۱۹۴۹ء میں دارالعلوم ٹنڈو الٰہ یار سے وابستہ ہو گئے اور یہاں ۱۹۵۰ء تک تدریسی خدمات انجام دیں، ۱۹۵۵ء میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے مدرسہ اسلامیہ (جامعۃ العلوم الاسلامیہ) میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے ۱۹۶۲ء میں یہاں سے ماہنامہ رسالۂ بینات نکلا ۱۹۶۳ء میں الجامعۃ الاسلامیہ بہاولپور کی یونیورسٹی بننے کے بعد نائب شیخ الحدیث کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا۔ آخر میں شیخ التفسیر اور صدر شعبہ ہو کر ۱۶ ستمبر ۱۹۷۶ء میں اس منصب سے سبکدوش ہوئے، پھر مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے مدرسہ سے وابستہ ہو گئے اب یہاں تخصص کے طلبہ کے نگران اعلیٰ کے فرائض انجام دیتے رہے اور تحقیقی مقالات کی نگراں رہے، اور تین بار حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے پہلی مرتبہ پھر ۱۹۷۹ء میں اہلیہ کے ہمراہ حج کیا۔ ۱۹۴۵ء میں حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ سے بیعت ہوئے، سلوک وارشاد کا سلسلہ بھی موصوف سے قائم ہے، ان کی وجہ سے خاندان میں بدعات ورسوم کا خاتمہ ہوا عقائد درست ہوئے، جے پور میں تبلیغ کا کام شروع ہوا تدریسی خدمات کی وجہ سے پاکستان میں ان کے تلامذہ کا ایک وسیع سلسلہ پایا جاتا ہے۔ علمی و تحقیقی خدمات نہایت وسیع ومتنوع ہیں، اس دور میں موصوف سلف کی یادگار تھے، میرے مربی ومحسن اور استاد و باپ کی جگہ تھے، بعض علوم اصول حدیث ورجال حدیث، طبقات حنفیہ میں ان کی نظیر پاکستان میں مشکل ہی سے مل سکے گی، اللہ تعالیٰ نے موصوف کی ذات سے امت کو زیادہ فائدہ پہنچایا۔

اولاد:۔ دو لڑکے محمد عبدالمعید و محمد عبدالشہید اور تین لڑکیاں امۃ الرحمٰن، امۃ اللہ اور امۃ الرحیم ہیں محمد عبدالمعید نے ۱۹۶۹ء میں عین شباب کے عالم میں انتقال کیا بہت ہی نیک باادب ماں باپ کا خدمت گذار صالح اور سخی تھا، سب سے چھوٹی بیٹی امۃ الرحیم کا بھی جوانی میں انتقال ہوا۔

عبدالشہید سلمہ کراچی میں پیدا ہوا، قرآن مجید حفظ کیا درجہ رابعہ تک نیوٹاؤن کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی، بھائی صاحب کے بہاولپور منتقل ہونے کے بعد مفتی فاروق رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں پڑھا پھر شاہ ولی اللہ کالج منصورہ سے امتیازی درجات کے ساتھ مولوی، مولوی عالم اور مولوی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔

کراچی یونیورسٹی کے شعبہ عربی سے بی۔ اے آنرز اور ایم۔ اے امتیاز کے ساتھ کیا بعد میں اسی

شعبہ سے پی ۔ایچ ۔ڈی کیا اور جامعۃ الریاض سعودی عرب سے الدبلوم العالی حاصل کیا ۱۹۷۳ء سے کراچی یونیورسٹی کے شعبہ عربی میں تدریس سے وابستہ ہے متعدد مرتبہ صدر شعبہ کے فرائض انجام دیئے ہیں ۔متعدد کتابوں کے مؤلف ہیں اور شیخ زاید اسلامک سینٹر کے ڈائریکٹر بھی رہے ہیں اب موصوف ڈین فیکلٹی آف آرٹس کراچی یونیورسٹی کے عہدہ پر فائز ہیں حضرت نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز وخلیفہ ہیں ۔(۱)

مولانا نعمانی کی دوصاحبزادیاں امۃ الرحیم اور امۃ اللہ بھی حافظ قرآن ہیں امۃ الرحیم مرحومہ نے کینیڈا میں متعدد بچیوں کو قرآن مجید پڑھایا امۃ اللہ بھی امریکہ کے شہر بفیلو میں ڈاکٹر اسماعیل کے قائم کردہ دینی مدرسہ میں فی سبیل اللہ قرآن مجید پڑھاتی ہے۔

بھائی صاحب کے دامادوں میں ڈاکٹر محمد احمد قمر پی ۔ایچ ۔ڈی اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل ہیں رابطہ عالم اسلامی میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے ہیں اور ایک عرصہ سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں ان کا ایک بیٹا عبدالقاہر قمر بھی پی ۔ایچ ۔ڈی ہے۔

دیگر دامادوں میں ضیاء خورشید چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہیں اور پروفیسر شمیم احمد فلسفہ نفسیات اور اسلامیات میں ایم ۔اے ہیں اور کیڈٹ کالج پٹارو سے صدر شعبہ اسلامیات کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں ۔اس وقت بفیلو کے دینی مدرسہ میں استاد اور مہتمم کتب خانہ ہیں ڈاکٹر اسماعیل صاحب سے ان کو اجازت بیعت بھی حاصل ہے۔

تالیفات :۔ (۱) اردو میں لغات القرآن ۔(۲) امام ابن ماجہ اور علم حدیث ۔(۳) یزید کی شخصیت اہل سنت کی نظر میں ۔(۴) شہداء کربلا پر افتراء ۔(۵) قصاص عثمانؓ اور حضرت علیؓ ۔(۶) ناصبیت تحقیق

(۱) محمد عبدالشہید کی تین لڑکیاں اور چار لڑکے ہیں ماشاء اللہ لڑکے لڑکیاں سب حافظ ہیں تینوں لڑکیاں مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات کی فاضل ہیں ۔سب سے چھوٹی لڑکی مدرسہ میں بھی ہے لڑکوں میں سب سے بڑا عبدالحمید نبیل شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی میں لیکچرار ہے عبدالمجید بلال کراچی یونیورسٹی میں امام وخطیب ہے عبدالوحید حارث نے انگلش میں ڈبل ایم ۔اے اور اسلامیات میں ایم ۔اے کیا ہے قرآن مجید بہت عمدہ پڑھتا ہے، انگریزی کا بہترین شاعر ہے اس وقت فاسٹ یونیورسٹی میں انگریزی کا استاد ہے سب سے چھوٹا عبدالمعید انٹر کر رہا ہے اور ایک دینی مدرسہ میں زیر تعلیم ہے ۔(غضنفر عفی عنہ)

کے بھیس میں ۔(۷)تبصرہ بر المدخل فی اصول الحدیث للحاکم النیشاپوریؒ ۔(۱)عربی میں، ما تمس الیه الحاجه لمن یطالع سنن ابن ماجه (اب یہ کتاب بیروت سے الامام ابن ماجه و کتابه السنن کے نام سے شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تحقیقات کے ساتھ شائع ہوئی ہے)، مکانة الامام ابی حنیفه فی الحدیث ،مقدمہ کتاب التعلیم تالیف امام مسعود بن شیبہ سندھی پر عربی مقدمہ وتعلیقات، دراسات اللبیب فی الاسوة الحسنته با لحبیب تالیف ملا معین سندھی، ذب ذبابات الدراسات عن المذاهب الاربعة المتناسبات تالیف مخدوم عبدللطیف سندھیؒ۔

محمد عبدالعلیم ندوی عرف آغا میاں :۔موصوف میرے بڑے بھائی ہیں ۷/دسمبر ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے لڑکپن سے انہیں کشتی وکبوتر بازی کا شوق رہا ہے، ابا میاں نے انہیں سورت ڈابھیل بھیجا ،جب علم سے لگاؤ ہوا تو ندوۃ العلماء لکھنوء میں شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان ٹونکیؒ کی خدمت میں پہنچایا ان کی زیر تربیت رہ کر ندوۃ العلماء میں پڑھا اسی نسبت سے ندوی لکھتے ہیں ۱۹۴۰ء میں اورنٹیل کالج لاہور سے مولوی فاضل کیا ۱۹۴۱ء میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن میں دفتر معجم المصنفین میں کام کیا ۱۹۴۲ء میں شادی کی، اورجے پور میں جواہرات کا بیوپار کیا ۱۹۴۹ء میں کراچی آئے، یہاں ایک اسکول میں پڑھایا، اور ابن الجزریؒ کی کتاب الحصن الحصین کا قول متین کے نام سے اردو میں ترجمہ وشرح جسے ماصح المطابع نور محمد کارخانہ تجارت کتب نے شائع کیا، میں موصوف حیدرآباد سندھ منتقل ہوگئے ،لطیف آباد میں قیام کیا۔تاریخ انتقال ۲۹ ستمبر ۱۹۸۷ء۔

ان کے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، سب سے بڑا لڑکا محمد عبدالمقیت ہے اس نے اردوادب میں پی۔ایچ۔ڈی کیا، ہمارے خاندان میں اردوادب میں یہ پہلا پی۔ایچ۔ڈی ہے کراچی میں سندھ مسلم کالج میں لیکچرار رہا اور مختلف مراتب پر فائز ہوکر ریٹائر ہوا اس نے حیدرآباد سندھ سے ایک اردو ماہنامہ نکالا تھا جو

---

(۱) یہ سب کتابیں الحمدللہ الرحیم اکیڈمی سے شائع ہوچکی ہیں۔اس کے علاوہ الامام ابن ماجہ وکتابہ السنن تالیف نعمانی کو شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے اپنے مقدمہ وتحقیق کے ساتھ بیروت سے شائع کیا، یہ بھی عکسی الرحیم اکیڈمی کراچی سے شائع ہوگئی ہے، علاوہ ازیں مکانة الامام ابی حنیفه فی الحدیث بھی شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تحقیق کے اور مصنف کے مزید اضافہ کے ساتھ الرحیم اکیڈمی سے شائع ہوگئی ہے، اور مقالات محدث نعمانی بھی ان شاءاللہ عنقریب شائع ہوجائینگے۔غفنفر عفی عنہ

اس کے ادبی ذوق کا آئینہ دار ہے اس کے دو تین شمارے ہی شائع ہوئے بس اور ان کی ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے اور یہ دونوں امریکہ میں مقیم ہیں۔

محمد عبدالودود:۔ جے پور میں ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ بمطابق ۱۵ مئی ۱۹۴۷ء کو پیدا ہوا۔ حافظ قرآن ہے اس نے ایم۔اے کیا اور بینک میں آفسر ہے ۱۹۸۰ء میں شادی ہوئی اس کی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔

محمد عبدالوارث:۔ یہ بھی حافظ ہے۔ اس نے بی۔کام کیا بینک میں ملازم ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد جرمنی چلا گیا وہیں شادی کی اور آباد ہو گیا۔

محمد عبدالمغیث:۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۶۰ء کو پیدا ہوئے۔ حافظ ہے ایم۔بی۔بی ایس ڈاکٹر ہے آغا بھائی نے لڑکوں کی اس طرح تربیت کی ہے کہ عبدالودود نے مڈل کے ساتھ حفظ کی بھی تکمیل کر لی۔ عبدالوارث اور عبدالمغیث نے جس سال میٹرک کیا اس سال قرآن مجید بھی پورا حفظ کیا۔ خاندان میں یہ امتیاز انہی کے لڑکوں کو حاصل ہے۔ لڑکیوں میں بڑی لڑکی عذرا نے بی۔اے کیا ہے نظام الدین سے اس کی شادی ہوئی ہے اور صاحب اولاد ہے۔

محمد عبدالحلیم عرف اچھے میاں:۔ ۶ر اپریل ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوا، ابتداء میں حافظ جی ابا نے قرآن مجید کے ابتدائی تین پارے یاد کرائے ۱۹۳۶ء میں دکان سنبھالی اور تجارت کی، ۱۹۴۰ء میں حیدر آباد دکن چلا گیا غالباً ۱۹۴۱ء میں مدرسہ نظامیہ حیدر آباد میں پڑھنے کے لئے بٹھایا گیا ۱۹۴۲ء میں حیدر آباد سے جے پور آیا ۱۹۴۲ء میں منشی کیا پھر مدرسہ تعلیم الاسلام میں عربی پڑھی شوال ۱۳۶۳ھ ستمبر ۱۹۴۳ء میں دارالعلوم دیوبند بھیجا گیا یہاں پڑھتا رہا ۱۹۴۷ء میں کراچی آ گیا ۱۲ر ستمبر ۱۹۴۸ء میں دارالعلوم دیوبند گیا اور موقوف علیہ اور دورہ کیا شعبان ۱۳۶۳ھ مئی ۱۹۴۹ء میں کراچی آیا۔ ریڈیو پاکستان کراچی میں مولانا احتشام الحق تھانویؒ کے یہاں تفسیر قرآن میں معاون کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔

کچھ عرصہ آل پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی میں ریسرچ اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر ۱۹۵۵ء میں لیاقت نیشنل لائبریری سے وابستہ ہوا۔ اور یہاں کم وبیش چودہ برس کام کیا، اپریل ۱۹۶۸ء میں اورنٹیل کٹیلاگر کی حیثیت سے کتب خانہ جامعہ کراچی میں کام کیا اور ترقی کر کے اسسٹنٹ لائبریرین ہوا۔ نومبر ۱۹۷۷ء سے بیرو یونیورسٹی کانو میں سینئر لائبریرین کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔

۱۹۵۳ ء میں میٹرک کیا، ۱۹۵۷ء میں مولوی فاضل کیا ۱۹۶۷ء میں جامعہ کراچی سے اسلامیات میں ایم ۔اے کیا۔ ۱۹۷۱ء میں جامعہ کراچی سے علم کتب خانہ میں ایم ۔اے کیا، ۱۹۸۱ء میں اسلامی کتب خانوں کے موضوع پر اسی جامعہ سے پی ۔ایچ ۔ڈی کیا۔

۱۹۵۷ء سے معارف اعظم گڈھ اور دیگر علمی رسائل میں مقالات لکھ رہا ہوں، ۱۹۵۷ء میں حیات وحید الزماں لکھی۔

۱۹۵۸ء میں تحفۃ الاخیاء ترجمہ مشارق الانوار کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا۔

۱۹۵۹ء میں نصیحۃ المسلمین مؤلف مولانا خرم علی بلہوریؒ کو از سر نو ترتیب دیا۔

۱۹۶۳ء میں عجالۂ نافعہ کا اردو ترجمہ اور اس کی شرح فوائد جامعہ کے نام سے لکھی۔

۱۹۷۲ء میں البضاعۃ المزجاۃ لمن یطالع المرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ لکھی جو مکتبہ امدادیہ ملتان سے شائع ہوئی یہ عربی میں ہے۔

اس دوران تذکرۃ الخلیل کی ترتیب نو کی۔

۱۹۶۱ء میں الاتقان فی علوم القرآن کے ترجمہ پر نظر ثانی اور مقدمہ لکھا۔

پہلی شادی ۱۹۴۰ء میں ہوئی تھی لیکن اس کا انتقال ہو گیا دوسری شادی ۲۷ رذوالحجہ ۱۳۷۲ھ بمطابق ۲۸ راگست ۱۹۵۴ء میں کی جس سے چار لڑکے اور آٹھ لڑکیاں ہیں۔

۱۔ محمد الاول، یہ حافظ ہے۔

۲۔ محمد الثانی، یہ بھی حافظ ہے جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی میں دورۂ حدیث تک تکمیل کر کے اول پوزیشن حاصل کی، بعد ازیں تخصص فی الحدیث مولانا نعمانیؒ کی نگرانی میں کیا اور ممتاز رہا، بعد ازیں سندھ یونیورسٹی

سے پی ۔ ایچ ۔ ڈی کیا۔ اور اب تک دسیوں تحقیقی مقالات جو مختلف رسائل میں طبع ہوئے، اور متعدد کتابیں بھی تصنیف کر چکا ہے۔ جس پر کئی بار صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا ہے اور مسلسل روزنامہ جنگ میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں، اردو یونیورسٹی کراچی میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدہ پر فائز ہیں اور متعدد اہل علم ان کی زیرنگرانی پی۔ ایچ۔ ڈی کر چکے ہیں۔

۳۔ محمود۔ یہ بھی حافظ اور عربی میں ادیب فاضل اور ایم ۔ اے ہے اور ڈیفنس اسکول ڈی ۔ ایچ میں پڑھاتا ہے۔

۴۔ حماد۔ اس نے بھی انٹر کیا ہے۔

۵۔ حبیبہ۔ یہ حافظ ہے۔ اس کی شادی مولانا نعیم الدین صدیقیؒ مشیر امور مذہبی جامعہ کراچی سے ہوئی، یہ صاحب اولاد ہے۔

۶۔ بشریٰ یہ بھی حافظ ہے اس کی شادی مولانا عبدالحلیم خان ناظم کتب خانہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی سے ہوئی ہے، یہ بھی ماشاءاللہ صاحب اولاد ہے۔

۷۔ شاکرہ۔ یہ بھی حافظ قرآن ہے اس کی شادی شکیل احمد خاں سے ہوئی ہے اور صاحب اولاد ہے۔

۸۔ سلمہ بھی حافظ ہے۔ اس کی بھی شادی ہو چکی ہے اور صاحب اولاد ہے۔

۹۔ ذکیہ۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہے۔ یہ بھی شادی شدہ ہے۔

۱۰۔ راشدہ۔ یہ بھی ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہے۔

۱۱۔ سلمہ، ۱۲۔ نقیہ، ۱۳۔ صفیہ۔ ان کی شادی عظیم الدین سے ہوئی ہے مدرسہ عائشہ کی فاضلہ اور ایم ۔ اے ہے۔

محمد عبدالعظیم عرف مظفر میاں:۔ میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ یہ ۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے ابتداء میں چھوٹی موٹی تجارت کی ۱۹۴۷ء میں پاکستان آگئے سٹی پوسٹ آفس کراچی میں ملازمت کی اور ۱۹۸۰ء میں اس سے سبکدوش ہو گئے، ۱۹۴۹ء میں میٹرک کیا، اور ادیب کا امتحان دیا۔ ۱۹۵۴ء میں شادی کی ماشاءاللہ صاحب اولاد ہیں، نیک وصالح ہیں، ۱۳۰۲ھ میں مکتبہ اہل سنۃ وجماعۃ کراچی ۱۹ قائم کیا

اس سے حسب ذیل کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہیں۔

ا۔شہداء کربلا پر افتراء از مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ۔

۲۔یزید کی شخصیت۔

۳۔کتاب الآثار لامام ابی حنیفہؒ۔

۴۔قصاص عثمانؓ اور حضرت علیؓ۔

۵۔کریما۔جلی و خفی، اردو منظوم ترجمہ، اور انگریزی ترجمہ۔

۶۔یزید علماء دیوبند کی نظر میں، از ڈاکٹر قاری محمد ضیاء الحق۔اب یہ تمام کتابیں الرحیم اکیڈیمی سے شائع ہوگئی ہیں۔

اولاد:۔ (۱) سعیدہ۔(۲) احمد مرحوم۔(۳) محمد عبدالواسع۔(۴) محمد عبدالرافع۔(۵) محمد عبدالنافع۔ (۶) عفت ناہید۔(۷) محمد عبدالجامع عرف طارق۔(۸) محمد عبدالصانع عرف شارق۔(۹) شازیہ۔ (۱۰) مبشرہ۔(۱۱) محمد عبدالمنیر۔(۱۲) محمد عبدالوالی عرف فیصل۔(۱۳) امۃ اللطیف عرف حناء۔(۱۴) محمد عبدالمتعالی، عرف نعمان۔(۱۵) میمونہ عرف ثناء۔

محمد عبدالرحمٰن غضنفر:۔ یہ میرے سب سے چھوٹے بھائی ہیں ۱۹۳۶ء میں پیدا ہوئے عربی فارسی مدارس عربیہ میں پڑھی لیکن تکمیل نہیں کی۔ابتداء میں تجارت کی پھر پوسٹ آفس میں ملازمت اختیار کی بعدازاں سعودی عرب میں کسی کمپنی میں ملازم ہو کر چلے گئے وہاں تین سال کام کیا۔اسی اثناء میں عمرے اور حج کئے، یہ ہرفن مولیٰ ہیں اردو فارسی میں شعر کہتے ہیں، موٹر رکشہ بھی چلاتے رہے ہیں، کسی کو تعویذ درکار ہوں تو اس سے بھی دریغ نہیں فرماتے ہیں۔ہومیو پیتھ ڈاکٹر بھی مستند ہیں کوئی بیمار ہو تو علاج معالجہ میں بھی انہیں پس و پیش نہیں ہے کتابیں جمع کرنے کا شوق ہے آج کل علمی و دینی ترقی اور اپنی آخرت کی بہتری کی خاطر دینی کتابیں شائع کرتے ہیں اور شب و روز اس میں سرگرم عمل ہیں۔چنانچہ ایک کثیر رقم سے الرحیم اکیڈمی یعنی (دارالنشرۃ العلمیہ) قائم کی ہے۔آدمی باغ و بہار ہیں، جتنی دیر آپ ان کے پاس بیٹھیں گے

حضرت مولانا حیدر حسن خان ٹونکیؒ:۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلفاء میں سے تھے، حاجی امداد اللہؒ نے انہیں جو سند خلافت عطا کی تھی وہ مطبوعہ تھی، اس کی فوٹو کاپی ہدیہ ناظرین ہے، حضرت مولانا حیدر حسن خان ٹونکیؒ بھی اپنے خلفاء کو یہی سند دیتے تھے چنانچہ مولانا نعمانیؒ کو دی تھی، اس پر مولانا حیدر حسن خانؒ کے دستخط بھی موجود ہیں، یہ میں نے مولانا نعمانیؒ کے پاس دیکھی تھی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی امداد اللہؒ ہجرت کے بعد اس طرح کی مطبوعہ سند خلافت واجازت اپنے خلفاء کو دیا کرتے تھے، یہ سلسلہ مکہ مکرمہ میں شروع کیا تھا، اس لئے کہ وہاں شامی اہل علم حضرات ان سے وابستہ تھے ان کی وجہ سے حضرت نے اجازت نامہ عربی میں چھپوایا تھا اسی وجہ سے اس نوع کا مطبوعہ خلافت نامہ تذکرۃ الخلیل میں نظر سے نہیں گزرا۔ اس اجازت نامہ کی فوٹو کاپی ہدیہ ناظرین ہے۔(۱)

---

(۱) ان کا تذکرہ نقوش ''شخصیات نمبر'' لاہور ۱۹۵۴ ص ۱۹۸ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ابا میاں محمد عبد الرحیم خاطر رحمہ اللہ سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں شرف بیعت رکھتے تھے اور سلوک کی تکمیل مولانا حکیم محمد ابراہیم خان رُوحی ٹونکی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶ فروری ۱۹۳۴ء) سے کی تھی۔ ابا میاں ان کے خلیفۂ مجاز تھے لیکن کسی کو بیعت نہیں کیا اور اس میں اخفاء ایسا کیا تھا کہ قریبی حضرات کو بھی اس کا علم نہ تھا۔

سلسلہ طریقت حسب ذیل ہے:۔

محمد عبد الرحیم خاطر، حضرت مولانا محمد ابراہیم خان رُوحی، حضرت شاہ محمد علی، حضرت شاہ سکندر علی، حضرت غلام محمد شاہ کشمیری عرف مسکین شاہ، حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی، حضرت شاہ فخر الدین دہلوی، حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی، حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

خلافت نامہ

الٰہی عاقبت برادر دینی مسمّیٰ شیخ عبدالرحیم صاحب را بالخیر والعافیۃ بادب النبی وآلہ الاٰ مجاد بحق رب العباد و نیز برادر دینی شیخ موصوف را اجازت بیعت دادم کما اجاز نا شیخنا و مرشدنا مولانا محمد علیشاہ قدس سرہ العزیز باید کہ شیخ موصوف حسب توفیق الٰہی پابند شریعت وصوم وصلوٰۃ مدام باشند و معروف باشاعت واعلاء کلمہ اللہ تعالیٰ خود را دانند۔ فقط والسلام

العبد

محمد ابراہیم عفی عنہ روحی چشتی نظامی

بقلم خود

شجرۂ چشتیہ معینہ نظامیہ فخریہ نیازیہ مسکینیہ منظومہ مجید اللہ خاں صاحب متخلص بخاور، جیل پریس (ریاست) جھالاواڑہ، ۱۳۳۰ھ (۱۹۰۰ء) ص ۹ تذکرہ روحی میں الہام الدین خان نے اس شجرہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اس لئے ہم نے اس کا یہاں ذکر کیا ہے۔

الحمد للہ والمنۃ کہ بہنگام محمود و آوان مسعود حسب الارشاد پیر و مرشد

حضرت مولوی محمد علی شاہ صاحب

این شجرہ المسمی بہ

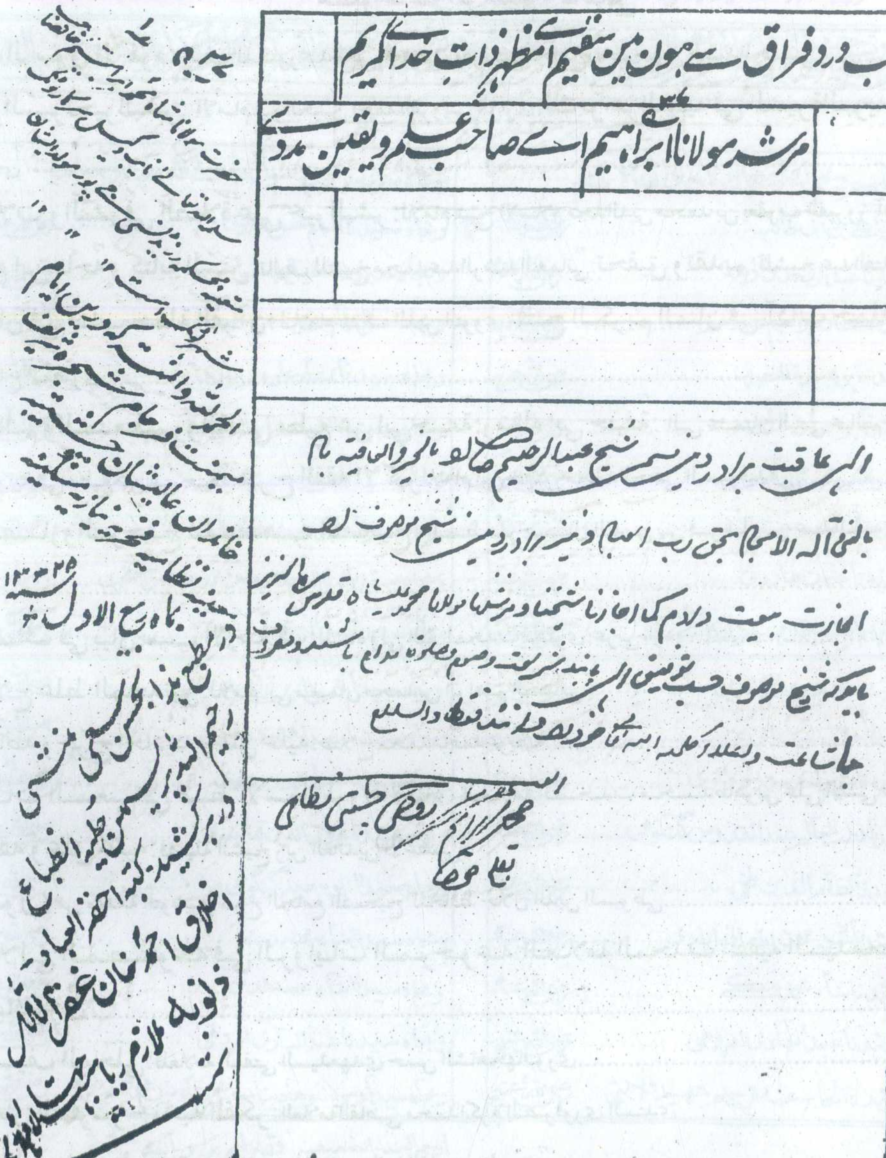
شجرۂ چشتیہ معینیہ نظامیہ فخریہ نیازیہ مسکینیہ

منظومہ محمد مجید اللہ خان صاحب خلف

صاحبزادہ الحشتی صالح محمد خان صاحب مرحوم المتخلص بہ خاور

در مطبع محمدی سرکار ٹونک باہتمام غالب علیخان مہتمم مطبوع شد

مولانا محمد ابراہیم روحی ٹونکی رحمہ اللہ کا اجازت نامہ خلافت مجاز کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔



اب درد فراق سے ہوں میں سقیم اے مظہر ذات خدا کریم

مرشد مولانا ابراہیم اے صاحب علم و یقین مدد کن

الہی عاقبت برادر دینی مسمی شیخ عبدالرحیم صانہ اللہ بالخیر والعافیہ باد
بالنبی آلہ الامجاد بحق رب العباد و نیز برادر دینی شیخ موصوف را
اجازت بیعت دادم کما اجازنا شیخنا و مرشدنا مولانا محمد علی شاہ قدس سرہ العزیز
باید کہ شیخ موصوف حسب توفیق الہی پابند شریعت و صوم و صلوٰۃ مداوم باشند و معروف
... فقط والسلام

محمد ابراہیم روحی چشتی نظامی

(۱) مولانا حکیم محمد ابراہیم روحی کی وفات ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ / بمطابق ۲۶ فروری ۱۹۳۴ء کو ہوئی۔ ان کا مزار شریف بھی بھیرہ (ٹونک) اپنے شیخ مولانا محمد علی شاہ کی درگاہ شریف کے چبوترے پر ہی ہے۔ خورشید روحی" کے تعارف کے ذیل میں صفحہ ۱۶۷ و ۱۶۸ پر دو قطعات جناب منشی عبدالرحیم صاحب خوشنویس جے پوری متخلص بہ خاطر نے لکھے ہیں۔ (تذکرہ روحی ص: ۱۲-۱۳، طبع ٹونک، راجستان، رجب المرجب ۱۳۹۶ھ / جون ۱۹۷۶ء۔

مطبوعات الرحيم اكادمی

(١)أسوة الرسول الاکرم: تالیف الدکتورعبدالحی العارفیؒ، تعریب وتخریج: اخترحسن السیدالحسینی............ ٢٠٠/

(٢)او جز السّیرلخیر البشر: الامام ابوالحسن احمدالقزوینی الرازیؒ: الجواهر السنیه فی السیرةالنبویه: للامام تقی الدین محمدالفاسیؒ.. ٣٠/

(٣)الصّلات والبُشرفی الصلاة علی خیر البشر: للامام شیخ الاسلام مجدالدین محمد بن یعقوب الفیروز آبادیؒ.......... ١٥٠/

(٤)الامام ابن ماجهؒ وکتابه السّنن: تالیف للشیخ محمدعبدالرشیدالنعمانیؒ: تحقیق وتقدیم: للشیخ عبدالفتاح ابوغدهؒ.... ٤٠٠/

(٥)التّبیان فی آداب حملة القرآن: للامام شرف الدین النوویؒ: فتح الکریم المنان فی آداب حملةالقرآن: المقری الکبیرالضبّاع المصری.. ٤٠/

(٦)العالم والمتعلم روايةابي مطيع عن ابي حنيفةؒ: رساله ابی حنیفةؒ: الیٰ عثمان البتی عالم اهل البصرة الفقه الاکبر: روایة ابی مطیع عن ابی حنیفةؒ: شرح الفقه الاکبر للامام ابی منصورمحمدالحنفی السمرقندیؒ............. ٣٠/

(٧)الانتصاروالترجیح للمذهب الصحیح: المظفرجمال الدین بن فرغل بن عبداللّٰه البغدادی سبط ابن الجوزیؒ.. ٣٠/

(٨) الانصاف في بيان سبب الاختلاف: للشاه ولی الله المحدث دهلویؒ. عربی، اردو.................. ٦٠/

(٩) إصلاح غلط المحدثين: للامام ابی سلیمان محمدبن ابراهیم الخطّابیؒ:
شرّح الفاظه وخرّج احادیثه وعلّق علیه: صلاح محمدمحمدعویضه.................. ٦٠/

(١٠) کتاب المغنی في ضبط الاسماء لرواةالانباء: العلامة المحدث محمدطاهربن علی الفتنی صاحب مجمع بحار الانوار حققه وعلق علیه: فضیلة الشیخ زین العابدین الاعظمیؒ.
ومعه (فصول) من مقدمة التوشیح شرح الجامع الصحیح: للحافظ جلال الدین السیوطیؒ.................. ٢٥٠/

(١١)اللآلی المصنوعه فی الروایات المرجوعه: العلامة المحدث الفقیه السیدمحمدمهدی حسن الشاهجهانفوریؒ.. ٤٠/

(١٢) السیف المجُلّی: للعلامه المفتی السیدمهدی حسن الشاهجهانبوریؒ.................. ٣٠/

(١٣)إمعان النظرشرح نخبة الفکر: العلامةالقاضی محمداکرم النصرفوری السندیؒ
خرّج نصوصه وقدّم له: الدکتورابوسعیدغلام مصطفیٰ القاسمی السندیؒ.................. ٢٥٠/

(١٤)اصول التخريج ودراسة الاسانيد: الدکتورمحمدالطحان.................. ١٨٠/

(١٥) الوجيزفی اصول الفقه: الدکتوروهبة الزحیلی.................. ١٢٠/

(١٦) المدخل فی اصول الحدیث: للحاکم النیشابوری، تبصره بر المدخل علامه محدث محمدعبدالرشید النعمانیؒ.......... ١٠٠/

(١٧) المقصود: منسوبةالیٰ الامام ابی حنیفة نعمان بن ثابتؒ،
ومتن البناومتن التصریف العزی: کلهم فی التصریف للعلامه ابي الفضائل ابراهیم بن عبدالوهاب الجرجانیؒ.......... ٣٠/

یا رب الکریم وشوق الفیاض

شجرۂ مبارکہ حضرات صابریہ چشتیہ قدس اللہ اسرارہم و افاض علینا برکاتہم و فیوضاتہم و نفعنا ببرکاتہم و بشفاعتہم و کراماتہم آمین یا اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک اللہم و بحمدک اسئلک باسمک اللہ الاعظم .... و بجاہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ....

و بجاہ سیدنا علی بن ابی طالب .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا امام حسن بصری .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا عبد الواحد بن زید .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا فضیل بن عیاض .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا سلطان ابراہیم بن ادھم .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا حذیفہ مرعشی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا ابو ہبیرۃ البصری .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا ممشاد علو دینوری .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا ابو اسحاق شامی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا ابی احمد ابدال چشتی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا ابو محمد محترم .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا ابو یوسف چشتی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا مودود چشتی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا حاجی شریف زندنی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا عثمان ہاردنی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا امام الطریقۃ معین الدین حسن سجزی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا قطب الدین بختیار کاکے .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا فرید الدین شکر گنج .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا مخدوم علاؤ الدین صابر .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا شمس الدین ترک پانی پتی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا جلال الدین پانی پتی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا عبد الحق ردولوی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا شیخ احمد ردولوی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا شیخ محمد ردولوی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا قطب العالم عبد القدوس گنگوہی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا جلال الدین تھانیسری .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا نظام الدین بلخی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا ابو سعید گنگوہی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا شیخ محب اللہ الہ آبادی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا شاہ محمدی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا شاہ محمد مکی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا شاہ عضد الدین .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا عبد الہادی امروہی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا عبد الباری امروہی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا الحاج عبد الرحیم شہید ولایتی .... رضی اللہ عنہ

و بجاہ سیدنا و مولانا و ہادینا مبا لجی شاہ نور محمد جھنجھانوی .... رضی اللہ عنہ

ارحم العبد الضعیف فقیر امداد اللہ چشتی

والاخ العزیز خلیل احمد حسن وارزقہما محبتک و معرفتک و حظاً وافراً من برکاتہم و کمالاتہم و زدہما ذوقاً و شوقاً الی لقائک یا ارحم الراحمین

صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ و بارک وسلم

شاہا ز کرم برمن درویش نگر	بر حال من خستۂ دلریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو	بر من منگر بر کرم خویش نگر

قد طبع فی المطبع المجتبائی بمکۃ المعظمۃ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً

حضرت مولانا قدیر بخش بدایونیؒ

مولانا قدیر بخش بن حافظ بخش بدایونیؒ ایک علمی خانوادہ کے چشم و چراغ تھے دراز ہاتھ اور دراز قد تھے، شریفوں کا پہناوا شیروانی میں ملبوس رہتے تھے۔ ان کے والد مولانا عبد المقتدر بدایونیؒ کے شاگرد تھے، مولانا قدیر بخش بدایونی نے تکمیل علوم کے بعد شمس العلوم بدایون میں ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۳ء تک معقولات و منقولات بڑھائیں، جب کے مسلمانوں میں اس زمانہ میں عربی لکھنے پڑھنے والے طالبعلم بہت کم ہوتے تھے مولانا ہدایت علی رام پوریؒ نے ان کا تقرر جون ۱۹۲۴ء سے مدرسہ تعلیم الاسلام میں پچاس روپے ماہوار پر کیا(۱)، ۱۹۵۴ء تک یہاں پڑھایا، اور افتاء کی خدمت انجام دی، استعداد اچھی تھی ہر کتاب پڑھایا کرتے تھے، مرنجان مرنج بزرگ تھے، انہیں عزت و احترام سے دیکھا جاتا تھا، بدایون مکتب خیال کے تھے، لیکن داعی نہیں تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کے زمانے میں جے پور میں کبھی مذھبی خلفشار نہیں ہوا، اہلحدیث ضرور اپنے مذہب کی طرف دعوت دیتے تھے، حقیقت الفقہ ان کی علمی سرگرمی کی معراج تھی، مؤلف کتاب براہ راست عربی کتابوں سے استفادہ سے قاصر تھے، اردو ترجموں سے نقل کر کے لکھتے رہتے تھے، اور مولانا نعمانی ان کی سرکوبی کرتے رہتے تھے۔

مولانا نے ۶۵ برس پڑھایا، اور ۲۶ برس جے پور میں افتاء کی خدمت انجام دی، اور یہ مفتی اعظم راجستھان تھے، پھر پاکستان میں حیدر آباد سندھ آئے، یہیں انتقال ہوا، اور یہیں مدفون ہیں۔

تقرر نامہ کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۱) مولانا رامپوریؒ نے مولانا قدیر بخش کو جو تنخواہ کا مراسلہ تحریر کیا ہے اس میں انہیں ضیاء العلماء کے نام سے یاد کیا ہے۔

مراسلہ از دفتر دار العلوم شمس العلوم بدایوں (یوپی)

نشان مراسلہ ......872...... مؤرخہ ۱۱- اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء

بخدمت جناب مولانا مولوی مفتی محمد قدیر بخش صاحب مدرس دوم مدرسہ شمس العلوم بدایوں

منجانب مہتمم صاحب مدرسہ شمس العلوم بدایوں

عنوان: منظوری رخصت بغرض روانگی جے پور اور صداقت نامہ کارگزاری

جناب مکرم۔ السلام علیکم

آپ کی رخصت مستدعیہ امسال بغرض روانگی جے پور منظور کی جاتی ہے، نیز یہ کہ آپ نے ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۳ء تک مدرسہ کی جو شاندار خدمات انجام دی ہیں اور جس محنت سے جملہ فنون معقولات و منقولات و مذہبیات متوسطات و منتہیات کی تعلیم دی ہے اُس پر آپکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

مجھے اعتراف ہے کہ آپ نے اپنے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی و قابلیت سے ادا کیا اور کبھی طلبہ کو کسی شکایت کا موقعہ نہ دیا۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ واپسی پر پھر اپنے قدیم مدرسہ کو عزت بخشیں گے۔

دستخط مہتمم دار العلوم

محمد [illegible] مہتمم مدرسہ شمس العلوم

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضیلت پناہ لیاقت دستگاہ ضیاء العلماء مولوی قدیر بخش ولد مولوی حافظ بخش زاد علمہ و فضلہ

آپ کا تقرر مدرسہ تعلیم الاسلام سوائی جے پور مین تاریخ ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق یوم شنبہ مطابق ۲۱ جون ۱۹۲۴ عیسوی سے بحیثیت صدر المدرسین و معلم علوم عربیہ بمشاہرہ پچاس روپیہ ماہوار سکہ کلدار کیا گیا ہے۔ مدرسہ بلا کسی خاص ایسی شکایت کے جس سے تعلیمی یا انتظامی معاملات مین خرابی واقع ہو آپکو کم از کم ایک سال تک علحدہ نہین کریگا۔ اور آپ بھی اس میعاد مقررہ سے قبل بشرطیکہ آپ کے ساتھ خلاف ورزی معاہدہ مدرسہ کیطرف سے ظہور مین نہ آئے ملازمت مدرسہ سے علحدگی اختیار نہ کر سکین گے۔ اس مدت معہودہ کے بعد اگر آپ مستعفی ہونا چاہین گے تو تین ماہ قبل مہتمم مدرسہ کو اطلاع دینی ہوگی۔

امید ہے کہ آپ اپنا کار متعلقہ دیانت داری اور مستعدی سے انجام دیتے رہین گے۔ لھذا یہ پروانہ تقرری آپکو دیا جاتا ہے۔ سنداً اپنے پاس رکھین۔ فقط۔

دستخط مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام جے پور

خادم [illegible]

(۱۸) مرأة النحو، المعروف بالضريری: للشيخ ابوالحسن القهندزیؒ،

تسهيل وتزئين وتقديم، فضيلة الشيخ محمدانور البدخشانی.. /۴۰

(۱۹) الآجرومية فی النحو: الامام ابوعبدالله محمدبن داؤد الصنهاجی النحوی:

حاشية الآجرومية. بقلم عبدالرحمن بن محمدقاسم... /۴۰

(۲۰) الهدايةفی النحو: مع اضافات وترتيب جديد وتمرينات ومشكول.. /۱۵۰

(۲۱) التسهيل شرح ابن عقيل: الجزء الاوّل.. /۱۵۰

(۲۲) هداية النحو. تصحيح وتعليق السيدقاسم الحسينی۔ جديد كمبيوتر.. /۴۰

(۲۲) حلاوة الفم بذكر جوامع الكلم: للعلامة مخدوم محمدهاشم التتوی السندی، تقديم: الدكتور محمدادريس سومرو تحقيق

وتخريج: مولاناسليم الله محمدقاسم سومرو: نفحات من الفصاحة النبويه: الدكتورمحمدعبدالشهيد النعمانی........ /۱۵۰

(۲۳) جامع الصّلوات ومجمع السّعادات فی الصّلوٰة علی سيدالسّادات: للشيخ يوسف بن اسماعيل النبهانی....... /۱۲۰

(۲۵) تذكرة الطالب المعلم بمن يقال أنّه مخضرم: والتبيين لاسماء المدلسين: والاغتباط بمن رمی بالاختلاف،

الثلاثة تأليف الامام الحافظ برهان الدين ابي اسحاق ابراهيم بن محمداين خليل سبط ابن العجيمیؒ ...... /۱۰۰

(۲۶) شرح الوقايه: للامام الفقيه الاصولی صدر الشريعةعبيدالله بن مسعود المحبوبی الحنفی المتوفی ۷۴۷ھ

ومعه منتهی النقايه علی شرح الوقاية: الدكتورصلاح محمدابو الحاج جزء اوّل ۱، ۲، ۳ جزء الثانی ۴، ۵.......... /۱۲۰۰

(۲۷) شرح نخبة: نزهة النظرفی توضيح نخبة الفكرفی مصطلح اهل الاثر: الدكتورنور الدين عتر.................... /۸۰

(۲۸) شروط الائمة الخمسة: والستة: وخصائص المسندمسندالامام احمدؒ. المصعدالاحمدفی ختم مسند

الاحمد. رسالةابي داؤدالسجستانیؒ فی وصف تاليفه الكتاب السنن. تعطير الانفاس بذكرسندار كماس.

والافصاح عن حكم الاكراه فی الطلاق والنكاح تقديم وتعليق: للعلامه زاهدالكوثریؒ........................ ۹۰

(۲۹) طبقات المدلسين: لابن حجر العسقلانی. اسماء المدلسين. للسيوطیؒ.

تحقيق وتقديم الدكتورمحمد زينهم محمد بن عزب.. /۵۰

(۳۰) كتاب الآثار. للامام الاعظم ابي حنيفة نعمان بن ثابتؒ: رواية: الامام الربانی محمدبن حسن الشيبانیؒ. التعليق

المختارعلی كتاب الآثار: للعلامةقيام الدين عبدالباری فرنگی محلی الايثاربمعرفة رواة الآثار: لابن حجر العسقلانیؒ تقديم

وتحشيه العلامةالمحدث محمدعبدالرشيدالنعمانی.. /۱۵۰

(۳۱) مكانةالامام ابی حنيفةؒ فی الحديث: تاليف: الشيخ محمدعبدالرشيدالنعمانیؒ. اعتنی به. الشيخ عبدالفتاح ابوغدةؒ...... /۲۰۰

(۳۲) منية الالمعی فيمافات من تخريج الهداية للزيلعیؒ للعلامه الحافظ قاسم بن قطلوبغا. رسالة المتكلم فيهم بمالايوجب

ردهم الامام الحافظ ابی عبدالله محمدشمس الدين الذهبیؒ.. /۴۰

(۳۳) شرح منلامسكين: معين الدين محمدبن عبدالله الهرویؒ المتوفی ۹۵۴ھ، علی كنز الدقائق فی فروع الحنفية: لحافظ

الدّين ابی البركات النسفیؒ المتوفی ۷۱۰ھ اعتنی به وضبطه وصححه: محمدعمر الدّمياطی.